جسمین مفصل حال تاریخی عہد سلطنت حضرت سلطانعالم

واجد علی شاہ بادشاہ اودھ سے تا زمانۂ وزارت مصنوعی وجبری

مرزا برجیس قدر و حالات زمانۂ غدر

مسطور ہین

حسب ایماے صاحب والاشان جناب ہنری الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنر جنرل بہادر کشور ہند تالیف فرمایا گیا

مطبع نامی منشی نولکشور مقام لکھنؤ محلہ حضرت گنج مین چھپی

CONTENTS OF THE HISTORY OF OUDH, VOLUME II.

فہرست مضامین و تذکرہاے تواریخ اودھ جلد دوم

——:o:——

——:o:——

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوسرا جلوس حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ کے بیان میں

الغرض جب نواب امین الدولہ نے حسب دستور کرنیل رچمنڈ صاحب رزیڈنٹ بہادر کو خبر انتقال جنت مکان پہونچائی تب صاحب موصوف مع ڈاکٹر لوگن صاحب نواب کے ساتھ داخل محلسرا ہوئے بادشاہ کی نعش پر آئے نوروز علی خان نے دوشالہ منہ پر سے اوٹھا دیا [illegible] کو کسطرح حکا نقشہ ڈاکٹر صاحب کو ہوا صاحبات محل میں شور قیامت برپا تھا صاحب نے تاسف نوروز علیخاں سے فرمایا کہ جناب عالیہ سے عرض کرو کہ یہ وقت مقام صبر ہے پھر وہاں سے گلستان ارم میں آکر بیٹھے جب حضرت سلطان عالم کو یہ خبر وحشت اثر پہونچی سنتے ہی عجیب حالت بیقراری سے برآمد ہوے دونوں طرف خواص ہاتھ تھامے ہوے متصل [illegible] چشم حق بین سے جاری تھے بیقراری دمبدم بڑھتی جاتی تھی اسی حال سے [illegible] کو میں آکر بیٹھے مصاحبان خاص سب البتہ حاضر تھے ہر چند قطب الدولہ نے چاہا کہ کسطرح سے صورت اتا قرار گریہ دیکھا ہو چکا لیکن رتبہ و دبدبے سے جرات عرض [illegible] اس عرصہ میں

امیر الدولہ میر مہدی علی خاں نے عرض کیا کہ حسب دستور کپتان بالکس صاحب اتہال کو آگئے ہیں
ملازمین ہر طرف اپنے مقام پر کمربستہ جلو سواری حاضر ہوے —

حسب اتفاق و سعادت یہ مولف کتاب بھی بسلام مہاونی نہدیا وہیں گیا تھا بمجرد سننے اس
خبر کے وہاں سے جلد چلا تا کہ تصدیق و تکذیب خبر معلوم ہو جاے جسوقت لوہے کے پل پر پہونچا دیکھا کہ
جابجا لوگ باتیں کر رہے ہیں جب قریب مکان ظفر الدولہ کے پہونچا اور جیلی گارد سے گذر آگے
بڑھا یا ٹھہرا اور جابجا امرا اور اہل دولت کی سواریاں خالی کھڑی دیکھیں اوسی وقت مجھے یقین ہوا
اور ارادہ کیا کہ وزیر اعظم کے پاس جا کر صورت جلوس شاہی دیکھنا چاہیے جب بارہ دری کے
پھاٹک پر آیا پھاٹک بند دیکھا اور باہر دو رویہ سوار اردلی تیرے صاحب کے کھڑے ہوے
پاے اس عرصے میں اوسی ہجوم عام میں سے ایک شخص نے مجھے متوسل انگریز جان کر کہا
کہ ہمارے نواب صاحب نے فرمایا ہے کہ صاحب رزیڈنٹ سے عرض کیجیے میں سب طرح سے حاضر ہوں
اگر آپ مجھے مستحق وراثت جانتے ہیں تو مجھے میرے حق سے اسوقت محروم نہ کیجیے تو جہانتک
تک صورت معاملہ ٹھہرے تم قبول کر لینا میں نے اوس سے کہا کون سے نواب نے یہ پیام
بھیجا ہے اور میں کون ہوں جو واسطہ دار ایسے امر عظیم کا ہوں اس عرصے میں سوار دین کے
گھوڑا بھڑکے لوگ ادھر کے ادھر ہو گئے میں بھی تلوار سے جھپٹ کر کھڑا ہو رہا اور وہ شخص
کافور ہو گیا میں سمجھا غالب ہے کہ وہی مستحق ہونگے مگر سبحان اللہ باوصف اس انتظام صاحبان
عالیشان کے صاحب اولو العزم ایسی طمع خام سے ہاتھ نہیں اوٹھاتے فی الحقیقت اگر
خوف حکام عالیشان نہ ہوتا تو مثل مقدمات شاہجہان آباد یہاں بھی مستحق اور غیر مستحق
دونوں تصور نہ کرتے —

القصہ میں دروازے سے نا امید ہو کر دوسرے پھاٹک شرقی پر گیا وہ بھی پھاٹک بند تھا ایک
چپراسی دیوان عام نے مجھ سے کہا کہ آپ کو میں بحکم نواب لوہے کے پل تک ڈھونڈھ آیا
پھر اوسے دریافت کیا راستے بھی پھاٹک نہ کھلا اس عرصے میں مہاراج بالکشن کی سواری
آئی تھی پھاٹک کھلا میں بھی داخل ہوا اور فرش پر نواب صاحب ممدوح مرزا ولیعہد کے پاس
آگئے تھے بارہ دری کی کھڑکیاں اندر کی طرف کھلی ہوئی تھیں ادھر مقیم الدولہ و میر عنایت علی رسالدار کو ساتھ لیا

اور پھر کھڑکی کو بند کرا دیا کہ کوئی نہ آئے جب گلستان ارم میں گیا دیکھا کہ کرنل رچمنڈ صاحب اور ڈاکٹر کو
و کرنل ولکاکس صاحب ایک اور صاحب بھی مہمان رزیڈنٹ کھڑے ہیں مہاراجہ بالکرشن سودہ
فرمان جلوس بڑے صاحب کو سنا رہے ہیں یعنی بدولت و اقبال نے باعانت و امداد آنریبل
سرکار کمپنی انگریز بہادر وراثت آبائی پر تخت سلطنت کے جلوس کیا دوسری طرف مصلح السلطنت
احتشام الدولہ حیدر حسین خان شرف الدولہ غلام رضا خان دوسری جانب مرزا وصی علی خان
حفیظ الدولہ مولوی میر باقر علی سفیر شاہی کھڑے ہیں بعد چند دقیقہ کے آمد آمد سواری بادشاہ
کی دھوم ہوئی اور دوربانوں سواری کا بہت غل و شور ہوا بڑے صاحب نے فرمایا کہ پلٹن [?]
اشتغال مچایا پھر اسی سے ولایتی تلوارے کر داب کمر سے لگائی اور صاحب بھی قریب نیچے سے
کھڑے ہوگئے جب بوجھ سواری زینے سے چڑھنے لگا کثرت ہمراہیوں سے جنگلہ آہنی
زینہ ٹوٹ کر گر پڑا کپتان ہالنگس صاحب پہلو سے بوجھتے قریب تھا کہ گر پڑیں جب بادشاہ
داخل کمرہ ہوئے بڑے صاحب سے معانقہ ہوا اور کمرہ وسطی میں جا کر بیٹھے اور دو دروازے
بند کر لیے کھڑے ہوئے ایک صاحب کے ہاتھ میں خاصدان بھی تھا ڈاکٹر صاحب نے صورت غیر ملکی
سمجھکر مجھسے پوچھا یہ دونوں غلام زنگی کون ہیں میں نے کہا انھیں پہچان رکھیے یہ پان خاص
شاہی عالم عمل علم موسیقی ہیں امیر الدولہ میر مہدی علی خان داخل کمرۂ خلوت ہوئے پھر نواب
علی نقی خان تسبیح در دست وظیفہ پڑھتے ہوئے کمرے میں چلے گئے باہر سیف الدولہ علی حسین خان
داروغہ دیوان خانہ ولیعہدی۔ نواب امین الدولہ نے اوسوقت نقت کم داشتن خیال
کرکے مجھسے فرمایا کہ تم نے میر مخلص حسین کو بھیجکر نواب معین الدولہ کو بلوایا ہے میں نے عرض کیا
اب یہ وقت عام ہے جسے چاہئے بلوائیے وہ وقت خاص گذر چکا پھر نواب نے مولوی محمد
خلیل الدین خان کو سمار کے ساتھ واسطے تجویز قطعہ بہشتین مقام قیصر [?]
احاطہ رسالہ چھاؤنی سواران منڈو خان میں بھیجا بعد ایک ساعت کے جانسن [?]
صاحب بریگیڈ چھاؤنی منڈیاؤں تشریف لائے فقط اونھیں کے آنے کی دیر [?]
انتظار تھا بڑے صاحب کمرے سے باہر آئے اور انھیں بھی کمرے میں لے گئے
بعد ایک بادشاہ تخت رواں پر سوار سوداسن [?] بارہ دری ہوکے چلے

کمرہ خاص مین جاکر موافق معمول دو رکعت نماز شکرانہ پڑھی عباے خاص بر دوش زینے سے تخت
پر کھڑے ہوے بڑے صاحب بھی برابر کھڑے ہوے جعد ولہ چھوٹی کشتی مین تاج شاہی
لائے بڑے صاحب نے اپنے ہاتھ تاج فرق مبارک پر رکھکر فرمایا بزبان انگریزی کہ آپ
واجد علی شاہ بادشاہ اودھ ہوے بعد اسکے بادشاہ نے چار زانو ہوکے تخت [illegible] شاہیا
بھی ہوتا سے جلوس فرمایا پہلے نواب نے نذر دی اُسکے بعد سبکی نذرین نواب نے اُٹھا لین
بڑے صاحب زیر تخت کرسی پر بیٹھے اور سب صاحبان عالیشان کھڑے رہے جو لازم تھے
انھون نے نذر دی بادشاہ نے پانچ اسم سادات حسنی دستخط فرمالے سامنے مبارکباد
کا غل ہوا ناچ ہونے لگا باندہ انگریزی بجنے لگا توپخانے سلامی سر ہوئی شہر مین شادی
ہوئی اوسوقت گھڑی مین دیکھا تو ساعت ۵ ۳ دقیقہ گذرے تھے بعد ایکساعت کے تخت
سے اترے ایک طرف بڑے صاحب دوسری طرف برگیڈیر تخت رواں تک لاکر رخصت ہوے

بادشاہ سوار ہوکے روشن چوکی بجتی ہوئی داخل محلسراے پہلو سے بارہ دری ہوے۔
صاحب رزیڈنٹ نے برگیڈیر کپتان لام صاحب جنکو حکم حفاظت پہرہ انگریزی
دیگر نواب امین الدولہ رخصت ہوکر سوار ہوے تھے چھاؤنی سے پانچ کمپنیان جو واسطے بندوبست کے
آئی تھین اونکو بدستور انعام دیکر رخصت کیا بدستور پہرہ انگریزیکا کرنل [illegible] علی خان کیوقت چلا آتا تھا
قریب دو پہر رات کے نواب امین الدولہ ڈیوڑھی [illegible] سے [illegible] خاص [illegible] جنت مکان
سے سرگذشت بیان کرکے پھر حاضر حضور بادشاہ ہوے راہ مین [illegible] علی خان نے خاصہ
طعام کو عرض کیا [illegible] اکبر علی [illegible] دیوانخانہ محلسرا کے دروازے پر کھڑے [illegible]
دو پہر [illegible] کو نذر [illegible] سے وہ [illegible] تھے [illegible] قرار [illegible] سے
معلوم ہوتا تھا [illegible] حکمت الدولہ [illegible] اوسوقت
[illegible] ایک ہنگامہ شور و غل کا برپا تھا نواب رخصت ہوکر محلسرا
[illegible] دولت [illegible] امین الدولہ [illegible]
[illegible] اوسوقت قریب [illegible] ساعت کے رات گذری ہوگی [illegible] ہوا اور
[illegible] اور [illegible] ہوتا تھا دروازہ دولت سے [illegible] تک [illegible]

سناٹے کا عالم تھا ہر قدم پر وحشت برستی تھی آور شہر سے کسیکی آواز بھی نہین آتی تھی حتے کہ کتون کی آواز بھی نہین سنائی دیتی تھی بہرکیف یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس طرف آبادی شہر نہین ہے اور آدمی کوئی راہ مین لہ ملا سوا ے ناکہ کے سپاہی کے اوستے تو البتہ لوگا غرض یہ آثار اور علامت حاکم وقت کے مرجانے سے ہوتے ہین اکثر نواب اور امرا ے جہلم کی جہت سے اپنے خیمے مین تھے مجھسے پرسان حال ہوے جو سانحہ گذرا تھا بیان کردیا۔

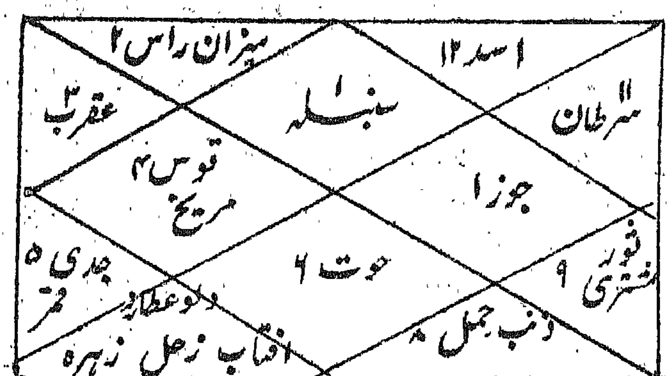
صبح روز یکشنبہ حاضر خدمت نواب ہوا دیکھا محاسرے وزارت مین نواب معین الدولہ سعید الدولہ اور اہل دربار متفرق بیٹھے ہین سُنا کہ بادشاہ نے صبح کو پھر تخت پر جلوس فرمایا تھا باقی شاہزادے اور امرا اور اہلکارون کی نذرین لین جب مرزا دارا سطوت نے نذر دی اونکی خردسالی اور یتیمی پر رحم فرما کے روئے جب دربار برخاست ہوا حاضرین تشئیع جنازے کو گئے، جب خبر دفن جنت مکان بادشاہ نے سُنی وقت عصر بادبہاری یعنی گاڑی پر سوار ہوکے بیقرباغ خاص سواری مین تھی شہنشاہ منزل مین تشریف لائے چار گھڑی رات گئے پھر آئے۔

جلوس روز سوم

القصہ روز دوشنبہ ۲۸ ماہ صفر تقریب سوم جنت مکان کی قبر پر ہوئی ارکان دولت شریک فاتحہ خوانی و روضہ خوانی تھے روز سہ شنبہ ۲۹ صفر کو بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا نواب امین الدولہ مہاراجہ وغیرہ اہلکاران سلطنت کو حسب معمول خلعت ملا باقی عملہ قدیم بدستور اپنے کاروبار مین مصروف ہوے الحمد ہمراحلی احسانہ قدر جیع الحق علی مکانہ بادشاہ معدلت پروری ودادرسی رعایا پر متوجہ ہوکے عدالت نوشیروانی کی سرسبزی خیال مبارک مین ہوئی خداوند عالم اپنے حفظ و حمایت مین رکھے اور توفیقات اعمال حسنات خیر و برکت جو موجب خوشنودی اور رضامندی خدا اور رسولؐ ہو عطا فرماتے کہ یہی شیوہ و طریقہ عدالت گستری ہے اور مکائد اعدا اور مخربان سلطنت سے محفوظ رکھے اور بصحت و باقبال عمر طبعی تک پہونچائے بحق محمدؐ وآلہ رعایا و برایا قریب و بعید پر لازم ہے کہ اپنے بادشاہ عادل حاکم وقت کے واسطے دعا سے غافل نہین

زائچہ مولود شاہی موافق استخراج اہل نجوم

تولد بادشاہ دہم شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ یکپاس روز برآمدہ ۱۲۳۷ھ ہجری مطابق ۱۸۲۱ء و ۱۲۲۹ف طالع وقت سنبلہ کوکب عطارد ۱۸۷۸ ساون سدی ۱۲ روز منگل ۵ گھڑی ۳۹ پل چھابچھتر ۳ گھڑی ۳۳ پل اندر جوگ



طالع وقت سنبلہ برج خاکی جنوبی ذوجسدین اوسکا کوکب عطارد برج دلو مین ۶ - خانہ محل وبال آفتاب اوسمین زہرہ زحل جمع ہے منسوبات ۶ - خانہ دشمن وجنگ وخوف و نفع وغلبۂ اعدا برج دلو برج مذکر بادی ۹ خانہ ثابت اوسکا کوکب زحل اپنے گھر بکمال قوت سے زحل قوت دشمن وافسونگری وحیلہ جوئی ودور غگوئی ومکاری اوسکی زحل آفتاب سے دشمن ہے لہذا اوستاد اتالیق بادشاہ ہی اوسکی دلیل یہ ہے کہ بادشاہ سے خصومت ہوا یک دوسرے کی مشارکت سے زہرہ کو زحل سے دوستی ہے عطارد کو آفتاب سے یہ چار دن کوکب ۶ خانے مین سخت ہوتے ہین دوسرے خانہ مین راس دلیل نقصان مالی مریخ ۴ خانہ مین اچھا نہین ذنب ۸ خانہ مین اچھا نہین قمر ۵ خانہ جدی مین خانہ دشمن و خانہ ہبوط قمر مشتری خوب ہے اگرچہ خانہ دشمن مین ہے واللہ اعلم یہ بڑا علم ہے مگر اس سے استخراج مشکل ہے یعنی اصل حقیقت نحوست وسعادت۔

اکثر ملازمین قدیم جدید کو خطاب شاہی ملا مقربان خاص حسب منشا ممتاز ہیں آیندہ امیدوار فضل و کرم سے شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا۔

الغرض ۱۵- دن تک طریق ملاحظہ کاغذ اور صورت دربار شاہی دستور زمان سابق باہی بعد اسکے شہنشاہ منزل مین تشریف رکھنا فرح بخش بیت السلطنت قدیم کو ذہن سمجھکر چھوڑنا منظور خاطر اقدس ہوا کسواسطے کہ وہان صحن وسیع اور لطافت ہوا زیادہ ہر چند لیفٹنٹ صاحب نے دوستانہ سمجھایا کہ اگر بدستور آباے کرام کے یہین تشریف رکھیے تو بہتر ہے اوسوقت بادشاہ نے فرمایا مجھے یہان کی ہوا ناموافق مزاج ہے اور یہ امر کچھ آپ کے خلاف بھی نہین - بعد اسکے اہل دربار اور شاہزادگان والا کو حکم ہوا کہ ہر اتوار کو صبح کے وقت دربار سب کوٹھی فرح بخش مین حاضر ہوا کرین مین بھی وقت خاص پہ آیا کرونگا -

خلاصہ یہ کہ ۹ بجے نواب امین الدولہ مہاراج مدبر الدولہ دبیر الدولہ اور اہل دفتر خاص در دولت پر دولتخانہ قدیم مین حاضر ہونے لگے وقت ملاحظہ کاغذ ہر ایک حاضر ہوتا تھا بعد دوپہر کے جب نوبت زوال شمسی پہنچتی تھی برخاست ہوتی تھی اسکے بعد صحبت خاص مقربان قدیم ہوتی تھی کئی دن تک سواری مین دو ترک سوار آگے صندوقچے لیکر چلتے تھے راہ مین جو مستغیث عرضی دیتا تھا صندوقچے مین داخل کر دیتے تھے وقت ملاحظہ کاغذ اوسپر حکم نوشیروانی مزین بہ تخط خاص ہوتا تھا اسکا نام مشغلۂ نوشیروانی رکھا تھا اہلکارون کو اس سے خوف اور رعایا کو باعث ازدیاد تقویت ہوتا تھا فی الحقیقت بہت خوب مشغلہ تھا اگر اسے قیام رہتا -

دوسرے ہفتہ کو روز سہ شنبہ کوٹھی رزیڈنسی مین صحبت چاے پانی ہوئی موافق معمول کے نواب علی نقی خان امیر الدولہ میر مہدی علیخان داخل زمرۂ کرسی نشینان ہوے وقت رخصت بڑے صاحب نے حسب سررشتہ ان دونون صاحبون کو ہار گوشہ اور عطر دیا

تفصیل اولاد و محلات بادشاہ

نواب خاص محل مخدرۂ عظمی سے

۱- خسرو مرتبت دارا شوکت نوشیروان قدر مرزا محمد علی حیدر بہادر رعد در مصرع -

۲- ابو الحسن فغفور جاہ خاقان حشم صاحب عالم مرزا محمد جاوید علی بہادر -

۳- ابو النصر کیوان قدر صاحب عالم مرزا ولیعہد محمد حامد علی بہادر -

۴۔ قمر قدر مرزا عابد علی بہادر۔

۵۔ آسمان جاہ مرزا کاظم علی بہادر نواب رشک عالم صاحبہ سے۔

۶۔ صاحب عالم مرزا علی مرزا خوش بخت بہادر۔ اختر محل

۷۔ جنرل فریدون قدر محمد ہزبر علی بہادر۔

۸۔ محمد علی۔ معشوق محل

۹۔ مرزا برجیس قدر۔ نواب حضرت محل

۱۰۔ قمر احسن مرزا۔ مہدی بیگم صاحبہ

۱۱۔ قمر قدر مرزا۔

۱۲۔ محمد عابد علی بہادر۔ فخر محل

۱۳۔ مرزا آسمان جاہ۔ رشک محل

۱۴۔ قمر احسن مرزا واجد محل

۱۵۔ قمر احمد مرزا حجاہ علی بہادر۔ معشوق محل

۱۶۔ مرزا محمد جوگی بہادر۔ جہان پناہ محل

۱۷۔ مرزا محمد جلال بہادر۔ صدر محل

۱۸۔ قمر حسین مرزا بابر بہادر۔ اکلیل محل

۱۹۔ بلند جاہ مرزا محمد عسکری بہادر۔ عیش محل

۲۰۔ مرزا کام بخش بہادر۔ الفت محل

۲۱۔ روشن گہر مرزا قائم علی بہادر۔ حور محل

۲۲۔ مرزا مسعود علی بہادر۔ شاہ نواز محل

۲۳۔ جہان پرور مرزا محمد کاظم علی بہادر۔ دل افروز محل

۲۴۔ فرخ مرزا ابو تراب بہادر۔ نونہال محل

۲۵۔ مبارک مرزا اعلی بہادر۔ ہمایوں محل

۲۶۔ اقبال جاہ مرزا محمد ہادی بہادر۔ تاباں محل

۲۷- سیف الملوک مرزا خادم حسین بہادر	سنبھا محل
۲۸- تاج الملوک مرزا کاظم حسین بہادر	محبت محل
۲۹- سلطان مرزا محمد رضا علی بہادر	بے نظیر محل
۳۰- مسرور مرزا حسین علی بہادر	تابان محل
۳۱- بہادر جاہ مرزا محمد اکبر بہادر	شہزاد محل
۳۲- ہمایون جاہ مرزا محمد اصغر بہادر	پیارا محل
۳۳- محمد علی مرزا بہادر	عالم افروز محل
۳۴- عوالی مرتبت مرزا محمد ابراہیم علی بہادر	دل نما محل
۳۵- دلاور جاہ مرزا محمد علی نقی بہادر	نبگالہ محل
۳۶- خورشید مرزا محمد کاظم حسین بہادر	ولایتی محل
۳۷- کامیاب مرزا محمد باقر حسین بہادر۔	دلا دیز محل
۳۸- دارا جاہ مرزا ابو العلی بہادر	مبارک محل
۳۹- بلند اختر مرزا محمد محتشم بہادر	شباب محل
۴۰ مرزا اختر جاہ	صغیر محل

تفصیل شاہزادی ہای عصمت مآب

۱- شہر آرا نواب کبرٰے بیگم	سلیمان محل
۲- صغرا بیگم	عزت محل
۳ جہان آرا بیگم	حور محل
۴ مہر آرا نواب زینب بیگم	خاقان محل
۵ تخت آرا نواب شہر بانو بیگم	نواب بیگم
۶ نگین آرا نواب رقیہ بانو بیگم	شہیدا محل
۷ دیہیم آرا نواب بنت السلطان بیگم	ملکۂ سرو سہی

۸	نواب سریرآرا بیگم	خاقان محل
۹	زینت الملک نواب صغرا بیگم	معشوق محل
۱۰	تاج آرا نواب حبیبہ سلطان بیگم	شہزادہ محل
۱۱	مرتبہ آرا نواب سکینہ بیگم	سلطان محل
۱۲	حکم آرا نواب شہربانو بیگم	جہان پناہ محل
۱۳	نزاکت آرا نواب محمدی بیگم	سرفراز محل
۱۴	محفل آرا نواب سوسن بیگم	صنوبر محل
۱۵	محل آرا نواب گوہر صادق	صنوبر محل
۱۶	منزلت آرا نواب رقیہ بیگم	محبوب محل
۱۷	عفت آرا نواب طیبہ بیگم	شبنم محل
۱۸	حسن آرا نواب فاطمہ بیگم	عیش محل
۱۹	ملک آرا نواب عابدہ بیگم	عمدہ محل
۲۰	بہار آرا نواب کنیز حسن بیگم	بوٹہ محل
۲۱	بزم آرا نواب سکینہ بیگم	منصور محل
۲۲	رزم آرا نواب خدیجہ بیگم	منصور محل
۲۳	شرف آرا نواب کنیز فاطمہ	حسن محل
۲۴	مروت آرا نواب مہدی بیگم	ملکہ سیمتن
۲۵	شکوہ آرا نواب شہیدا بیگم	اعلیٰ محل
۲۶	گوہر آرا نواب نیکبخت بیگم	حسن محل
۲۷	سیما آرا نواب کنیز جعفری بیگم	حضرت محل
۲۸	بدر آرا نواب اکبری بیگم	خوشحال محل
۲۹	شہر آرا نواب معنی بیگم	مبارک محل
۳۰	سلطان آرا نواب پوتی بیگم	صاحبزادی جرنیل صاحب

۳۱ - بادشاہ آرا نواب بادشاہ بیگم - بادشاہی محل

۳۲ - تاجدار نیک نہاد بیگم - خورشید محل

۳۳ - زکیہ بانو بیگم - بارگاہ محل

شاہزادے - للعہ - شاہزادیاں - جملہ

یہ تفصیل کئی برس پیشتر کی ایک دوست نے کاپی سے بھیجی تھی غالب ہے اس مدت میں اور بھی ہوئی ہوں حضرت عرش منزل کی محلات اس کثرت خداداد سے نہ تھے مگر حضرت سلطان عالم کو اپنے سید مجود و فیض سے عنایت ہوئے - اللہم زد و لا تنقص -

مثنوی سانحہ نواب امین الدولہ من کلام منشی احمد

بیا اے خامہ تا رسمے قدانم
رقم سازم تو آشوب زمانہ

برائے شہدگان خاص داور
رسد آلام روحانی مقرر

ہم دیدیم کہ در عالم عیان است
پئے مومن برائے امتحان است

تمامم شرح این اجمال اکنون
برنگ مثنوی ذو طرز موزون

بعہد بادشاہان اکثر اوقات
بملک ہند شد زینگونہ آفات

پس از فتح سیر از دست دشمن
بہر یک حال سادات ہست روشن

نگر بود آنچہ از قہر یزدان
بکاشانے زخون بادشاہان

بعہد آصفی مختار دولہ
شدہ مقتول خنجر در اثنا دو

بود اسباب قتل او نمودار
بظاہر جرم و بدخواہی سرکار

شدہ ہنگامہ اکثر امیران
بدہلی ہمچنین بعہد نجف خان

بہر یک بود دعوائے ریاست
باین اسباب شد بغض و عداوت

ازین ہنگامہ از بہر یکے
شہید شد ... بود بے شک

نگر ز لکھنؤ از دور گردون
بپا شد فتنہ بے نہایہ اکنون

کہ از پیر فلک گردون دون آہ
عجائب سانحہ رو داد ناگاہ

امین الدوله دستور معظم	وزیر با کرم ثانی رستم
بحسب عادت خود صبحگاهان	روان شد از پی مجرای سلطان
بدور تکیه‌اش هنگام رفتار	شده همراه معدودے چلودار
بظاهر پنج شش کس از سواران	بجز سید همه زنهاے میدان
یکے نامرد عیسے لنگ پا بود	نجف نام شریر و بے حیا بود
دگر در مذهب خود بوده ارشد	خلاف مسلک آل محمد
سوم مشهور هر برنا و پیر است	جوان خوب نامش شاه میر است
چهارم بود سید میر میدان	شهید و عاشق شاه شهیدان
علی او را همیشه در امان داشت	چو فرزندان خود مانند جان داشت
پیاده چند کس از خاص بردار	بدست هر یکے برق شرربار
یکے سرکرده آنها برهمن	هولاس اسم بدل مانند بهمن
غرض تکیه بیامد در روانے	بزیر مسجد سلکه زمانے
همانجا چارکس از بد معاشان	بباطن کافر و ظاهر مسلمان
یکے فضل علی و دیگر اکبر	دو کس دیگر تفضل نام و حیدر
بهم هر چارکس کردند فریاد	که بر ما بیکسان گردید بیداد
ستم از مردمان راج پاشن	کمیدان بے سبب گردیده دشمن
مراد انسته از جنس پیاده	ز تنخواهم پیادے نداده
شنید این ناله چون نواب ذیجاه	ازین فریاد هر یک گشته آگاه
به خطر رحم و عدل و بذل اشفاق	عنانے در کشید از روی اخلاق
که ناگه چون سگ آن سگها دویدند	همه تا زینهٔ تکیه رسیدند
هولاس آن چاکر تکیه بیکبار	زده یک ریسمان بر آن سیه‌کار
چو این جرأت نموده آن دلاور	دگر شمشیر زد بر دست چاکر
یکے زان چارکس بندوق سر داد	برفته گله بندوق بر باد

دگر سگ چون سگِ دیوانه بیتاب
دران هنگامه دستور معظم
بزد دستی بر آن نامرد ناپاک
به همراهش باقبال خدا داد
بسان ابن ملجم دیگری آه
یکی دانست کان نواب خوش نام
پلاس آن وقت کار شیر نر کرد
قرابینک دگر یک بار سر داد
بضرب گوله فوراً گشت بیجان
شده بر قاتل خود حمله آور
پس آنگه بر زمین از پا در افتاد
سوارانی که اول گشت مذکور
شنیدم شاه میر آن دم مکرر
بایں الفاظ می کرد آه و ناله
یکی بر دست آن مرد خزاری
دران هنگامه لیکن سید پاک
ز بس شمشیر پیش نوکرش بود
به لاچاری بپا مد از سر زین
دو کس را چند با مشت و لگد زد
که دارم کارد زیب کمر هم
به دشمن می زد آن کارد چو شیران
بحفظ حربه چون باشد سپر دست
روان شد مثل دریا خون سید
بیکبی رفت بهر قتل نواب
که در جرأت بود ثانی رستم
که او از صدمه اش افتاد بر خاک
برو سی سینه اش نواب افتاد
بزد ضربت بروی پیهت ناگاه
رسانده کار افتاده با تمام
که بر نواب خود خود را سپر کرد
که آن بر سینهٔ آن شیر افتاد
ز جرأت لیکن او مانند شیران
زده یک زخم شمشیر آن دلاور
تصدق گشت و بر نواب جان داد
ز خوف جان خود گشتند مفرور
ز بیم جانِ آقا گشته مضطر
که از جان می رود نواب والا
زده شمشیر بهر یادگاری
بسان شیر تر بوده غضبناک
تلاش نوکر و شمشیر بنمود
نموده حمله آن مرد خوش آئین
پس آنگه دفعتاً دریا دش آمد
کشیده از کمر انشا همان دم
شده زخم کارد آن مرد میدان
رسیده چار زخم تیغ بر دست
شده خصم قیامت سوز ذاتِ سید

بدل چون سبے سلاحے نقش بستہ
زدہ تکیہ بہ دیوارے دو پشت

چو شد نواب بے یار و مددگار
نمودہ آن سگان او را گرفتار

ولیکن از زبان پر شقاوت
سبے کردند اقرار شجاعت

کہ اے نواب مثل دلاور
ندیدم در جہان اللہ اکبر

ترا اصلا خیال ظلم من نیست
ز جرأت بر جبین تو شکن نیست

ورا خجالت وزیر از روی جرأت
چنین فرمود با اہل سقاوت

اگر دارید قصد کشتن من
نمودم صبر اینک تیغ و گردن

تمامم لیک در اندک زمانے
بہ عالم از شما ہرگز نشانے

اگر باشد طلب دیگر شما را
کنید از راہ خود آگاہ ما را

برسانم تا کہ آن مطلب بانجام
ازین شورش نباشد ہیچ وجام

چو از کردار خود شرمندہ بودند
بہ پاسخ از خجالت لب گشودند

کہ اے بحر کرم را بے بہا در
بہ عالم نیست مثل تو بہادر

چنین کس را اگر سازیم بیجان
نباشیم از گروہ مرد میدان

ز تو خواہیم اے نواب والا
امان جانہاے خویشتن را

پس آنکہ گفت آن نواب ذیجاہ
مناسب نیست شورش در گذرگاہ

ازین ہنگام جائے بردہ ما را
رسانید اطمینان خود را

پس آن سگہا ز راہ پاس آداب
نشانیدند در دوکان قصاب

دویدہ آنکہ ہمہ یکجا این صدا زد
کہ چشم ہیچ کس اکنون نیاید

خبر وحشت اثر را چون شنیدند
امیر الدولہ ہم فوراً رسیدند

بیکدم در میان ہنگام شدت
بیامد ہر یک از ارکان دولت

فراہم شد چو ہر سو فوج سرکار
شدہ ہنگامہ محشر نمودار

بجا شانزدہ ما ہم لیک بہ موجود
وسے با ہر یکے نواب فرمود

اگر حفظ من دل خستہ خواہید
بہ پیش ما کنون ہرگز نیائید

امیرالدوله چون بود هم شتاب
بگفتا با یکی زان بد معاشان
امیر اهل ایمان است نواب
ز نزد رستم او را آور باته
کلام من اگر سازید یاور
هم از روی حلف سازم فنایت
بگفتا آن همه اهل شقاوت
تمامی از زبان خود چو افراد
بدانم صاحب والا مناقب
دیگرگون قصد دشمن را چو دیدند
اجازت خواستند تنها ز ریزیدنت
پس انگه صاحبان را هم طلب کرد
بگفت اول ز دور و زخم نواب
برای حاکم این شدت نباید
برای بگهی گر باشد اجازت
بگفتند آن همه بسیار بهتر
یکی بگهی ز نی از توپخانه
زده چون بگهی با در زخم نواب
دو سه یار آب خاصه خیر طالب
به انگریزی جوابش داد صاحب
به انگریزی بگفتا داکتر هم
ریزیدنت آن زمان کرده خطابت
که اینک تماس جان شما ام

نظر کرده بحسرت سوی نواب
شما هستید آخر اهل ایمان
ز ایذای جراحت هست بیتاب
بجا بینش پیش خود ما را نشانید
و هم پنجاه تا از مستره زر
که تا جان شما باشد سلامت
اگر صاحب کلان سازد قیامت
شوم زین فعل بیجا دست بردار
رسیدند آمده با چند صاحب
همه از روی دانش با کشیدند
به قسم اولا تنها ریزیدنت
ز دشمن پرسشش وجه اسب کرد
نهایت مضطر است و سخت بیتاب
چنین کس را چنین ایذا نشاید
نباشد دور از آئین شرافت
همان دم آمده ز لطف داور
سر کوه آن شخص او ستاد زمانه
شده نواب را بس خواهش آب
بجوش تشنگی نواب نوشید
نباشد اینچنین سرعت مناسب
ز بگهی کار دگر گشتن نتوانم
بگفتا با همه اهل شقاوت
به دلتنها به خود می تنها ام

ز رمقبولهٔ سهم محمول فیلبان
شوید اکنون سوار فیل بازه
عوض نواب را صاحب رها نمید
مع نوردتار زید شئ تبر ده
سوار پالکی خس گشته نواب
بدولتخانه شد از اقبال شاهی
پس از دو روز گشته رو بکاری
بجرم آن سیه کاران نظر کرد
شده آن جمله بیرون گشته محبوس
اگر جرم همه نواب ذی جاه
ولیکن پسرزادان باقی شد
زخون والدشان خویش و ناگاه
بجرم سابقه در بند زندان
بهر یک جرم شان گردید ظاهر
وزیر اعظم از راه عنایت
ز راه رحم و با الطاف بسیار
خدا نواب را داده سلامت
بافضال خدا نواب والا
پس از تیغ کین [illegible] بوده
شده در عرصهٔ یک ماه کامل
بهر یک خلعت زر شد عنایت
پس و [illegible] بعد یک ماه
عطا [illegible] صفا با شد چهار [illegible]

طلب کرد است نواب فلک شان
بجا آرید از دل شکر داور
به پشت فیل اعدا افشانید
بسر هنگان انگریزی سپرده
روان شد مثل خورشید جهانتاب
بیامد از عنایات الهی
بجز محمد امیر که در تا چار بار
ز کوچکی صاحب آنها [illegible] کرد
ز جان خویشتن بودند بیزار
ز راه مرحمت بخشید [illegible]
شده زین گونه چون احوال اکثر
نمود اکثر رعیت ناله و آه
شدند از حکم شاهی پا بجولان
ولیکن رو بکاری هست وانگه
بجا آنها سے کنند اتمام حجت
طعام خاصهٔ خود مے فرستد
براے شیدگان [illegible] آب [illegible]
رها گردید چون از [illegible]
علاجش داکتر صاحب نمود
شفا از جمله گردید حاصل
بسیم [illegible] شد جشن عشرت
چو آمد بهر پابوس شهنشاه
بفیل و پالکی و لعل و گوهر

نواب مدار الدولہ علی نقی خان



ALINAQUIKHAN

ز تشریف وزارت گشت افزود ز رخت ریشمی اشیاے معدود
زره خود و کمان و واستانه دگر چار آئینه هم رستمانه
شهنشه اینچنین کرده عنایت نموده جمله مختار ریاست
بحمد الله که بر نواب ذیجاه شده زینگونه الطاف شهنشاه
بدو رشک گشته شد این احمد بیر کرد از دشمنی در فن تحریر
به پیری بر طرف گردید ناگاه کند هر روز و هر شب ناله و آه
گدائی نیست هرگز عادت او به پیری شد پریشان حالت او
سعید الدوله را پیش ازین آه نموده از ستم چون قتل ناگاه
شه جنت مکان از زندگی ایجا نمودش زنده هم کردش سرافراز
کنون از رحمت نواب عالی شده شامل بامید بحالی
برائے چاره مخصوص اورا
دوباره زنده کن نواب والا

معزولی نواب امین الدوله ومنصوبی سید علی نقی خان بهادر

خلاصہ باوجود اسقدر تفصیلات ظاہری شاہی صحبت نواب اہلکار و متصدیان محفل عیش و نشاط سلطانی سے نہتی بلکہ ہر روز بگڑتی چلی گئی اور خاطر ہمایون مین غبار زبان ناصحیہ زہر نو پیدا ہوتا چند روز امیر الدولہ کی صحبت سے گذرے نواب نے حسب فہمایش و صلاح ومی اپنے خیر اندیشون کے اتمام حجت سمجھکر بعد جلوس بادشاہ اوسکے دوسرے دن حضور صاحب سے عرض کیا کہ میری مدت عمر وزارت بعد وفات جنت مکان کے تمام ہو چکی اب میرے واسطے کنارہ کشی بہتر ہے کسواسطے مثل مشہور ہے کہ باپ کا نوکر کبھی بیٹے کے کام کا نہین ہوتا چار دن کے بعد اگر کسی اتہام یا الزام سے موقوف ہو جاؤنگا باعث میری سبکی اور نارسائی کا ہوگا بلکہ کیا عجب ہی کہ حسن خدمت و خیرخواہی زبان ناصحیہ کی سنت جاے اب بادشاہ جس شخص کو چاہین ہین اوسے بخوشی اور اپنی رضامندی سے

خلعت وزارت پہنچا دون آئندہ اگر حسن خدمت سمجھین تو جو کچھ مناسب ہو میرے واسطے مقرر
فرمائین مین اوسپر قناعت کرکے دعاے دولت دیا کرونگا اور خوب مجھپر ثابت ہے کہ بادشاہ
بدل مجھسے صاف نہین اور نہ کبھی ہونگے دوسرے اونکے مقربان خاص سے نہ بنیگی بڑے صاحب
نے جواب دیا کہ اگر ایسی ابتدا کے وقت مین تم کنارہ کش ہو جاؤگے ہمارے نزدیک خلاف
تمھاری قدامت وخیرخواہی زمان ماضیہ کے ہوگا کسواسطے کہ جتنا بادشاہ کو تمھارا پاس و
حفظ مراتب وشنوائی نیک وبد صلاح کا ہوگا دوسرے کا نہوگا مگر تم ازراہ مآل اندیشی عذر کرتے
ہو ہم بھی بادشاہ سے اس باب خاص مین استمزاج لینگے اور دوستانہ صلاح نیک وبد سمجھا دینگے
چنانچہ بڑے صاحب نے باشاہ سے مشروحاً سب طرحکے نشیب وفراز سمجھایا بادشاہ
نے فرمایا مجھے اونکی نمک خواری وخیرخواہی سے تعجب ہے کہ مجھسے اسوقت مین کنارہ کش
ہوتے ہین مین اونکے حقوق کو حضرت جنت مکان سے کم نہین سمجھتا جب بڑے صاحب نے
ایسے کلام سنے مطمین ہوے اور نواب کی ہر صورت خاطر جمع کر دی پھر نواب نے نواب ملکۂ آفاق
اور نواب ملکۂ کشور سے بھی عذر کنارہ کشی عرض کیا اونھون نے بھی وہی جواب دیا کہ سبحان اللہ
تم چاہتے ہو قدامت اور نمک حلالی کو اپنے ہاتھ سے مٹاکر دوسری صورت کیا چاہتے ہو دوسرا
ایسا نمک حلال خیرخواہ کون ہوگا بعد اسکے نواب نے بادشاہ سے بھی عرض حال کیا بادشاہ
نے وفور عنایت سے اپنے گلے لگالیا اور فرمایا مین تمھین بجاے حضرت جنت مکان سمجھتا ہون
تم مجھے ایسے وقت مین چھوڑتے ہو نواب مطمین ہوے مگر یہ سب باتین ظاہر دنیا داری کی تھین
باطن مین بے اصل اور نہ اسکا خیال ہوا کہ ہم آج جو یہ کہ رہے ہین کل جو انھین موقوف کرینگے
تو بڑے صاحب سے کیا صورت ہوگی اونپر کذب وصدق ہماری منزلت کے خلاف نہ گذریگا
اور وہ نہ کہینگے کہ آپ نے ہمارے کہنے سے کیون نہ موقوف کیا یہی فہمایش سبحان علیخان نے
بعد حضرت خلد مکان نواب معتمد الدولہ سے کی تھی بلکہ رکٹس صاحب رزیڈنٹ نے بھی نواب کو
دوستانہ سمجھایا تھا اونھون نے اپنے طمع نفسانی سے نمانا تھا اوسکا نتیجہ بھی دیکھا جب خود رائی
وخود پسندی ہوگی البتہ یہی صورت ہوگی ۔

خلاصہ الغرض چند روز کے ایکدن بڑے صاحب نے بے انتظامی ممالک محروسہ کو بادشاہ سے کہا

نواب سے نے کہا کہ ابھی کے دن جلوس بادشاہ کو گذرے ہین انشاء اللہ جیسا آپ کے مکنون خاطر ہے اوسیطرح عمل مین آئیگا اس بیان سے بادشاہ کے خیال اقدس مین یہ آیا کہ تاکید شدید جو بڑے صاحب کر رہے ہین اس دھمکانے کے محرک فقط نواب ہوے مگر درپردہ اس تصور سے امور خلاف و ناگوار خاطر ہونے لگے اور تجویز فرمایا کہ انکو موقوف کرکے امیر الدولہ میر مہدی کو وزیر کیجیے انکے دماغ مین بوے کبر و نخوت سماگئی تھی چنانچہ ایک دن بادشاہ نے کمال وفور عنایت سے فرمایا کہ تم یہ مندیل وزارت سر پر رکھکر بار وزارت کو اوٹھاؤ اونھون نے بمقتضاے شرافت کے ہنوز پورا خلعت وزارت بھی نہوا تھا کہ اول کارروائی یہ کی کہ ایک مسجد ہنود جو اونکے مکان کے قریب راستہ مین تھا تیسرے روز پانے مندیل وزارت کے کھدوا ڈالا کہ ہندوون کا سبب ناراضی ہوا اور دوکانین شہر مین بند ہوگئین ایک بلوہ سا ہوگیا اور لوگ مستغیث در دولت بادشاہ و رزیڈنٹ پر پہونچے صاحب رزیڈنٹ بھی سوار ہوکر بادشاہ کے پاس آئے اور حکم نظربندی میرن مذکور جو موسوم بہ میر مہدی اور مخاطب بہ امیر الدولہ و قائم بوزارت ہوے تھے صادر ہوا اوس روز سے اپنے گھر پر مقید رہے بعد اسکے نواب علی نقی خان کو تجویز فرمایا انکی یاوری اقبال سے بہت سے اسباب بیرونی و اندرونی جمع ہوے حالانکہ روبرو امیر الدولہ کی یہ پایہ اعتبار مین نہ تھی ہرچند انھین ازراہ عاجزی و بے اختیاری بدل انسے صفائی منظور تھی لیکن امیر الدولہ نے اپنی خوبی فہم اور پندار غلط سے بی حقیقت سمجھکر نمانا اسقدر نخوت و تکبر ہوگیا تھا بلکہ اونکو جواب نامناسب دیا کہ صفائی اپنے ہمسر سے چاہیے سو وسوسو کا در باہ تمہارے واسطے ہوجائیگا تقدیر اوسپر ہنستی تھی کہ علی نقی خان کے ہاتھ سے یہی تمہارا ہوجائیگا چنانچہ وہی ہوا نواب علی نقی خان نے بنا بر حضرت خلد مکان ایکدن نواب امین الدولہ کی ملاقات کو آئے ایک دوست نے اونکا احوال پوچھا جواب دیا کہ اب ہم بحکم بادشاہ مرزا ولیعہد بہادر کے سپرد ہوئے ہین اونھون نے کہا بس تم سجدہ شکر بجا لاؤ اسکا انجام ہم جانتے ہین تم نہین جانتے دیکھو تو خدا کیا اپنی قدرت دکھاتا ہے بعد اسکے جب راہ مین ملاقات انسے ہوتی تھی پوچھتے تھے وہ انکو جواب دیتے تھے ابھی صبر کرنا بہتر ہے چنانچہ وہی صورت پیش آئی جیسا اونکو خیال گذرا تھا خدا کو بناتے کچھ دیر نہین لگتی لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔

غرض نواب امین الدولہ سے روز بروز بے لطفی بڑھتی چلی گئی اور اونھین بھی اپنی معزولی کا یقین

ہو گیا اور اس چندروزہ قیام وزارت میں لوگوں کے کہنے سننے سے کچھ روپیہ بھی صرف کیا لیکن بفایدہ
اوسیے محل کیا بلکہ ایک مقربات محل خاص سے جسدن اوسے کچھ ملا اوسی رات کو وہ مرگئی
تو نواب اوسکے دینے پر افسوس کرتے تھے آخر ۱۹ شہر رجب ۱۲۶۳ھ روز شنبہ ۹ بجے مطابق
۹ جولائی ۱۸۴۷ء اگرچہ کیفیت شہر سے باخبر ہو چکے تھے کہ آج میں خانہ نشین اور اپنے عہدہ
سے موقوف ہو جاؤنگا لیکن بپاروناچار بموافق معمول در دولت پر حاضر ہوئے مشیر الدولہ
مہاراج بالکرشن بہادر اور اہل دفتر بھی سب حاضر تھے مصاحب الدولہ نے آکر کہا کہ بادشاہ نے
مہاراج اور راجہ کندن لال میر منشی کو یاد فرمایا ہے پہلے اونکے جانے میں کچھ مکث کیا دوبارہ طلب
ہوئی نواب نے فرمایا تم کیوں نہیں جاتے عرض کی آج خلاف معمول ہوتا ہے کسواسطے کہ ہر روز
آپکے ساتھ جاتے تھے اس عرصے میں ایک خواص نے نواب سے کہا کہ آپکو حکم برخاست
ہوا ہے نواب یہ سنتے ہی سوار ہوکر اپنے گھر چلے آئے بعد دوپہر کے ایک چوبدار سلطانی نے
شیخ اکبر علی داروغہ دیوانخانہ نواب سے کہا کہ حکم بادشاہ ہے کہ نواب سوار نہ ہوں ۔
بادشاہ نے اوسیوقت مصلح السلطان انجم الدولہ کو بڑے صاحب کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا
کہ ہمنے امین الدولہ کو موقوف کیا خلعت وزارت علی نقی خان کو دیتے ہیں صاحب نے جواب دیا
کہ مشورہ ہمارا نہ معزولی قدیم اور نہ منصوبی جدید میں ہے میں خود بادشاہ کے پاس آتا ہوں جب
تشریف لائے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل بہادر بسبب تشریف لایا چاہتے ہیں اگر چندے کسی امر میں
خصوص اس عہدہ جلیلہ وزارت میں توقف ہو تو بہتر ہے اس تہمت سے اوسیدن کے خلعت میں تامل
ہوا مگر صاحب کو شاید ناگوار ہوا کہ مجھے بادشاہ نے کہا کچھ اور کیا کچھ اگر ہماری فہمایش سے
یہ امر ہوتا تو ہمکو ناگوار نہ ہوتا بلکہ نواب امین الدولہ سے باعث حجاب ہوا کہ ہمارے سمجھانے سے اونکو
اپنی کنارہ کشی میں تامل کیا فی الحقیقت یہی قرار پائی نواب کے کام آئی کہ یہ صاحب کو انکی حمایت
امور واجبیہ میں لازم ہوئی نواب معتمد الدولہ نے لاکھوں صرف کرکے حمایت سرکاری تھی انہیں
بہمنت مسبب الاسباب سے حاصل ہوئی بیٹے دام اور درم صرف کیے ۔ فی الحقیقت صاحبان
عالیشان خلاف گوئی کو بہت برا سمجھتے ہیں اور راست گوئی اور صداقت کو اچھا ۔ بلکہ خدا بھی یہی سمجھتا ہے ۔
غرض نواب علی نقی خان بحکم حضرت احکام عظام جاری کرنے لگے اور مصروف کاروبار ہوئے پھر

یہ بھی تجویز ہوئی - کہ مثل زمان حضرت خلد مکان مرزا ولیعہد بہادر کو خلعت مواونکی پشینہ ستی کا انھین خلعت دیجیے - پھر اسمین بھی تامل ہوا -

قبل از معزولی نواب ایک امر جدید یہ ہوا کہ کسی محلے مین اہل اسلام و ہنود و سراگیون سے بحیثت ایک دہرہ جدید فساد ہوا جب پرچہ اخبار گذرا ثابت الدولہ دہانح الدولہ کو حکم ناطق ہوا کہ ابھی جاکر اوس دہرا کو جو سراوگیون نے بنایا ہے کھدوا ڈالو اس حکم ناطق سے بعض نادان اہل اسلام نے اپنی جرأت اور حماقت سے کئی شوالون کو کھدوڈالا قریب تھا کہ صورت بلوا عظیم تمام شہر مین ہوجایے یہ دہرہ جوہریون کا تھا بہت سے جوہری جمع ہوکر بڑے صاحب کے پاس دریاؤ کو چھاؤنی منڈیاؤن مین گئے بادشاہ کو بہت ناگوار گذرا اس جہت سے گلاب راے جوہری کارفرماے نواب تھا بڑے صاحب نے اسمین کچھہ دخل نہ دیا مگر صدر مین رپورٹ کردی یہ شعلہ جدید بھی تھوڑا سا سلگ کر رہگیا -

بعد ایک مہینے کے جب رزیدنٹ کو جواب رپورٹ باب وزارت مین حسب المرضی بادشاہ آیا بڑے صاحب اور کپتان بڑد صاحب بادشاہ کے پاس آئے اوسکا جواب باصواب یہ کہگئے کہ یہ امر خانگی ہے بادشاہ کی خوشی پر موقوف ہے روز چہارشنبہ بادشاہ نے پرچہ پیام منصوبی وزارت مین بھیجا مصلح السلطان انجم الدولہ نے زبانی بھی بڑے صاحب سے عرض کیا روز پنجشنبہ ۱۲ بجے ۲۲ شہر شعبان ۱۲۶۳ مطابق ۵ اگست ۱۸۴۷ء ۹ پارچہ کا خلعت وزارت نواب علی نقی خان کو اس خطاب سے ملا

"رکن رکین خلافت و جانداری اعتضاد سلطنت و شہریاری امیر الامرا مدار المہام وزیر الممالک معتمد الخاقان ملتمد السلطان سیف مسلول بازوی شاہنشاہی رمح مصقول معرکۂ دشمن گاہی مساعد مساعد یکرنگی و صفا ناہج مناہج صداقت و وفا مرید مرشد پرست اخلاص گزین خانہ زاد عقیدت سرشت صفوت آئین مختار ذی اقتدار یار وفادار سپہ سالار رستم ہند مدار الدولہ منتظم الملک علی نقی خان بہادر سہراب جنگ فدوی خاص جان نثار ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ بادشاہ عادل قیصر زمان سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ اودھ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ "

یہ خطاب نامی جد امجد نواب کو تبرکاً و تیمناً ہوا کہ قطع نظر مرتبہ جدی کے عمر بھی موافق اونکے بڑی ہو مگر منوی مصلح السلطان انجم الدولہ بہادر کو سفارت رزیڈنٹ حفیظ الدولہ مولوی میر فضل علی

موقوف اہتمام الدولہ حیدر حسین خان کو اہتمام دیوان عام میر یوسف علی خان برادر نسبتی انجم الدولہ کو خدمت اہتمام الدولہ امیر الدولہ خانہ نشین سیف الدولہ علی حسین خان خدمت قدم دیوانخانے سے موقوف خانہ نشین ہوئے مشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر کو خدمت دیوانی راجہ بہاری لال کو خدمت واصلباقی بدستور بحال رہی اور کسی عہدہ کو تغیر و تبدل نہوا بشیر الدولہ کابین الدولہ دیانت الدولہ۔ احسن الدولہ۔ فیروز الدولہ کو نظارت محلات معلی اور خدمات عالیہ اور حاجی شریف ان سب خواجہ سراکو خدمتیں عنایت ہوئیں حاجی شریف کو رسالہ تیرکسواران خاص اور کئی پلٹن تلنگہ ملین اسیطرح ثابت الدولہ۔ فاتح الدولہ۔ رضی الدولہ۔ نجیب الدولہ۔ قطب الدولہ۔ انیس الدولہ۔ مصاحب الدولہ۔ ان سب ارباب نشاط کو خدمات عالیہ ملین قطب الدولہ کو کچھ علم تھا اس جہت سے دستخط عرضداشت وغیرہ مین دخل تام ہوا اور ان دونون فرقہ خاص کے احکام فوق احکام وزیر اعظم ہونے لگے اور ان سب کا دماغ فلک ہشتمی سے گذر گیا تھا مصاحب الدولہ بسبب اپنی صلاحیت مزاج کے فی الجملہ نیکنام رہے اور مقید صوم و صلوٰۃ بھی تھے۔

فی التحقیق اگر بہ نظر انصاف دیکھئے تو امر وزارت بڑا بار عظیم ہے ہر شخص سے مشکل سے قوت ایسے بار عظیم سلطنت کے اوٹھانے کی ہوتی ہے اگر کتب تواریخ مین دیکھیے تو اس امر خاص کیواسطے حکیم تجویز ہوتے تھے یا وہ لوگ جو حسبًا و نسبًا خصوصًا من حیث العمل اچھے ہوتے تھے اور اپنے حق خدمت کو جانتے تھے اور صاحب لیاقت صاحب علم خدا پرست سزاوار امانت و دیانت ہوتے تھے نہ یہ کہ شخص اجنبی جاہل ہو مگر اس سلطنت مین ہمیشہ سے یہ عہدۂ جلیلہ رضامندی اور خوشنودی حاکم وقت پر ہے اسی جہت سے اصل ہندوستان سے رفتہ رفتہ یہ سب قیدین جاتی رہین بالفرض اگر ایک شخص لیاقت کا ہوا دوسرا نہین ہوتا اور بڑی خطا یہ ہے کہ ایک شخص معزول ہوتا ہے اگر تباہ کار مشہور و بدنام ہوا کرے تو سب بہتر ہے اسکی مانع نفسانیت ہے لہذا ہمین اتنا کہنا کافی ہے کہ امور مملکت خویش خسروان دانند

نواب وزیر الممالک مثل امرا ہند زندگی بسر کرتے رہے سب جانتے ہین پہلے اہلکار سلطنت انتظار نسبت خائف تھے کہ دیکھئے اس انقلاب وزارت مین کون منصوب اور کون معزول ہوتا ہے لیکن نواب کی تبدیلی اور مروت اور اخلاق اور فروتنی مین کچھ شبہہ نہین یہ صفات ذاتی کیونکر نہون حسبًا اور نسبًا او بلحاظ مراتب مین امرا مشاہیر ہندوستان سے تھے جد امجد خان بادشاہ فردوس مکان شاہ عالم

بادشاہ ولی اور انکے اسلاف کرام اقربائے قریبہ سلاطین تیموریہ سے ہین اور راس سلطنت مین
بھی قرابت قریبہ ہے جد امجد خسر جنت آرامگاہ نواب مخدرۂ عظمی انکے بھتیجے اوسکے بعد یہ خسر
حضرت سلطان عالم مین اگر انصاف شرافت کی راہ سے کہیے تو وزارت کو فخر ہوا وگرنہ اور ونکو وزارت
سے فخر ہوا کسواسطے کہ وزیر داخل زمرۂ خواص بادشاہ ہوتا ہی خدا توفیقات عمل خیر عنایت فرمائے
کہ رعایا اور برایا سے از روی انصاف پیش آئین جو موجب ترقی اور بقای مرتبت و حقوق ولی
نعمتی بہ نیکی و خیرخواہی ادا ہون اور انجام بخیر ہو اور شریران بد سے محفوظ رہین۔

مصلح السلطان کا سفارت سے موقوف ہونا نواب محمد خان کا ہونا بادشاہ کا کانپور تشریف لیجانا واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے

الغرض نجم سعادت مصلح السلطان مطلع شرقی سے اوج شرف رفعت سرکارین پر چمکا اور
انصرام مہمات بجا آوری احکام عہدہ جلیلہ سفارت پر بجانفشانی و خیرخواہی سرگرم و مستعد ہوئے اور
سفارت خاقانی بواسطۂ وزیر اعظم بالمشافہہ بادشاہ سے عرض کرتے رہے یہ بھی جیسا و لیاقت
کچھ کم نہتے نواب سرافراز الدولہ مرزا حسن رضا خان کے عزیزون مین تھے فی الحقیقت آدمی کی
ہواے دنیا عالم سفلی سے طالب جاہ عالم علوی کی ہوتی ہی نفس قناعت نہین کرتا مطمینہ مشکل تھا
ازبسکہ بہادر موصوف دستور صحبت صاحبان عالیشان اور تبلیغ رسالت صداقت سے بہ سبب نخوت
بادشاہ عادی تھے خوشی خاطر اقدس کو بخوف اپنے عہدۂ قدیم مقدم سمجھکر نقض احکام رسالت ہوا
جو باعث ناگواری خاطر صاحب رزیڈنٹ ہوا کسواسطے کہ سرکارین کو بصداقت و صفائی اپنی
رکھنے مین خود الزام سے بری ہونا ہوتا ہی جب متواتر یہ صورت ہونے لگی صاحب رزیڈنٹ تنگ
ہوے آخر ایک پیام صاحب نے جو بادشاہ کو بھیجا تھا اوسکی عدم تبلیغ سے موقوف ہوے ۱۲ شہر ذیقعدہ
روز شنبہ سنہ ۱۲۲۳ھ صاحب رزیڈنٹ مع کپتان برڈ صاحب تشریف لائے اور طالب جواب نے پیام
کے ہوے بادشاہ نے فرمایا ہم تک نہین پہونچا زیادہ تر موجب برہمی مزاج ہوا اور بہت عتاب سے کلمات
نامناسب فرمائے اور اپنے پاس کے آنیکی ممانعت فرمائی بہادر موصوف نے چار و ناچار یہ عتاب بہ
خوف بادشاہ قبول کیا اس جہت سے اپنے عہدۂ قدیم پر بدستور رہے وگرنہ دونو طرف سے جاتے رہتے

اس سلطنت میں جب سے غلام یحییٰ خان ظہیر الدولہ رتبہ سفارت سے بوزارت نامور ہوئے ہر صاحب دربار کو حوصلہ، اولوالعزمی ہوا یہ نہیں سمجھے کہ لیاقت اور اسباب جمع ہوتے ہیں تو سفارش بھی اپنا کام کرتی ہے فی الحقیقت شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے سفارت بھی بن پڑی اور وزارت بھی بانجام ہو جاتی مگر بادشاہ نے اپنے خلاف ہو نیسے موقوف کیا تاج الدین حسین خان نے بھی اسی سفارت سے قلابے زمین و آسمان کے ملائے تھے مگر بوجوہ ناکام رہے۔

اس عرصے میں ثابت الدولہ و تاج الدولہ نثار علیخان برادران حقیقی مقربان خاص نظام الملک بسبب مخالفت خواجہ سرایان سرکار جو نسبت حیدر علی خان ہوئی پایۂ عتاب میں آنے دربار سے موقوف ہوئے لیکن وظیفہ شاہی بدستور رہا دربار وزیر اعظم میں جاتے تھے۔

خلاصہ باب سفارت میں مشورۂ رکن رکین سلطنت ہوا نواب نے بنظر حسن خدمت زمان سابق جو میر علی صاحب مرثیہ خوان کی سفارش سے حالت بیکاری میں نواب کو کچھ دیتے تھے اس جہت سے اپنے محسن سابق افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر کو تجویز کیا کہ میں ان کے بار احسان سے سبکدوش ہو جاؤں وہ بھی مجبور سے کئی مہینے سے لکھنؤ میں آئے تھے نواب کے پاس آتے تھے لیکن جب صاحب رزیڈنٹ سے استمزاج سفیر کا لیا فرمایا وہ شخص ہو جو معاشرت صاحبان اور طریق رفتار و صدق کردار میں قابلیت رکھتا ہو ورنہ ہماری موجب تکلیف کا ہوگا چنانچہ اس استمزاج کی فرد اسم نویسی سفیران مجوزۂ منیر الدولہ مہاراج بالکرشن بہادر حیارت جنگ دیوان اور راجہ کندن لال بہادر میر منشی منظوری صاحب رزیڈنٹ بھیجی پہلے نام افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر صلابت جنگ دوسرا مفتی محمد خلیل الدین خان سفیر زمان حضرت خلد مکان مقبول سرکار میں تیسرا مولوی فضل حق خیرآبادی مندرج کیا راجہ کندن لال نے عرض کیا اگر نام چہارم بھی محمد خان کلکٹر کا لکھا جائے تو چار یار پورے ہو جاتے ہیں مہاراج نے کہا وہی تینوں پہلے کے کافی ہیں غرض بعد مبالغہ چوتھا نام بھی داخل کیا گیا صاحب نے بعد استفسار حال محمد خان کا نام منظور کیا کپتان ہالنکس صاحب کی سفارش سے کہ وہ اوسوقت موجود تھے کہ یہ نسبت اونکے رزیڈنسی کے ہمارے سر رشتہ سے واقف ہیں بظاہر عالیخاندان ہیں اور نواب منور الدولہ کی بندوست بھی رہے ہیں

بعد اس منظوری کے اہلکار سرکار نے ازراہ معاملہ فہمی خلعت دینے مین تامل کیا مگر یہ اپنی یاوری
اقبال سے روز جمعہ ۱۰ - شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری خلعت وزارت سے سرافراز ہوئے اس عرصہ مین
الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم نواب گورنر جنرل وانک مین یکم ماہ نومبر سنہ ۱۸۲۷ء مطابق ۱۱ شہر
ذیقعدہ سنہ الیہ داخل شہر ہوئے اور باتفاق صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کی ملاقات کو گئے اور
تعارف معمولی ہوا بعد ایک ہفتہ کے شہر کو دیکھکر اور انتخاب کتب تواریخ وغیرہ کتب خانہ سلطانی سے
کرکے پھر کانپور گئے یہ صاحب جس شہر مین گئے ہین بہت سی کتب تواریخ ہر طرح کی خواہ بہدیہ
لوگون نے خوشامد سے نذر کین یا بہ قیمت چنانچہ چار جلد کتاب متوسط احوال ہندوستان مین
کی لکھین وہ طبع ہوکر مشہور ہوئین اور اپنی جلالت فراج سے برخصت کیمپ گئے ہین
جب خبر داخلہ نواب گورنر جنرل لارڈ ہیرونگ صاحب بہادر کانپور مین آئی بادشاہ نے
حکم تیاری لشکر فرمایا ارکان دولت امرا سے جسقدر سامان سفر درست ہوسکا ارادہ ہمراہی بادشاہ
کیا کس واسطے کہ تنخواہ ہر ایک کی سرکار مین بہت چڑھ گئی تھی ہر شخص پریشان حال تھا بہر صورت
روز سہ شنبہ ۲۲ - شہر ذیقعدہ سنہ الیہ مجموع لشکر روانہ کانپور ہوا وصی علی خان پیشتر سے چار
پانی لیکر روانہ ہوگئے وقت پہونچنے کے ۱۱ پارچہ کا خلعت ملا تھا بادشاہ چار گھڑی دن رہے
سوار ہی باد بہاری موسی باغ مین ازراہ پاتراب رونق افروز ہوئے روز پنجشنبہ ۲۴
کو نواب گورنر جنرل کے داخلہ کانپور کی خبر آئی بادشاہ ۲۶ - روز شنبہ کو سڑک قدیم نواب گنج
ورحمت گنج سے تشریف فرما ہوئے انتظام شہر افسرون کے سپرد ہوا سچ کہ شرفا لڑکان
بالکین سے ہوتا ہے تمام شہر کے کوچہ و بازار مین خصوصا دردولت پر ایک وحشت
برستی تھی -

فی الحقیقت لشکر ظفر پیکر قابل دید تھا دریا کا کنارہ ہر طرف سبزہ زار کوسون کا میدان ہم
خوشگوار خوبی لطافت دریا خوبی عمارات کنپ آنطرف دریا خصوصا خیمہ بارگاہ سلطانی کو راجہ
درشن سنگھ بہادر غالب جنگ نے اپنے سلیقہ سے گرد چمن اور دوب بلکہ درخت میوہ جات سب
ثمردار کئی ہزار کو خرید کرکے آراستہ کیا تھا اور سڑک پر سرخی پڑی ہوی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ
مصنوعی نہین ہے ہمیشہ سے یون ہی از خود آراستہ تھا -

ورود کوکب ہمایون بندگان اقدس لشکر مین اور مراجعت لکھنؤ اور داخلہ نواب گورنر جنرل کا لکھنؤ مین

دوشنبہ ایک بجے دن کو عین شدت باران رحمت مین بادشاہ سلیمان بارگاہ بیلوری بادساری مانند رحمت خدا رونق افروز لشکر ہوی باغچہ طلسم کار دیکھکر بہت خوش ہوی صاحبان عالیشان ذی بھی اسے بہت پسند کیا تھا کہ گویا یہ باغ اصلی ہی بعد چند دقیقہ کے حکم ناچ اور رنگ ہوا نصف شب تک یہ صحبت عیش رہی روز یکشنبہ کو بھی آفتاب نے پردہ رحمت سے منہ باہر نہ نکالا دوشنبہ تک وہی صورت رہی جب ایکساعت دن باقی رہا بادشاہ خیمہ سے برآمد ہوی سر برہنہ رو بقبلہ کھڑی ہو کر کمال خشوع و خضوع سے درگاہ قاضی الحاجات مین سکون بارش کی دعا کی برکت دعا سے مطلع شرقی صاف ہوا بندگان خدا تھا کہ طوفان سے بچے۔

صبح سہ شنبہ جنرل جواد علیخان مرزا سکندر حشمت نواب معز الدولہ نواب وزیر الممالک کپتان برڈ صاحب کرنیل ولکاکس صاحب پیچی صاحب مصاحبان خاص بادشاہ واسطے اجازت ملاقات شاہ جہاہ حضور نواب گورنر جنرل بہادر بڑے جلوس سواری سے تشریف فرما ہوی رسم ملاقات حسب دستور قدیم ہوئی عطر پان گوشہ ملے بعد اسکے رخصت ہوے وقت عصر الیٹ صاحب سکرٹر اعظم مع صاحبزادہ نواب گورنر جنرل بہادر اور ایک صاحب مصاحبان خاص نواب محتشم الیہ واسطے تقرر ملاقات بادشاہ روز چارشنبہ تشریف لائے اوسی طریق سے رخصت ہوی۔

صبح چارشنبہ کو پہلے جنرل صاحب اور مرزا خورم بخت نواب وزیر الممالک بہادر بحضور نواب گورنر جنرل بہادر بڑی جلوس سواری سے تشریف فرما ہوی بعد نصف ساعت بادشاہ شان و شوکت سلیمانی سے نالکی طلاکار پر سوار ہوی اوسوقت جب تجویز صاحب رزیڈنٹ مصلح السلطان نے ٹکٹ نمبردار ہر عمائد اور اقربای شاہی کے ہاتھ مین دیدیے یہ سب ۱۹ صاحب کرسی نشین تھے اور ۱۲ ٹکٹ خواص عمدہ دار کو ملے یہ امر جدید کبھی بیشتر نہوا تھا اگرچہ یہ اب دستور انگلستان کے خلاف نہین ہی بلکہ دستور ہر ولایت کا یہی ہی کہ بے طلب ٹکٹ کوئی مہمان بھی کیسکے گھر نہین جاتا چنانچہ شاہجہان آباد دہلی مین بھی آجتک دستور ٹکٹ جاری ہی کہ جو شخص اپنے گھر مین مجلس عزا کرتا ہی ٹکٹ طلب بقید وقت ہر شخص کو

بھیجدیتا ہے لوگ سب آتے ہین اور بغیر ٹکٹ کے کوئی مجلس مین نہین جاتا ہے سوا لکھنؤ کے کہ یہان بغیر طلب
لوگ سنکر مجلس مین جمع ہوجاتے ہین خلاصہ جب بادشاہ کنارہ دریا پر کشتی سے اسپار پہونچے ہاتھی پر سوار
ہوے روپیہ بانٹنا شروع ہوا فقرا و مساکین نے ہاتھی کو گھیر لیا تین ہزار چار سو پینسٹھ روپیہ سب نے پایا
گروفتہ گولیان شہر نے ہجوم کیا اور خوف جاتے نڈر ہوکر ہاتھیون کے حلقہ مین آگئے ایک شخص کچل بھی گیا
جب گورہ بارک کے پاس پہونچے گورے اپنی بارک سے نکلکر اندر زمین مشغول ہوے شہدون سے
اور اونسے خوب کشتی ہوئی آخر گورے تھک کر اپنی بارک مین چلے گئے رزیڈنٹ نے بادشاہ کو اوسے
سے روکا کہ مبادا اودھر کا جون ہوجاوے وہان سے سواری آہستہ آہستہ چلی جب سراچہ خیمہ پر پہونچی نواب
گورنر جنرل ہاتھی پر سوار ہوکر آئے طرفین سے برسم قدیم سلام ہوا نواب محتشم الیہ نے بادشاہ کو اپنے
پہلو مین بٹھالیا اور داخل خیمہ ہوے مجمع امرا سب ٹکٹ یافتہ نے دروازہ سراچہ پر ہجوم کیا ٹکٹ دکھا کر داخل خیمہ ہوے
اوسوقت مع بادشاہ سب کرسی نشین ۲۶ تھے اور ۱۲ خواص یعنی بشیر الدولہ مصلح السلطان احتشام الدولہ
اقبال الدولہ مجید الدولہ مفتاح الدولہ وغیرہ بھی مرزا وصی علی خان اہتمام جا بجا کر رہے تھے ایک ساعت
تک صحبت جاری باقی رہی پہلے صاحب سکرٹری نے بادشاہ سے کہا کہ نواب گورنر جنرل فرماتے ہین کہ کچھ نان
ونمک نوش فرمائیے یہ سنکر درجہ اول سے درجہ دوم مین تشریف لیگئے جہان میز آراستہ تھا۔

نواب گورنر جنرل نے اول جلسہ صحبت مین بادشاہ سے کلمات ازراہ مزید محبت اور دولتخواہی کے
ارشاد فرمائے جو کہ وہ صحبت خاص کے حاضرین کی زبانی سنے گئے کہ ہم بہت مشتاق ملاقات کے تھے
بہت خوش ہوے آپ کے اسلاف کرام کے حقوق جو نسبت ہماری سرکار کے ہوے بیان باہر ہین آپ
امور باعث قیام و سرسبزی سلطنت ہوے اونکا کہنا اور تفہیم ہمپر لازم ہے اور صاحب رزیڈنٹ
قایم مقام ہمارے بمنزلہ ہماری زبان کے ہین جو امور مناسب وقت اور اصلاح سلطنت کے ہونگے اونکا
مشورہ نیک آپکو دینگے کہ باعث سرور و مسرت آپکا ہوا اور آپ بہر صورت مالک مختار اپنی سلطنت کے ہین فقط
وقت رخصت نواب گورنر جنرل نے مالہ مروارید بیش بہا اپنے ہاتھ سے زیب گلوے بادشاہ کیا اور
اکاون کشتیان اقمشہ اور پشمینہ بیش قیمت بادشاہ کو اور تینس ۳۰ مرزا ولیعہد بہادر کو چھبیس ۲۶ مرزا
سکندر حشمت کو دین اور ۴ ہاتھی ۲ عماری پر زر ۲ ہودج نقرہ ۔ ۶ گھوڑے اوسمین سے ۲ ولایتی ساز طلا
قبری پشمینہ ۲ دکھنی مع ساز و قبری زردوزی ایک خیمہ پشمینہ مع چوب نقرہ دو نالکی ایک تامجان

ایک کشتی جواہرات کی جسمین طرۂ الماس بیش بہا دو جیغہ گلابی تھا باقی امرا و اقربا کو عطر اور ہار گوشہ وغیرہ دیکے ملے۔ نواب وزیر الممالک مہاراجہ شوکت الدولہ سفیر کو خلعت مع ہاتھی و پالکی ملا۔

ایک امیر حضرت خلد مکان کی ضیافت کانپور کی نقل کرتے تھے کہ جب خلد مکان نواب گورنر جنرل لارڈ امہرسٹ بہادر کے خیمہ مین داخل ہوئے تین سو کرسی گرد میز کے تھی بادشاہ نے نظر بقلت تعداد کرسی کہ مبادا وفا نہ کرے نواب محتشم الیہ سے ارشاد کیا کہ ہم اور ہمارے اقربا مہمان ہین اگر تقدیم اپنے مہمانون کی ہوگی ہم بھی اسی صورت سے پیش آئینگے نواب معزالیہ نے بطیب خاطر قبول کیا چنانچہ وہی صورت صاحبان عالیشان کے واسطے لکھنؤ مین ہوئی امرا دوسرے کمرے مین میز پر بیٹھے خلاصہ حفظ مراتب اس خاندان عالیشان کا جیسا چاہیے لارڈ ہیسٹنگ صاحب کیا ظاہر ہے اور نظر بخلوص صبت آرامگاہ خلد مکان القاب عمو صاحب لکھتے تھے تحریر خطوط طرفین سے یہ سب امور ظاہر ہین ارباب سیر و تواریخ کو فقط ایسے اشارات کافی ہین نواب گورنر جنرل کا خانسامان جو خالی کشتیان لینے آیا تھا اوسے خلعت ۵ پارچہ کا اور ایک ہزار روپئے عنایت ہوئے۔

روز پنجشنبہ وقت صبح جنرل مرزا سکندر حشمت۔ مرزا خرم بخت بہادر۔ نواب وزیر الممالک صاحب رزیڈنٹ۔ کرنل ولکاکس صاحب وغیرہ واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے گئے ۹ بجے نواب محتشم الیہ پل پر پہونچے اوسطرح بادشاہ ہاتھی پر اپنے پہلو مین بٹھا کر داخل خیمہ ہوے بعد ایکساعت کے رخصت ہوے بادشاہ نے سرا پردہ خیمہ تک مشایعت کی وقت رخصت مالا مروارید زیب گلو نواب محتشم الیہ کیا اونکے صاحبزادونکو اور ہمارے خواتین خلیل القدر کو بھی بالے دیے گئے باقی اور صاحبونکو پان گوشہ و عطر دیا گیا اور راہ کشتیان ملبوس کی پیشکش ہوئین خانسامان سکو ایک گٹھری مین باندھکر لیگیا۔ اقبال الدولہ مہتمم کشتی نے نظر بحسن سلوک محمد کاظم اپنے ملازم کو بخیال متعالیہ اسباب بھیجا خلعت ۵ پارچہ ہزار روپئے پائے اوسنے چھپایا۔ آغا مرزا داروغہ توشہ خانہ جو ہمیشہ کشتیون کے ساتھ جایا کرتا تھا مجدالدولہ سے شکایت کی وہ خلعت انھین ملگیا۔

شب جمعہ بخش علیخان ناظم رسول آباد ذی واسطے خوشنودی مزاج اقدس اپنے رسوخ کیواسطے

کنارہ دریا اور دریا میں بجرے روشنی کے لشکر سلطانی تک چھوڑے بہت سی آتشبازی چھوٹی دریا میں ایک باغ تازہ گلہاے گوناگون کا نظر آتا تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوئے صاحبان عالیشان و خواتین معظمہ بھی دریا کے کنارے اس تماشے کے دیکھنے کو آئی تھیں،

صبح روز جمعہ بادشاہ سواری بادبہاری ڈاک مین پہلے داخل موسی باغ ہوے وہان سے درگاہ بارہ امام مین زیارت کرکے رونق افروز شہنشاہ منزل ہوے صاحب رزیڈنٹ بھی داخل کوٹھی ہوے۔ توپین سلامی کی سر ہوئین۔

روز شنبہ نواب گورنر جنرل بہادر داخل خیام انام ہوے لشکر مین قلت رسد ہوئی راجہ غالب جنگ مہتمم لشکر نے داتا رام عامل رسول آباد کو بہت تنبیہ کرکے بے غرت کیا اور بازار مین تشہیر کیا چوتھے دن چہارشنبہ کو نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز لکھنؤ ہوے برسم قدیم چار امراے نواب وزیر الممالک پہلے استقبال کو گئے بعد اسکے بادشاہ و صاحب رزیڈنٹ بادبہار پر سوار ہوکر تا کہ شہر تک تشریف فرما ہوے وہان سے ہاتھی پر سوار نواب محتشم الیہ اور صاحب رزیڈنٹ ہم پہلو ہوکر شہر مین ہوتے ہوتے شاہ منزل مین داخل ہوے چار پانی فیل جنگی وغیرہ نواب معز الیہ بمقتضای سن پیری و خستگی راہ بہت جلد رخصت ہوے۔ روز پنجشنبہ چاہی پانی کوٹھی رزیڈنٹی مین ہوا وہان اشخاص مستحقہ کرسی نشین تھی رسم ہدایا کشتی ملبوس وغیرہ طرفین سے لکھنؤ مین ہوئی کسواسطے کہ کانپور مین ہوچکی تھی اور طریق طعام شب در دستی وغیرہ یعنی ٹیبل کھانا خلد منزل کے وقت سے موقوف ہوگیا ہے۔

روز جمعہ جب دستور اعظم صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل کا یہ حکم ہے کہ ہمارے دربار مین امین الدولہ باجازت بادشاہ آوین عرض کیا کہ وہ معتوب شاہی ہین فرمایا دیکھا آنا محض بمشاہدہ لیاقت ہے جیسے نواب منور الدولہ معزول بھی آدینگے تو انکے آنے مین کیا قباحت ہے نواب اور سفیر شاہی نے بادشاہ سے عرض کیا فرمایا اگر نواب گورنر جنرل کی خوشی ہے تو ہمنے بھی اجازت دی یہ پاسداری اور حمایت فقط صاحب رزیڈنٹ کی بدولت ہوئی جو بادشاہ نے اپنے ارشاد سے خلاف کیا تھا ورنہ گورنمنٹ مین انکا کونسا حق تھا اور منور الدولہ کے واسطے دسیلہ آبائی تھا اوسمین حمایت جدید کی احتیاج نہ تھی۔

خلاصہ صاحب رزیڈنٹ نے سعادت خان جمعدار کو بھیجکر نواب امین الدولہ کو بلوایا دوپہر کو سوار ہوکر چلے راہ مین دوسرے چوبدار نے آکر کہا کہ صاحب کا حکم یہ ہے کہ آپ کل دو بجے تشریف لائیے گا۔

دوسرے دن سہ شنبہ کو پہلے نواب گورنر جنرل شاہ منزل مین واسطے ملاقات بادشاہ کے تشریف لائے۔ ہاتھی گینڈے کی لڑائی دیکھی ۱ بجے رخصت ہوے دوپہر کو اہل دربار صاحبان وثائق خیرخواہان سرکار کمپنی کوٹھی ضیافت مین جمع ہوے نواب امین الدولہ شمس الدولہ اعظم الدولہ نواب ممتاز الدولہ پہلے کوٹھی ضیافت مین علیحدہ بیٹھے پھر ہر شخص کو نمبروار ٹکٹ ملا۔ موافق اوسکے کرسی نشین ہوے یہ سب اکتالیس صاحب تھے۔

پہلے کپتان برڈ صاحب تشریف لائے اور نواب امین الدولہ سے کچھ سرگوشی کی اوسکے بعد نواب گورنر جنرل رونق افروز ہوے۔ کرسی نشینون نے کھڑے ہوکر سلام کیا بعد کرسی پر بیٹھنے کے بعد اوسکے پھر ہر ایک نے ترتیب وار جاکر حضور محتشم الیہ کو سلام کیا اور اپنی اپنی کرسی پر آکر بیٹھے نواب امین الدولہ نے کلمات شکریہ ادا کیے رزیڈنٹ صاحب نے اوسکا ترجمہ کیا بعد اسکے ہر ایک شخص کو عطر پان عنایت ہوا۔ پھر ہر شخص نے جاکر سلام رخصتی کیا جب دربار برخاست ہوا نواب امین الدولہ نے صاحب رزیڈنٹ سے عرض کیا ہر شخص کے پانوون مین فرش پر جرابین بغیر کفش تھی۔

نقشہ دربار

کرنل رچمنڈ صاحب۔ نواب گورنر جنرل بہادر والیٹ۔ صاحب سکرٹر۔ کپتان برڈ صاحب

صاحبزادہ سلیمان شکوہ

۱۔ نواب مبارک الدولہ

۲۔ نواب ممتاز الدولہ

۳۔ نواب وزیر الدولہ

۴۔ نواب سعید الدولہ

۵۔ نواب منور الدولہ۔

صاحبان خلعت [illegible]

۶- نواب امین الدولہ
۷- نواب شرف الدولہ
۸- سلطان مرزا شاہزادہ صفوی
۹- دلیر الدولہ-
۱۰- نواب بہادر-

۱۱- نادر مرزا-
۱۲- مرزا عباس-
۱۳- رضا علیخان-
۱۴- مرزا علی خان-
۱۵- مرتضیٰ حسین خان
۱۶- مرزا محمد حسین-
۱۷- مرزا افضل علیخان
۱۸- مرزا علی عسکری
۱۹- مرزا مہدی پسر حسین علیخان
۲۰- مرزا فدا علی پسر حسین علیخان
۲۱- جعفر علی خان
۲۲- امیر مرزا
۲۳- محمد عطا خان-
۲۴- سید محمد خان مخدوم
۲۵- جلال الدین حیدر
۲۶- مظفر الدولہ-

۲۷- محمد علی خان-
۲۸- میر نظیر علی خان-
۲۹- مرزا محمد تقی خان پسر حسین علی خان-
۳۰- احمد حسین خان-
۳۱- نواب حیدر علی خان
۳۲- نواب مہدی علیخان ابن نواب مدار الدولہ
۳۳ میر نواب ابن مرزائی صاحب-
۳۴ ڈاکٹر سید عنایت حسین-
۳۵ منشی عبدالکریم منشی گورنمنٹ
۳۶- اعظم الدولہ
۳۷- رفیق الدولہ-
۳۸- مولوی ذاکر علی-
۳۹- مظفر حسین خان کمبوہ
۴۰- منشی جانکی پرشاد-
۴۱- احمد رضا خان-

صاحبان خلعت

۱- منشی جانکی پرشاد میر منشی رزیڈنٹی	۷ پارچہ	۵ رقم جواہر-

۲-	بابو بھیرون چند خزانچی رزیڈنٹی	۹ پارچہ	ایک رقم جواہر
۳-	اخبار نویس لال جی رزیڈنٹی	۵ پارچہ	
۴-	مظفر حسین خان کنبوہ	۴ پارچہ	
۵-	مرزا مہدی علیخان مہتمم چاپہ پانی	۴ پارچہ	سہ رقم جواہر یہ ایک قرولی
۶-	نانک چند مہاجن۔	۵ پارچہ	

نواب امین الدولہ کا دربار مین جانا لوگ خلاف سمجھتے ہین کہ یہ داخل اہل وثایق تھے اور اولاد نواب مختار الدولہ۔ سرفراز الدولہ۔ امیر الدولہ کب اہل وثایق سے تھے وظیفہ شاہی بواسطہ صاحب رزیڈنٹ ملتا ہے نظر بحسن خدمت کہ سرکار ین مین باعث فتنہ وفساد کے نہوے بلکہ بموافقت سرکار ین مین پیروی کرتے رہے نواب امین الدولہ بھی اسیطرح نیکنام ہے تحریر صاحبان رزیڈنٹ سے ظاہر ہے مقام استعجاب بیجا اور حمایت رزیڈنٹ بھی ظاہر ہے جسکا ذکر کیا گیا بلکہ خود سرکار سے انکی حمایت پیدا ہوئی۔

مظفر حسین خان کنبوہ اپنی خوش رفتاری سے الہ آباد سے بموافقت لورڈ صاحب کمشنر لکھنؤ آئے فی الحقیقت یہ خلعت ٹوپی ولایت حسین خان کیواسطے تجویز ہوا تھا مگر بموافقت عملۂ سرکار اپنی حسن تدبیر سے اور لورڈ صاحب کی حمایت سے انکو ملا چنانچہ جب کپتان بڑد صاحب کو اصل حقیقت معلوم ہوئی یہ اوسوقت حکیم بندہ رضا خان کے پاس بیٹھے گرمجوشی سے اختلاط کی باتین کررہے تھے کہ دفعتہً چپراسی رزیڈنٹ نے حکم اخراج شہر پہونچایا اوسیوقت سیدھے کانپور چلے گئے اسیطرح ایکمرتبہ نیابت نواب امین الدولہ کے زمانے مین شہر مین آئے اور مہاراج چھاؤلال کے مکان مین اوترے لکھنؤ کے اہل غرض عروج ثانی انکا سمجھکر آنے لگے نواب سے بھی ملازمت کے امیدوار اپنی کارفرمائی کے تھے جب کپتان شکسپیر صاحب نے انکے باب مین بہت کچھ نواب سے کہا نواب نے کہا کہ ایسے لوگ بہت سے لکھنؤ مین آتے جاتے ہین مجھے اونسے کیا کام ہے غرض غدر کیا وگرنہ کیا عجب تھا کہ انکو بھی کچھ کام کا سمجھکر اپنے دربار مین آنے دیتے جیسے بعض اونکے دارونہ کو کارفرما سمجھکر داروغہ اپنے کاروبار کا کیا تھا غرض یہ مایوس اور ناکام ہوکر پھر کانپور چلے گئے۔

الغرض روز دوشنبہ ۱۳ تاریخ ماہ نومبر کو چند خواتین انگلشیہ مہمان صاحبات محل ہوئین ہر ایک کو

گو مٹے کے ہار کے بدلے مالا ئے مروارید دیا اوسی دن بادشاہ ۳ بجے واسطے رخصت نواب گورنر جنرل کے تشریف فرما ہوے دو ساعت تک تخلیہ خاص رہا نواب محتشم الیہ نے فہمایش صرف ہمت والا انتظام ممالک محروسہ و رفاہ و فلاح رعایا مین اوس طریقے سے جو لازمۂ محبت و یکجہتی ہے سمجھایا شاہ عالم پناہ نے کلمات نازدوستانہ بہرحال خوشنودی خاطر نواب معظم الیہ کو مقدم رکھکر کمال بے تکلفی سے دامن نواب کا ہاتھہ مین لیکر فرمایا کہ لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر نے جو سلوک جنت آرامگاہ کے بعد کیے ظاہر ہین اور لارڈ آکلنڈ صاحب نے فردوس منزل کو صاحب تخت و تاج کیا ہمیشہ اون کے معین و مددگار رہے لہذا آپ بھی نسبت حقوق پیر اسلاف کرام کے میرے واسطے امر جدید جو باعث مزید محبت ہو تجویز فرمائیے تو آپ سے کچھ بعید نہوگا اور جبتک اقرار نہ فرمائیے گا اپنا ہاتھہ آپ کے دامن محبت سے نہ اوٹھاؤنگا نواب موصوف نے اس جوش محبت بادشاہ سے وہ کلمات کمال شفقت سے فرمائے جو سبب تسکین خاطر ہمایون ہوے اور بہت خوش ہوے ایک انگوٹھی الماس اور شمشیر ولایتی حسب دستور وقت رخصت دی نواب محتشم الیہ نے ایک قلمدان جواہر نگار اور ایک ہاتھی عماریدار نقرہ دیا اور شادان و فرحان رخصت ہوے۔

اوسیدن رات کو نواب گورنر جنرل بہادر واسطے ملاحظۂ روشنی حسین آباد تشریف لائے اوسکی صورت یہ ہوئی کہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان نے از راہ فراست عرض کیا کہ حضرت فردوس منزل کو اہالیان سرکار دولتمدار سے بہت محبت روحانی تھی اور صاحبان صدر کو بھی خصوصیت وجدانی ہے پس محبت فیما بین مستلزم اسکی ہے کہ حضور مع صاحبان عالیشان دخول آئین معظمہ حسین آباد مین رونق افروز ہون اور تماشا روشنی و آتشبازی ملاحظہ فرمائین کہ یہ مہمانی حضرت فردوس منزل ہے اور باعث خوشنودی روح حضرت اس جہت سے نواب محتشم الیہ تشریف لائے دو ساعت تک بارہ دری تالاب پر بعد زیارت امام بارہ کے رونق افروز رہے۔

صورت روشنی تیر کلامت یہ تھی کہ رومی دروازے سے حسین آباد تک دو رویہ ٹھاٹھر روشنی کے تھے اور ترپولیا جلبند تھا اور سب پر چراغ روشن تھے اور گرد تالاب کے ابرکی فانوسین اور گولی نصب کیے تھے اور بارہ دری مین روشنی شیشہ آلات اور حسین آباد مین در و دیوار پر گلاس روشن

تھے اور بڑا انتظام کیا تھا کہ سوا متوسلین سرکار کوئی تماشہ بین شہر مین نہین جانے پاتا تھا اور دالان بارہ دری مین میز پر فواکہات و میوہ جات تر و خشک آراستہ تھے ۔

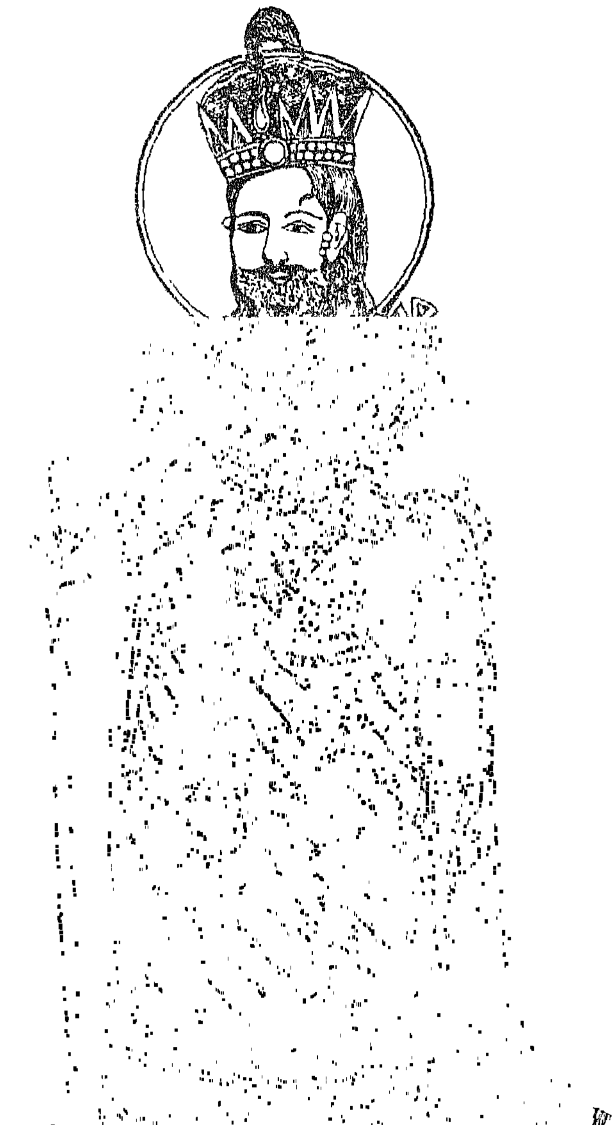
غرض ۱۲ بجے نواب گورنر جنرل بہادر کوٹھی رزیڈنسی مین داخل ہوے مرزا وصی علیخان جو میور کے بنگلے مین جہان اپنی چالاکی سے ازراہ رسوخ کانپور سے تین کرانچی ڈاک مین جا پانی اور سامان ضروری لیکے گئے تھے صاحبزادہ نواب گورنر جنرل نے وعدہ انکے گھر جانے کا کیا تھا بموجب ایفاے وعدہ ازراہ ناواقفیت دستور مع چند صاحب باغ مین دریا کے اوس پار تشریف لیگئے مرزا نے موافق اپنے حوصلے کے بہت تکلیف سے باغ آراستہ کیا تھا اور کئی طایفے ارباب نشاط صاحب حسن و جمال بھی اپنا باغ سبز دکھانے کو بلوائے تھے بعد دو ساعت کے یہ تماشا بھی دیکھکر رخصت ہوا سو یہ انکا موجب رسوخ و تفاخر ہمچشمون مین ہوگیا جب کپتان برڈ صاحب نے سکرٹر کو اس مہمانی جدید کی چھٹی شکایتی لکھی کہ موجب تفاخر میزبان اور خلاف شان مہمان کے یہ امر ہوا ایسا کبھی پیشتر ہیان نہین ہوا کہ سوا بادشاہ کے کسی اور کے گھر مین صورت مہمانی ہوتی ہو اسکا جواب یہ دیا کہ تمنے اپنی چھٹی مین حال جا پانی کو مرد ذی عزت لکھا ہے پس اگر ایسے شخص کے گھر جانے کا اتفاق ہوا تو کیا قباحت ہے ۔

روز سہ شنبہ چہارم ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۲ نومبر سنہ ۱۸۴۷ء صبحکو نواب گورنر جنرل بہادر ڈاک مین سڑک چار باغ سے روانہ کانپور ہوے نواب وزیر الملک اور رزیڈنٹ ناکہ شہر تک مشایعت کو گئے صاحب سکرٹر بھی اوسی رات کو روانہ ہوے ۔

مشہور ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے بعد انکشاف حقیقت حال بادشاہ و ارکان دولت حسب قانون صاحب رزیڈنٹ کو احکام مجوزہ مناسب وقت تحریر رپورٹ فرمائی جسکا مقصد جن سرکار نے یہ قراین سمجھکر یون بیان کیا ۔

حال بادشاہ اودھ اور برخلاف راے باصواب رزیڈنٹ ہوتا اور ستغاثہ رعایا ہی شہر نسبت وقوع امر جدید از روی اخبار و تحریر صاحب رزیڈنٹ سے دریافت ہوا مصلحتاً صاحب رزیڈنٹ کو اجازت دی کہ شاہ اودھ کے ایسے امور مین مداخلت نہ کرین کسواسطے کہ بعد ورود لکھنؤ ہم خوب سمجھ لینگے کسواسطے کہ آبا و اجداد سلطنت اودھ کے ابدرجہا ہی سرکار دولتمدار سے ہمیشہ سے سلسلہ اتحاد

حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بہادر



Vajid ali shah.

و یک جہتی چلا آیا ہے بہر حال پاسداری اور رعایت امور مرجوعہ لازم ہے ہمنے تخلیہ مین بہت سے مراتب تفہیم بادشاہ سے کیے اونھون نے ہر امر کو تسلیم کیا اسلیے ہمنے بھی اونکی خوشی خاطر مقدم رکھی پس نظر بحقوق اسلاف سلطنت اصلاح حال سلطنت اہالیان سرکار پر لازم ہے اور ہمین کسیطرح ملکی مداخلت اونکے ملک مین منظور نہین لہذا چاہیے کہ اصلاح سلطنت اور رفع ظلم اور بدعت اور اتلاف مال شاہی مین دل مصروف رہین اور کوشش کرین اگرچہ وہ درستی خلاف مزاج بادشاہ ہو اور بھی استحکام دولت کے ہو اور درستی فوج بھی بآئین شایستہ عمل مین آوے کہ تیس ہزار سوار و پیدل و توپخانہ جنگی اچھی طرح سے آراستہ اور پیراستہ ہو کہ بروقت ضرورت سرکار کمپنی کے بھی کام آسکے اور سرکوبی متمردین بھی بروقت سرکشی کر سکے ۔

خلاصہ رتق و فتق مہمات سلطنت بتجویز صلاح دہی صاحب رزیڈنٹ قرار پائی چنانچہ واسطے دادرسی مستغیثان سپاہ فوج سرکار کمپنی سکنہ ملک اودھ جنکا مقدمہ زمینداری محکمجات شاہی مین انفصال ہوتا تھا و سہل بھی ملجاتی تھی اور غفلت یا طمع عمال سے سرکشی تعلقدار سے اپنے حق کو نہ پہنچکر ہمیشہ داد و بیداد کرتے تھے اسکے واسطے ایک کچہری تحصیل حضور مقرر ہوئی اور انفصال فیصلۂ مقدمات پر تاکید ہوئی اور امر نیابت بھی محول بصاحب رزیڈنٹ ہوا اور واسطے عدم رسائی زر سرکار عمال سے تنقیح کا حکم ہوا کہ اگر ضمانت عمال سے ہو اوسکا تدارک کیا جاے اور اگر سرکشی رعایا سے بغیر حجت ظلم دریافت ہو اونکی سرکوبی اعانت فوج انگریزی سے ہو کہ انتظام کامل عمل مین آوے اور اگر متعدین کارگزار دیکا ملنا جو سب طرح کی لیاقت رکھتے ہوں دشوار ہے ۔ لہذا اس ملک مین ایسا قانون جاری ہو کہ کسیطرح کا فتور انتظام مین نہو اور از روی قانون کوئی شخص خیانت نہ کر سکے اور اجراے کار ہرکا حسب لیاقت ظاہری رہے ۔

غرض نواب گورنر جنرل بہادر عجب سردار سرچشمۂ عالم زمانہ تھے عملہ شاہی سے جیسے خلعت عنایت کیا پشمینہ بیش قیمت اور شے تحفہ تھی چنانچہ خلعت سفیر شاہی نو ہزار روپیہ کی مالیت از روی بازار اور خلعت نواب وزیر الممالک و مہاراج کا بہت بیش قیمت اور عمدہ کا تھا اور جیسے خلعت دیا بیش قیمت اور بادشاہ کو پانچ ہاتھی عماری دار ہودج نقرہ و جھول کارچوبی دو نالکی ایک تامجھان انگیٹھی سادہ طلا و نقرہ ایک مسہری نقرہ خیمہ پشمینہ اکاون کشتی ملبوس خاص مع باؤ گیر کشتی جو

وظروف نقرۂ دست ظروف چینی کار طلائی شیشہ الماس تراش کے سامان آراستگی میز تین بدری بادشاہ کشمیر کے عمدہ قلمدان جواہر نگار رقومات جواہر بیش بہا تاج بطور سرپیچ قدیم مالہ سرپیچ دولڑا مرواریدا انگوٹھی الماس دست بند وغیرہ دیا اسیطرح کسی گورنر جنرل بہادر نے نہین دیا کسواسطے کہ لارڈ ماٹرا صاحب عمو صاحب لکھے جاتے تھے اونھون نے اسقدر تحفہ نہین دیا تھا سب جانتے ہین بلکہ دو کروڑ زر نقد اس سرکار سے لیگئے تھے یہ امر سب پر آشکارا ہے کتب تواریخ انگریزی مین بھی مندرج ہے سرکار شاہی سے بھی بہت تحفہ اسباب دیا گیا ایک گاڑی نقرہ جو معرفت کپتان برڈ صاحب کے لنڈن سے بہ فرمایش آئی تھی دی گئی۔

وقت روانگی نواب گورنر جنرل نے صاحب رزیڈنٹ کو بادشاہ کیواسطے ایک محبت نامہ چند مدت کا دیا تھا جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ ممالک محروسہ انانی کئی برس کی مدت کا دیا جاوے جس مدت مین عہد شکنی نہو پرگنون پر تھانجات مقرر ہون تاکہ رعایا پر ظلم نہوا در زر تحصیل بسہولت حاصل ہو کہ موجب آبادی ملک اور افزایش فرودعات ہو لہذا تفہیم ان صاحب کی محض بمقتضائے محبت و دولتخواہی سرکار شاہی منظور ہے اسواسطے کہ فیمابین دولتین عالیتین محبت و اتحاد قدیم متلزم اصلاح مفاسد ہے پس مکرر ہتواتر بدایع تفہیم مین کوئی امر نہین رہا اگر شاہ اودھ اس نمایش مذکور پر جو موجب افزایش مال و نیکنامی سلطنت ہے حکم کی تعمیل نہ فرمائینگے تو آئندہ بطور اپنے بندوبست کرکے بعد انتظام کلی ممالک محروسۂ اودھ قبضۂ اہالیان شاہ اودھ مین مناسب وقت سمجھکر دیا جاےگا فقط یہی مضمون مشتم عہدنامۂ فردوس منزل ہے۔

بعد روانگی نواب گورنر جنرل روز سہ شنبہ کو صاحب رزیڈنٹ شاہ عالم پناہ کے پاس آئے وہ محبت نامہ جو حقیقت مین شل حکمنامہ تھا دیا اور پھر سب طرح سے کمال خلوص دولتخواہی سے فہمایش کرکے رخصت ہوے جسکا نتیجہ یہ ہوا جو سب نے دیکھا بادشاہ نے اقرار تعمیل فرمایا کہ انشاءاللہ تعالیٰ بموجب مکنون خاطر عمل مین آئیگا چنانچہ کچہری حضور تحصیل متعلقان انگریزی سے مقرر ہوئی اوسکے مہتمم مولوی فضل حق خیرآبادی مقرر ہوے اور بظاہر ممالک محروسہ انانی قرار پایا مگر اوسمین شرط اجارے کی تھی۔

ورود نواب گورنر جنرل لارڈ ڈالہوزی صاحب کا کلکتہ مین اور محبت نامہ لارڈ ہیرڈنگ صاحب کا بادشاہ کیواسطے

۲۳- ماہ جنوری سنہ ۱۸۴۸ء مطابق سنہ ۱۲۶۴ھ رائٹ آنریبل جیمس انڈریو ارل آف ڈالہوزی گورنر جنرل بہادر بیت السلطنت کلکتہ مین رونق افروز ہوئے حسن اتفاق سے دونون صاحبان عالیشان منصوب و معزولین مین رسم ملاقات مہمانداری بہ تکلف ہوئی اور ایک دن ٹھہر کر رخصت کرکے روانہ ولایت ہوئے لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر نے مناسب وقت سمجھکر بموجب ارشاد بادشاہ وقت خصوصی محبتنامہ بھیجا چنانچہ ۲۰ شہر ربیع الاول سنہ مذکور ۱۱ بجے صاحب رزیڈنٹ تنہا بادشاہ کے پاس آئے وہ محبت نامہ دیا سبب تنہائی یہ تھا کہ کپتان برو صاحب کانپور گئے تھے حاصل مضمون یہ تھا کہ ہمنے نواب گورنر جنرل بہادر منصوب سے مہمات رتق و فتق سلطنت مشروحاً بیان کیے نواب محتشم الیہ نے ہماری رائے صوابدید کو مستحسن سمجھا لہذا اگر شاہ جمجاہ تعمیل امورات مرجوعہ سلطنت مین متوجہ ہونگے اور ارکان دولت کمال جانفشانی ودولتخواہی سے بجا لائینگے باعث مزید اتحاد دولتین عالیتین کا ہوگا اور باعث نفع کثیر وموجب نیکنامی سرکار فقط۔

یہ بھی وہی مضمون درشتم کا ہے ورنہ اسقدر تاکید شدید سے نتیجہ کیا۔ ہمنے کردی ہے خبر تمکو خبردار رہو ورنہ انتزاع ملک ہوجائیگا۔

بادشاہ نے حسب دستور حکم سلامی اتواپ فرمایا اور بعد رخصت صاحب رزیڈنٹ بسواری تامجان فرح بخش تشریف لائے ارکان دولت مع وزیر اعظم ہمراہ رکاب تھے ازراہ آداب پیادے جلوے سواری مین تھے پھر توپخانہ کو ملاحظہ فرماکر مراجعت فرمائی بادشاہ نے جو نواب گورنر جنرل بہادر سے فرمایا تھا کہ گورنران سابق نے میرے اسلاف سے یہ کچھ کیا آپ بھی میرے واسطے ایسا کیجیے کہ یہ بھی موجب یادگار ہوگا۔ پس غرض اس ہدایت سے انتظام ملک نہ تھی یہ بھی رموز مملکت ہین جو حکام ہی جانتے ہین اصل بنیاد دوسرا کیا جان سکے۔

بحکم صاحب رزیڈنٹ ہر صاحب وثائق پر محلدار کا ہونا اور باہر داروغہ کا اور بحکم شاہی پھر موقوف ہونا

صاحبات محل اہل وثایق مثل نواب مبارک محل ولایتی محل ممتاز محل سرفراز محل تاج محل نواب ملکہ جہان صاحبہ وغیرہ موافق تجویز ضمانت وحمایت مختار افعال وکردار خود پسند فارغ البال رہتی تھیں اور ظل حمایت صاحب رزیڈنٹ میں باستراحت تمام خواب راحت میں آرام کرتی تھیں ہرچند بسبب ظنون فاسد جو خلاف شان شاہی تھی ہوتے تھے اور بتواتر مداخلت بحیل اغیار سے اکثر وزراء سلطنت سے ممانعت ظاہر ہوئی کسواسطے کہ حفظ ناموس اسلاف کرام حاکم وقت پر لازم ہے چنانچہ نواب منتظم الدولہ نے بہت تاکید اس انتظام میں بحکومت چاہی اور میر منشی صاحب رزیڈنٹ لیفارش بحیلہ وثیقہ چاہتے تھے کہ مداخلت بیجا کریں نواب نے روبرو صاحب رزیڈنٹ معقول کیا اور بعض وزراء نے دھمکا کر اپنی صورت نفع نکالی اور پھر اسکا انتظام قرار واقعی کیا انہوں نے بھی اپنی عادات قدیمہ سے ہاتھ نہ اوٹھایا آخر رفتہ رفتہ نوبت یہانتک پہونچی کہ ہمشیرت حسین بیٹے جناب میر سید علی مرحوم خاندان عالیہ جناب مجتہد العصر اسی بلاہی لاحقہ فرمتہ میں گرفتار ہوے اسکا شور وغل ہر گلی وکوچہ شہر میں پہونچا نواب ناظر محلات شاہی نے اسپر بہت چشم نمائی کی جو سر اسر انکی خلاف شان خاندان تھی سبب بعد از خرابی بصرہ کہ ایک پچھلی بہار سر جل کو کنندہ کرتی ہے جناب رزیڈنٹ نے نظر با حتیاط وحفظ مراتب ناموس اسلاف کرام شاہی اور رایسے رفع بدنامی کیواسطے ایک حکمنامہ ہر صاحب وثائق بھیجا کہ ہمینے واسطے خبر رسانی محلات کی ایک محلدار مقرر ہو وہ بعد پندرہ دن کے ہر صاحب وثیقہ کے احوال سے خبر پہونچایا کرے اوسکی تنخواہ صاحبات محل کے ذمہ ہوگی اور ایک داروغہ سرکار شاہی سے مقرر ہوا کہ وہ بھی اندرونی وبیرونی خبر مفصل پہونچایا کرے بہت خوب انتظام کیا تھا اور بہت سی رخنہ بندی کی تدبیر کی تھی اگر اسے قیام ہوتا یہ امر جدید جو اس تاکید شدید سے سرکار سے ہوا سب حواس گم ہوے اور ہر طرف گھوڑی چاندی سونے کے دوڑنے لگے چنانچہ پہلے ہر ایک نے خیالی مضمون بنا بنا کر صاحب سے عرض حال کیا مگر مطلق شنوائی نہ کی حکیم بندہ رضا خاں جو مدت سے ملازم خاص سرکار نواب مبارک محل کے تھے بنظاہر پیشہ طبابت گو جناب موصوف کے وفور عنایت سے اختیار کلی اندر اور باہر کا رکھتے تھے اور اسی منظنہ مادہ فاسد سے

کئی بار وزارت مین قید بھی ہو چکے تھی اس حکم ناطق سے قیام شبانہ روز ڈیوڑھی کا موقوف کرکے
خود وقت صبح وقت نباضی اطبا اختیار کیا تھا آخر بعد چندروز کے ہرایک نے اپنا عرض حال کپتان
برڈ صاحب سے کیا جنکے تعلق صاحبات محل تھے اور کرنل رچمنڈ صاحب نے بسبب اپنی ناواقفیت کے جتنے امور
تھے انھین کی تجویز پر محول رکھی تھی انکا حال جو کچھ ان صاحب کی رزیڈنٹی کے عہد مین گذرا صاحبان
عالیشان بھی خوب جانتے ہین اس حکومت جدید کو ہرایک سے موقوف کردیا پھر سب فارغ البال
بدستور سابق ہوگئے نواب منتظم الدولہ نے جب احوال صاحبات کا روانہ صدر کیا وہان سے قطعی
حکم آیا کہ باب عدالت مین صاحبات محل کے اور حفاظت ناموس اسلاف مین بادشاہ کو اختیار ہے
چنانچہ حضرت فردوس منزل کے عہد دولت مین نواب تاج محل نے اپنے بھائی کے قید ہونیکی شکایت
جنرل کالفیلڈ صاحب سے کی کہ ہم اس وثیقہ مین۔ صاحب نے ناواقفیت سے بادشاہ کو بہ پیام لکھا مولوی
تفضل حسین خان نے تحریر حکم صدر سے معقول کیا صاحب نے بھی جب کتاب مین تحریر دیکھی خاموش ہورہے

ہتک لال جی اخبار نویس درمیان راہ چھاؤنی کے اور برڈ صاحب کا برہم ہونا

[illegible]

کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ اول رزیڈنٹ بسبب ناموافقت آب وہوائے شہر
اکثر چھاؤنی منڈیاؤن مملوکہ شاہی مین رہا کرتے تھے لال جی اخبار نویس رزیڈنٹی ہرروز اخبار سنانے
کو اونکے پاس جایا کرتے تھے ایکدن نواب عزت محل منجملہ اور محلات معلی راجہ جیالال کے باغ مین جو واقع
سرراہ چھاؤنی ہے تشریف لیگئی تھین بشیر الدولہ ناظر سپاہی سڑک پر چندروز آدمیون کا اہتمام کررہے
تھے منشی کپتان موصوف ہاتھی پر سوار شہر سے صاحب کے پاس جاتے تھے سپاہیون نے منع کیا وہ ہاتھی
سے اوترکر حد باغ تک پیدل ہوکر چلے گئے راہ مین لال جی سے اپنی کیفیت بیان کی اونھون نے کہا تم بلند
سواری پر تھے اس جہت سے منع کیا تھا مین میانے مین جاتا ہون مجھکو کوئی منع کریگا زیر باغ پہونچے سپاہیون
نے پھر ممانعت کی اونھون نے عذر سواری میانہ کیا مگر سپاہیون نے نمانا آخر حد باغ تک یہ بھی پیادہ گئے
کسواسطے کہ درجہ سر راہ کوٹھی کی چلمنین پردہ پڑی ہوئی تھین لال جی نے جنرل سلیمن صاحب سے
اپنی ہتک کی شکایت کی صاحب بہت خفا ہوے نواب کو بلواکر دہکا ری کی۔ بشیر الدولہ
سے ہزار روپیہ جرمانہ لیکر لال جی کو دلوایا۔

عنوان

نواب گورنر جنرل کا کانپور سے ممالک مغرب جانا چاہے پانی کا الہ آباد سے پھر آنا کرنل رچمنڈ صاحب کا ولایت جانا

جب خبر آمد آمد نواب گورنر جنرل بہادر کا کانپور سے ممالک مغربی جانے کی مشہور ہوئی حسب دستور قدیم چاہ پانی وغیرہ کا سامان سرکار شاہی سے الہ آباد روانہ ہوا مرزا وصی علیخان کچھ سوچ سمجھکر زندگی اپنی طرح کسی داروغہ کو تجویز کرکے بھیجا چند روز کے بعد وہ سب سامان پھر آیا نواب گورنر جنرل نے عذر جانے ممالک مغرب کا کیا وگرنہ معمول قدیم یہ تھا کہ الہ آباد سے کانپور تک عملداری سرکار تھی اس جہت سے معمول تھا و مستعدان اہلکاران سرکار کو اسی سے ایک تخیلہ پیدا ہوا خلاصہ نواب محتشم الیہ ڈاک میں ماہ نومبر ۱۸۴۳ء داخل کانپور ہوئے بعد توقف ایک ساعت روانہ اکبر آباد ہوئے وہاں سے انبالہ کو روانہ ہوئے اس عرصہ میں جنرل لو صاحب راجپوتانہ اجمیر کے ریزیڈنٹ ہو کر کلکتے سے کانپور کو جاتے تھے کپتان ہانکس صاحب دوست قدیم تھے صاحب کی ملاقات کو گئے کرنل ولکاکس صاحب مہتمم رصدخانہ سلطانی کا حال انتقال سنکر بہت تاسف کیا کسواسطے کہ یہ دونوں صاحب ایک دوسرے کی اولاد کے دھرم باپ تھے

۲۹ ماہ دسمبر سنہ الیہ کو کرنل رچمنڈ صاحب ریزیڈنٹ دربار شاہی سے بسبب علالت مزاج روانہ ولایت ہوئے اڈیمانگی کا دربار اور رنگ دربار او مزاج بادشاہ سے بہت تنگ ہوکر اپنا جانا بہتر سمجھے اور جانتے تھے کہ یہاں کا رنگ اچھا نظر نہیں آتا کرنل ہنری سلیمن صاحب بہادر دستمی ریزیڈنٹی تھے بعد لکھنؤ تشریف لائے وہاں بہت عمدہ عمدہ کام کئے کئی تھگ کئی ٹھگ اور راہزن گرفتار و پھانسی دیکر راہ و ملک خوب صاف کردی تھی کپتان شکسپیر صاحب انتظار شہر آوری میں قائم مقام رہے جب شکسپیر صاحب کلکتے سے اونکے مقام پر پہونچے تب صاحب مذکور دوبالا لکھنؤ آئے

عنوان

انتقال کرنل ولکاکس صاحب اور گفتگو قیام رصدخانہ کا اس عاصی مؤلف کتاب سے نواب وزیر الممالک سے ولسن صاحب کا کلام کرنا اور برطرف ہونا عملہ رصدخانہ کا

اب سنیے بنا رصدخانہ سلطانی کو حضرت خلد منزل کی سلطنت میں حسب الحکم نواب گورنر جنرل بہادر لارڈ ولیم بنٹینک سفارش و تجویز صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس ہوئی نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان وزیر اعظم تھا اپنا سوخ و نیکنامی سمجھکر بانی مبانی ہوئے چنانچہ کپتان ہربرٹ صاحب نواب گورنر جنرل

نے تجویز کر کے بھیجا اور مہتمم ہوے سترہ سو روپیہ ماہوار کی تنخواہ ہوئی مولوی محمد اسمٰعیل مع طلبہ
ہندوستانی اکتساب علم و عمل ہیات کیواسطے مقرر ہوے رمنۂ سلطانی مین تباہی رصدخانہ تجویز ہوئی
قریب کوٹھی خورشید منزل جسکی بنا جنرل مگلوڈ صاحب مہندس مصاحب خاص جنت آرامگاہ نے
کی تھی بعد دو برس کے ناتمام ہوکر رہ گئی اتفاقاً کپتان ہربرٹ صاحب دفعتہً مر گئے جنرل لو صاحب نے
صدر مین رپورٹ کی نواب گورنر جنرل نے کرنل ولکاکس صاحب کو جو المہری پہاڑ کی مساحت پر تھے
و تعین مقرر کر کے بھیجا اور وہ ۱۸۳۵ء اپریل کے مہینے مین داخل لکھنؤ ہوے معرفت صاحب رزیڈنٹ
شرف ملازمت بادشاہ حاصل ہوئی ۴ پارچہ کا خلعت ہوا کاروبار رصدخانہ پر متوجہ ہوے
جب مولوی اسمٰعیل بسفارت روانہ لندن ہوے اور اونکے چھوٹے بھائی اونکے قایم مقام ہوے جب
حضرت فردوس منزل تخت نشین ہوے خرچ فضول وبیکار سمجھکر تخفیف کیا جسطرح اکثر کارخانونکو
بیفائدہ جانکر موقوف کیا تھا صاحب کو تنخواہ تمام و کمال دیکر مع دو ہزار روپیہ زاد راہ کے دیکر روانہ
لندن کیا جب جنرل لو صاحب نے کہ کلید سلطنت تھے بادشاہ سے سب حقیقت حال بیان کی اور کہا کہ آپکی
سلطنت یا تمام ہندوستان مین کوئی امر عجیب من حیث العلم ہے جسکے ہماری ولایت کے کاملین
مشتاق ہون اور ہر ولایت مین رصدخانہ ہے جس سے کاملین کو فایدہ حاصل ہوتا ہے اور اسکی
بنا بحکم صاحبان ولایت اور نواب گورنر جنرل کے ہوئی ہے بہت تعجب ہے کہ آپ ایسے قدرشناس اسے
صرف بیجا سمجھکر داخل تخفیف کرین ولایت مین آپکی موجب نیکنامی اور قدردانی اسکے جاری رہنے
سے ہوگی اور ۵۷ رصدخانے مجموع ولایت مین ہین ہندوستان مین کبھی اسکی بنا نہین ہوئی
یہ سنکر بادشاہ نے اسے منظور کیا اور حکم اجرای رصدخانہ کا دیا چنانچہ معرفت راجہ بختاور سنگہ تجویز
صاحب موصوف ساڑھے چار لاکھ روپے اسکی تعمیر مین صرف ہوے پچاس ہزار کے پتھر و ربنیون
کے نصب کرنیکو بنارس مرزاپور سے آئے اور لاکھ روپے کے آلات رصدیہ موافق رصدخانہ گرین وچ لندن
سے آئے اوسکے بعد حکمنامۂ شاہی ہے کہ مہتمم رصدخانہ تا تکمیل رصدخانہ دو سو روپیہ تنخواہ مین سے
کم ہونگے اور عملہ کو موقوف کرو لیکن ایک شخص عملے سے جو تمہاری کام کا ہو رکھلو چنانچہ مولوی عبدال
کنبوہ کو صاحب نے اپنے واسطے رکھ لیا جب رصدخانہ بن چکا صاحب نے عرضداشت نگاہداشت عملہ
کی کہ طلبہ زبان انگریزی سے واقف ہون اور بسفارش نوکر ہون ورنہ موجب ابتری کار سرکار ہوگا

چنانچہ حسب الفرض صاحب فرین بہ تسخیل خاص ہوئی اور پہلے یہ عاصی مؤلف کتاب بسررشتہ منشی و ترجمہ کتب علم ہیأت وغیرہ ملازم ہوا اور تا حیات صاحب ممدوح ۱۹ رسالے کتب علمیہ وغیرہ بمقابلہ و تصحیح صاحب موصوف اردو میں موافق فہم و عوام ترجمہ ہوئے۔ صاحبان اسکول بک سوسیٹی کلکتہ اور آگرہ اور دہلی میں طبع ہوکر مشہور خاص و عام ہوئے اور صاحبان کمیٹی نے اکثر کا انعام اور جیبی نیکنامی دی بعض مطبع سلطانی میں چھپے اور کئی رسالے مقابلہ صاحب میں بیتے ا

تفصیل کتب ترجمۂ عاصی

۱۔ علم ہیأت۔
۲۔ آلات آب وغیرہ
۳۔ ہوا۔
۴۔ علم مناظر — غیر طبع
۵۔ قصۂ راسلس ڈاکٹر جانسن صاحب — طبع آگرہ
۶۔ مقاصد علوم لارڈ بروہم صدر الصدور لندن طبع کلکتہ و مطبع شاہی۔
۷۔ رسالۂ حرارت
۸۔ رسالۂ ہوا
۹۔ رسالۂ آب
۱۰۔ رسالۂ آب۔ یہ چاروں رسالے کتاب طبعیات سے ہیں۔ غیر طبع
۱۱۔ رسالۂ ہیأت ڈاکٹر برکلی۔ — طبع مطبع سلطانی۔
۱۲۔ رسالۂ علم ہیات ڈاکٹر ونس صاحب — طبع مطبع سلطانی ناتمام
۱۳ معرفت طبعی۔ ہیلی صاحب — طبع مطبع دہلی۔
۱۴ رسالۂ مقناطیسی — ״ ״ ״
۱۵ رسالۂ آلات رصدیہ سمسن صاحب — ״ ״ ״
۱۶۔ رسالۂ علم کیمسٹری پارکس صاحب — غیر طبع

١٧- رسالہ علم مناظرہ کتاب طبعیات سے — غیر طبع

١٨- قوانین دستور العمل انگلشیہ اردو و فارسی — ”

١٩- تواریخ مملکت اودھ اردو — زیر طبع

٢٠ ایضاً فارسی — غیر طبع

٢١ ایضاً ترجمہ انگریزی — ”

عملہ ہندو و بنگالی انگریزی دان مشاہدات رصدخانہ کو بسفارش صاحبان آگرہ و الٰہ آباد
نوکر ہوے بعد چند روز کے دوسہلا رصدخانہ مقناطیسی بحکم نواب گورنر جنرل بہادر تیار ہوا اور صاحب
موصوف دونون رصدخانون کا مشاہدات و انتظام کرتے تھے اور اونکی تعلیم بھی کرتے تھے حضرت جنت مقیم
نے وہ دو سو روپیہ تنخواہ کے بدستور جاری کیے جو صاحبان عالیشان وارد ہوتے تھے مشاہدہ
رصدخانہ سے بہت خوش ہوتے تھے اکثر امرای بیرونی جو شہر مین آتے تھے مشتاق ہوتے تھے۔
ایکدن حضرت جناب سلطان العلما و سید العلما بھی تشریف لائے صاحب نے مشاہدات کواکب کیے
ایکدن حضرت جنت مکان مع صاحبات محل تشریف لائے صاحب اور میم صاحبہ اور اس عاصی کو خلعت و
تمغہ کو انعام عنایت فرمایا پھر بموجب درخواست صاحب موصوف کو چھ ہزار روپے سرکاری طبع
مشاہدات کو ملے خلاصہ اس کئی برس کی مدت مشاہدات مین صاحب نے ہر روز بڑی مشقت اختیار
کی تھی ہر چند بابو وغیرہ دس آدمی تھے مگر سب کی تصحیح مین خود محنت کرتے تھے اتفاقاً ٢٧ اپریل
روز سہ شنبہ سنہ ١٨٤٧ع میم صاحب تین دن کے عرصے مین ڈاکٹر لوگن صاحب کے علاج سے مر گئین
اسی مہینے کی ١٨ تاریخ کو سنہ ١٨١٢ع غازی پور مین میم صاحبہ پیدا ہوئی تھین بعد اس واقعہ کے
صاحب دسمبر کے مہینے مین تین اطفال خردسال اپنے لیکر کلکتہ کو روانہ ہوے اور وہان سے اون لڑکونکو
اپنے باپ کے پاس روانہ ولایت کیا اور کلکتہ سے آکے پھر وہی مشقت کرنے لگے آخر کو جگر مین
ورم ہو گیا اور بعض امور سرکار شاہی سے بھی خلاف طبع اور موجب ناگواری ہونے لگی وجہ ظاہری
یہ ہوئی کہ کپتان ہالنگس صاحب ڈاکٹر لوگن صاحب پادری کیشور صاحب یہ سب صاحب کے دوست
صادق تھے صاحب رزیڈنٹ اور کپتان برڈ صاحب سے وہ صورت اتحاد کبھی نہ رہی جو جنرل
لو صاحب اور جنرل کالیفلڈ صاحب سے تھی دربار شاہی کی یہ صورت تھی کہ جو ملازم شاہی مر جاتا تھا اوسکے

عیال واطفال کو خلعت ماتم پرسی ملتا تھا اور زر نقد بھی اس امر خاص مین سرکار سے ملتا تھا۔ ہرچند
اس عاصی نے حضور عالم سے عرض کیا کہ ولیمن صاحب سالے صاحب کے اسباب وغیرہ
نیلام کرنیکو آئے ہین اونھین اور اونکی اولاد کو خلعت دینا مناسب ہی اسمین آپکی بڑی نیکنامی
ولایت تک ہوگی حضور نے قبول فرمایا پھر معلوم نہین کیا صورت ہوئی کہ ولیمن صاحب سے ملاقات
نکی آخر وہ انتظار کرکے راتکو ہچی ڈاک مین سوار ہو کر چلے گئے اور کپتان برڈ صاحب نے بھی قیام
رصد خانہ مین سرکار سے کچھ تحریک نہ کی جب جنرل صاحب نے اظہار حال کیا تھا معلوم ہوا انھین
ایسے ذی عزت صاحب کا یہان رہنا ناگوار تھا عملے سے یہ کہا بلکہ رپورٹ اسکی سرکار مین بھی کی
کہ اس رصد خانہ کا فائدہ اہل ولایت کو ہے اہل ہند کیواسطے کچھ فائدہ نہین ہی لہذا یہ امر موقوف
ہوشی اور قدر شناسی بادشاہ پر ہے پس یہ وجہ اسکے قیام کی نہوتی حالانکہ ۱۹ لاکھ روپیہ ہوا جو دو
برس کے عرصہ مین سرکار کا خرچ ہوا اور نو دس برس تک محنت شفقت مشاہدات اور درستی
حساب مین صاحب نے کی تھی اوسکا نتیجہ کچھ حاصل نہوا۔ بلکہ وہ روپیہ جو سرکار سے طبع مشاہدات
کے واسطے ملا تھا وہ بھی پھیر لیا گیا۔

غرض ان وجوہات لاحقہ سے صاحب کا قصد مصمم ہو چکا تھا کہ بعد طبع مشاہدات رصد خانہ
کے مین ولایت چلا جاؤنگا جب عوارض جسمانی و روحانی کو طول ہوا ڈاکٹر لوگن صاحب اپنے بنگلے
سینڈیاؤن مین لیگئے پھر ڈاکٹر صاحب روانہ کانپور ہونے لگے صاحب کو بھی اپنے ساتھ کانپور تک لیگئے
وہان ڈاکٹر میکلی نن کے سپرد کرکے روانہ لاہور ہوئے صاحب کو عمل طائر اس کثرت سے ہوئے کہ جان
بلب ہوگئے آخر ۲۵ اکتوبر ۱۸۴۷ء وقت شب انتقال کیا اتفاقاً صاحب کے چھوٹے بھائی کی بیوی انکی
پرستاریکو آگئی تھین انکے شوہر مہم لاہور کو پالٹن کے ساتھ گئے تھے چنانچہ اونھون نے بتاکید تمام
پادری صاحب و ڈاکٹر صاحب کو بلوایا صاحب نے ولیمن صاحب اپنے برادر نسبتی کو اپنا وصی کیا
تمام کو جنازہ اوٹھا جتنے صاحبان کمپ تھے سب تشیع جنازہ مین شریک تھے۔ فوج گورہ بھی ساتھ تھی۔
جب لکھنؤ مین خبر آئی تو ریذیڈنٹ صاحب نے نواب سے کہلا بھیجا اونھون نے کپتان بارلو صاحب کو واسطے
حفاظت اسباب کے بھیجدیا بعد اسکے غازی پور سے ولیمن صاحب آئے اور اسباب نیلام کرکے چلے گئے
اس نیلام کی یہ صورت ہوئی کہ ہزارون کتب علمیہ ایسی تھین غالب ہی کہ اوسکی خریدی مین ہزارون روپیہ صرف

کیے ہونگے تیرہ سو پر نیلام ہوئین بہت سی ڈاکٹر اسپرنگر صاحب و ولسن صاحب نے کپتان ہاڈگس
صاحب کا مال مالِ دوست سمجھکر لے لین اسیطرح سارے گھر کا نیلام ہوا - مال مُردہ بیس مُردہ -
اس عرصہ مین ایک انگریز نے اہلکاران سرکار کو غافل جانکر درخواست اس عہدہ جلیلہ کی کی -
جب یہ صورت ہوئی ہندو نے حضور عالم سے شروع تا عرض حال ابتدا و انتہا کا کیا کہ اگر از راہ قدردانیِ
علم کچھ اسکی قدر و منزلت اور اپنی نیکنامی سمجھیے تو وہ صورت کیجیے جو بعد کپتان ہربرٹ صاحب کے صاحب
متوفی مامور ہوے اور اگر کچھ تخفیف منظور ہے تو کلنٹ صاحب مہتمم کالج جو جنرل ہارٹن صاحب کے
دوست ہین اور متوفی صاحب کے عمل سے بھی واقف ہین اونھین مقرر فرمایئے اور وہ کچھ کم
مشاہرہ پر بھی راضی ہو جاینگے اور اگر بہ سفارش کسی انگریز ملازم سرکار کو جو محض جاہل و ناواقف
اس کوچہ سے ہو مقرر کیا گیا تو محض نقصان سرکار ہے آیندہ اختیار ہے اسے کون سنتا تھا بلکہ ایسی حالت
کا خالی مقربان خاص نے واسطے فتوح غیبی سمجھے -
خلاصہ کئی دن کے بعد نواب صاحب نے اسی عاصی سے فرمایا کہ بادشاہ نے کوٹھی رصدخانہ
مجھے عنایت فرمائی اور رصدخانہ کا قایم رکھنا منظور خاطر اقدس نہین کتب خانہ رصد داخل توشہ خانہ
محمد الدولہ ہوا اور عملہ رصدخانہ برطرف چنانچہ ۲۰ جنوری ۱۸۴۹ء تک تنخواہ عملہ دیکر رخصت کیا اور اس
عاصی کو بنظر عنایات تعارف دوستانہ قدیم بدستور بحال رکھا رصدخانے سے توپ زوال شمسی
چلتی تھی اہل شہر کو خبر ہو جاتی تھی یا بورنشک موہن بنگالی گھڑی ساز مقرر ہوے -

نواب محمد خان سفیر شاہی کا واسطے استقبال سلیمن صاحب کے جانا رصدخانہ کا بدستور قایم رہنا

۶ - جنوری روز شنبہ نواب محمد خان سفیر شاہی بذریعہ ڈاک روانہ کانپور ہوے روز جہارشنبہ ۳ بجے
رات کو کرنل سلیمن صاحب بہادر داخل کوٹھی دلکشا ہوے صبحکو نواب وزیر الممالک ملاقات کو گئے اور
بادشاہ بسبب ناسازی مزاج معذور تھے روز پنجشنبہ ۱۱ - ماہ مذکور مرزا ولیعہد بہادر مع شاہزادوں
واسطے استقبال کو گئے ۹ بجے صاحب ممدوح داخل شاہ منزل ہوے حسب دستور فیل جنگی وغیرہ ہوئی بعد
حاضری کھانے کے صاحب رزیڈنٹ واسطے ملاقات بادشاہ بادشاہ تشریف لائے تعارف معمولی
ہوا - ۱۱ بجے صاحب ممدوح داخل کوٹھی رزیڈنٹی ہوے اکتوپ سلامی سر ہوئین -

نواب صاحب نے اِس عاصی سے ارشاد کیا کہ حضرت نے کوٹھی رصدخانہ مجھے عنایت فرمائی مناسب ہے کہ عملۂ رصدخانہ برطرف کو بھی بدستور بحال کردو چنانچہ بیس دن کی تنخواہ دینے کو بھی حکم خزانہ عامرہ مین پہونچا بدستور قدیم بنگالی وغیرہ مددگار علم شاہدات مین مصروف ہوئے اور توپ بھی ۱۲ بجے کی حکم رصدخانے سے بدستور چلنے لگی۔

بڑے صاحب کا واسطے عیادت بادشاہ کے آنا مرزا وصی علیخان کا معطل ہونا

روز شنبہ ۲۴ - فروری سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ رفع خلجان اخبار موحش طبیعت ناسازی مزاج اقدس سنکر تشریف لائے کہ برائے العین تصدیق و رفع اشتباہ حال مزاج اقدس کرین چنانچہ محلسرائے شہنشاہ منزل مین بالمشافہہ بادشاہ سے باتین کین جس سے تسلی تخیلات اخبار سماعی کی ہوئی ۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔ سوائے عارضہ خفقان و مراق اور کوئی عارضہ تحقق نہوا ورنہ کیا عجب تھا صورت اجنبی کی ہوجاتی یعنی تا صحت مزاج کوئی اور ڈیپٹی ہوجاتا - خارج سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کو بھی ایسا توہم ہوا تھا چنانچہ مرزا محمد رضا برق سے بھی ارشاد کیا تھا حالانکہ پرستاری بادشاہ محول بجناب عالیہ تھی اور سوا اطباء ملازمین سرکار عالی ڈاکٹر بھی منظور نہین چنانچہ صاحب نے کیفیت مزاج جو خود مشاہدہ کی اوسکی رپورٹ صدر مین کردی مگر خدا نے رحم کیا۔

مرزا وصی علیخان نے اپنی رفتار کردار سے ہرطرح باغ سبز دکھاکر نواب سے رسوخ حاصل کیا اور پھر خدمت واصلیاتی جو نواب امین الدولہ نے دی تھی اوسی پر مامور ہوکے ہوا اور مشیر خاص صلاح دہی اکثر امور مین ہوتے تھے اتفاقاً نسے اور نواب محمد خان سفیر شاہی سے بوجوہ بگڑی اب دو دشمن انکے لگانیوالے آگ کے خودرو پیدا ہوکے اول شرف الدولہ محمد ابراہیم ثانی نواب محمد خان ۔ مولوی ذاکر علی کہتے تھے کہ مین نے محمد خان سے کہا کہ اِنکے مقابلے کو بڑی قوت چاہیئے ایسا نہو تم بھی کسیطرح ان کے پھندے مین آجاؤ آخر کو وہی ہوا غرض ان دو قوتون نے باتفاق بڑے صاحب سے دل کھولکر لگانا شروع کیا اور صفات کردار بیان کرنے شروع کیے اور بڑے صاحب عادی مخبران کی تھی اگرایسی نہو تو ہزارون ٹھگونکو کیونکر پھانسی دیتے

اور اس شہر مین بھی بہت سے مخبر پھرا کرتے تھے جب صاحب کو احوال اخراج زمان ماضیہ جنرل
لو صاحب و جنرل کالفیلڈ صاحب نسبت انکے اور کردار زمان حال و قوم و فرقہ کہ یہ ایسے ہین بذریعہ
پیام ارسال شاہی ہوا کہ ایسا شخص جسکا اخراج اسصورت سے ہوا ہو پھر وہی مدار المہام جمیع امور مرجوعہ
سرکار ہو یہ امر باعث بدنامی سرکار مین ہی لہذا نیازمند کے نزدیک مناسب وقت یہ ہی کہ حکم محکم اسکی اخراج
کا شہر سی ہو فقط یہ پہلی بسم اللہ اخراج شہر کی شروع ہوئی دیکھا چاہیے کون کون صاحب کا اخراج ہوتا ہی
روز سہ شنبہ نواب صاحب ممدوح کے پاس واسطے رفع توہمات نسبت مرزا ے مذکور تشریف لیگئے اور
پرچہ پیام بھی بہت بنا بنا کر اور سمجھکر لکھا کہ قصور مرزا ے مذکور سرکار شاہی مین ثابت نہین کسواسطے کہ زمان
جنت مکان مین انکی روبکاری ہو چکی ہی بعد عدم ثبوت قصور نواب امین الدولہ نے مہتمم کاروبار وزارت
کیا تھا اور سیکر عہد دولت مین کوئی اور شخص من جمیع الوجوہ ایسی لیاقت و عزت کا نتھا اسواسطے انھین
نواب گورنر جنرل کے جا ے بانی کے ساتھ بھجوا دیا تھا اور نواب محتشم الیہ نے نظر بحسن خدمت و قدر شناسی
کمال و فور عنایت سی بنگلہ میور ڈاک مین اپنے دستخط خاص سی چھٹی حسن خدمت کی عنایت کی ہے
اور لکھنؤ مین خلعت فاخرہ دیا اور صاحبزادہ نواب ممدوح مع صاحبان عالیشان مہمان انکے باغ
مین ہوے ہین دعوت کے طور پر چنانچہ جب کپتان برڈ صاحب نے شکایت انکے باب مین کی تھی اوسکا
جواب یہ گیا تھا کہ تمنے پہلی چھٹی مین مرد ذی عزت لکھا تھا ان وجوہات سے نظر بحسن خدمات
سابقہ مرد کارگزار سمجھکر منصرم کاروبار کیا۔ پس کیا قباحت ہے فقط۔

خلاصہ نواب صاحب نے بھی بمقتضا ے حسن خدمت جسقدر مرکوز خاطر تھا کوئی دقیقہ فرو
گذاشت نکیا صاحب نے پھر اسکی تحقیقات نواب منور الدولہ نواب امین الدولہ سے کی انھون نے
بمقتضا ے وقت سمجھکر گول گول جواب دیا بخیال ناراضی وزیر حال اسکے بعد دوسرا پرچہ پیام آیا کہ نیازمند کو
تحقیقات کی کچھ احتیاج نہین ہی لہذا مناسب ہی کہ انکو مداخلت کاروبار سی معطل کیجیے۔ چنانچہ دوسوین
تاریخ ربیع الثانی روز سہ شنبہ مرزا ے مذکور حکم حاکم سی مجبور ہو کر مستعفی ہوے لیکن دو سو روپے تنخواہ کے
بدستور رہی خدمت اطلاق و اصطباقی سپرد مہاراج و شرف الدولہ غلام رضا خان کے ہوئی اور
مقدمہ وصی علی خان شروع نفاق صاحب رزیڈنٹ اور وزیر اعظم ہوا۔ آگے اسکا
انجام دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہے۔

انتقال مرزا ولیعہد بہادر

مرزا ولیعہد بہادر شاہزادۂ دوئمی بادشاہ کئی مہینے سے مبتلای تپ دق و سرفۂ مزمن ہو رہے تھے آخر ستسقے بھی ہو گئے اطبا و ملازمین نے بلطایف الحیل بچاؤ اپنی بدنامی کا بہکر علاج سے ہاتھ کھینچا آخرکار رجوع بڈاکٹران کیا چنانچہ ایک دن حسب الحکم ڈاکٹر اسپر صاحب مع ڈاکٹران چہاؤنی شہزادے کے دیکھنے کو آئے اونھون نے اپنی کیفیت مزاج بہ بیان شیرین بیان کی کچھ تجویز کر کے چلے آئے لیکن کچھ مفید نہوا اسواسطے کہ وقت ہاتھ سے جا چکا تھا حکیم اپنا الزام ہمکو دیا چاہتے ہین آخر کو ہچکیان نکلین اوسکی شدت سے زیادہ موجب ہلاکت ہوا دوسری تاریخ رجب روز شنبہ قریب شام سنہ ۱۲۶۵ ہجری مطابق ۲۶ مئی ۱۸۴۹ء شاہ منزل مین نقل مکان کیا تھا اوسکے ۹ دن کے بعد انتقال کیا ہے بچہ صبح پہلوی حضرت جنت مکان مین دفن ہوی اس خبر متوحش کو مصلحتاً بہ خیال ناسازی مزاج اقدس مقربان خاص نے چھپایا لیکن جوش خون پدری درد جگر کب چھپا سکتا ہے اوسدن بادشاہ بہ نسبت اور دنونکے بہت افسردہ اور مضطر الحال رہے وقت طعام خاصہ خود ارشاد فرمایا کہ آج نوالہ میرے حلق سے نہین اوترتا اور دل خود بخود بھرا آتا ہی اسکا کیا باعث ہے حاضرین نے باتون مین لگا لیا آخرکار رات کو جناب عالیہ نے کہ وہ روز سوم تھا ظاہر کیا کلمات صبر و شکیبائی ارشاد فرمائی اوسوقت بہت بیتاب ہوے سچ ہے کہ اس خاندان مین ابتدای عروج ریاست سے جیسے اکیسو کئی برس گذری کسیکا جانشین نہین مرا اس امر کو بھی اکثر لوگ شگون بد سمجھے۔ لیکن مصلحت خدا مین کسیکو کیا دخل ہے انجام کار کو دیکھنا چاہیے روز سوم کپتان بیک صاحب قایم مقام رزیڈنٹ تعزیت مین نواب کے پاس آئی بادشاہ کی پاس ناسازی مزاج کیوجہ سے نہ لیگئے سن شریف مرحوم کا دس برس پانچ مہینے کا تھا

قطعہ تاریخ وفات از نتیجۂ فکر منشی احمد صاحب

رفت از دنیا ولیعہد شہنشاہ جہان — اجوہر تیغ خلافت تہ نشین شد ہای ہای
شد بزیر خاک پنہان وارث تاج نگین — خاتم دست سلیمان بی نگین شد ہای ہای
زیب دامان جناب حضرت خاقان ہند — زینت آغوش پاک حور عین شد ہای ہای

	گفت ہاتف مصرعۂ سالِ وفات او ہمین ماہ اوج سلطنت زیر زمین شد ہاے ہاے	

مرزا وصی علی خان کا فیض آباد جانا اور بہ سلامت پھر آنا

خلاصہ نواب وزیر الممالک نے بہت جد و جہد مرزا وصی علیخان کے قیام کیواسطے لکھنؤ مین کیا اور عدم ثبوت قصور بڑے صاحب سے بیان کیا لیکن ہر صاحب رزیڈنٹ کو اختیار اپنے حکم کا ہوتا ہے اور جمیع امور عظیمۂ سلطنت حسن راے صوابدید اور مصلحت وقت صاحب رزیڈنٹ پر موقوف ہین بادشاہ نے بموجب حکم و خوشنودی خاطر صاحب ممدوح سمجھکر حکمنامہ بنام وزیر الممالک مزین بہ تخط خاص فرمایا کہ بالفعل اخراج وصی علیخان موجب خوشنودی خاطر ہمایون بھی ہے اور صاحب ممدوح کو امر خفیف کیواسطے ناراض کرنا مناسب حال نہین کہ تازہ وارد ہین۔

الحاصل چار و نا چار مرزا وصی علی خان کا فیض آباد جانا تجویز ہوا کہ عملداری سرکار مین رہین کانپور کا جانا عذر نا موافقت آب و ہوا کیا گیا اور حسب دستور تجاظر صاحب ممدوح تاکید ہوگئی کو چودار بھی متعین ہوا۔ چنانچہ ۱۹۔ شہر رجب روز سہ شنبہ سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۲ جون سنہ ۱۸۴۹ء مرزا ے مذکور مع متعلق و اسباب بجمعیت سپاہ حفاظت راہ اور سپاہ راجہ مان سنگہ بہادر قائم جنگ باطمینان تمام روانہ فیض آباد ہوے بعض احباب اہل دنیا و اہل غرض اپنے رسوخ سے تاکہ شہر تک پہونچا آئے اے خدا باقیات صالحات کو ایسے حوادث غیر طبعی سے بچائے اور توفیق اعمال و سکون و قیام کی دے نہ یہ کہ مورک شہر ضائع ہوجائین دیکھا چاہئیے اس اخراج کے بانی مبانی کیونکر سمجھتے ہین فی الحقیقت مرزا ے مذکور کی کارگزاری مین کچھ شبہہ نہین کسواسطے کہ تعلیم و تربیت یافتہ منتظم الدولہ تھے مگر اسیکہ دستور صداقت شعار صاحبان عالیشان سے کم واقف تھے اپنی جود ہمت و نفع ذاتی کو مقدم سمجھتے تھے محل و غیر محل جرأت کر بیٹھتے تھے انجام کار کا خیال نہین کرتے تھے یہ باعث انکی ناکامی بلکہ بدنامی کا ہوتا تھا چنانچہ ایک دن ایک دوست نے درد دل سے سمجھایا کہ مرزا صاحب ایسی جرأت و وثوق اچھی نہین صاحب رزیڈنٹ کو ناراض کرنا اور اونکے حکم کے خلاف ہونا اور مقابلہ کرنا اسکا انجام کیا سمجھے ہین اگر آپ کا بیرون شہر رہے اور تحریر یا بواسطہ لوا لیصاحب صلاح وہی کیا کیجیے

اسمین کچھ فایدہ نہوگا مگر کب سنتے تھے اپنی تدبیر پر نازان تھے غرض اوسی دن نواب صاحب نے بھی ڈپٹی صاحب سے اونکے اخراج کی اطلاع کی۔

مرزا کے نکلنے کے بعد چار مہینے کے فیض آباد سے قصبہ کاکوری مین چلے آئے مولوی مسیح الدین میر منشی جنرل گورنمنٹ کے مہمان ہوئے اپنا دوست خالص سمجھکر انکا عزل بھی انھین کی جہت سے ہوا تھا اکثر لوگ جانتے تھے خلاصہ انکی حسن رسائی اور یاوری تقدیر سے سرکار سے اجازت قیام قصبہ مذکور قریب شہر کے ملی تھی اسکا سبب یہ ہوا کہ ایلیٹ صاحب سکریٹری اعظم گورنر جنرل سے بسبب کتب تعارف بہت حاصل ہو چکا تھا گویا تخم امید بو چکے تھے شاید کہ ہمین بیضہ برآرد پر و بال کسواسطے کہ صاحب کو کتب تواریخ خط ولایت کمیاب و نایاب زمانہ کا بڑا شوق تھا جس شہر مین گئے جویای کتب ہوئے مرزا نے بر سبیل عرض کیا کہ میرے پاس کچھ کتب بزرگونکی نشانی رہگئی ہین ہمین دنیا سے فرصت اسقدر کہان کہ اودھر متوجہ ہون اگر پسند ہون ملاحظہ فرمائیے اور وہ کتب دراصل کتب خانہ سرکار شاہی کی قلعہ مچھی بھون مین رہتی تھین زمان حشمت آرامگاہ مین تحویلدار اون صندوق کے تختہ پائین کو اوکھاڑکر چرا لی تھین قفل و مہر بدستور قایم رہی تھی باخفا مرزا محمد جعفر بلا محمد اکرام الدین خان کے ہاتھ بیچی تھین اور کسی ناواقف کو نہین دکھائی تھین کہ شاید افشای راز ہو جائے بعد مرزا جعفر مرزا محسن اونکے بیٹے کے پاس رہین جب یہ معتمد الدولہ کے زمانے مین قید ہوئے بہت سی کتابین تلف ہو گئین جب مرزا محسن مر گئے مرزا محمد اونکے بھتیجے سے نواب علی نقی خان نے کئی ہزار روپے دیکر مول لین وہ روپیہ صرف لغویات پتنگ وغیرہ مین باد ہوائی ہوا مرزا صاحب نے ایلیٹ صاحب کے نام سے نواب کو دم دیکر لے لین اور سمجھا کہ دیکھیے انکو دیکر مین کیسا کام اپنا نکالتا ہون صاحب اون کتابونکو دیکھکر بہت خوش ہوئے کہ یہ کتابین اب حکم عنقا رکھتی ہین قیمت کو انسے کہا عرض کیا مین تاجر نہین میرے پاس بیکار ہین چند روز مین کیڑون کی غذا ہوتین اب اسکے قدر دان ہین اگر آپ کے پاس رہینگی تو بہتر ہے اور مجھکو کچھ غرض نہین کہ اس حیلے سے آپکو دون ایسی بناوٹ سے باتین کین کہ صاحب نے لے لین یہ مطمئن ہوئے کہ میرا ہدیہ انشاءاللہ میرے کام آئیگا چنانچہ اسی امید پر خیال کرکے فیض آباد سے وکیل معتمد کو روانہ کلکتہ کیا اور ایک عرضی صاحب کو لکھی کہ میرے دشمنون کے بہکانے سے

میری طرف سے رزیڈنٹ کو ایسا وسوسہ ہوا کہ مین بحکم بادشاہ اپنے شہر سے نکالا گیا امیدوار ہون کہ اپنے گھر کے گوشۂ عافیت مین بیٹھا رہون اور اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے اور امورات شاہی مین کسیطرح کی مداخلت نہ کرون جسکا شقہ صاحب رزیڈنٹ کو ہے صاحب سکرٹر نے نظر بحسن سلوک کتب چٹھی دوستانہ رزیڈنٹ کو لکھی کہ اگر یہ شخص کسیطرح کا تمھارا ہارج ہو اور مثل رعایا شہر کے اپنے گھر مین بیٹھا رہے تو کیا قباحت ہے جب مرزا کو تحریر صاحب سکرٹر معلوم ہوئی احتیاطاً رفع مظنہ کے لیے صاحب رزیڈنٹ کو ایک عرضی اسی مضمون واحد کی بھیجی صاحب مطلب سے خوب واقف ہو چکے تھے بپاس خاطر صاحب سکرٹر دستخط کیا کہ اگر اسطرح شہر مین رہنا منظور ہے تو کیا مضائقہ۔ اسکے سوا سرکار شاہی سے اجازت رہنے کی پائی تھی نواب صاحب کی رعایت سے یہ سبب انکی رجعت قہقری کا ہوا۔ جب گھر مین آئے خوب مجالس عزا کین مگر اپنی خو سے بدسے باز نہ رہے رات کو چھپکر بسواری زنانہ نواب صاحب کے پاس جانے لگے یہ اخبار ہر روز صاحب رزیڈنٹ کو پہونچنے لگے۔ اس عرصہ مین الیٹ صاحب روانہ کیپ ہوے۔

ترقی خطاب نواب وزیر الممالک

اس شہر مین ہزارون بیکار و معطل خانہ نشین ہین ان سب کی تلاش معاش بھی مختلف ہے بہت بڑا وہ شہر ہے جہان سی پیشے یا تجارت کی قدر نہو یا وہان کے لوگ کسی کسب یا پیشے کو خلاف اپنی شان کے سمجھین جسطرح دستور ہر ولایت کا ہے کہ ہندوستان مین بھی قلیل و کثیر تجارت تھی جسطرح علی آباد کا سلم سب ولایت مین جاکر بکتا تھا تاجران لکھنؤ کو دوچند سہ چند نفع ہوتا تھا اسیطرح جنکے پاس بضاعت قلیل تھی اسی تجارت سے صاحب مال چند روز مین ہوگیے تھے وہ تجارت بھی بالکل موقوف ہوگئی ولایتی کپڑے کے آنے سے باقی تجارت خاص اشیا جزئیات کی رہ گئی اوسکی بھی کثرت سے قدر قیمت جاتی رہی پھر تلاش معاش منحصر فقط نوکری پر رہگئی وہ بھی اس زمانے مین جاتی رہی اگرچہ اوسمین ہر شخص ملازم نکما ہو جاتا تھا کسی کام کا نہ رہتا تھا تربیت و تعلیم و کسب پیشہ نہین رہی اب اس زمانے مین فقط تعلیم زبان انگریزی کی رہ گئی وہ بھی چند روز مین بسبب کثرت بہت سستی ہو جاویگی اور ارزانی حساب جغرافیہ ملکت تمام

اودھ مین تین ملین فی ۱۰ لاکھ آدمی تھے حضرت خلد منزل کے عہد دولت مین جنرل لوصاحب
فرماتے تھے کہ دس لاکھ فقط اس شہر مین ہین اور یہین غالب ہے اب تین لاکھ سے زیادہ
نہون ہزارون مرگئے ہزارون آوارہ وطن ہوگئے ہزارون جو مجبوری رہگئے ہین محتاج نان
شبینہ کے ہین علاوہ اسکے ہزارون نے شغل بیکاری سے استعمال افیون اختیار کیا ہی اس سے
بدتر اور دو تین چیزین اختیار کی ہین کہ وہ آدمی کہ معطل اور از خود رفتہ کردیتی ہین اب فقط
فی السماء رزقکم پر توکل ہی اور اپنی صحبت مین اپنی فہم اور بے لیاقتی سے افسانہای بے اصل و
بے سود بیان کرکے مشہور خاص و عام کرتے ہین اور ازبسکہ بیان کی خلقت طبیعت دار ہے مضمون
خیالی خوب تراشتے ہین اور اوسکے کذب و صدق مین آپسمین مناظرہ بھی کرتے ہین خصوصاً ذکر
منصوب کے باب مین وزیر معزول کے پھر منصوب ہونیکی خبر اڑاتے ہین اپنے توسل کی جہت
سے چنانچہ عالمگیر کی نقل زبان عوام کے مشہور ہی اوسوقت دہلی کے تمام شہر مین چند بیکار
و معطل نکلے نوکر ہوگئے اور جہان سارا شہر بیکار او معطل ہو۔ غرض اس بیان سے یہ ہے کہ
ایکدن بادشاہ نے ازراہ بیدار مغزی استفسار آمدنی ممالک محروسہ فرمایا دستور معظم نے اوسکا
جواب مناسب عرض کیا اور چند روز پیشتر سے شہر مین مشہور ہوگیا تھا کہ حضور والا تمام ایام برسات
مین باغ گاوگھاٹ مین دریا کے کنارے رہینگے اتفاقاً اوسیدن تمام اسباب پھر دولتخانہ قدیم
تحسین گنج مین پھر آیا اسی تردد سے حضور والا شان کو حاضر حضور شاہی ہوئے اوسی جہت سے
بعض نافہمون نے مضمون غزل تراشا اور اصل حقیقت زبانی دربار یہ ہی کہ بادشاہ فی الحقیقت کچھ
کشیدہ خاطر انسے ہوکر کوٹھی دلکشا مین رونق افروز ہوئے اور حکم قطعی یہ دیا کہ کوئی شخص ہمارے
پاس نہ آئے بجز بندہ علیخان کو جوان کے کسواسطے کہ اہتمام اندرونی و بیرونی انکے اختیار
مین تھا فقط گھوڑیان گاڑی کی باہر سے جایا کرتی تھین اور اندرون احاطہ سے کوئی باہر نہ آتا
تھا یہ حال سبھی بادشاہ دستور معظم پر خوب منکشف ہوگیا تھا اور اس افواہ عوام سے خود بھی متزلزل
ہورہی تھی اور تجسس تدبیر تھے آخر محمد خان داروغہ اور بندہ علی خان کو اپنے احوال سے آگاہ کیا
اور منصوبہ احوال بادشاہ سوا اپنے باب مین ہوئے محمد خان کو بندہ علیخان سے کمال موافقت
تھی ایکدن یہ قصہ بندہ علیخان مین پہونچا ایک سائیس کو روپیہ دیکر اپنی تعبیر کی۔ جواب پایا

کہ کل ۳ بجے مجھ سے ملاقات ہوگی جب بادشاہ استراحت مین ہونگے غرض جب ملاقات
ہوئی نواب کا احوال بیان کیا اوحضون نے اوسکی تصدیق کی کہ فی الحقیقت بادشاہ نے
روپوشی فقط نواب کے لیے اختیار کی ہے اب تدبیر یہ ہے کہ مین کل گاڑی اسی سٹرک پر لے
آؤنگا نواب کا سلام ہوجاتے گا خلاصہ جب گاڑی اودھر سے نکلی نواب نے سلام کیا
قدموں پر سر جھکایا بادشاہ نے بچشم غضب دیکھا جب گاڑی سے اترے بندہ علی پر
بہت خفا ہوے اوسنے قسم کھاکر اپنے تئین بری کیا اور اوسی دن بادشاہ نے دیکھا
کہ سپاہی بندوق کے توڑے چڑھائے پھر رہے ہین حالانکہ وہ سپاہی روند کے ملازم تھے
واسطے حفاظت کے پھرتے تھے بندہ علی سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں عرض کی حضور یہ جنگل ہے
رہزن دار ہتم دشب کو گرد رمنہ کے پھرتے رہتے ہین یہ سنکر خایف ہوے چاہا کہ اوسیوقت
سوار ہوکر قیصر باغ مین تشریف لائین بندہ علی مانع ہوا اور نواب سے کہلا بھیجا کہ کل
مین بادشاہ کو لے آؤنگا آپ اوسیوقت مستعد رہیے گا غرض بعد ملاحظہ کا رفہ
بادشاہ گاڑی) مین سوار ہوے قریب دروازہ قیصر باغ کے گاڑی کے پہیے کو کہین
چڑھا دیا گاڑی رک گئی نواب وہان کھڑے ہوے تھے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور
یہین اوترین اور سلام کیا بادشاہ گاڑی سے اوترکے داخل مسجد ہوے نواب نے قرآن
شریف ہاتھ مین لیکر بادشاہ کے روبرو بہت قسمین کہائین اور اپنی صفائی حاصل کی۔ بادشاہ
نے بندہ علی سے فرمایا کہ نواب کے واسطے خلعت منگواؤ نواب نے عرض کی غلام کی شہرت مین
بڑی بدہوائی ہورہی ہے امیدوار ہون کہ میرے خطاب کو تبدیل فرمائیے چنانچہ
خلعت بھی عنایت ہوا اور حضور عالم بہادر کا خطاب فرمایا اپنے خطاب سلطان عالم سے
مشتق فرمایا کہ نظر خلایق مین صورت واحد جلوہ افروز ہووے یہ خطاب کسی وزیر اعظم
کو نہ ملا تھا اگرچہ خلد منزل نے منتظم الدولہ کو خطاب حضور جنت آرامگاہ کا تھا دیا تھا بہرحال
سبھکو سبھون نے اسکی نذرین دین بندہ علی خان کا تیز اخراج رسوخ ثابت ہوا۔

انتقال سلطان مریم بیگم صاحبہ و نواب مبارک محل صاحبہ

سلطان مریم بیگم صاحبہ قوم ارمنی ساکن بغداد مذہب عیسائی بیٹی ڈاکٹر سارٹ بالیوز بغداد کے ساتھ تھی انکی ابتدای شان نزول داخل زمرہ محل علی حضرت خلد مکان یہ ہوئی کہ تیسرا سال جلوس مسند نشینی تھا کہ انکی مان انھین کانپور سے لیکر حیدرآباد دریا کے اوس پار کرایہ کے مکان مین آکر رہین سال بھر تک لباس انگریزی پہنے سڑک پر کھڑے ہوکر جناب عالی کو سلام کرتی رہین جب قسمت نے یاوری کی ایک شب جناب عالی نے بعد نصف شب ہیرکلو خواص کو مع میانہ سواری اور چیلی بھیجکر بلوایا انکی مان ہیرکلو سے کہنے لگین کہ ہم مایوس ہوکر کانپور جایا چاہتے تھے منتظر خرچ کے تھے غرض بن سنور کر داخل کمرہ محلسرای فرحبخش ہوئین حکم ہوا کہ بیفر سے ایک قطعی تین لاکھ روپیہ کے زیور جواہر کی لیجاو اور سے پہنکر ہمارے پاس آوین خلاصہ جب مشرف بسعادت ابدی ہوچکین پانچہزار روپے دیکر رخصت فرمایا اوسوقت انکی مان کی خوشی شادی مرگ ہونے کی بیان سے باہر ہے صحن خانہ مین جگہ جگہ سجدہ شکر بجالاتی تھی بعد کئی دن کے پھر رات کو طلب فرمایا دوسری قطعی زیور جواہر کی اور دو ہزار روپے اور ہزار اشرفی اور تین بدری ہر قسم کے پارچے کی عنایت ہوے بعد کئی دن کے بلاکر حاضری عباس علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کھلاکر مذہب اسلام تلقین فرمایا بیگم صاحبہ نے بطیب خاطر کلمہ شہادتین پڑھا اگرچہ ظاہر مین حب دنیا کیواسطے کیا ہوا اور فرمایا کہ ہم نے تمھین بیگم کیا اونھون نے نذر دی پھر ایک دن ایک جوڑی جڑاؤ ہاتھون کی ایک لاکھ روپیہ کی جسمین الماس کے نگینے سفید و گلابی جڑے تھے اور ایک نتھ لاکھ روپے کی عنایت عنایت فرمائی پانچہزار روپیہ ماہواری مقرر ہوی پہلو بارہ دری محلسرا عنایت ہوئی اور اہتمام دیوڑھی اور لوازمہ اسباب ضروری کو حکم ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان کو ہوا سکھپال سواری کو ملا بہرحال ہم پلہ نواب مبارک محل کیا اب اس زمانہ مین جو اس قسم کے زیور و جواہر دینے کو بیان کرے افسانہ ہے خلاصہ آمدم بر سر مطلب دو برس سے کھانسی اور تپ دق مین گرفتار تھین مرض الموت جانکر اور بخوف حاکم وقت کہ مردہ بدست زندہ ہوجاؤن یک وصیت نامہ لکھکر صاحب

رزیڈنٹ کے پاس بھیجدیا یعنی مین اپنے اصلی مذہب عیسائی پر تھی اور ہون میری مان نے محض بطمع زر دنیا نے مجھے اہل اسلام کو دیا مین بھی اپنی نافہمی سے مجبور تھی ہرچند بادشاہ نے مجھے اپنے مذہب کی تلقین و تعلیم کی مگر باطن مین مین اپنے مذہب عیسائی پر مستقل رہی لہذا میری تجہیز و تکفین موافق مذہب عیسائی کے ہو اور ایک ثلث میری تنخواہ مین میری وصیت جاری ہو بعد اسکے حسن علی کپتان کے مکان متصل امام باڑہ آغا باقر خان بکرایہ جا کر رہین آخر ۔ اپریل ۹ بجے رات کو سنہ ۱۸۴۹ء مین مر گئین اور موافق وصیت کے قریب ٹیلہ شاہ پیر جلیل گورستان رومن کیتھلک مین دفن ہوئین حسب الحکم شاہی مجد الدولہ نے تعلیقہ کرکے پہرے بٹھائے جب صدر سے جواب رپورٹ صاحب رزیڈنٹ آیا متروکہ اونکا جوزف شارٹ کو ملا ہرچند پرچہ پیام پھر اس باب گیا کہ اس صورت مین ساری تنخواہ وثیقہ کربلائی معلی جاوے لیکن کچھ نہوا بعد حضرت خلد مکان کے ایک حکیم کا وہان بھی بڑا اختیار کلی تھا جسطرح حکیم بندہ رضا خان مبارک محل مین تھے واللہ اعلم ۔

نواب مبارک محل صاحبہ کا احوال جنکا بیان حضرت خلد مکان کے احوال مین ہو چکا ہے بیٹی کرنل ہیش صاحب کی مساۃ چمپا کے پیٹ سے جنکا بنگلہ کانپور مین اسی نام سے تھا جب صاحب ولایت جا چکے یہ پیدا ہوئین اسکول مین لڑکیوں کے ساتھ پڑھنے کو جایا کرتی تھین بلکہ طامسن میر صاحب کے باپ نے بھی انھین پڑھایا تھا نصرانی تھین جب حضرت خلد مکان نے تعلیم و تلقین فرمایا صدق دل سے ایمان لائین فی الحقیقت بہت صاحب حسن و جمال تھین صاحب ہمت تھین کئی ہزار آدمی انکی بدولت پرورش پاتا ہی اور سیر چشم تھین اختیار سیاہ سفید سب حکیم بندہ رضا خان کے اختیار مین رہا اکثر اوجاع باطنی ہو جاتا تھا حکیم صاحب کے دست شفا سے رفع ہو جاتا تھا پھر خداوند سے آلام روحانی مین مبتلا ہوئین خلاصہ باغ سے ڈالی انبہ کی آئی تھی اوس مین سے کئی آنبہ رات کو نوش کیے رات کو مزاج کچھ برہم ہوا حکیم صاحب نے موافق معمول کچھ دوا بھیجی اوسے نوش کیا پھر شاید استفراغ کیا آخر شب ہشتم ماہ شعبان روز شنبہ سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق ۳۰ جون ۱۸۴۹ء انتقال کیا محل مین شور قیامت برپا ہو گیا قریب دو پہر دن کے حضور عالم بہادر کو خبر پہونچی اوسیوقت بادشاہ سے عرض حال کیا پھر رات گئے جنازہ کو اوٹھایا بعد غسل دیا حکم بادشاہ کے موافق روضہ عالم امام باڑہ نجف مین

ہم پہلو سے حضرت خلد مکان دفن ہوئین یکشنبہ وقت صبح حسب دستور مجد الدولہ نے تعلیقہ کیا پھرسے بٹھائے بظاہر بعد اسکے جو کچھ دستیاب ہوا داخل سرکار ہوا - دیانت الدولہ کے سپرد پادشاہ نے مال مردہ سمجھ کر کچھ خیال نہ کیا جسکی قسمت مین تھا اوسے ملا مجد الدولہ منھ دیکھکر رہ گئے اگرانسے مقابلہ اسباب کا کیا جاتا البتہ سب کا احوال کھل جاتا پشمینہ و جواہر انکے پاس کا مشہور تھا پھر اوسکا پتہ نہ لگا کہ کیا ہوا -

بیگم صاحبہ مرحومہ ۶ برس پیشتر اپنے انتقال کے اپنے ثلث وثیقہ مین وصیت حسب بخواہش مشورہ حکیم صاحب بواسطہ میرمنشی نواب گورنر جنرل جداگانہ صاحب رزیدنٹ صدر کلکتہ مین بھیج چکی تھین اونکے بلا زمین جو اپنے حق ملازمی سے محروم رہے خلاف کہتے ہین - واللہ اعلم موافقت اہلکارون سے بہت سی کاربراری ہوجاتی ہے جب صدر سے تحریر آئی رکٹس صاحب رزیڈنٹ نے کچھ تامل کیا تھا منہ نراین خزانچی نے اونھین سمجھا کر جاری کردیا دوشنبہ کو تقریب سوم ہوئی خلعت ماتم پرسی حکیم صاحب اور اونکے بیٹے مرزا نیدہ مہدی خان کو اور ریذیڈنٹ دیوان کو حضور عالم نے دیا اور محل مین فقط نواجی کو جو صف ماتم پر بیٹھی تھین -

لسک صاحب کا محبت نامہ صاحب رزیدنٹ کے نام اور مرزا کیوان قدر کو خلعت ولیعہدی اور مرزا فریدون قدر کو خلعت جرنیلی ملنا

بروز سہ شنبہ ۳ جولائی ۱۸۴۹ء کو صاحب رزیدنٹ نے محبت نامہ مشتمل مدار المہام سلطنت چند بات کا بھیجا پہلے چپراسی مصلح السلطان کے پاس لایا کہ جلد نظر اقدس مین گذرانین وضمون نے چاہا کہ پہلے حضور عالم کے پاس بھیجین پھر کچھ احتیاط سے بادشاہ کے پاس بھیجا بادشاہ نے بعد ملاحظہ کے حضور عالم کو دیا کہ اسکا جواب مناسب لکھکر بھیجو مشیران خاص نے بہت بنا بنا کر اوسکا جواب لکھا کہ اہلکار خاص بہ سبب علالت مزاج اقدس پرستاری مین رہے اس جہت سے مہمات مالی وملکی مین توجہ کامل نہوئی اب فی الجملہ تخفیف علالت ہوئی ہے انشاء اللہ حسب تجویز آپ کے عمل مین آئیگا اور حضور عالم بہادر کو قطع نظر عہدہ وزارت کے منزلت قرابت خاص بھی حاصل ہے اور ہر حال مین یہ خیرخواہ سرکار مین متصور ہین انکا حفظ مراتب ہر صورت

مکنون خاطر ہمایون رہتا ہے غالب کہ نظر باتحاد سرکارین آپ کی بھی نظر عطوفت ہر حال مین
اثیر رہے انشاء اللہ تمام امور انکی بحالی مین اپنے پیش نہاد رکھینگے۔

ملال سلیمن صاحب و نواب صاحب اور وہانکے طرز دیکھکر آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگہ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی بلرام پور و تلسی پور وغیرہ کا گھبرانا اور ان دونون صاحبون کے درمیان رفع ملال کا باعث ہونا

سنہ ۱۲۵۹ف ات مین سلیمن صاحب بہادر اور وزیر اعظم سے بد انتظامی ملک کے سبب رنج ہوگیا
اونکو اپنی رزیڈنسی پر ناز۔ انکو اپنی وزارت کا دعوی۔ نواب صاحب کی آمد و رفت موقوف ہوئی
اونکے متوسلو کی بھی اپنے پاس آنیکی صاحب نے ممانعت کی نواب صاحب کو نہایت تشویش ہوئی
اسی فکر مین سر بزانو ہوی ایک روز مہاراجہ صاحب بہادر سے کہا کہ تجہپر سلیمن صاحب ازبس مہربان
ہین اگر ہو سکے تو کوئی صورت رفع ملال کی نکالو اسکو عمر کوتا و مہاراج حسب الحکم نواب صاحب
سلیمن صاحب کے پاس گئے بعد گفتگوی بسیار مطلب کی چھیڑ چھاڑ کی نواب صاحب سے بگاڑ کی وجہ
پوچھی صاحب نے جواب دیا کہ ہم لوگ سب صاف دل ہو کے ملتے ہین دل مین زور نہین
ہمکو یہ ریاست مٹانا کسیطرح منظور نہین بلکہ یہ چاہتے ہین کہ روز بروز یہ ملک سرسبز و شاداب ہو
رعایا آرام پائے اور یہ اضطراب دور ہو لیکن بد انتظامی اور سہل انگاری بادشاہ کی دیکھکے
طبیعت مایوس ہے اسکا بڑا رنج و افسوس ہے جو ہدایت ہم کرتے ہین اوسپر قایم نہین رہتے کسی
بات کا ماسکہ نہین سوا اسکے جلساز دغا باز چار پانچ ایسے سرکار مین ہین کہ وہ اور بھی اونکو خراب
کرتے ہین مہاراج نے عرض کی کہ جو آپ فرماتے ہین بجا ہے مگر از راہ بندہ نوازی ارشاد فرمائیے
کہ آپ نے کیا تجویز فرمایا ہے جس سے یہ بکھیڑا پاک ہو غافلونکو قوت ادراک ہو صاحب نے بعد تامل
فرمایا کہ بس یہی اسکا علاج ہماری رای مین تو یون آیا ہے کہ چار پانچ شخص مثل وصی علی خان
اور دیوان چندی سہای اور ریڈن وغیرہ جو مثل اربع عناصر و حواس خمسہ نواب صاحب کے
ہمدم و مشیر ہین نکالدیے جائین کسی معاملے مین دخل نہ دینے پائین نواب علی نقی خان جو بالفعل

وزیر ہین مین جانتا ہون کہ وہ پوتر ہون سکے امیر ہین انتظام ملک مین اونکو دخل نہین گو اپنے نزدیک
ہوشیاری و مستعدی کرتے ہین بر سر کد ہین مگر اس کو چہ سے محض نابلد ہین بادشاہ اونکو بہت
چاہتے ہین اپنے کیے کو نباہتے ہین وزیر اعظم اونھین کو رہنے دین آنکی پیش دستی کا کام
شرف الدولہ ابراہیم علیخان سے لین کہ اوسکو انتظام ملک مین دخل تام ہے وہ لایق
عہدہ وزارت لاکلام ہے اگر یہ بات شاہ اور وزیر دونون گوارا کرین تو ہماری دلجمعی ہو پھر
شاید اس ریاست کو ترقی ہو مہاراج کو بھی صاحب کی یہ بات پسند آئی اور واقعی بہ نظر
انصاف دیکھیے تو سوا سے بہتری کے اسمین کوئی برائی نہ تھی غرض مہاراج بہت بشاش
ہوکے صاحب سے رخصت ہوے بارہ بجے تحسین گنج پہونچے اوسوقت حضور عالم بہادر
دولت سرا مین تھے حضور سے اپنے آنے کی اطلاع کی نواب صاحب نے اندر طلب
کیا مہاراج نے جو صاحب سے سنا تھا حرفاً بحرف سب بیان کیا مہاراج کی گفتگو سے
وہ صدمہ نواب صاحب کے دل پر ہوا کہ رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا مہاراج نے رفع ملال
کے لیے کہا کہ اسمین کچھ حضور کا نقصان نہین شرف الدولہ کے بلوانے مین کچھ کسر شان نہین
اور جن لوگون کو صاحب نے دربار مین حاضر ہونے کو منع کیا ہے بظاہر دربار مین نہ آئین
مخفی حضور کو اختیار ہے بلوائین جسطرح صاحب نے کہا ہے چندے اسپر عمل کیجیے محبت تام کر کے
پھر بھی دیکھیے بظاہر تو سلیمن صاحب دوست معلوم ہوتے ہین فقط اتنی بات کی تکرار ہے یہ
بھی گرگذر لیے ہین بہ نظر خیر خواہی عرض کرتا ہون آیندہ آپکو اختیار ہے یہ کہکے رخصت ہو
وہان سے دل کبیدہ آئے خوش گئے تھے رنجیدہ آئے ۔ مہاراج کا کہنا نواب کے دل پر
موثر ہوا کلمات نصیحت پسند آئے چار دن بعد وہ چار دن پانچون آدمی نظر بند ہوے
دوسرے روز نواب صاحب نے مہاراج سے کہا اب جا کے سلیمن صاحب سے اطلاع
کر دو کہ ہمنے اون آدمیون کو نکلوا دیا اب جیسا حکم ہو مہاراج جا کے سلیمن صاحب سے
کہا اونھون نے جواب دیا اچھا تمھارے کہنے سے ہمکو یقین ہوا مگر شرف الدولہ ابھی پیش دست
نہین ہوا مہاراج نے کہا اتنا تو ہوا ہے اب آپ نواب صاحب کو یہان آنے دیجیے بہتر
یہ ہے کہ اسکی گفتگو تخلیے مین ہو تو خود ہی فہمایش کیجیے اتنی بات دور اندیشی کی

تھی کہکے اپنی برأت کرلی صاحب نے فرمایا اچھا جاؤ آج تیسرے پہر کو نواب صاحب کو
لے آؤ مہاراج نے آکے نواب صاحب سے یہی کہدیا وہ اپنی طلب سن کے بہت خوش ہوے
سہ پہر کو سوار ہوکر اور مہاراج کو بھی اپنے ہمراہ لیا صاحب کے پاس پہونچے وہ بہت لطف سے
پیش آئے کلمات بشاشت آمیز درمیان مین لائے مہاراج تو صاحب کو سلام کرکے علیحدہ
ہوگئے جانبین مین صفائیان منظور تھین تین گھنٹے تک سلیمن صاحب اور نواب صاحب
کے خلوت مین باتین ہواکین بعد اسکے نواب صاحب رخصت ہوے مہاراج نے اوسوقت
حضور عالم بہادر کو بہت بشاشت پایا خود بھی مورد مسرت ہوے چند روز لکھنؤ مین رہکر جب
بات بنائی نگران دونون حاکمون کی راے ہرگز مطابق نپائی ناچار ہوکے مہاراج نے
سلیمن صاحب سے عرض کی کہ مجھکو دربار شاہی کا رنگ بیرنگ معلوم ہوتا ہے اب آپکی
صلاح کیا ہے مجھسے تو دیکھا نہین جاتا کہان تک رنج و صدمے اوٹھاؤن اگر ارشاد ہو تو
مین اپنے گھر جاؤن اونھون نے کہا تمھاری اور مقربان شاہی کی طبیعت مین بہت فرق
ہے اصل مین ریاست کا درخت بے اصل ہے اور جسدرخت کی جڑ مضبوط ہوئی وہ باد
مخالف سے ایک دن ضرور منہ کے بل زمین پر آئے گا جو اوسکے سایہ مین ہین انکو بھی آسیب
گزند پہونچائے گا اگر اپنا بچاؤ منظور ہے تو اچھی سوچے ہو چلے جاؤ یہی بہتر ہے اندیشہ تو تھا ہی
یہ سنکے اور گھبرائے وہان سے پھرکے سیدھے نواب صاحب کے پاس مہاراج چلے آئے مزاج
پاکے رخصت کی درخواست کی حضور عالم نے نجوشی گھر جانیکی اجازت دی کہ ضابطہ ہم بھی جانتے
ہین جو کچھ مال تمھارے ذمہ ہے مناسب ہے کہ اوسکی مال ضمانتی کسی سے لکھوا دو مہاراج
نے راے سدھن لال کی ضمانت لکھوا دی چلتے وقت نواب صاحب نے ایک نقارہ
اور ایک ضرب توپ عنایت کی مہاراج دونون چیزین اپنے ساتھ بلرام پور لیگئے

روز چارشنبہ صاحب رزیڈنٹ کو پیام شاہی پہونچا کہ آپ بہر صورت بسبب علالت
مزاج کے کرسی یا تامجان پر بیٹھ کے میرے پاس آئیے یا صاحب قائم مقام کو میرے پاس بھیجدیجئے
اسکا سبب یہ ہوا کہ کئی دن پیشتر صاحب موصوف بارہ دری شاہی مین گھوڑے سے گر گئے
تھے پاؤن مین خوب چوٹ لگی تھی وہان سے صاحب بر اٹھا کے چلنگے چھاتے پر

لیٹ کر کوٹھی مین آگئے تھے ہر چند پھر تامجان بھی بادشاہ نے بھیجا تھا مگر بسبب شدت درد کے اوسپر سوار نہوسکے کئی مہینے تک پانون درست نہوا۔ پانون لنگ رہا لکڑی کے سہارے سے چلتے تھے اس جہت سے پنجشنبہ کو بیلی صاحب آئے خلوت ہوئی جرنل صاحب مرزا کیوان قدر کو خلعت ولیعہدی مرزا فسریدون قدر کو خلعت جرنیلی باصلاح صاحب موصوف عنایت ہوا اوسکے بعد شرف الدولہ راے جگناتھ عرف غلام رضا خان کو خلعت بیباقی علاقہ حضور تحصیل نواب محمد خان سفیر شاہی کو خلعت معمولی۔ شیخ مصاحب علی اونکے خدمتگار کو دوشالہ رومال مرحمت ہوا۔

ظاہر ہے کہ عہدۂ جرنیلی درستی عبارت و آراستگی فوج ہے یہ تعلق علم ہندسہ سے ہے جسطرح صاحبان عالیشان کو حاصل ہے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ بونا پارٹ شہنشاہ فرانس کو اس علم مین مداخلت کلی حاصل تھی اسکے سوا چاہیے کہ فوج مین اشراف قوم جس قوم کے ہون بھرتی ہون اسیواسطے سپاہ پیادہ کو نجیب کہتے ہین اور بدابیچ سپاہ بتدریج بجانفشانی کا سرکار بڑھتے جائین اور سرکار سے اونکے حقوق ادنکے با دوام حیات ضایع نہون کہ اوردونکو قطع اسید ہو جاے اسکی تفصیل صدر اعلی سرکار نے درباب فساد بدمعاشان سرکار اسپنے رسالہ طبع حکم سرکار سے خوب لکھی ہے غرض اس سلطنت مین یہ منصب جلیلہ جنت آرامگاہ نے مرشد زادہ آفاق نواب شمس الدولہ بہادر کو دیا تھا اور خود جناب عالی مثل نگاہداشت سوار و پیادہ ملاحظہ فرماتے تھے یا کبھی جرنل صاحب یا نواب نصیر الدولہ کو حکم ہو جاتا تھا حضرت خلد مکان نے اختیار بخشی فوج کو دیا اب کم کم سفارش اور عملہ کا فائدہ شروع ہونے لگا خاص رسالہ کی اسامیان سفرفت میر مدو بکنے لگین حضرت خلد منزل نے اقبال الدولہ ظفر الدولہ کے بڑے بیٹے کو جرنیل کیا انھون نے غلام مرتضی روضہ خوان کو اختیار دیا خود عیش و شعر انجواری مین مشغول ہوے اس عہد دولت مین اہلکارون کی خوب بن پڑی انتظام اچھے اور برے کا جاتا رہا افسران فوج علاقون سے روپیہ ضروریات کا خاطرخواہ سرکار سے آپس مین رسدی تقسیم کر لیتے تھے اخبار نویس جو ہر علاقہ نظامت پر رہتے تھے اونکا درماہہ پندرہ سے کم نہین بیس سے زیادہ نہوتا تھا سا جہ صاحب اخبار و داروغہ سے ہوکر جاتے تھے چنانچہ یہ اجارہ

لاکھ روپیہ سالانہ تک پہونچا تھا اور خود ہر اخبار نویس ہزار بارہ سو سے کم ماہواری نہ لیتا تھا بلکہ اس سے زیادہ نواب منور الدولہ نے اپنے بھتیجے کو اور نواب روشن الدولہ نے اپنے بیٹے کو حضرت فردوس منزل نے مرزا ہمایون بخت کو حضرت جنت مکان نے مرزا سکندر حشمت کو حضرت سلطان عالم نے مرزا فریدون قدر کو۔ مگر دفتر جرنیلی خاص واصل تخفیف ہوگیا تھا پس جب ایسی خرابیان فوج مین ہون پھر اصلاح اور درستی و آراستگی کہان ایک پلٹن نجیب کی تیس ہزار روپے اجارے پر تھی ان سب کے سوا سفارش اندرونی و بیرونی ہوتی تھی چنانچہ ویلوڈسن صاحب رزیڈنٹ نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ تمھاری فوج سے سرکار کو بڑا فائدہ ہے اس جہت سے وقت ضرورت سرکار ہر خرچ کار سرکار ہوتا ہے چاہیئے کہ فوج اسطرح آراستہ و پیراستہ رہے کہ بروقت ضرورت ہماری سرکار کے بھی کام آئے اسی جہت سے جب ہر رسالے سے سوار منتخب ہو کے مہم لاہو کو جانے لگے تھے تو بڑی مشکل پڑی تھی سواروں نے اپنی عادات قدیم سے بڑی ذلتین اوٹھائی تھین اگر ہمیشہ سے حاضر باش اور نوکری چیدہ ہوتے کاہیکو یہ صورت ہوتی غرض ہر سلطنت مین بربادی وخرابی و نقصان سرکار ہوتے ہوتے آخر یہ نوبت پہونچی جو سب نے دیکھی مہاراجہ گوالیار یا راجہ بھرت پور نے خود متوجہ ہو کر کیسی فوج آراستہ و تیار کی ہے اور سرکار کا انتظام تو ظاہر ہے

سرگشتگی تقدیر این عاصی پر معاصی اور موقوفی عملۂ رصدخانۂ سلطانی

(ضمیمہ ا)

جب اس عاصی پر معاصی نے حسب الحکم ہنری الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنمنٹ اور تصحیح و مقابلہ کرنل ڈ لکاکس صاحب بہادر یہ تواریخ اودھ موافق دستور انگریزی لکھی جسمین جغرافیہ اور تعریف زائد جانب داری کیکی تھین مطبوع طبع اکثر صاحبان عالیشان منصف و قدرشناس ہوئی چنانچہ جرنل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ اور کانٹ صاحب مہتمم کالج جرنل مارٹن ڈاکٹر اسپرنجر صاحب نے بہ نظر اصلاح دیکھا اتفاقاً قطب الدولہ مقرب خاص بادشاہ نے اسکا ذکر بادشاہ سے اس خیال سے کیا کہ ازراہ قدرشناسی کچھ بھلا ہوجائیگا مگر خوبی قسمت سے اسکے برعکس صورت ہوئی کہ اس روشنی طبع تو یہ بلا شدی + مصداق آیا یا القرانان جہ

بذریعہ صاحب متوفی و بسفارش جرنل کالیفلڈ صاحب رزیڈنٹ بے منت مومنین دربار مقرر
ہوا تھا ازراہ قدرشناسی سلطان عادل موقوف ہوا وجہ یہ ہے کہ قطب الدولہ نے جب
تواریخ مجھ سے منگوا بھیجی بادشاہ نے حضرت جنت مکان کا احوال دیکھا بہت خوش ہوئے اور
تعریف کی جب اپنے احوال پر آئے بعض مقام جو حقیقت میں سچ تھے دیکھے اور خفا ہو کر
برطرف کیا ہر چند میں نے واسطے کہا کہ اگر میں خود پڑھکر ان مقامات کو سناتا اور خفا ہوتے
جواب شافی دیتا مگر مجھے وہ نہ لے گئے۔ یہاں کچھ طمع نہ تھی کہ امیدوار ہوتا صبر کیا
بسر اوقات مع عیال اطفال ۸ برس تک توکل پر رہی مگر شکر ہے کہ کسی امیر شہر کے
دروازے پر نہ گیا حضور عالم البتہ سال بھر کے بعد کچھ اعانت کرتے تھے موافق اپنے مقصد
کے ہور دولت کربلا قاسم رزق کا تھا با عزت و بے منت رفع احتیاج ہوئی جب
عملداری گورنمنٹ ہوئی متواتر عرض حال کیا کسی نے نہ سنا۔ صبر کیا۔ جب عملہ رصدخانہ
برطرف ہوا بنگالی وغیرہ جو بسفارش اکبرآباد والہ آباد سے آئے تھے جنرل سلیمن صاحب سے درخواست
پنشن کی کی بادشاہ نے فرمایا پنشن دستور سرکار نہیں اور اس مصنف تواریخ سے ہمیں
رنج ہوا ہے بعد اسکے بلحاظ جنرل صاحب تہائی حصہ پنشن کو عملے کے لیے اجازت ہوئی سوائے
اس مغضوب کے بہر حال صبر کرنا چاہیئے۔ جب جنرل بیرو صاحب کو چودہ رسالے علمی مع تواریخ
اودھ ڈپٹی مرزا عباس بیگ نے دکھائے کہ یہ شخص محروم حق پنشن سے رہے رپورٹ صدر
کو کیا نصف تنخواہ معینہ یعنی پچاس روپیہ ماہواری مقرر ہوئی بحمد اللہ کہ وہ کتاب جو ملاحظہ
بادشاہ میں آئی تھی ۸ یا ۱۹ جز تھے اب ۷۰ یا ۸۰ جز کے تقریباً کتاب مبسوط تیار ہے ایک
جلد فارسی اردو اور انگریزی جنرل جیمبرلین صاحب نے خود اور پاٹر صاحب سے ترجمہ کروایا
ہے کئی سو روپیہ اوسکی طبع میں صرف ہوا اور غالب ہے کہ نفع بھی ہو مگر سرکار خود طبع
نہیں کر سکتی ہے مجھے اختیار ہے یا جو شخص ازراہ قدردانی طبع کرائے۔ جب اسکے قدر
شناس دیکھینگے البتہ مجھے بھی یاد کرینگے۔ آئندہ اختیار بخدا۔ وہ کسی کی محنت برباد نہیں کرتا
ضرور اوسکا اجر دیتا ہے فقط۔

احوال نواب جلال الدولہ مہدی علیخان بہادر

بعد انتقال جنت آرامگاہ نواب خاص محل مادر گرامی نواب جلال الدولہ مہدی علی خان بہادر محلسرائے خاص فرح بخش سے باولی کے مکان میں تشریف لائیں یہ بھی عمارت عالیہ نواب آصف الدولہ نے قابل رہنے سلاطین کے بنوائی تھی اگرچہ وضع ہندوستانی ہے نواب جلال الدولہ کو اپنی ماں سے چندان موافقت نہ تھی اس جہت سے نشاط باغ میں آکر رہے اور اسے اپنے طور پر خوب آراستہ کیا اور سامان عیش و نشاط شاہانہ شروع کیا اکثر ملازم تیر انداز وغیرہ نوکر ہوئے تیر اندازی اور بندوق لگانے میں وہ بھی خود کامل تھے جنت آرامگاہ نے سب صاحبزادوں کو جیسا چاہیے سب طرح سے تعلیم فرمایا تھا انکے شریک جلسۂ صحبت عیش فقط نواب حسین الدین خان ہوتے تھے جد مادری حضرت سلطان عالم تھے۔

کئی برس کے عرصے میں یہ مصارف کثیر بہ سبب قلت مداخل کے تمام ہوئے اور بہ سبب فضول خرچی اور صرف بیجا کے ماں نے اعانت موقوف کردی تھی اس جہت سے صحبت عیش درہم برہم ہوئی اور ملازمین نے اپنی راہ لی لالہ ماہولال داروغہ بیگم صاحبہ اور کارگزار بیگم صاحبہ نے اپنے بچاؤ کیواسطے نواب معتمد الدولہ اور خوانین کمبوہ سے موافقت پیدا کی تھی اسے ناموافقت کلی دربار شاہی مین اکثر جاتے تھے مگر انکی تنخواہ مثل اور بھائیوں کے نہ ملتی تھی آخر تنگ ہوکر دربار کا جانا موقوف کردیا تھا اتفاقاً انکو ہیضہ وبائی ہوا نوبت بہ ہلاکت پہونچی نواب خاص محل خوشتش محبت مادری سے باغ مین تشریف لائین نواب کی پرستاری کی حکیم میر البو ملازم بیگم صاحب معالج ہوئے خدا نے شفادی فی الجملہ متکفل اخراجات ہوئین نواب بھی بہ مجبوری اطاعت کرنے لگے۔

اجمالی تنخواہ مرشد زادہای جنت آرامگاہ

حضرت خلد مکان کی سلطنت مین حب کثرت مصارف سرکار شاہی بڑھی تو نواب معتمد الدولہ کو اقربائے شاہی سے کسیطرح موافقت نہ تھی بلکہ ہر ایک کے درپے تخریب رہتے تھے

چاہتے تھے کہ ان سب کے مواجب معینہ بہت کم ہو جائین چنانچہ نواب گورنر جنرل لارڈ ہاڈنگ صاحب
کو ایک محبت نامہ لکھا کہ بھائیون کی تنخواہ ہزارون روپے کی ہے اور بہ سبب کثرت مصارف انکی
تنخواہ دینے مین وقت دو دیر ہوتی ہے انکی باعث شکایت کا ہوتا ہے لہذا منظور ہے کہ ہر ایک
کی تنخواہ نصف ہو جاسے اور اولاد ازواج نواب آصف الدولہ مرحوم میرے عم نامدار فقط
تمام نامی اونکے ہین غیر مستحق سمجھکر آزاد کر دیے جائین اسکا سبب یہ تھا کہ معتمد الدولہ ان سب کو
غیر مستحق و بیگانہ سلطنت جان کر تنخواہ بہت وقت اور مہینون چڑھا کر دیتے تھے یہ سب بیبیان
تج محالہ وغیرہ مین رہتی تھین جب فاقون سے مرتی تھین بعد نصف شب کے کوٹھون پر محرم کا باجا بجا
کر غل مچا کر معتمد الدولہ کو کوستی تھین اسوجہ سے نواب کو عداوت ہو گئی تھی اور اونکے نکالنے کی
یہ تدبیر کی تھی لیکن وہان سے یہ جواب آیا کہ مقدمہ خانگی مین آپ کو ہمہ وجوہ اختیار ہے مگر اولاد
ازواج نواب آصف الدولہ کے واسطے ہمین یقین واثق ہے کہ یہ آپکے عم نامدار کے تمام نام سے
مشہور ہو چکے ہین غالب ہے کہ آپ انھین خلاف ہمت عالی سمجھکر گوارا نہ کرینگے کہ موجب بدنامی ہوگا
اور بھائیون کی تنخواہ مین اختیار ہے ایک زمانہ یہ گذرا کہ حضرت سلطان عالم کے عہد دولت
مین حضور عالم نے انھین ازواج و اولاد کو محل سے نکلوا دیا کسینے نہ سنا۔

خلاصہ جب بھائیون کی تنخواہ نصف کر چکے اسکے دینے مین برسون ہو جاتے تھے اس
جہت سے اکثر شہزادونکی نوبت فاقہ کشی کی پہونچی بہ سبب قلت مداخل اور عدم وصول
سے مثل نواب بہار الدولہ حسین علی خان یہ فیاض بہت تھے اور بادشاہ بھی انکی
طرف سے غافل ہو گئے آخر ایک دن تنگ ہوکر باتفاق نواب نصیر الدولہ مع سب
بھائیون کے دادخواہی کیواسطے چھاؤنی منڈیاؤن مین رکٹس صاحب رزیڈنٹ کے
پاس گئے اپنا اظہار حال کیا جواب مناسب وقت پایا وہان سے مایوس ہوکر پھرے
نواب نصیر الدولہ سب سے بڑے تھے فوج شاہی نے انکے دولتخانے کو گھیر لیا ہر طرف
توپین لگا دین جابجا پہرے بٹھا دیے آمدرفت بند کی گئی دن تک یہ ہنگامہ صلہ رحمی
گرم رہا آخر معرفت اعظم علی خان عظیم اللہ خان نے کچھ دیکر تصفیہ کیا
نے الحاصل صورت عافیت پیدا ہوئی جب سے عظیم اللہ خان دربار نواب مین حاضر

ہونے لگے اور ہر طرح سے خوشامد کرتے رہے بہادر الدولہ نواب حسین علیخان بھی تصور سپاہ شاہی تھی بیس سوار اور پیادے متعین تھے انکے پاس دینے کو ایک کوڑی نہ تھی آپ فاقہ کرتے تھے جب اس قید بیجا سے بہت تنگ ہوئے ایک شب گھبرا کے گھر سے نکلے بہزار خرابی سنین معلوم کیونکر کانپور پہونچے وہانسے فرخ آباد کو چلے کہ نواب منتظم الدولہ کے پاس جاؤں چوبےپور کی سرا میں اترے تھے مرزا علی حسن مرزا حاجی کے بیٹے کانپور سے انکی رہبری کو ساتھ ہوئے تھے بیس سوار جنکے پہرے سے نکلے تھے انکے تعاقب میں چلے آتے تھے سرا کو گھیر لیا چاہا کہ نواب کو پکڑ لیجائیں تھتک ہوا تھانہ دار آیا اونھیں باز رکھا یہ مایوس ہو کر پھرے نواب نے سی تصور سے برطرف کر دیا جب نواب فرخ آباد پہونچے وہاں بھی صورت خلاف دیکھکر کلکتہ گئے وہاں بھی کوئی صورت دادرسی کی نہ نکلی عدم استطاعت و بےسامانی سے اسباب دنیا کیونکر حاصل ہوں جب حضرت خلد منزل سریرآرائے سلطنت ہوئے حسب الطلب شاہی لکھنو آئے انکی زر تنخواہ تمام و کمال ملی۔ پادشاہ بیگم صاحبہ نے از راہ کمال ترحم وصلہ رحمی شہامت علیخان کی بیٹی جوان نامراد تھی عقد شرعیہ کر دیا نواب نے مہاجنوں کا قرض بالکل ادا کر دیا بعد کئی برس کے انتقال کیا۔

نواب جلال الدولہ کا باخفا لکھنؤ سے نکلنا کلکتہ سے کربلا کو جانا

نواب خاص محل نے حکومت نواب معتمد الدولہ میں انتقال کیا نواب جلال الدولہ متروکہ مادری و جاگیر نواب گنج سے محروم رہے جواہر و اسباب تخمینا ہولال نے اپنے خوف جان و مال سے نواب و خوانین کو دیا اونھوں نے اپنی امانت و دیانت ظاہر کرنیکو ادھے کوڑے بھی لگائے چند روز کے بعد چھوٹ گیا نواب جلال الدولہ بامید موہوم طلب انصاف کو چند روز تک دربار جایا کیے جب شنوائی نہوئی مایوس ہو کر خانہ نشین ہوئے باہر نکلنا بالکل موقوف کر دیا جب اس تکلیف سے تنگ آئے ایک شب کو منا سنگھ زمیندار کے گھوڑے پر باخفا سوار ہو کر کانپور پہونچے وہاں سے ڈاک میں کلکتہ روانہ ہوئے کئی دن کے بعد ہرکاروں نے سرکار میں خبر کی کسی کے کان پر جوں بھی نہ رینگی۔

جب نواب شمس الدولہ سے ملاقات ہوئی بہت خوش ہوے کمال محبت سے بپیش آکے فرمایا انشاء اللہ ہم تم باہم عتبات عالیات کو چلینگے اس عرصہ مین نواب شمس الدولہ نے انتقال کیا اور چاہتے تھے کہ اپنے حین حیات مین چار لاکھ روپیہ کے نوٹ گورنمنٹ نواب کو خرید کردین حضرت بیگم صاحبہ ایکدن باتون مین کچھ طعنہ زن ہوئین نواب جلال الدولہ نے جواب شافی دیا کہ مین کلکتہ مین رہنے کو نہین آیا کہ کسیکا محتاج ہونگا میرا زاد راہ تین سو اشرفی موجود ہین اور کچھ جواہر بھی ہے

نواب جلال الدولہ بدل متمنی عتبات عالیات تھے انکا کوئی روکنے والا بھی نتھا چند ملازمین خاص سے جہاز پر سوار ہو بصرے پہونچے حاکم و شہر تسلم یعنی ناظم بصرہ با لیوز بغداد نے ہر مقام پر انکا احترام کیا طریق ضیافت و مہمانی موافق دستور ولایت بپیش آئے کئی سوار اور چاؤش اونکے ساتھ کردیے جس شہر یا قلعے کے نزدیک پہونچتے تھے سلامی توپ کی ہوتی تھی جب دور کی زیارت سے فارغ ہوے راہی مشہد مقدس ہوے ناگہان مکافات ایام تاجہ سے منزل ابن عباس آباد و میامی جو محض رہزنی ترکمان ہے نواب نماز صبح زیر درخت چنار پڑھ رہے تھے کہ دفعۃً ترکمان پہاڑ کی چوٹی سے اوترکر قافلے کو لوٹنے لگے اوسمین کچھ ہندی بھی تھے بعض نواب کا نام لیکر فریاد کرنے لگے نواب نے ازراہ جسارت اونپر رحم کیا بعض نے نواب کو منع کیا کہ یہ ہندوستان نہین ہے آپ خاموش رہیے۔

اس عرصے مین نواب نے تپنچہ مارا۔ وہ دونون خالی گئے حالانکہ نواب اس فن کے بڑے قادر انداز تھے ناگاہ ایک ترکمان دوڑکر نواب سے لپٹ گیا گھوڑے سے گرا دیا اور پکڑکے پشت پہاڑ پر جہان رہتے تھے لے گئے اور کئی من تبریزی بیڑیان پانون مین ڈالدین اور ہر روز عداوت سے اشد مصائب اور آلام روحانی دینے لگے اور بہت خوش تھا کہ میرے حصہ مین نواب ہندی اور شاہزادہ ہاتھ آیا ہے نواب اوسے سمجھاتے تھے کہ تیرا گمان غلط ہے مین جلاالیہ فقیر ہندوستان ہون وہ کہتا تھا بہر صورت تم مجھے پانچہزار روپے دو چھوڑدونگا یہ کہتے تھے کہ اگر یہی منظور ہے میرا خط بالیوز بغداد یا تہران کے پاس لیجا وہ روپیے تجھے دیدینگے وہ کہتا تھا ہمارا آدمی وہان جاکر گرفتار ہوجائیگا۔ غرض اوس قافلے سے تین دمرد

چھٹے آدمی اسیر ہو گئے تھے اور نواب ۱۱۔ آدمیون کے حصے مین تھے ایکدن نواب نے تنگ ہو کر اوس ترکمان کے آٹھ برس کے بیٹے کو مار ڈالا اس جہت سے کہ وہ حرامزادہ سب سے زیادہ آزار دیتا تھا کبھی انپر موت دیتا تھا کبھی منھ پر تھوکتا تھا کبھی گالیان دیتا تھا اوسکا باپ نواب کی اس حرکت سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ تمنے اس عورت کو کیون نہ مار ڈالا کہ میرا حصہ بڑھجاتا یعنی جتنے آدمی ۶ سے کم ہوتے اسکا حصہ بڑھجاتا دوسرے دن اسکا بھائی جو شریک حصہ تھا خفا ہو کر کہنے لگا مین آج نواب کو مارے ڈالتا ہون اور اپنے پاسے چکمدار سے نواب کی پنڈلی پر کھڑا ہو گیا صاحب خانہ نے کہا پہلے تو میرا حصہ دے پھر تجھے اختیار ہے ایکدن نواب بھی پیسنے جاتے تھے اور اپنی بیکسی پر رورہے تھے اوس ترکمان کی جورو نے رحم کیا اور ایک کرتہ اور لنگی نواب کو دہی اور اپنے خاوند سے سفارش بھی کی کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خاندانی ہے اسکے رونے پر مجھے رحم آیا ہے اگر کرتا اور لنگی مین نے اوسے دہی خلاصہ نواب عجیب مصیبت ناگہانی اور بلا مین گرفتار ہوئے کہ خدا کسیکو نصیب نکرے غرض اسیری نواب کی خبر مشہور ہوئی شاہ جمجاہ فتحعلی شاہ نے زبان فرمانے مشہد مقدس کو لکھا کہ کوئی صورت انکی رہائی کی ہو تو باعث نیک نامی ہے اور مزید حسنات اخروی لکھنؤ مین حضرت خلد منزل مین یہ خبر آئی زائرین نے بھی مفصل احوال بیان کیا نواب روشن الدولہ نائب تھے یہان کون سنتا تھا جب شہزادہ مشہد مقدس نے حکم بانزدران کو لکھا اور پانچہزار روپیہ دیکر نواب کو چھوڑایا وہان سے طہران مین آکر مہان خانہ بابلیہ ہوئے شاہ کو یہ امر خلاف گذرا ورنہ احترام اور اعزاز بیحد مہانی زیادہ ہوتا بلکہ کیا عجب تھا کسی شاہزادی سے شادی ہوجاتی وہان سے عتبات عالیات آئے پھر بصرے سے جہاز پر سوار ہو کلکتہ ہوتے ہوئے کانپور مین ڈوہان صاحب کے بنگلے مین اترے وہی انکا متکفل اخراجات ہوا وہ تاجر تھے پانچہزار روپیہ دیا تھا انکی ساتھ یا

نواب کا لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

جب حضرت فردوس منزل سریر آرائے سلطنت ہوئے انکا حال سنکر از راہ صلہ رحمی خفیۃ طلب

بھیجکر بلوایا ناکہ شہر پر جلوس سواری بھیجا جب شرف ملازمت حاصل ہوئی خلعت دیا اور کوٹھی آسمعیل گنج مملوکہ اعظم علیخان رہنے کو دی اپنے حین حیات تک محبت کرتے رہے تنخواہ بھی مثل اور بھائیون کے مقرر فرمائی بہرحال اوسپر قناعت کی ایکدن کمال خصوصیت سے عرض کیا تصویر خاص مرحمت ہو کہ مین اوسے اپنا حرز جان سمجھکر ہر وقت شرف ملازمت حاصل کرتا رہون بادشاہ نے اپنی تصویر بڑے جلوس سے بھجوائی امرا سب پیادہ ساتھ تھے نواب ہر صبح اوسکے سامنے باآداب جاکر بیٹھا کرتے تھے کہ موجب خوشنودی خاطر بادشاہ ہو۔

جب حضرت جنت مکان ہوے سب کی تنخواہ کم ہوئی انکے بھی پندرہ سو روپیہ ماہواری رہے یہ اوسے بھی غنیمت سمجھے ازبسکہ صدمات روحانی اوٹھا چکے تھے کوئی حسرت دنیا باقی نرہی تھی پیر نو سالہ گھل کر ہوگئے تھے وہ حسن وہ جوانی شباب سب جاتا رہا تھا کتب تواریخ کا بہت شوق تھا دیکھا کرتے تھے غذا ایک وقت کی رہ گئی تھی دو گھنٹے کے بعد اوسی بھی قے کرکے نکال ڈالتے تھے ابتدا مین بہت موٹے تھے انگریزی حوضہ بھر جاتا تھا ڈاکٹر صاحب کی تجویز سے منشی کرنے تھو اور قے اختیار کی تھی اس سے بہت دُبلے ہوگئے تھے نواب امین الدولہ سے بڑا ربط تھا اس جہت سے کہ امام بخش خان انکے باپ تیراندازی مین نوکر تھے اس خصوصیت سے ایک شب مجلس محرم مین بھی آئے تھے۔

حضرت سلطان عالم کے عہد دولت مین اور بھی تنخواہ کم ہوگئی تھی اوسپر بھی شکر خدا کرتے رہے اکثر علیل بھی رہتے تھے آخر عوارض فرمنہ سے ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ عیسوی انتقال کیا حکم بادشاہ سے کربلا سے نو تعمیر حضرت خلد منزل مین دفن ہوے اسباب ضبط سرکار ہوکر نیلام ہوا ازداج و اولاد نہ تھی اور نہ اسکا مدت عمر تک شوق و رغبت تھی۔

احوال قمرالدین احمد خان عرف مرزا حاجی

یہ دونون احوال نواب جلال الدولہ و قمرالدین احمد خان عرف مرزا حاجی اسواسطے لکھے کہ انکا خاتمہ اسی سلطنت مین ہوا خلاصہ مرزا حاجی مقرب خاص حضرت خلد مکان سے پانچہزار روپیہ پاتے تھے اور منتہای عنایت اسپر تھی کہ غیر از چند ساعت خواب راحت بادشاہ

بادشاہ کو انسے مفارقت ناگوار تھی اسی رسوخ سے نظامت سلطانپور ۔ بیسواڑہ چکلون
انھون نے بھائیونکو بڑے بیٹے مرزا محمد کو دی تھی ہرچند یہ کام خالی خوف و دغدغہ سے نتھا کسواسطے
کہ خوف انجام اور دشمن قوی نواب معتمد الدولہ تھا ہرچند کئی برس پیشتر سلطنت سے لئے
کمال خصوصیت تھی کہ واسطے جواب و سوال بامید سلطنت بھی تھی شب کو باخفا آیا کرتے
تھے اور تحفہ تحایف بھی لایا کرتے تھے آخر وہ اتفاق اہل دنیا مبدل نہ نفاق ہوا ۔ جب
نواب معتمد الدولہ نائب ہوے مرزا نو مہینے تک خانہ نشین ہوے نواب کو معرفت دیوان
بحیا بعد عہد و میثاق صفائی باطنی منظور تھی لیکن مرزا محسن نے باوجود اس عقل و
دانش اپنے بڑے بھائی کے کالید عقل تھے برہم کردیا جب دوبارہ عروج نواب ارفع مدارج
پر ہوا مرزا کی مصاحبت بادشاہ کو تصدیعی ہوئی خانہ نشین ہوکر پایۂ محاسبہ مین آئے بابت
نظامت چکلہ ہاسے مذکور مرزا نے باعتبار خود ۵ یا ۶ لاکھ روپیہ گھر سے دیکر مہاجنان بازار سے
گلو خلاصی کی اس خیال سے کہ اگر یہ قرضخواہ سرکار مین نالش کرینگے تو معتمد الدولہ کی
بن پڑیگی اور قریب تین لاکھ روپیہ کے بابت قربانیات کے انکا روپیہ سرکار مین رہگیا
پانچ برس تک اپنے گھر مین مع اپنے بھائیون کے قید رہے کوئی صورت نجات کی نہ نکلی
اور گورنمنٹ سے زبان کرنل جان بیلی صاحب رزیڈنٹ سے قطع امید ہوچکی تھی اور ہم
اسیر نازان او مطمئین تھے کہ ہمارا ایکسو ہوجانا بادشاہ کے موجب صفائی کا ہوجائیگا معتمد الدولہ
انکے خراب کرنے سے کبھی غافل نہ تھے آخر نواب نے شیخ محمد ناسخ شاعر ہندی جو مرزا کے محرم
راز مقرب خاص تھے اور انکا فروغ و رشد سارا شہر جانتا ہے کہ انکے گھر سے انھین حاصل ہوا
تھا بطمع دنیا اپنے کو موافق و متوسل کیا انھون نے بھی اپنی قدامت سے ہاتھ اوٹھایا اور بظاہر
حیلۂ آبرو ریزی حاکم وقت سے جان کر آمد و رفت بالکل مرزا کے پاس آنکی ترک کی اسکے
سوا اپنا رسوخ سمجھکر درپے تخریب اپنے ولی نعمی ہوے اور نواب سے عرض کی کہ مین فہیم
ہون دربار مین حاضر ہونا میرے واسطے موجب مضحکہ ہوگا بروقت ضرورت حاضر ہونگا مگر
بکلاہ بغیر لباس اہل دربار یعنی پگڑی مین نے کبھی نہین رکھی اور جو بجا آوری احکام ہوگی گھر
سے بجا لاونگا نواب نے سب قبول کیا تھا ۔

غرض جب اپنے گھر کے بھیدی اور محرم راز جمع ہو چکے ایک سپاہی مفلوک اور پریشان حال کو دم
دیکر سکھا کر واسطے قتل نواب کے وقت شب بارہ دری مین بلایا کہ تو ننگی تلوار ہاتھ مین لیے چلا آنا
جسے ہم کہینگے تلوار مارنا تجھے بہت کچھ ملے گا مرتا کیا نہ کرتا اوس اجل رسیدہ نے قبول کیا تھا
جب وہ رہبری جاسوسون سے قریب نواب پہونچا اوسکے انتظار مین نواب پیشتر سے باہر نکلکر
بیٹھے تھے اور اصحاب یار غار بھی اوسی سج سے مسلح حلقہ باندھے بیٹھے تھے اوسے دیکھکر کہنے لگے
وہ آتا ہے وہ آتا ہے ایک شخص نے پکارکر اوس سے کہا ارے مار تلوار نواب کو چاہتا تھا کہ
تلوار لگائے اصحاب نے ہلکر اوسکا کچومر کر دیا بیجان اوسے نواب کے پاس لائے کہنے لگا مجھکو
بہکا کے یہ کہکر مر گیا حاضرین نے کہا یہ ہزیان بکتا ہے اسکے حواس درست نہین خلاصہ جسمکو
وسکے پاؤن مین رسی باندھ ہاتھی سے کھچوا کر بازار مین تشہیر کیا لیکن سب پر اس چوٹ کی
اصل حقیقت کھل گئی مگر خوف حاکم وقت سے دم بخود تھے اور ایک ٹیپ ہندی تحریر مہاجنی
اوسکے بازو سے کھولکر مشہور کیا تھا کہ مرزا حاجی نے اس سپاہی کو واسطے قتل نواب کے بھیجا
تھا بادشاہ کو پرچۂ اخبار گذرا حالانکہ اوس ٹیپ کی پشت پر حساب سٹونی کا لکھا ہوا تھا وہ مدعی
ضرورت انعام قتل ـ شیخ ناسخ اسکی صداقت کو در دولت پر حاضر ہوے بادشاہ کے سامنے
روبکاری کیے گئے میر غلام علی رسالدار جو مقرب مرزا تھے وہ بھی حاضر ہوے بادشاہ نے
حسام الدولہ مرزا جو کو حکم کیا تم گواہون سے تحقیق کراؤ یہ بہر صورت خیر خواہ دوست حقیقی
نواب تھے انھون نے پہلے شیخ ناسخ سے تصدیق چاہی کہ یہ ٹیپ کیسی تھی اونھون نے
مناسب وقت سمجھکر جواب شاعرانہ دیا مرزا جو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ سو صادق ایکطرف
اور شیخ ناسخ ایکطرف ہے انکو حکم ہوا اپنے گھر جائیے دوسری گواہی میر غلام علی کی ہوئی یہ
سید نبی فاطمہ تھے کب جھوٹ بولتے کہا حاشا ثم حاشا یہ سب محض افترا اور بہتان ہے مجھے مطلق
اس حال سے خبر نہین حکم ہوا انھین احاطہ راجہ روشن سنگھ مین لیجاؤ وہان طوق و زنجیر مین
مسلسل ہو کے قید کیے گئے مہینے کے عشرۂ محرم مین اسی زندان شام مین مر گئے اور اپنے آبائے
کرام سے ملحق ہوے یہ ادنی شعبدہ اس زمانہ کا تھا ـ

اب شیخ صاحب کا حال مفصل یہ ہے کہ مرزا حاجی کے قید مین ہر وقت حاضر رہتے تھے جب انتقال

خوف نواب ہوا کہ مبادا ارادے سے پکڑ جاؤں گھر ہی مین بیٹھ رہے جب یہ جوڑ بندھا پہلے چوبدار سلطانی
انکی طلب کو آیا انھون نے کہا تم ٹھہرو جب تک مین تدبیر سواری کرون پگڑی بندھواؤن —
اوسنے کہا مین خواجہ محمود کو قوال کے پاس جا کر ایک ڈولی تمھارے واسطے لے آؤن اوس وقت
شیخ جی سمجھے کہ رنگ بے طور نظر آتا ہے سامان بے آبروئی ظاہر ہے چوبدار ڈولی لینے گیا
شیخ جی گھر کے دروازہ پر نہ پہنچا تھا کہ سراسیمہ چادر اوڑھے باہر نکلے اور اپنا دوست و شاگرد خاص
جانکر آغا توکل کے پاس گئے کہ مجھے دو تین دن تک اپنے گھر مین چھپا رکھو جب تک کہ شہر سے
باہر نہ نکل جاؤن انھون نے خوف حاکم وقت سے ڈر کر کہا کہ میرا گھر مفت برباد ہو جائیگا ظلم نواب
ظاہر ہے تب شیخ جی نے کہا کہ ایک حجام بلا دو مین داڑھی مونچھ منڈوا کر بیراگی بنکر شہر سے نکل
جاؤن آغا نے کہا اگر حجام سرکار مین کہدے تو بھی مجھپر آفت آئیگی اب شیخ جی پر ثابت ہوا کہ جو
اپنا رسوخ ثابت کرتے تھے کہدین تو کیا عجب ہے اس عرصہ مین چوبدار آیا یہ حال دیکھکر سرکار
مین خبر کی میر اسد سرکار کے حکم سے گھر پر آپہونچکر کہنے لگے کہ بہر صورت شیخ جی کو امان ہے
مگر اس محلے مین جسنے اپنے گھر مین چھپایا ہوگا وہ البتہ ذلیل و خوار ہوگا یہ منادی کر کے
پھر آئے شیخ جی گھبرا کر ٹھیک دوپہر کو میر اسد کے دروازے پر پہونچے سپاہی سے کہا کہدو ناسخ
حاضر ہے میر اسد پا برہنہ باہر آگئے اور بہت احترام سے اندر لیجا کر اپنی مسند پر بٹھایا آغا توکل نے
اپنا بیٹا اونکے ساتھ کر دیا تھا کہ مبادا شہر کے باہر نکلجاوین میر صاحب سے اوسنے کہا کہ ہم
امانت سرکار کو پہونچا چلے میر صاحب نے اوسے کہا کہ آپکی عزت کے ساتھ میرا سر حاضر ہے
اور نواب سے جا کر کہا فرمایا اپنے پاس رکھو دوسرے دن روبکاری مذکور ہو چکی اپنے گھر بسلامت
آگئے سو روپیہ ماہانہ نواب نے مقرر کیا پس انکا رسوخ و اعتبار دن بدن بڑھنے لگا جو مقدمہ
جعل و فریب کا پیش آتا تھا اسے کہلا بھیجتے تھے یہ اوسے اپنی خدشہ شاعری سے موزون کر دیتے
تھے انکے پاس اسیطرح اکثر مشاہیر لکھنؤ بھی حاضر رہتے تھے —

دوسرا احوال شیخ جی کا یہ ہے کہ جب نواب منتظم الدولہ وزیر ہوئے شیخ جی نے محض خوشنودی
مزاج نواب کے لیے غزل کہی تھی بقافیہ گر یختہ یعنی (کاشوب آتش شعلہ گر یختہ) اور پھر اونکی غزل
کی تاریخ یادگر یختہ) کہکر مشہور کی تھی محمد خان قوال نے اس غزل کو نواب کے سامنے گایا تو

ہزار روپیے انعام کے ملے تھے غنیمت نواب نے بہت خوش ہوکر اسپر مضحکہ اور تعریف
کی تھی منتظم الدولہ نے ایک چوبدار انکی طلب کو بھیجا اوسے اونھون نے پندرہ روپیہ دیکر خفا
شربت پلایا اور غیر سواری اور پگڑی کی فکر مین ٹہلنے لگے وہ مرد پیر تھا سرد شربت پیکر
اور بازار کی مٹھائی کھاکر صورت نشہ کی اوسے پیدا ہوگئی سو گیا شیخ جی نے عصا سے پیر کو
کوٹھری مین رکھکر باہر نکلے سیدھے فقیر محمد خان رسالدار کے پاس پہونچے خانصاحب نے منشی
کنجہاری کے سامنے مین بطریق سواری زنانہ سوار کرکے کول ہار بھیجدیا وہان سے کانپور
ہوتے ہوے الہ آباد مین شاہ ابو المعالی کے مہمان ہوے پھر وہان سے برخاستہ خاطر
ہوکے کانپور مین مرزا علی محمد کے مہمان ہوے جب منتظم الدولہ معزول ہوکر فرخ آباد گئے
شیخ جی پھر بسلامت لکھنؤ آئے مرزا علی محمد کے مہمان ہوے مرزا حاجی جب
وزارت اعتماد الدولہ مین لکھنؤ آے تو شیخ جی کو نسبت اپنے انتظام منتظم حقیقی پر رکھا۔

جب حضرت فردوس منزل ہوے شیخ جی کو سو روپے ملنے لگے اور ہر سال تحفۂ سال جلوس پر
خلعت بھی عنایت ہوتا تھا اور اعظم الدولہ کی سفارش مرزائی صاحب دوست قدیم شیخ جی کو
دو سو روپیہ ماہواری کا نوکر رکھوا دیا تھا حضرت جنت مکان کے عہد دولت مین از راہ تخفیف
برطرف ہوے مگر صاحب سلیقہ تھے جسقدر سرکار نواب محسن الدولہ سے کمایا صرف بیجا نہین
تھا بیٹون کی تعلیم مین قصور نہین کیا تھا حکیم زین العابدین انکا بیٹا شاگرد حکیم مرزا محمد علی
طبابت کرتا ہے چاہن سے چلتا ہے تب کئی برس کے شیخ جی نے انتقال کیا بموجب
اپنی وصیت کے جس گھر مین رہتے تھے اوسمین دفن ہوے فی الحقیقت فن شاعری
اور تحقیق و تصحیح الفاظ مین اونکا نظیر نہ تھا بہت سے شاگرد رشید اس شہر مین ہوے غرض یہ
سب دیباچہ احوال شیخصاحب کا تھا پس بیل مذکور جسقدر آنکھون سے دیکھا نہ یہ کہ از راہ
نفسانیت بیان کیا ہو کئی برس تک مرزا حاجی کے دربار مین میرے کا اور اونکا
ساتھ رہا ہے خلاصہ نواب معتمد الدولہ کئی برس تک مرزا حاجی کے اخراج شہر کی
فکر مین رہے جب بادشاہ سے اونکے اخراج کو عرض کرتے تھے بادشاہ فرماتے تھے اپنے
گھر مین رہتا ہے سہنے دو تمہارا کیا نقصان کرتا ہے ایکدن نواب نے غیبت مین مرزا کو

واسطے میر ابراہیم وزیر شاہ علی رقعہ اتمام حجت بھیجا کہ اگر مجھے بخط خطی رقعہ مرزا لکھیں اس مضمون
کا کہ آپ کے باقی مبالغ جو حسین علی خان کے ہیں نہ تھا ہم تمہاری اطاعت سے باہر نہونگا -
جب مجھے تنخواہ تین مہینہ کی ہوجائیگا یا تنخواہ کا سواجب سرکار شاہی سے مقرر کر دونگا اور
اپنا کام بہت جلدی آپسے لونگا بعد غور و تامل فرمانے جواب صاف دیا کہ مجھ سے کسی طرح
اطاعت تمہاری نہ ہو سکیگی اور نہ میں ضامن ہونگا کسواسطے کہ یہ صاحب دل سے نہ پہنچینگے
پس توجہ آپ کی بیجا ہے - آخر کار نواب نے بادشاہ سے ہر صورت اجازت چاہی لیکر
سوم مہینہ تاریخ ربیع الثانی روز چہارشنبہ ۱۲۷۲ ہجری مطابق ۱۸۵۶ء راجہ تھا اور لشکر راجہ
شہر دین سنگھ نچرہ اردلی بادشاہ مع بار برداری گاڑی - چھکڑے - کہار - اسباب - فرو
اور سپاہی لیا آپ نے کئی دن تک انہیں معطل رہے کوئی عذر رہ سنا اور بادشاہ سے جا کر
اسکا عذر وہ بھی عرض کرتے تھا اصد چار و ناچار پیادہ پا اپنے گھر سے نکلے سوار ہوئے
سارا شہر جیا بچا جمع ہوکر قدرت خدا کا تماشا دیکھنے کے لیے کھڑا تھا اور معتمد الدولہ کو اپنی جان
تھا سب وقت گھر رہا تھا انکے گرد حلقہ سپاہ تھا اور وقت ان اسیران ظلم اور اتباع خلائق سے
کیفیت بے اندازہ شوق ظاہر تھی چوک میں کسی سپاہی سے تکرار ہوئی ایک ہنگامہ ہوگیا تھا راجہ
نے بہت دستی ان سبکو سوار کرکے شہر کے ناکے باہر کر دیا قریب شام ہوا قلعہ کندہ
پور علی شاہ پہونچکر رات وہیں بسر کی صبح کو روانہ کانپور ہوئے پہلے کانپور میں کرایہ کے
مکان میں رہے اور اسکے بعد ایک بنگلہ برٹیرپول لیکر رہے نواب نے انکے مکانات سب
محسن الدولہ کو دیے کہ اگر انکی رعیت شہر میں ہوگی تو انسے کوئی نہ لے سکیگا چنانچہ آج تک
انکے بیشتر قصے جو انکی نسبت اس زمانہ کے ابتک شایع عام مشہور ہوگئے ہیں -

مرزا حاجی کا لکھنؤ آنا اور پھر کانپور جانا

نواب معظم الدولہ عجب صاحب ہمت تھا اور ہمیشہ تجسس اپنی نام آوری کے رہتے تھے چنانچہ
زمان سابق سے محبت مرزا میں اور اوسی صورت ناموافقت جیسا اہل دنیا کو طمع دنیا سے

ہوتی ہے بھی لیکن انہے دل سے گذشتہ را صلواۃ پڑھکے مرزا کو بلوا بھیجا دوسو روپیہ درماہہ
کردیا اور اپنا قوت بازو سمجھکر ہم پیالہ ہم نوالہ بنایا اور اس زمانہ مین جتنے شہر بدر ہوئے
تھے سبھون نے اپنی عافیت سمجھکر اور یا سید بھی کہ اگر وزیر ہوجاینگے ہمارا بھی بھلا ہوگا اور منتظم الدولہ
بقدر حال ہر ایک کی اعانت بھی کرتے تھے چنانچہ صاحب اخبار کلکتہ نے چھپوایا کہ معتمد الدولہ
کی صحبت سے فرخ آباد و کانپور رشک جزیرۂ نیکولن ہوگیا ہے غرض یہ سب قافلہ تب
منتظر تائید غیبی رہتا تھا اور منتظم الدولہ کیواسطے سامان امارت جیسا چاہیے حاصل
تھا مگر وزارت لکھنؤ کے متردد رہتے تھے اور جب یہان کی بے انتظامی اور کجروی
سنتے تھے افسوس کرتے تھے مرزا ہادی علی خان انکے بڑے بھائی کہتے تھے یہین کیا
اگر وہ گھر برباد ہوتا ہے یہ کہتے تھے جس گھر کی بدولت ہمارا گھر بنا ہے وہ بگڑا جاتا ہے
ہمین کیونکر افسوس نہو خلاصہ جب حضرت خلد منزل نے نواب کو بلوایا مرزا حاجی بھی رفاقت
اونکے ساتھ آئے عیال اور بھائی بھی اونکے ساتھ آئے منتظم الدولہ کی صورت قیام
اعتماد الدولہ کی صحبت سے نہوئی مرزا حاجی اونسے علیحدہ ہوکر بموافقت اعتماد الدولہ
لکھنؤ مین رہے املاک پدری جو فرنگی محل مین تھی بحکم سرکار ملی اور وہی دوسو روپیہ کا
مواجب جو منتظم الدولہ دیتے تھے سرکار سے مقرر ہوا اور املاک ذاتی اونکی جو گھڑیالی مین
تھی نواب محسن الدولہ کے صحبت سے ملی مرزا دربار مین وقت جا بے جا جاتے تھے
سلام کرکے چلے آتے تھے ہرچند منتظم الدولہ کو انکی وضعداری سے خلاف گذرا بلکہ ایسا
جانتے تھے کہ میری رفاقت سے ہاتھ اوٹھا لینگے مگر اہل دنیا اپنی غرض کو مقدم
سمجھتے ہین انکو شہر کا رہنا غنیمت ہوا۔

جب نوبت وزارت بہ نواب روشن الدولہ پہونچی مرزا بہت خوش ہوے کہ الحمد للہ ہمارے
عزیز ہین بہت خوش ہوے کہان تک حقوق صلہ رحمی سے پیش نہ آینگے اور کیا عجب ہے کہ صورت
فلاح بھی نکلے۔ نواب روشن الدولہ ایک دن انکی مان کے پاس آئے یعنی خانم صاحبہ کو
جنھون نے نذر دی کسیطرح کا دغدغہ نرہا وہان تسلط صاحبان کمبوہ تھا وہ محرک انکے
اخراج بلد کے ہوے نواب نے کسیطرح کی رعایت برادری نکی بلکہ قطع صلہ رحم کیا

چوبدار سلطانی اخراج کو متعین کیا مرزا مع مرزا علی حسن اپنے بیٹے کے کانپور پہونچے دوسرے دن نواب نے اپنی رفع ندامت کو مرزا محمد بڑے بیٹے و مرزا مبارک علی کو خلعت دوشالہ وردمال دیا مرزا علی حسن سے ایک طریق خاص سے چشمک تھی اور دو ہزار سالانہ مرزا کے واسطے مقرر کردیا وہی دو سے روپیہ کے حساب سے گویا نمازی کا لگا تھا۔

مرزا کا پھر لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

القصہ مرزا صاحب حالت تعطلی و خانہ نشینی مین رامپور گئے نواب سعید خان بہت احترام سے پیش آئے اس جہت سے کہ کرنل جان بیلی صاحب کی ریذیڈنٹی مین یہ بہت اونکے کام آئے تھے لیکن اپنے پاس انکو نوکر رکھا مرزا علی حسن انکے بیٹے کو اخبار و افسری پلٹن دی مرزا رامپور سے پھر کانپور آ گئے اوسی دو ہزار مین اپنی بسر کرتے رہے۔

جب نواب امین الدولہ کانپور اور لاہور کی توپین دیکھنے گئے مرزا نے ملاقات کی نذر دی کربلا کے قریب جو باغ تھا انھین نذر دیا نواب نے سات ہزار روپے انھین دیے حالانکہ اس باغ کے پختہ کنوئین مین سترہ ہزار روپیہ صرف ہوے تھے اسکا قصہ بھی چند در چند ہے بنگلہ کانپور کا رہن تھا اوسے چھوڑایا نواب سے صورت آشتی پیدا ہوئی بلکہ نواب کو منظور تھا کہ انھین اپنا پیشدست کرین لیکن اہلکارون نے ہونے دیا حالانکہ یہ اونکا گمان فاسد تھا ایسے بھی نہو سکتا گو کہ نام مردیہ از مرد تھا۔

خلاصہ حضرت سلطان عالم کا زمانہ۔ علی نقی خان حضور عالم ہوے یہ بھی انکے خیرخواہ تھے نواب اکرام الدولہ بیٹے نواب شریف الدولہ احمد علیخان نے نظر باتحاد قدیم و قرابت مرزا محمد بڑے بیٹے کے کانپور سے بلوایا وہی دو ہزار روپے سالانہ ملتے تھے بلکہ لکھنؤ مین جیسے اکرام الدولہ حضور تحصیل تھے اوسمین سے دیتے تھے بعد چند روز کے عرضداشت کی اجازت قیام لکھنؤ ملی چنانچہ ۸ تاریخ ماہ مبارک رمضان سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق ماہ فروری سنہ ۱۸۴۹ع سہلے کربلا سے میر خدابخش مین آئے اکرام الدولہ انکے لینے کو آتے روبرو ضریح مبارک کے عباکران سے عہد و پیمان لیا کہ اگر احیاناً بادشاہ سے ادہر تم سے مشغل

زمان سابق کسی طرح کا رسوخ نکلے تو حضور عالم سے نہ بگاڑتا پھر ابلکا ۔ دن نے چاہا کہ یہ کانپور رہین
پھر جابین اکرام الدولہ سینہ سپر ہوکے لنکے ساتھ مین بھی کانپور چلا جاؤنگا جب نواب مجبور ہوئے
اکرام الدولہ نے ساتھ نواب کے پاس لیگئے خلعت دیا املاک بڑی بین آکر رہے مجالس محرم
یا اور کسی تقریب مین حضور عالم کے پاس جاتے تھے مرزا حیدر صاحب سے موافقت قدیم تھی
اکثر ادن سے ملاقات رہتی تھی لوگونکا گمان غلط تھا انکی طرف سے وہ زمانہ حضرت خلد مکان کا
تھا جس وسیلہ اور خدمت گزاری سے انکا تقرب ہوا تھا یہ سوا مصاحبت کے کسی کام کے
نہ تھے آخر ۱۲۷۵ھ مطابق سنہ ۱۸۵۸ع انتقال کیا پہلوے باپ مین دفن ہوئے سوا اسکے جتنے
شہر کے جتنی املاک انکے باپ کی تھی جسپر چھہتر ہزار روپیہ صرف ہوا تھا اور کسی غریب کا مکان بجبر
حکومت نہین لیا تھا داخل سڑک شارع عام ہوئی اسیواسطے گھر مین قبر کرنا اچھا نہین ۔

جنرل سلیمن صاحب بہادر کا سیاحت و مساحت ممالک محروسہ کو جانا

شوکت الدولہ سفیر شاہی کا سفارت سے موقوف ہونا تاج الدولہ کا ہونا

۲۳ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۲۹ نومبر سنہ ۱۸۵۱ع جنرل سلیمن صاحب بہادر مع کپتان
پرٹ صاحب واسطے سیر و سیاحت ممالک محروسہ بادشاہ کے پاس آئے روز شنبہ یکم دسمبر
مع عملہ دفتر فارسی و انگریزی روانہ بسمت بہرائچ ہوئے یعنی یہ ارادہ تھا کہ ممالک محروسہ کی حالت
قلب و جنگل معمورہ و غیر معمورہ و حال رعایا راجہ تعلقدار سرکش و متمرد کا دیکھین اسکے سوا جو بات
مین مکنون خاطر تھا جسکا نتیجہ بعد اسکے ظاہر ہوا فعل عبث نہ تھا ۔ رزیڈنٹ ہمیشہ حاکم وقت کے ساتھ
ہوتا تھا شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر شاہی و راجہ بختاور سنگھ مہتمم لشکر رسد رسانی وغیرہ
ساتھ ہوئے حضور عالم جیسے تک متابعت کو گئے صاحب بہادر نے ابتدا و انتہا تک دورہ
کا سفر کیا اور نقشہ ممالک محروسہ اور پیمایش و محاصل بگیمہ کا تخمینہ کیا ۔ تعلقہ
دار سب حاضر ہوتے تھے صرف سفیر شاہی حاضر ہوتے تھے جو اون سے پوچھا
اوسکا جواب پاتے تھے لاحق جیوائے سے بین نواب سنج امین الدولہ تھے ۔

مین آئے حضور عالم بھی تشریف لے گئے بعد ملاقات کے شکار کھیل کر چلے آئے - اور صاحب موصوف اس دورے مین راجہ دگبجے سنگہ رئیس موروثی راج بلرامپور سے بہت محظوظ رہے اور ساتھہ لائے اور بعد ازین وقت روانگی ولایت یہ چٹھی یادگار بدستخط و قلم خود لکھکر دی -

(ترجمہ چٹھی جنرل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنؤ)

مین دگبجے سنگہ راجہ بلرامپور کو دو برس سے جانتا ہون آدمی خوش چلن و ذی لیاقت نہایت ہوشیار ہین اور شاہ اودھ کی رعایا کے خوش کردار ہین نہایت نیکنام ہین مجکو یقین ہی کہ یہ شخص بہت ایماندار ہے اور جو ہمیشہ جو کچھ مناسب ہے اوسکا شوق رکھتے ہین انھین لڑکپن ہی مین یتیم ہو جانے کے باعث عمال ضلع بہرائچ کی بدطینتی سے اپنے علاقے کے بندوبست مین بڑی بڑی مصیبتین جھیلنا پڑین فقط -

دستخط - ڈبلیو - ایچ - سلیمن -

مقام لکھنؤ - ۲۵ - مارچ سنہ ۱۸۵۲ع

غرض بعد مرور ایام صاحب موصوف ۱۳ - ربیع الثانی روز چہارشنبہ سنہ الیہ مطابق ۲۷ - فروری سنہ ۱۸۵۲ع وقت شام پہلے شاہ منزل مین تشریف لائے اس جہت سے کہ مرزا ولیعہد استقبال کو گئے تھے اور بادشاہ تقریباً کمین تشریف لے گئے تھے اوسدن ملاقات ہوئی ہار و عطر لیکر رخصت ہوئے - ۲ - مارچ قریب شام بادشاہ رزیڈنٹی مین تشریف لے گئے تعارفات معمولی کے بعد کچھ احوال سیر و سیاحت ملک راجہ و تعلقداروں کا مذکور ہوا - بعد ازان مراجعت فرمائی -

شوکت الدولہ سفیر شاہی ۱۵ مارچ مطابق ۲۰ - ربیع الثانی عہدہ سفارت سے موقوف ہوئے وہ جو مولوی ذاکر علی نے انسے کہا تھا کہ ذرا سمجھکر مرزا وصی علیخان سے مقابلے کا ارادہ کرنا وہ صادق آیا عجب اتفاق ہوا کہ لشکر مین سفیر کی لونڈی آنکی بی بی کے جور و ظلم سے بھاگ کر رزیڈنٹ کے خیمے پر جا کر فریاد کی اور صاحب سے بالمشافہ سب احوال جور و ظلم کا بیان کیا صاحب نے کمال انصاف سے احوال خانگی سنکر اپنے دربار سے منع کیا

اور مقدمہ کنیز سپرد مرافعۂ شرعیہ جناب مجتہد العصر کیا - غرض چاہ کندہ را چاہ در پیش ہوتا ہے مرزا مہدی علی خان کو جناب مجتہد سے خصوصیت تقلیدی تھی بعد روبکاری فتوی فریقین بر دستخط خاص ہوا کہ ایسا ظالم قابل ایسی خدمت جلیلہ کے نہو تا - پس اس علت خارجہ سے سفیر موقوف ہوئے سے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا -

روز سہ شنبہ ۲۷ - ربیع الثانی مطابق ۱۲ مارچ خلعت سفارت محض بہ تجویز خاص بادشاہ مسیح الدولہ حکیم مرزا علی حسن خان بہادر معالج خاص بادشاہ کو عنایت ہوا محمد خان مع عیال و اطفال روانہ فرخ آباد ہوئے انکے بڑے بھائی مختار خانہ رئیس فرخ آباد کے تھے

گنگا بخش زمیندار تعلقہ بھٹائی ممالک محروسہ

گنگا بخش زمیندار تعلقہ بھٹائی بہ سبب تمردی اور سرکشی زر واجبی سرکار مین نادہندی کرتا تھا فوج شاہی اوسکے استیصال کو گئی اور بحکم صاحب رزیڈنٹ چھاونی سے ایک کمپنی مع توپ اور افسر انگریز موافق دستور قدیم جنت آرامگاہ بھی گئی تھی اوسکی گڑھی کو گھیر لیا ایکدن صاحب افسر نے دلیرانہ حملہ کیا گڑھی کو ناچیز و بے حقیقت سمجھکر اور فوج سرکار پر طعنہ زن ہوا افسرون نے کہا کہ زمیندارون کی لڑائی کا ڈھنگ اور ہوتا ہے آپ اتنی جلدی نہ کیجیے اسمین اکثر خطا دیکھی ہے صاحب نے نمانا دفعتہً یورش کی زمیندار گھبرا کر پھاٹک کھول کر باہر نکلے ایک باڑھ ماری قضارا گولی صاحب کے لگی کام آئے اونکی نعش چھاونی منڈیاون مین لاکے دفن کیا زمیندار خوف جان سے بھاگا فوج سرکار تعاقب مین رہی -

جب مسٹر چارلس نیپیر صاحب کمانڈر انچیف نے یہ ماجرا سنا بہت ناگوار گذرا اور خلاف رائے نواب گورنر جنرل بھی ہوا کئی مہینے تک اسکی تحریر صاحب رزیڈنٹ سے رہی - زمیندار ہر طرف کئی مہینے تک بھاگتا پھرا جب موسم برسات آیا بہت گھبرایا کہین مقام روپوشی و پناہ نپایا اکثر اسکے نوکر بھی بہ مجبوری عملہ شاہی سے ساز کرنے لگے اور عورات جو اسکے ساتھ پھرا کرتی تھین وہ بھی اپنی جان سے تنگ آگئی تھین کہ اس سے گردانی سی کوئی ہمین مار ڈالے تو بہتر ہے چنانچہ نواب منور الدولہ شکار کو جاتے تھے گنگا بخش حاضر ہوا

گنگا بخش زمیندار

عرض کی کہ اگر آپ میرا جرم صاحب سے معاف کروا دیجیے تو میری جان بچیگی اور آپ کی نیکنامی ہوگی نواب نے اوسکو اطمینان کیا کہ جب لکھنؤ پھر آؤنگا جہان تک ہو سکے گا صاحب سے کہونگا اس امید پر اوسکا وکیل نواب کے پاس حاضر رہتا تھا اس عرصے مین مرزا وصی علی خان معتوب رزیڈنٹ متوقع رسوخ صاحب اس کارسازی کے وسیلے سے ہوے اور اسے اپنے حق مین مژدۂ غیبی سمجھکر ہمت باندھی کہ اگر یہ مجرم سرکار مین میرے ہاتھ آجاویگا تو غالب ہے کہ موجب رفع ملال خاطر صاحب ہوگا اور سرکار شاہی مین زیادہ موجب وثوق و نیک نامی ہوگی اوسکی صورت یہ کی کہ شیخ قطب الدین شیخ زادہ ہای لکھنؤ خویش شیخ احمد بخش داروغہ دیوانخانہ نواب امین الدولہ انکا علاقہ دیہات زمینداری اسی زمیندار کے علاقے کے قریب تھا زمیندار زمیندار سے مطمئن ہوتا ہے مرزا وصی علیخان سے انسے بھی خصوصیت تھی آپسمین تصفیہ کرکے شیخ نے دم دیکر اور اپنے رسوخ اور اعتماد سے زمیندار کو راضی کیا کہ ہم تمہارا تصفیہ بخوبی کرا دینگے اور نواب منور الدولہ سے تمہارا تصفیہ بخوبی ہو جایگا اس اصل گرفتہ کو اسکا یقین ہوا چنانچہ پہلے ایک خط مہری احمد علیخان لاکراوسے دیا کہ یہ خاص اونکی قدیم مہر ہے اور قرآن شریف بھی لضمانت دیا وہ بہت صاف اور خوش ہوا نہ سمجھا کہ ایسے نام کی مہر بہت ہوتی ہے - مرزا وصی علی خان نے اپنے رفع الزام کو بر چہ پیام اس باب خاص مین سرکار شاہی سے رزیڈنٹ کو بھجواکر اجازت کلی لے لی خلاصہ زمیندار اوسی خط مہری اور شیخ کے اطمینان سے غافل خط القدر جریدہ میانے مین سوار ہو مع اپنے بیٹے کے مقام معینہ پر آیا اور اپنے ہمراہیونکو جداگانہ چھوڑا شیخ جی کے ساتھ لکھنو کو چلا مرزا وصی علی خان کو اپنا استقبال استیصال تصور کیا مرزا صاحب نے مع اپنے معتمدین و جان نثار کے کمر ہمت باندھی ۵ شوال روز پنجشنبہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۲۵ - اگست ۱۸۵۰ع مع ایک جاسوس اور چوبدار سلطانی و فرمان شاہی درباب اطاعت فوج سرکار لیکر چلے اس خیال سے کہ مبادا افسران فوج وقت دستیابی اپنی ناموری سمجھکر اسیر کو چھین لین تو میرا سارا کھیل بگڑ جاسے گا - غرض جب گکرال ندی سے بڑھے شام ہوگئی تھی اودھر

وہ اجل گرفتہ آتا تھا دفعتہ جب نزدیک پہونچا ایک دفعہ باڑہ ہوائی بندوقین رعب کے واسطے
مارین اوسوقت وہ دام بلا خواب مرگ سے چونکا بہانے سے کود پڑا سپاہی ہر طرف سے
دوڑ پڑے جھٹ پکڑ کر مشکین باندہ مرزا کی فنس مین ڈالدیا دروازے بند کر دیے اسی
طرح اوسکے بیٹے کو بھی پکڑ لیا تھوڑی دور تک مرزا اوسکی جلو سواری مین چلے پھر
باطمینان ایک چوکی پر ٹھہرے اس عرصے مین فوج شاہی بھی اپنی سرخروئی کو آ پہونچی
جمعدار نے فرمان شاہی دکھادیا حسب ہو گئے قریب نصف شب در دولت پر پہونچے
اتفاقاً اوس شب بادشاہ رونق افروز خورشید باغ نواب محمد رؤف عظمی واقع پل راہ
کربلای تال کٹورہ تھے جب خبر اسیر پہونچی حکم ہوا راجہ ٹھاکر سنگھ تہیدی کپتان کے سپرد کرو
اوس پنجشنبہ کو نوچندی تھی بادشاہ وقت عصر کربلای میر خدا بخش مین بھی زیارت کو
آئے تھے خلقت شہر کا بڑا ہجوم تھا صبح روز جمعہ مرزا کے حضور عالم سے ساری کہانی
بیان کی ہر طرف سے صدائے این کار از تو آید و مردان چنین کنند کی دھوم تھی روز یکشنبہ
خلعت ۱۷ پارچہ مع ہاتھی پالکی ملا شیخ قطب الدین جنھون نے حق بہیات
زمینداری ادا کیا تھا فقط دوشالہ رومال دوسرے دن مرزا کی سفارش
سے دس ہزار روپے سرفروشی کو انعام ملے ۲۶ ماہ اگست کو صاحب
رزیڈنٹ بہ تقریب تہنیت عید بادشاہ کے پاس آئے اطلاع اس سانحہ کی
اور نتائج حسن خدمت مرزا کے گوش گزار صاحب کر دیے کہ اکنون حاجت شاطر نیست
روپے دلارام یا ایک دوست مرزا سے کہا اب آپ کے باب مین صاحب سے احتیاج
کسی کی گواہی کی نہ رہی فی الحقیقت آپ ایسے ہین مگر صاحب رزیڈنٹ آپ سے
کبھی صاف نہونگے جس رستم کو چاہیے آپ پکڑ لائیے۔

خلاصہ اسکی روبکاری صاحب رزیڈنٹ سے ہوئی بعد تحقیقات وبموجب فتوی قبلہ مجتہد العصر
سلطان العلما دسوین تاریخ شہر ذیقعدہ روز چارشنبہ سنہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۵۰ء
گنگا بخش اور اوسکے بیٹے کو وقت صبح زیر اکبری دروازہ مسلخ قصاص مین باہتمام لائی گردن
مارنے کو لیکن تا دم قتل مقتولین کو تحیر شامت قرآن شریف پر تھا یعنی واللہ عزیز

دو انتقام ہے چنانچہ تین دن پیشتر اسکے یہ باپ بیٹے سپرد کوتوالی ہوئے تھے آب و دانہ چھوڑ دیا تھا کوتوال نے سمجھایا کہ چودھری اب غم و غصہ کھانے کا وقت نہین ہی جو ہونا تھا ہوا کچھ کھاؤ پیو میری خاطر سے اوسنے چند نگھاڑے بازار کے کھائے اور کہا کہ اب ہم گنگا نہین جانتے مگر قرآن شریف کو جانتے ہین اوسوقت حاضرین کے آنسو نکل پڑے کوتوال نے کہا مین حکم حاکم سے مجبور ہون اب تمھارا اعتقاد قرآن شریف پر ہے تو اسکی عدالت بھی دیکھوگے وہی صورت ہوئی ۔

دنیا عجب مقام عبرت اور انتقام بہ عدالت ہے مرزا اس کارفرمائی سے بہت نادم تھے مگر سوا بدنامی کے اسکا ثمرہ کچھ نہوا بہت تعجب ہے کہ ایسا مومن نماز گزار دیندار مہا لس مین ہزارہا روپیہ صرف کرنیوالا مرتکب اسیے قصاص بے محل کا ہوا اور پھر اوسکا حاصل بجز بدنامی کیا دیکھیے ایام سے کیسی خصوصیت ہو مگر وہان بھی عدالت ہے قید کسی مذہب کی نہین خلاصہ اسپر چند روز نہ گذرے تھے کہ مرزا ایک خاص مرض لاعلاج مین گرفتار ہوئے مگر نسبت سبکے اسمین بھی ممتاز ہوے یعنی حلق سے کوئی چیز نہین اُترتی تھی اور روز بروز بلکہ ساعت بساعت منحنی اور سوکھتے جاتے تھے ہر اطبائے حاذق اور عاملان ماثورہ اور نذر و نیاز ہر اماکن متبرکہ مین بہت خشوع و خضوع کرتے رہے بلکہ عوام کے کہنے سے بطریق ہنود ہوم بھی کیا حسب عامل ہوم کے زمیندار نے کہا کہ مین اسکی چھاتی سے نہ اترونگا آخر مرزا کا مقولہ یہ تھا کہ میری املاک اور سب مال دولت دنیا کوئی لیلیوے اور مجھے ایک دوکان رہنے کو دے اور کچھ سد رمق کھانیکو دے مگر اجل اور انتقام نے کچھ نہ سنا مر گئے اسمعیل گنج کی حویلی اپنی مین دفن اب وہ سارا محلہ داخل شرک ہو گیا ہے ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

انتقال حضرت مریم مکانی

۱۲ تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۸۵۰ء قریب شام حضرت مریم مکانی نواب ملکۂ آفاق عرف چھوٹی بیگم صاحبہ خاص محل فردوس منزل بیٹی نواب امام الدین خان ذوالہیضہ وبائی سے انتقال کیا بعد حضرت جنت مکان جب بادشاہ دولتخانہ قدیم اور

فیض باغ میں رہنے لگی اور فرح بخش کو بہتر سمجھکر چھوڑ دیا حالانکہ وزارت سے تخت نشینی انتظام
سے ہوتی تھی ہرچند صاحب رزیڈنٹ نے سمجھایا فرمایا مجھے یہاں کی آب وہوا موافق نہیں
اور آپ بھی تو رعایت ہوا کرتے ہیں مگر جگہ کیا تھی جو ہیں دن جو روزہ دیا عام مقرر کیا
ہے سب حاضر ہوا کریں بعد چند روز کے یہ صورت بھی نہ رہی۔ غرض حضرت مریم مکانی
حسن باغ میں جاکر رہیں اور روزہ دوستی شیعہ امام بارہ عسکریین تو تعمیر خود جسے مثل
حسین آباد معرفت حاجی مرزا محمد علی تیار کیا تھا مدفون ہوئیں فی الحقیقت صاحبہ وقار
تھیں روز و شب عبادت خدا میں بسر کرتی تھیں اور مصائب خامس آل عبا میں مصروف
رہتی تھیں اور از راہ مال اندیشی چھ لاکھ روپیہ مہر جو حضرت فردوس منزل نے معرفت
نواب امین الدولہ بھیجے تھے اور باقی اپنے پاس سے تیرہ لاکھ روپے سکے نوٹ اپنے
نواسے مرزا عالیقدر کے نام لیکر بقید وصیت دیدے تھے جسکا نفع چھ ہزار روپے ماہواری
ہوتا ہے۔ بطریق قرضہ موبد گورنمنٹ سے معرفت نواب منور الدولہ تھے انھیں صرف
امام باڑے میں رونق رہتی تھی اور ترکہ موافق سہم شرعی تقسیم ہوا ایک حصہ عالم
رفعت یعنی بادشاہ دولہا جناب عالیہ نواب ملکہ کشور بہ عوض متروکہ پدری نواب حسین الدین
خان مرحوم تیسرا حصہ بڑی شاہزادی زوجہ نواب محسن الدولہ کا تھا چھوٹی شاہزادی زوجہ
نواب منیر الدولہ کا ہوا جنکا بچہ فی کس پانچ لاکھ روپے سوا جواہر و اسباب کے ملا اور نقود
دار ملازمین قدیم زن و مرد کے واسطے داخل وصیت تھا کئی برس تک یہ انتظام رہا اب سنتے
ہیں کہ وہ سب نوٹ گورنمنٹ سے نواب محسن الدولہ لیکر اپنے خرچ میں لاتے فقط

سفارت شاہی کا رزیڈنٹی سے موقوف ہونا پھر بحال رہنا

یکم ماہ ستمبر سنہ ۱۸۵۰ء مطابق ۲۶ محرم سنہ ۱۲۶۷ھ روز یکشنبہ از روی پرچہ اخبار مرسلہ صاحب رزیڈنٹ عہدہ سفارت شاہی رزیڈنٹی سے موقوف ہوا اس جہت سے کہ سفیر ہندوستانی ہر سرکار کے بموجب حکم و تجویز کونسل نواب گورنر جنرل موقوف ہوئے اور منظور ہوا کہ ہر مہینے میں

طرفین سے دو مرتبہ بادشاہ رزیڈنٹ کے پاس اور دو مرتبہ صاحب بادشاہ کے پاس موافق دستور قدیم جنت آرامگاہ اور خلد مکان آیا کریں اسکے سوا جب ضرورت ہو صاحب اسسٹنٹ حاضر حضور بادشاہ ہوا کریں لیکن بادشاہ کا یہ پیام بہ تصریح تمام کیا اور اسکے نہونے کا سبب معقول لکھا یہ تجویز ملتوی رہی کسواسطے کہ نسبت اور سرکاروں کے اور اس سرکار سے سفر میں ترقی نہیں وہ آسان ہے لیکن صرف اکثر مصارف رزیڈنسی مثل خرچ عمارت باغ وغیرہ جسمیں داروغہ شیبیتہ کا بھلا ہوتا تھا وہ سر حساب ہوگیا سچ ہے ایک مرزا زمان بیگ باپ مرزا خانی خواصی کے فقط داروغہ عمارت تھے سبب کچھ حاصل کیا تھا فرنگی محل میں بہت سی حویلیاں بنا لی تھیں وہ بکرایہ جاتی تھیں یہ امر محض دولتخواہی جنرل سلیمن صاحب کی بدولت ہوا ورنہ کسی رزیڈنٹ کو اسکا خیال ہوا تھا کہ جز رسی سرکار کرتا چنانچہ بعد انتقال جنت آرامگاہ دوسری کوٹھی ضیافت رزیڈنٹ میں بنی وگرنہ پیشتر اسکے خیمے میں چاے پانی اور ضیافت ہوا کرتی تھی رکٹس صاحب نے چھاؤنی منڈیاؤں میں بنگلا وسیع اور ایک بڑی باولی بنوائی تھی بعد انکے جانے کے سب بائیس ہزار روپیہ کو سرکار شاہی میں خرید ہوئے جنرل لو صاحب نے تجانہ وغیرہ ملحق کوٹھی قدیم جنرل صاحب بنوایا چار پانچ لاکھ روپیہ کے ظروف نقرہ ضیافت کے رہتے تھے سال میں دو ضیافت بادشاہ ہوتی تھی ایک سالگرہ شاہ لندن دوسری پیدائش حضرت عیسی علیہ السلام یہ سب گورنمنٹ سے موقوف ہوئی۔

شادی صاحب زادی حضور عالم بہادر

۲۲ - شہر جمادی الاول ۱۲۶۶ھ مطابق اپریل ۱۸۵۰ء شادی بڑی بیٹی حضور عالم کی نواب باقر علیخان اقربا سے قریب سے بڑی دھوم سے ہوئی طرفین کا اخراجات سرکار نواب وزیرالممالک سے ہوا باغ گاؤ گھاٹ میں بادشاہ مع صاحبات محلات رونق افروز تھے اور میدان وسیع دولت خانہ قدیم کنارہ دریا خیام سلطانی نصب تھا اہتمام محفل متعلق شاہزادہ اور اکابر سلطنت متعلق مرزا وصی علیخان تھا اور پخت طعام مہمانی میں کسی شخص نے ایسا

تین دن کی روشنی ٹھاٹھ بندی وغیرہ باغ سے تحسین گنج تک متعلق شرف الدولہ تھا
دونون طرف کنارہ دریا روشنی بڑے لطف سے تھی آتشبازی مقابل اوس پار باغ کے تھی
ہجوم کثرت تماشائے اہل شہر از حد تھی بادشاہ رات کو ملاحظہ روشنی کو سوار ہوئے اور رسومات
عروسی سب محل مین روبروئے بادشاہ ہوئے۔

کتخدائی خود بادشاہ اور ایک شہزادی جنت مکان

۴- رجب روز جمعہ سنہ الیہ مطابق ۱۷ مئی سنہ الیہ مین شادیان ہوئین ایک جنت مکان کی شاہزادی کی اور دو بادشاہ کی شاہزادیون کی اتفاقاً روز دوشنبہ ۶ ماہ مذکور وہ شاہزادی جو مرزا عالیقدر نواب محسن الدولہ کے بیٹے سے منسوب تھی برسات کی عفونت و بخیری ہوا سے ہیضہ مجتبس ہوا انتقال کیا نواب ممدوح کو اس سانحہ ناگزیر سے صدمۂ روحانی ہوا حضرت جنت مکان کی شاہزادی مسماۃ سلطنت آرا بیگم سعد الدولہ محمد تقی خان عرف چھوٹے آغا دوسری بیٹی مرزا ابوالقاسم خان سے یعنی بھانجے نواب محسن الدولہ سے کتخدا ہوئی حضرت سلطان عالم کی شاہزادی سپہر آرا بیگم جو نواب سلیمان محل سے عظمت الدولہ عرف محمد رضا خان چھوٹے بیٹے مرزا ابوالقاسم سے کتخدا ہوئی اس شادی کی نسبت سے مرزا ابوالقاسم خفا ہو کر بادشاہ سے رخصت ہو روانہ عتبات عالیات ہوئے۔ بمبئی تک ڈاک مین گئے وجہ اسکی یہ تھی کہ اوکھون اپنے بیٹون کی شادی اپنے اقربا مین منظور رکھی انکی بی بی نے انکا کہنا نہ مانا اس حجت سے بتوفیق خیری راہ نیک اختیار کی الحمد اللہ کہ کئی برس تک مجاور رہے زیارت مشہد مقدس حاصل کی مصیبت تکلیف خرچ بھی بہت اوٹھائی آخر پنشن سرکاری وہان پہونچتی تھی اوسمین بسر اوقات خود فقیرانہ کرتے تھے سب صرف مجاورین ومحتاجین مسافرین ہندوغیرہ اور کئی مکان خریدے تھے اوسمین زائرین قیام کرتے تھے جب تک جیتے رہے اسی زہد و تقدی سے بسر کیا کیے زائرین بالاتفاق اونکے شکرگزار آتے تھے اور نواب منظر علیخان سندراجی بھی انسے زیادہ بڑھی ہوئی تھی اور کئی ہزار کی تنخواہ بھی اونکی آتی تھی مجاورت ایسے ارض اقدس کی اس صورت سے اختیار کرے تو

سبحان اللہ خوش نما سے دگرنہ اہل لکھنؤ کا حال ظاہر ہے خدا ہدایت کرے آخر دونوں صاحبوں
نے وہیں انتقال کیا۔

اخراج بلد رضی الدولہ و قطب الدولہ مقربان بادشاہ

روز جمعہ ۱۵۔ رجب سنہ الیہ مطابق ۲۴۔ مئی سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے پاس آئے بعد خلوت جب تشریف لے گئے حضور عالم کو خلعت ملبوس خاص اور گاڑی چار اسپہ عنایت ہوئی مصاحبان خاص و مقربان خاص جنکا پیالہ ثروت دنیای ناپائدار لبریز ہو چکا تھا گنجایش ظرف ذاتی مین نرہی اور جوشش باد نخوت سے بہ نکلا اور فہمایش صاحب رزیڈنٹ مرتکز خاطر اقدس ہوئی اور حضور عالم کی یاوری اقبال سے رضی الدولہ نجیب الدولہ و قطب الدولہ و تاج الدولہ نثار علی خان وغیرہ دفعۃً گرفتار قہر سلطانی ہوئے اصطبل سلاخ آہنی مین قید ہوکے انکی سب خدمتین خواجہ سرا اونکو ملین ہرچند ثابت الدولہ و تاج الدولہ وغیرہ دو برس سے معتوب شاہ تھے مگر وظیفہ شاہی ملتا تھا معرفت حضور عالم وہ دربار مین حاضر رہتے تھے بعض رکن اعظم سلطنت جو ردیف وار حریف کمین تھے فرصت وقت پاکر اونکو بھی داخل فرقۂ خارجیہ کر دیا یعنی مہاراج بہادر مدت سے دانت پیس رہے تھے۔

خلاصہ ۲۰۔ رجب روز یکشنبہ مطابق ۴۔ جون سنہ الیہ محبوسین خاص مع عیال و اطفال گاڑیون پر سوار پلٹنگہ خاص بردار گرد گھیرے ہوئے میر محمد اکبر کپتان افسر محافظین ساتھ روانہ کانپور ہوئے اور دو روز قبل از اخراج منادی شہر ہوتی تھی کہ جو شخص قرضخواہ ہو یا جسکا مطلوب [?] ہو سرکار مین نالش کرے چنانچہ انمین سے وحید الدولہ رضی الدولہ بہ علت محاسبہ دواب وغیرہ کئی دن کیواسطے رہ گئے اور سب روانہ ہوئے عنایت اللہ خان رسالدار ترکسوار لضرورت رضی الدولہ سے رخصت لیکر رامپور اپنے گھر گیا تھا وہ آکر شریک حال ہوا اور رفاقت سے ہاتھ نہ اوٹھایا صد آفرین اس سپاہی کی ہمت پر اس زمانے مین ایسی بات بہت کم ہے بلکہ استعجاب ہوتا ہے اور اب وہ سرکار جنرل سر مہاراجہ دگبجے سنگہ بہادر کے سی ایس آئی ستارۂ ہند والی بلرامپور و تلسی پور وغیرہ وغیرہ مین ملازم ہے نجیب الدولہ قطب الدولہ و

روانہ ہوئی ایک گاڑی میں سوار ہوکے نشیب و فراز راہ سے گاڑی الٹ گئی دونوں کے چوٹ خوب لگی راہ میں میر محمد اکبر بہت سختی سے پیش آئے باسید طمع زر کے انسے کچھ ہاتھ آوے ثابت الدولہ کے ہاتھ میں کئی انگوٹھیاں تھیں اتار لیں اور کچھ نہ ملا پانی نہیں پیتے تھے پیاس سے تڑپتے تھے بہزار خرابی دریا کے پار اترے جہاں تہی ایک مکان کرایہ کا لیکر رہے پھر ایک اپنی تلاش معاش کو ہرات گیا ۱۱ - ماہ رمضان روز دوشنبہ مطابق ۲۴ - جولائی رضی الدولہ و وحید الدولہ پہلے در دولت پر حاضر ہوے جب حکم ہوا برنڈن صاحب کی گاڑی ڈاک میں وا ہوے یہ صاحب ایجنٹ کا ساختہ پرداختہ تھا کانپور تک پہونچا آیا انکے حق احسان ادا ہوا رضی الدولہ انکے بیچ میں صاحب توت تھا وہ رامپور چلی گیا اتفاقاً قطب صاحب کے میلے میں بہادر شاہ حسب معمول آئے تھے یہ بھی وہاں گیا لوگوں نے بادشاہ کے سامنے مجرا کروایا یہ مضحکہ ہوا اسواسطے کہ انکو علم موسیقی سے بہرہ تھا قطب الدولہ فن ستار میں کامل تھا اور صاحب علم بھی تھا نواب محمد علیخان کا چند روز تک نوکر رہا نواب نے ایکدن ثابت الدولہ و ہات الدولہ کو بڑی خواہش سے بلایا پہلے یہ اپنی نخوت سے نہ گئے آخر قطب الدولہ کے سمجھانے سے گئے کچھ گائے دو شالہ وہاں ملا نواب محل میں چلے گئے خدمتگار دوڑے انسے کہا تمنے نذر خلعت کیوں نہ کیا تمہارے دماغ سے بوئے تقرب شاہی نہیں گئی گفتگو بڑھی پھاٹک بند کرکے خوب پٹیا دیوار پھاندکر بہزار خرابی سڑک پر نکلے کپڑے پھٹ گئے گھڑیاں جو کمر میں تھیں چھنگئیں ارادہ نالش کا کیا لوگوں نے کہا ایسا نہو الٹا جرمانہ ہوجاے صبر کرکے بعد چند روز کے مر گئے قطب الدولہ علاقہ سرکار میں لکھنو چند روز تک نواب ممتاز الدولہ نے نوکر رکھا پھر رامپور جاکر نوکر ہوے - رضی الدولہ کلکتہ گئے مگر ناکام رہے مصاحب الدولہ رئیس الدولہ ملازم بادشاہ ہیں -

شادی مرزا نوشیروان قدر خلعت ارشد بادشاہ

۲۶ - ربیع الثانی روز پنجشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۲۸ - فروری ۱۸۵۱ء شادی مرزا نوشیروان قدر بہادر

بڑے بیٹے حضرت سلطان عالم جنہر کلیمن بشری نہ تھی نواب اکرام الدولہ مرزا حسینخان کی بیٹی سے حضور عالم کی فرمایش سے ہوئی حسب دستور سلطنت تکلفات شادی محض خوشنودی والدین کے واسطے ہوئی

شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان خلف ارشد حضور عالم

شہر رجب ۱۲۶۷ھ مطابق مئی ۱۸۵۱ء شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان بہادر سگی بھانجی حضور عالم سے ہوئی اس شادی مین نسبت سالگذشتہ سب طرح کا سامان اور تکلف تھا بادشاہ مع صاحبات محل سب رونق افروز تھے -

روز جمعہ ۲ شہر مذکور وقت عصر سائیس اور تلنگون سے دو پیسے کی مٹی کی بابت جھگڑا ہوا نوبت کشت و خون پہونچی طرفین مین مجروح و مقتول ہوے کوتوال کے سپاہی اور رجمنٹ تلنگون نے آکر تصفیہ کیا بعد اس کے بادشاہ بھی سوار ہوکر قیصر باغ تشریف لائے -

اخراج مولوی حسن بلگرامی

اگر چشم انصاف سے کوئی دیکھے تو لکھنؤ بھی تماشاگاہ عالم ہے اس شہر کی قدر دانی اہل شہر کو کم معلوم ہے مگر وہ لوگ جو دنیا کی خصوصاً بلاد ہندوستان کی سیر و سیاحت کر آئے ہین اور ہر فرقے سے معاشرت کی ہے البتہ جانتے ہین اکثر خوش باشان لکھنؤ کو بے محنت بے مشقت فراغت معاش ہے ہوتی ہے اور شہر مین فقط اتفاقاً ظاہری سے مشہور ہو گئے ہین ازانجملہ مولوی علی حسن بلگرامی بھی شہرہ آفاق ہوے لوگ انکے بھی نصیب کی قسم کھاتے ہین چنانچہ حکیم بندہ رضا خان کی بدولت نواب مبارک محل کے وثیقے سے سو روپے علیحدہ ملتے ہین اور اسیقدر نواب مخدرہ علیہ کے نوٹ سے ہمیشہ پہونچتا ہے اور یہ مشاہرہ اختیار متولی اور مختار کار سے باہر ہے گورنمنٹ سے بموجب تحریر وصیت علیحدہ ہو کر ملتا ہے میر سید جان ہمدوطن انکے میر منشی نواب گورنر جنرل کی سعی و سفارش سے یہ صورت ہوئی لوگ کہتے ہین کہ انھون نے طریق تحریر وغیرہ تعلیم کیے تھے اسکے بعد نواب سلطان عالیہ بیگم صاحبہ سے بہت کچھ حاصل ہوا وہ انکی شاگرد

اصول فقہ تعلیم و تلقین احکامات شرعیہ اور دینیہ پس پردہ عصمت سے دیا کرتے تھے
نواب مختار الدولہ کو انکا تسلط و اختیار اندرون و بیرون بہت ناگوار تھا مگر کچھ بس نہیں چلتا
تھا بیگم صاحبہ کی بدولت فراغت دنیا تھی حضور عالم سے اور نواب سے بہت خصوصیت ہوگئی
تھی آخر باستصواب رزیڈنٹ و بحکم بادشاہ وقت فریضہ نماز عصر سلخ شہر رجب ۱۲۶۷ ہجری
مطابق یکم جون ۱۸۵۱ع چپراسی دیوان عام سلطانی و سپاہی خدمت مولوی صاحب میں آئے
دوگوشی بیٹی پیادہ پا میان خاص و عام مولوی صاحب کو شہر کے باہر نکالدیا گئی گاڑیاں
عیال کے پیچھے روانہ ہوئیں وقت روانگی جو کچھ گھر میں تھا عین المال سیاہ ہوا ہرچند جناب
عصمت مآب نے بنظر بحقوق تعلیم امور شرعیہ مانع و مزاحم ہوئیں مگر کچھ اثر نہوا مولوی صاحب
نے کانپور سے اپنے بیٹے کو ڈاک میں روانہ کوہ شملہ کیا میر منشی کو عرضی استغاثہ دی بحکم نواب
گورنر جنرل صاحب رزیڈنٹ نے استرداد اسباب کرادیا جسقدر دستیاب ہو سکا۔ بلگرام سے
بھی جو کچھ آیا تھا لیکن بیگم صاحبہ نے اوسکا نعم البدل عنایت کیا۔

شادی حضرت سلطان عالم

۴ - شہر شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق جون ۱۸۵۱ع عروسی حضرت سلطان عالم مع
صاحبزادی حضور عالم سے بشرط و شمول واجب المرضی بادشاہ ہوئی ہرچند حضور عالم کو پاس
خاطر نواب مخدرہ عظمی اور بظاہر از راہ ہندوستانی رسم ابھی اس کثرت ازدواج مطہرات پر بہت ناگوار
تھا مگر اطاعت و فرمانبری بادشاہ و قیام عہدہ وزارت مقدم تھا اور خلاف اسلاف کرام بھی یہ امر
تھا خاندان طیموریہ اور اس خاندان عالیشان سے آجتک قرابت چلی آئی ہے خلاصہ سوائے
نواب مخدرہ عظمی سب محلات عالی اور خوانین عالیہ شریک عروسی ہوئیں صاحبات محل موجب خوشنودی
بادشاہ و مثل خواص کام خدمت کرتی تھیں بعد چند روز کے نواب مخدرہ عظمی کا رفع ملال حضور عالم
سے ہوگیا یہ احوال اسیقدر سلسلہ کتاب کو تحریر کیا گیا بادشاہ ہونکی کثرت ازدواج پر موجب استعجاب
نہیں بادشاہ بھی ہر مہینے میں دولہا بنتے تھے سلطان روم کے پانسو جورو ہیں غریب کی البتہ
ایک جورو سے بھی خراب رہتی ہے اس خاندان میں نواب صفدر جنگ نے نکیا سوائے نواب بیگم کے

صحبت عمر کسی عورت سے واقف نہوئے یا ناصر الدین شاہ طہران اس کثرت سے محروم ہیں حالانکہ اہل ولایت ہیں۔

شادی مرزا ولیعہد بہادر

کیوان قدر مرزا ولیعہد بہادر کی شادی نواب سرفراز الدولہ کی صاحبزادی سے ہوئی نسبتی بھائی بادشاہ کے ۱۹-ذیحجہ روز یکشنبہ سنہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۶-اکتوبر سنہ ۱۸۵۰ء سانچق روز دوشنبہ حنابندی روز سہ شنبہ ۲۱-ماہ مذکور کو برات ۱۹-کو رخصت عمل میں ہوئی بادشاہ لباس شاہانہ سے موافق دستور زمان قدیم جامۂ رنگین تاج شاہی صیغہ ہیرے سے اور سب اقربا اور ارکان دولت لباس سے جوڑے بھاری پہنے ساتھ تھے جلوس سواری بہت پرتکلف ہجوم اہل شہر سے کوچہ و بام بھرے ہوئے سڑک پر بازار اطعمہ و فواکہات کا تھا یہ جلسہ بھی غنیمت تھا

شادی جرنل صاحب بہادر

شادی مرزا فریدون قدر جرنل صاحب بہادر حضور عالم کی صاحبزادی سے ہوئی ۲۲-ذیحجہ روز یکشنبہ مطابق ۲۸-اکتوبر سنہ الیہ سانچق و حنابندی روز دوشنبہ برات صبح سہ شنبہ ۲۴-ذیحجہ ۲۹-اکتوبر ۸ بجے بادشاہ جلوس خاقانی سے مع ارکان دولت و اقربا لباس سرخ پہنے سوار ہوئے جب برات گاؤ گھاٹ کے باغ کے دروازے پر پہونچی سب وہیں سے رخصت ہوئے مرزا ولیعہد مع نوشاہ و بادشاہ داخل باغ ہوئے کہ محرم تھا سہ پہر کو رخصت ہو داخل قیصر منزل ہوئے تین دن تک روشنی وغیرہ کا اہتمام شرف الدولہ سے رہا روز چہارشنبہ ۳۱-اکتوبر صاحب رزیڈنٹ مع صاحبان عالیشان بارہ دری فرح بخش میں بہ تقریب ضیافت تشریف لائے۔

انتقال نواب جعفر علی خان

۱۳-شوال روز سہ شنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۲-اگست سنہ ۱۸۵۱ء عماد الدولہ نواب جعفر علیخان

مرفقدزادہ آفاق جنت آرامگاہ نے مرض الموت ہیضہ وبائی سے انتقال کیا نواب حسین علیخان
اونکا سگا بھائی اولاد مین تھا اور ایک پوتا خاص محل سگی بہن میر محمد اکبر کمیدان اور محمد اصغر
رسالدار منہیان حضور عالم مین ہوکے تھے باقی اور خواصین تھین نواب نے بہت سلیقہ سے
چھ سات لاکھ روپیہ جمع کرکے اوسکے نوٹ گورنمنٹ سے علی قدر حال سب کے خریدے
تھے اور بظاہر کسیطرح کا فساد و خدشہ تو کیا تھا اس انتظام خاص سے سب متعلق شکرگزار
تھے اپنے گھر مین اپنی مان کے پہلو مین دفن ہوے عہد دولت حضور عالم مین معرفت
میر محمد حسین فاضل بموجب فتواے مجتہد العصر سب متروکہ مرحوم لبی لاکھ روپے کا داخل مہر
مسماۃ وزیر بیگم خاص محل ہوا بعد اس ہنگامۂ فساد لکھنؤ کے ایک انکی بی بی مسماۃ حسینی خانم
ایک شہزادے کی خدمت مین آئی الہ آباد مین مر گئے وزیر بیگم بھی محتاج نان شبینہ ہو گئین
حضور عالم کچھ کفالت کرتے رہے بیبیون کا یہ حال ہوا لونڈیون کا کیا حال ہوا ہوگا اونکے
مقبرے مین کوئی صاحب بکرایہ رہتا ہے اوسے اپنے طور پر درست کرلیا ہے۔

انتقال خاص محل نواب معتمدالدولہ

۲۱۔ شہر شوال روز چہارشنبہ ۱۲۶۶ ہجری مطابق ۲۰۔ اگست ۱۸۵۱ع نواب بیگم
خاص محل نواب معتمدالدولہ مرض الموت سفتہ سے مرگئین نواب شیر جنگ کے باغ مین اپنی بیٹی
کے پہلو مین دفن ہوئین انکی تنخواہ وثیقہ دو ہزار عطیۂ حضرت خلد مکان اور ساڑھے بارہ سو
کا سرکار نواب اور ہزار روپے منجملہ وثیقہ بیٹی کے از راہ حق یادی بموجب تحریر وصیت نامہ نواب
وارثان شرعیہ مسماۃ پیاری بیگم سگی بھانجی اور امانی بیگم اونکے دو بھائی اولاد میر شاہ علی
سگے بھائی مرحومہ پر تقسیم ہوا تنخواہ لونڈی غلام اور خرچ مجالس وغیرہ موقوف برضامندی وارثان
ہوا مرزا جمشید قدر شاہزادہ بیٹا مرزا آسمان قدر نواسہ داماد مرحومہ نے چار لاکھ روپے
کے قرضے کا دعوی کیا کہ بعد ادائے دین تقسیم وثیقہ ہو لیکن اسکی شنوائی نہوئی ہرچند بہت سے
ہاتھ پاؤن مارے باسید الشاء اللہ تعالی کوئی عملہ موافق نہ ہوا اگرچہ بظاہر تحریر ہبہ عملت
قرضہ موافق قانون دستخط حکام کا پتہ ہوسے ہوتی تھی مگر سب جعل تھا اور وہ بھی بڑا کامل

کامل اس فن مین تھا سب اپنے معاصرین کو اپنا طفل مکتب سمجھتا تھا خاص محل کے پاس اسّی لاکھ کا نقد وجنس تھا کئی برس کے عرصے مین سب کا پچیس مین بعیاشی ولغویات لاطائل اوڑا دیا اور خود بیدر سے کہتا تھا مین نے چالیس لاکھ اپنے ہاتھون صرف کیا سنہ ۱۲۹۲ھ مین مرگئے کربلای نواب امین الدولہ مین دفن ہوے فقط اوقات ایکسو اکتیس روپیہ حق زوجیت سے ملتا تھا باقی کچھہ ترکہ پدری ہے ۔ یہ احوال تو خاص محل سیدہ کا گذرا دوسرا محل نواب مرحوم خرد محل حسب طرح قرینہ خاص سے یقین ظاہر ہے امین الدولہ آغا علیخان اپنے بڑے بیٹے کے ساتھہ روا رہ عتابات عالیات ہوئین مدت حیات تک مجاور رہین اور غربای مومنین کے ساتھہ سلوک کرتی رہین وقت مرگ لاکھہ روپیہ یا الیوز بغداد کو صفائی نہر حسینی کو دیکر مرگئین روضۂ مقدسہ مین دفن ہوئین تیرہ دونون اپنے پوتون آغا علیخان کے بیٹونکو احمد آغا وغیرہ کو دگئین نیکنام ہوئین تا حین حیات کسیطنے اونکو یہ نام نہین کیا کوئی ہو چلن و رفتار نیک سبکو پسند ہے ۔

رزیڈنٹ کا ملاقات نواب گورنر جنرل کو جانا

۱۱۔ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۵۱ء مطابق ۱۷۔ ماہ صفر روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۶۸ھ جنرل سلیمن صاحب بہادر نواب گورنر جنرل ارل آف ڈلہوزی صاحب بہادر کی ملاقات کو مع دفتر فارسی و انگریزی تشریف فرما ہوے نواب محتشم الیہ شملے سے بعد سیر و سیاحت رامپور رونق افروز ہوے نواب محمد سعید خان کے حسن انتظام سے بہت خوش ہوکے ولیعہدی نواب یوسف علی خان اونکے بیٹے کی منظور فرمائی وہ بھی مطمئن ہوے کہ حکومت اس ریاست کی میری اولاد مین رہی وہان سے فرخ آباد کمپ فتحگڑہ کانپور سے الہ آباد والہ آباد سے روانہ کلکتہ ہوے مسیح الدولہ سفیر شاہی راجہ بختاور سنگھ مہتمم لشکر جو صاحب رزیڈنٹ کے ساتھہ تھے فقط راجہ کو نواب گورنر جنرل نے ملازم قدیم خدمت آرامگاہ جانکر خلعت سرفرازی دیا روز یکشنبہ ۱۸۔ ربیع الثانی مطابق ۱۵۔ جولائی سنہ ۱۸۵۲ء شام کے وقت صاحب کوٹھی رزیڈنسی مین داخل ہوے ۔ مرزا ولیعہد حضور عالم بہادر ناکہ چار باغ تک استقبال کو گئے اور باتفاق ایک ہی گاڑی مین تشریف

لائے روز پنجشنبہ ۲۰ جنوری صاحب بادشاہ کی ملاقات کو آئے سرگذشت سفر حالات داپیر کا ذکر بیان رخصت ہوتے نواب گورنر جنرل کا پور سے سیدھے چلے جانا اور اس قریب پر لکھنؤ نہ تشریف لانا اور سفیر شاہی کا باریاب ملازمت نہ ہونا اور جشم لشکر کا خلعت ہونا موجب تفکر اور اندیشہ انجام کا سب کو خیال آیا نواب معتمد الیہ کی ملاقات شاہ کے نہ کرنے سے نتیجہ انتزاع ملک ظاہر ہوا کہ مکنون خاطر یہ تھا پھر کیونکر ملاقات کرتے اور یہ خیال جب ہی ادھر کسیکو نہ آیا کہ ایسی ہی تدرج و حکام جدید ہو جاتے ہیں اپنا حق طاقہ دنیا کو بے سبب لوٹتے ہیں ایسے صریح ظلموں سے تو باز نہیں ۔

ایک اور جملہ معترضہ یہ ہوا کہ ۱۴ جمادی الاول ۱۲۶۸ھ روز سہ شنبہ مطابق ۹ مارچ ۱۸۵۲ء صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے پاس تشریف لائے عرضی نواب مصطفیٰ علیخان بہادر خلف ارشد حضرت جنت مکان محبوس و مایوس سلطنت مع محضر گواہی ۳۶ اشخاص مشخصہ ارکان رکین سلطنت قدیم وجدید کے دی جو از راہ استغاثہ نواب گورنر جنرل کلکتہ بھیجی تھی اور جسپر سررشتہ دستخط وغیرہ جو معمول دفتر ہے سب تھا ۔ صاحب رزیڈنٹ پر یہ سب جعل و فریب کارسازی نسبت مرزا وصی علی خان ثابت ہوگیا اور متواتر انہیں کا نام لیا چنانچہ نواب منور الدولہ نواب امین الدولہ سے پوچھا کہ یہ مہر آپ کی ہے عرض کی فی الحقیقہ مہر ہماری ہے مگر ہم نہیں واقف اور نہ ہم نے مہر کی بڑے صاحب نے کہا ہمیں خوب ثابت ہے کہ یہ کام فقط وصی علیخان کا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مہرکن جو مہر کندہ کرتا ہے ایک نقل اوسکی اپنے پاس رکھ لیتا ہے مرزا صاحب نے اوسی مہرکن کو کچھ دیکر یہ مہریں ثبت کی تھیں اور لطف یہ ہے کہ اوسی مہرکن نے خود بڑے صاحب سے جا کر یہ احوال کہدیا اور خود کانپور چلا گیا غرض جب اس امر خاص کی تحقیق بموجب تحریر صاحب رزیڈنٹ اہل دفتر کلکتہ سے ہوئی کہی شخص اس اتہام و فریب سے موقوف ہوگئے مگر مطلب اس مستغیث کا کچھ حاصل ہنوا وجہ اسکی تو ظاہر ہے کہ خدا کو اور ہی پاداش اعمال منظور تھی پھر کسکے حق اور مستحق ہونے کا خیال کرتے ۔

۲۰ مئی سنہ الیہ مطابق ۱۹ رجب سنہ الیہ کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ بسبب خلاف

اور ناموافقت رزیڈنٹ جو مدت سے فیما بین ہو رہا تھا روا نہ اجمیر ہوے جنرل لو صاحب کی
اسسٹنٹ ہوے ذمت روانگی بادشاہ کے پاس تنہا بے صاحب رزیڈنٹ خلاف معمول آئے
رزیڈنٹ اسکے خلاف ہونے سے ساتھ نہ لائے کپتان ہیز صاحب جبرے اونکے مقام پر ہوے

احوال پر اختلال نواب روشن الدولہ اور انکا انتقال

نواب روشن الدولہ محمد حسین خان عرف مرزا خقو۔ صاحب ہمت مرد فیاض سیر چشم
صاحب اقبال مصاحبت سلاطین اور اپنی گرد بدگرہی مین کامل تھے لیکن چراخ و مصرف غافل
مآل اندیشی سے شمہ آنکا احوال عبرت الناظرین سمجھ کر لکھا جاتا ہے کہ بعد انتقال اپنے باپ
نواب اشرف علیخان بموافقت مرزا حاجی لاکھون کا ترکہ پدری ان دونون کے حصے مین آیا
مرزا عباس انکے بڑے بھائی بڑے چلن سے رہے اور بہت امارت سے بسر زندگی کی ترکہ
منسوب بمہر مادری دے لے کر کروالیا ہرچند جب ازواج اور اولاد مرحوم جنت آرامگاہ
کی دولت پر دادخواہی کو گئے بجوبی سنا اور محول نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا صاحب کی
تشریف آوری پر رکھا تھا منجملہ اور سب مقدمات کے اس عرصہ مین اسعال ہو گیا یہ مقدمہ بھی
رہ گیا فضل علیخان اور مرزا حاجی کی بدولت مستحقین اپنے حق سے محروم رہے تین لاکھہ
روپیہ اپنی دلالی کا لیا چنانچہ امیر مرزا نے طیبہ بیگم سمجھایا کہ پھوپھی صاحبہ یہ سب حقدار اپنے
حق سے محروم رہے جاتے ہین ایک لاکھہ کی تقسیم مین پر راضی ہو جائینگے مظلمہ آخرت سے
امین بچ جائیے۔ کسی نے نہ سنا مرزا بہادر علیخان اور اشرف الدین علیخان یہ دونون بھائی بھی
دربار مین حاضر رہتے تھے اور صغیر السن بھی تھے اور دونون صاحب لیاقت بھی تھے خصوصًا
بہادر علیخان بہت صاحب سلیقہ تھے حضرت خلد مکان بھی بہت چاہتے تھے نواب روشن الدولہ
کے مقرب و مخزب خاص بڑے مرزا بیٹے مرزا اصغر اسکے تھے جتنا ترکہ پدری کئی لاکھہ روپیہ کا
ہاتھہ آیا وہ مہاجنون نے اپنے قرض مین لے لیا اور اخراجات بیہودہ اوسیطرح رہے مگر اپنی یاوری
قسمت سے نواب معتمد الدولہ سے موافقت کلی حاصل تھی اور یہانتک نواب کی فرمانبری
حاضر و غائب کی کہ موجب وثوقی اعتماد کلی ہو گیا تھا اسی جہت سے داخل زمرۂ مقربان خاقان

ہوے اور نواب بھی قایم مقام اپنا سمجھتے تھے کسواسطے کہ نواب کو باوجود اس تسلط تام کے
پھر بھی بادشاہ کی طرف سے کھٹکا رہتا تھا اور روشن الدولہ دربار مین صبح سے تا وقت استراحت حاضر
رہتے تھے اور بجا آوری احکام سلطانی کیا کرتے تھے جب مرزا کاظم بھائی مرزا حاجی کے نظامت
بیسواڑے سے موقوف ہو گئے تھے کئی مہینے تک نظامت اشرف الدولہ رمضان علیخان کو رہی
بعد اسکے نواب روشن الدولہ کو نظامت ہوئی انھون نے بڑے مرزا کے کہنے سے میر عسکری خان
بیٹے میر زین العابدین خان کو اپنی طرف سے مختار کر کے روانہ کیا چنانچہ مرزا کاظم نے ۲۲ لاکھ
تحصیل کیے تھے میر صاحب نے ۳۶ وصول کیے اسپر کئی برس کی نظامت سے ۲۲ لاکھ
عین المال اپنے مصرف مین لائے نواب معتمد الدولہ نے معاف کروا دیے تین دن تک
روشن الدولہ حاضر نہ ہوے جب طلب ہوے بادشاہ نے معاف کر دیے پھر خلعت نظامت
کیا بعد ازان نظامت راجہ بختاور سنگہ کو دی انھون نے اپنے بھائی راجہ درشن سنگہ بہادر
کو دی اونھون نے اونسے بھی زیادہ ظلم تعدی سے لیا مگر روشن الدولہ کو زر واجبی اتفاق
اقرار کے دیا مثل مشہور ہے مرغی بیار و مرہ بخور۔ انھین خصوصیات سے نواب معتمد الدولہ
نے نظام الدولہ سید علیخان اپنے بیٹے کی شادی انکی بیٹی سے کی بہت تکلف اور دھوم
دھام سے شادی ہوئی کہ آج تک شہر مین زبان زد خلایق ہی اور اس زمانہ مین مثل افسانہ

خلاصہ بعد معزولی و خرابی معتمد الدولہ نواب روشن الدولہ معطل و خانہ نشین ہوے اور
معتوب بادشاہ اور حال عسرت و تنگی معاش اور اخراجات روزمرہ حد سے زیادہ گذرا
حالانکہ راجہ بختاور سنگہ اپنی مخبری اور نیک نامی سے پانسو روپے دیے جاتے تھے مگر انکے
اخراجات کب وفا ہو سکتے تھے جب منتظم الدولہ وزیر ہوے اپنی ناموری و شہرت سے پانسو
روپے مقرر کر دیے تھے اور اپنے دربار کی اجازت دی تھی یہ اوسے اپنی فتوح سمجھے تھے جب
نواب منتظم الدولہ موقوف ہوے بسفارش صاحبات محل اور بتجویز رکن رکین سے وزیر اعظم ہوے
تاج الدین حسین خان جو برہم زن وزارت منتظم الدولہ اپنے خیال خام کیواسطے ہوے تھے
وہ بھی سبحان علی خان کی بدولت ناکام رہکر راہی کانپور ہوے تھے بعد چندے روز کے نواب روشن الدولہ
کو مزاج اقدس شاہی مین مداخلت کلی ہوئی اور رتق فتق مہمات سلطنت از بسکہ بانغ سن معتمد الدولہ

دیکھ چکے تھے اپنے تسلط سے سب طرف سے رخنہ بندی کرکے جوب ہاتھ صاف کیا خان بہر اور اونکی اولاد رشید سے فرعیت جمیع امور سلطنت متعلق رہی جب خلد منزل نے موافق زد ایا مشہور قضائے مبرم یا معلق سے اس جہان فانی سے انتقال کیا حضرت فردوس منزل ہوئے نواب خوف و رجا مین تھے بادشاہ کو بدل انکا منسوب رہنا منظور تھا مگر اس شرط سے کہ حضرات کنبوہ کو اپنے پاس نہ رکھین لیکن نواب اپنی نہم سے مستوفی ہوے انکی مفارقت گوارا نہ کی ۲۲ لاکھ سرکار شاہی مین دیے ۷ لاکھ عملے کو دیکر نجات پا کر روانہ کانپور ہوے۔

جرنل صاحب محمد حسن خان انکا بیٹا وہ بھی انسے ناراض تھا اور سمجھا کہ یہ اپنے ہاتھ سے اپنے تیئن برباد کرینگے مین بھی انکے ساتھ خراب ہوجاؤنگا کنبوہ انسے جدا ہونگے دس لاکھ اپنے رسوم جرنیلی وغیرہ لیکر علیحدہ ہو گئے اکبرآباد جا کر قیام کیا اور آجتک اچھی طرح سے بسر کرتے رہے حکام بھی اکے چلن سے راضی رہے عقبات عالیات بھی ہو آئے

خلاصہ کئی برس کے عرصہ مین تقریبا پچاس لاکھ روپیہ صرف کیا تین لاکھ روپے کا علاقہ راجہ رسدھان کے راجہ کا لیا تھا معرفت حضرات کنبوہ وہ بھی بہ نقصان ہاتھ سے گیا پشمینہ پوشاک تین لاکھ روپیہ کا خریدا تھا تیس ہزار روپے پر ساہ جی کے پاس ہین ہوا لاکھ روپیہ کی تلوارین مول لی تھین احمد علی خان داروغہ بسفارش کنبوہ ہوے تھے گھر مین اگ لگا کر کہا وہ تلوارین سب جل گئین نواب امین الدولہ کے پاس وہ تلوارین آئی تھین اس عاصی نے بھی اونھین دیکھا تھا کلکتہ مین جا کر بکین اسیطرح سب اسباب گھر کا نواب کی غفلت و بیخبری سے تلف یا بخیانت ہوا یا کوڑیون پر بکا محبوبا کسبی جو انکے گھر مین تھی وہ بھی مر گئی پہلے حسنی کسبی تھی وہ بھی مر گئی ایک بی بی نکاحی فصل علی خان کی بیٹی جسکی بیٹی کی شادی سید علی خان نواب معتمد الدولہ کے بیٹے سے ہوئی ایک حسینی جس سے جرنیل صاحب ہین محبوبا سے مہدی علیخان بیٹا ۱۴ برس کا اور ایک بیٹی تھی ان صدمات اور آلام رنجہا سے نواب روشن الدولہ گرفتار مرض الموت ہوے جرنل صاحب باپ کے دیکھنے کو اکبرآباد سے آئے چاہتے تھے کہ مہدی علیخان کو میرے سپرد کرین مین تعلیم و تربیت کرون تمانا آخر ۱۲ شہر

رجب ۱۲۶۹ھ مطابق ۲۳ - اپریل ۱۸۵۳ء ۶۰ برس سے کم ہوکر مر گئے سپرد خاک کا چبوترہ کیا پہلی کربلای اصلی تابوت بھیجنے کی تجویز تھی پھر ممکن نہوا نعش لکھنؤ لائے اونکی ماں کے پہلو مین دفن کیا اب وہ املاک پدری و مقبرہ داخل حصار مچھی بھون ہوگیا بعد اسکے مہدی علیخان اور اونکی بہن مصلح السلطان انجم الدولہ کے پاس آکر رہین حضور عالم نے سو روپے ماہواری مقرر کر دیے مہدی علیخان عارضہ چیچک سے مرگیا بہن کی شادی ڈپٹی کلب حسین خان سے ہوئی میان عجنہ نے حق نمک نواب روشن الدولہ ادا کیا یعنی جسقدر اسباب زیور وغیرہ اس صاحبزادی کا انکے پاس رہ گیا تھا اوسے بامانت دیا اتفاقاً وہ صاحبزادی بھی مرگئی مدفون کربلاے میر خدابخش مرحوم ہوئی بے اولاد رہی میان عجمرای دیانت وامانت سے مختار خانہ ڈپٹی صاحب ہین ڈپٹی صاحب دو برس کی رخصت لیکر سیر لندن بھی کرآئے ۶ ہزار روپیہ سرکار سے زادراہ بھی پایا خلاصہ امراے ہندوستان کا ایسا ہی حال اکثر ونکا ہوتا ہے مآل اندیشی نہین جانتے ہین اور وقت فراغت قدر روپے کی نہین کرتے آخر انجام یہی ہوجاتا ہے اس ریاست مین دو وزیرون کے گھر کا قیام فی الجملہ ایک نواب منتظم الدولہ کا دوسرے نواب امین الدولہ مرحوم کا اگرچہ بعض وارثون نے اپنے ہاتھ سے اپنی بربادی وخرابی کی ہے مگر ریاست واملاک سے ابھی تک فی الجملہ نام باقی ہے۔

روبکاری خاص جو بادشاہ نے رفع مظنہ رزیڈنٹ کی

ایکدن مسیح الدولہ سفیر شاہی نے رزیڈنٹ سے عرض کیا کہ چار آدمی رات کو کوٹھی مین آئے تلنگے نے بندوق ماری وہ پائین باغ سے بھاگ کر چلے گئے اسکا مظنہ آپکو وصی علیخان کی نسبت ہوا ہے بس بادشاہ اسکی خاص روبکاری آپکے سامنے کیا چاہتے ہین فرمایا بادشاہ کو اختیار ہے ہمین اس روبکاری سے کچھ سروکار نہین غرض حکم بادشاہ سے کپتان بارلو ملازم کپتان آر صاحب جیکب جوانس وصی علی خان حضور عالم حاضر حضور ہوے پہلے بادشاہ نے قرآن شریف اپنے ہاتھ مین لیکر فرمایا خدایا تو شاہد حال ہے کہ کبھی مجھے ایسا مظنہ یا خیال بد ایسے امر باطل کا خاطر مین نہین گذرا و نگذرتا ہے اور نہ گذریگا اور ہرگز ایسا امر گوارا نہ کرونگا اور

اور حاشا مین اسکے واقف بھی نہین اور جو مرتکب ایسے فعل قبیح کا ہوا ہو وہ میری سلطنت کا اور میرا دشمن جان ہے بعد اسکے حضور عالم نے بھی یہی صورت کی اسکے بعد وصی علیخان نے بھی قرآن سر پر رکھکر قسم کھائی بعد اسکے یہ روبکاری لکھی گئی حاضرین نے دستخط اور مہر کیے ریذیڈنٹ کے پاس بھیجدیا لیکن کچھ مفید مطلب نہوا اگر ان چار یارمین سے ایک بھی پکڑا جاتا تو کچھ قلعی کھلجاتی اور معتبرین یہ کہتے تھے کہ یہ چال اور رفتار بھی نسبت مرزا صاحب کے تھی کسواسطے کہ وہ اکثر بڑا در ان کشمیر کو جمع کرکے عمل پڑھوایا کرتے تھے چنانچہ اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ صاحب ریذیڈنٹ سلطانی مین کھانے جاتے تھے عربی گھوڑے سے گر پڑے جان بچی مگر پاؤن پر صدمہ پہونچا روایت زبانی اوسی شخص کے ہے جو شریک عمل ہوتا تھا۔ دوسرے یہ کہ ایک دن بڑے صاحب ہوا کھاکر کوٹھی کے برآمدے مین اترے راجہ بختاور سنگہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ راجہ ہمنے سنا ہے کہ وصی علی اور کوئی منظفر حسین ہے تین لاکھ روپئے ہماری بدلی کے واسطے بادشاہ سے مانگتا ہے ہم چاہتا ہے کہ اگر ایک لاکھ روپیہ ہمین ملجاے تو ہم بہت خوشی سے اپنی ولایت چلاجاے یہ کہکر کوٹھی مین چلے گئے۔ پس جہان ایسی تدبیرین ہوتی ہون انجام اوسکا کیا ہو واہ صاحبان اولوالعزم۔

محبت نامہ گورنر جنرل بادشاہ کے واسطے

خارج سے بہ قرائن مضمون محبت نامہ معلوم ہوا کہ لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر کے زمانے مین طریقہ رسل و رسائل محبت نامہ بوجوہ معطل رہا تھا پھر وہ مجدداً جاری کیا یعنی اس مدت ۲ برس کے جلوس شاہی مین کوئی مراتب تفہیم از راہ دولتخواہی اور خیر اندیشی انتظام ممالک محروسہ کیواسطے متواتر تحریر ہوئی اور فہمایش صاحب ریذیڈنٹ بھی حد سے گذری باوصف ان سب تاکیدات طبع مدار المہام ہوے سلطنت کوئی صورت اصلاح عمل مین نہ لائے لہذا اکثر نیاز مند بابت انتظام امور سلطنت مین گذارش کرتا ہے لہذا مناسب ہے کہ موافق راے صوابدید و حسن و تدبیر صاحب ریذیڈنٹ مقدمات سلطنت جیسا کہ چاہیے بطرز خاص منضبط ہون کہ موجب فلاح و رفاہ خلایق اور نیکنامی سرکار اور دولتخواہی نیاز مند ظاہر ہو

بمجرد ملاحظہ نظر اقدس حسب دستور سلامی توپ کو حکم ہوا اوسکا جواب رکن رکین سلطنت نے حسب ضابطہ بنا بنا کر رنگین کرکے لکھا مگر صاحبان فہم ایسی تحریرات سے حیران ہوتے تھے کہ بادشاہ کا سراسر فائدہ گورنمنٹ چاہتی ہے اور بادشاہ خود اپنے فائدے کو اپنے ہاتھ سے چھوڑے دیتے ہیں یہ کسیکو گمان نہ تھا کہ ان الزامون سے سرکار کو خود منظور ہے -

مرزا وصی علی خان کا شہر سے نکالا جانا

مرزا وصی علی خان متواتر بڑیصاحب کے حکم سے شہر سے نکالے گئے مگر وہ اپنے کردار بد سے باز نہ آئے اور حضور عالم نے بھی بڑے صاحب سے فہمایش کی اونکے بہکانے سے کسطرح نمانا اور ہمیشہ سبک سمجھتے رہے ہرچند دولتخواہون اور خیراندیشون نے متواتر عرض کیا کہ اگر آپ کو انسے سلوک کرنا منظور ہے سب طرح کا اختیار ہے اسکا مآل اچھا کبھی نہوگا بڑیصاحب کی ناراضی اپنے ہاتھ سے سلطنت کا بگاڑنا ہے مگر وہ کب سنتے تھے خلاصہ ۲ تاریخ شہر ربیع الاول روز جمعہ ۱۲۶۹ ہجری مطابق ۹ - دسمبر ۱۸۵۲ء مرزا وصی علیخان پنس مین سوار ہو روانہ قصبۂ کاکوری ہوکے ۹ بجے رات کو اپنے دوست خالص قدیم میر منشی معزول گورنمنٹ بیج الدین کے گھر مہمان ہوے صبح کو اونکے عیال بھی جا پہونچے پھر وہان سے چھپکر رات کو میانے مین سوار حضور عالم کے پاس آنے لگے شرف الدولہ محمد ابراہیم خان وغیرہ بڑے صاحب کو خبر پہونچاتے تھے ایکدن بڑے صاحب نے ایک رئیس کاکوری سے پوچھا کہ یہ شخص مہمان خانہ منشی ہوا ہی عرض کیا کہ اونھون نے فرمان شکنیامی اپنی حسن خدمت کا پایا ہے اوسمین مندرج ہے کہ ممالک محروسۂ شاہی مین جہان چاہو بود و باش اختیار کر لیں اس صورت مین خصوصیت منشی کے گھر کی نہ رہی غرض اب ہر روز کے انقلاب تازہ سے لوگونکا توہم زیادہ ہوا کہ خدا خیر کرے خدا کے مارے کو فقیر جلاتا ہی فقیر کے مارے کو کون جلائے آخر اسکا انجام کیا ہوتا ہے -

نکلنا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کا حکم بادشاہی اور منڈیاؤن مین بھیجانا

پیہم پیام شاہی صاحب رزیڈنٹ کو اس مضمون کا آیا کہ جیسا آپکا منشا نسبت مرزا وصی علیخان کے

ہمکو ایسا مظنہ ان مجموع آتش افروزیون کا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کیطرف سے ہے۔ پس ایسا شخص جو متنازعہ فیہ سرکارین عالیتین ہوچکا ہے کہ وہ شہر سے نکالدیا جاے اوسکا جواب دیا بادشاہ کو کیا کہ آپکو اپنی قلمرو ملک مین ہر شخص کے رہنے نرہنے کا اختیار ہے۔

روز یکشنبہ ۹ - ربیع الاول مرزا علی رضا بیگ کوتوال شرف الدولہ کے پاس آئے حکم قضا شیم آخراج بلد سنایا شرف الدولہ حکم محکم سرکار کو عین طریقہ نجات اپنا سمجھکر متوجہ و سرگرم طلب کرانچی ڈاک اور تیاری اسباب سفر ہوئی اور دو ساعت کے توقف مین اپنا کام بانجام کیا یعنی ایک عرضی اپنی مصیبت تازہ کی مثل باد صرصر صاحب رزیڈنٹ کے پاس منشی ولن یاد مین بھیجی حکم ہوا تم اپنے گھر سے سوار ہوکر لوہے کے پل سے سیدھے چھاونی مین چلے آؤ خلاصہ کوتوال بھی صاحب رزیدنٹ سے خایف رہتے تھے اور در پردہ اپنی خیر خواہی دکھاتے رہتے تھے اور سرکار کے ایسے کام کو خوب سمجھتے تھے شرف الدولہ کو گاڑی مین سوار کر دمی دروازے تک ساتھ آئے خود داخل بڑے امام باڑہ ہوے وہ لوہے کے پل سے حاضر حضور بڑے صاحب ہوے - عرض حال کیا حکم ہوا کرائے کے بنگلے مین جاکر رہو اور یہ کیفیت رپورٹ صدر کی کہ شرف الدولہ مہتمم اہل وثایق فردوس منزل انکی حفاظت اور کفالت و وکالت متعلق سرکار ہے ہمنے وصی علی خان کو مخبر و فتنہ پرداز سلطنت سمجھکر شہر سے نکادا دیا بادشاہ نے اپنے نافھمون کے کہنے سے انکے بدلے شرف الدولہ کو نکلوا دیا ہمارا موجب توہین ہوا یہ ٹھٹھیرے ٹھٹھیرے بدلائی ہوتی جاتی ہے -

غرض جب خبر چھاونی مین رہنے کی سرکار مین پہونچی چوبدار سلطانی اور کوتوال کی روبکاری ہوتی کوتوال نے کہا مجھے گھر سے کانپور روانہ کرنے کا حکم بھیجا تھا تاکہ شہر تک نکالنے کا حکم نہین پہونچا اور نہ حکم ساتھ جانے کا ہوا تھا وگرنہ مین دریاے گنگ تک پہونچا دیتا بعد اسکے جب پرچہ پیام صاحب رزیدنٹ بعد حصول جواب صدر اوسی مضمون احمد کا پہونچا حکم سلطانی ہوا کہ ہمین بہر حال خلاف مرضی نواب گورنر جنرل کوئی امر ملحوظ خاطر نہین اونھین قیام شہر کا اختیار ہی لیکن شرف الدولہ نے صاحب سے عرض کیا اہلکاران شاہی کی بدگمانی جو مجھسے ہے آپکو معلوم ہے مین کہانتک آپکو تکلیف ہر امر خاص مین دیا کرونگا کوئی اوہ

شگوفہ تو نکالین بہتر یہ ہے کہ جب تک اونکا رفع بدگمانی مین بطرف ہو چندے آپ کے قریب رہون خلاصہ بعد چند روز کے پھر بسلامت اپنے گھر مین آئے اب صاحبان فہم دیکھین کہ نکتہ مقابل چوٹ ہوئی مگر وار خالی گیا۔

بیلی گارد کے تلنگے سے چھتری چھین لینا بڑے صاحب کا خفا ہونا

ایک دن حضور عالم کی سواری بڑی دور باش سے بیلی گارڈ کی سڑک سے در دولت پر جاتی تھی ایک تلنگہ بیلی گارد کا تھالی مین جنس طعام رکھے دھوپ مین چھتری لگا اپنے مقام رسوئی کو جاتا تھا سواری کے لوگون نے خلاف داب ہندوستان سمجھکر اوسے چھتری کو منع کیا سپاہی نے کچھ تامل کیا آخر بعد قیل و قال چھتری اوس سے چھین لی صوبہ دار نے رپورٹ رزیڈنٹ سے کیا حکم ہوا جب اودھر سے سواری وزیر نکلے تم چھتری لگاؤ جو منع کرے اوسے سونٹے مارو جب یہ خبر حضور عالم نے سنی راہ راستہ چھوڑ کر طریق خط منحنی اختیار کیا گو کہ گنج ہوکر کبھی بسواری بجرہ در دولت پر جانے لگے جب یہ بھی رپورٹ صدر ہوا حکم آیا کہ اپنی چھاؤنی مین سپاہی چھتری لگایا کرے۔

ورود ضریح مبارک کربلاے معلی

۲۶- شعبان روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۷۰ھ مطابق مئی سنہ ۱۸۵۴ء سید مہدی حسن ہندی قدیم ساکن لکھنؤ تقریبا ۲۰ برس سے مجاور ارض اقدس کربلاے معلی تھے اپنا وسیلہ رفاہ و فلاح سمجھکر ایک ضریح خاک پاک وہان سے مول لیکر بکسی صورت ہاتھ آئی ہو مجتہدین کے خطوط سفارش لیکر دیانت الدولہ کی کرنلی سے تو تعمیر ہین اوترے خطوط سفارش سکو دیے باتفاق خواجہ سراؤن سے ملکر بادشاہ سے عرض کیا کہ فقط آپ کے اقبال سے ایسا امر جدید آپکی سلطنت مین ہوا کسی اور سلطنت مین نہین ہوا اس ضریح کا احترام تو لوازم ایمان سے ہی بادشاہ دین پناہ کو ترغیب نہی حکم پاکے سب ارکان دولت سیہ پوش ہوکر ضریح کی استقبال کو جاوین تواریخ حسب الحکم شاہزادے امراء وزرا و سید بہادر کاملین تعمیر شرف الدولہ غلام رضا خان اور کربلا مین آکر جمع ہوے

شہر کی خلقت کو شوق سر راہ جمع ہو کر بیٹھی اور عوام الناس نے شہر میں دھوم مچائی جب شام
ہو گئی سب اپنے اپنے گھر چلے گئے ضریح کے انتظار میں تھک کر اوٹھ آئے ۹ بجے صندوق مقفل
میں ضریح مقدس بند زیر شامیانہ مثل تابوت اوٹھاتے ہوئے چلے جلوس شاہی بسبب ظلمت
جا بجا متفرق ہو گیا تھا روشنی بہت کم تھی مرزا ولیعہد جرنیل صاحب اور شاہزادے امرا ضریح کے
صندوق کو سلام کر کے چلے گئے تھے فقط مصلح السلطان احتشام الدولہ ساتھ تھے آدھی رات کو
صندوق در دولت پر پہونچا بادشاہ نے آداب ایمانی سے استقبال دروازے تک کیا اور
قیصر باغ کی بارہ دری سنگی میں رکھوا دیا دوشالہ رومال خلعت سالانہ روپئے سے سید جالی
ضریح کو ملے یہ بھی اسقدر مشقت و جانکاہی اور مدت سفر دور و دراز اور سفارش مجتہدین سے
حاصل ہوا کہ وہ کندن اور کاہ بر آوردن ہوا اور توقعات جو دل میں سوچتے تھے کچھ نہ ہوسکے
بہت دنوں تک خواجہ سرا اون کے پاس آیا کیے پھر کسی نے احوال اوس تابوت سکینہ
کا نہ سنا کیا ہوا اوسمین ضریح مقدس تھی کیا صورت ہوئی اسکے بعد دوسرے زوار صاحب ایک
ضریح چھوٹی بنوا کر لائے۔ طمع نفسانی سے چاہتے تھے اوسے بیچکر کچھ فائدہ اوٹھائیں بنوا
ایسی خاک پاک کی چیزیں ارض اقدس میں ہر طرح کی بنتی ہیں کوئی تبرک سمجھکر لیتا ہے
وسے فائدہ ہوتا ہے۔

اخراج شیخ قطب الدین

شیخ قطب الدین مسبوق الذکر جو شریک کارپردازی مرزا دبیر علیخان تھے بمقدمہ
قتل گنگا بخش زمیندار بیسواڑہ ماہ شوال سنہ ۱۲۷۰ھ مطابق جولائی سنہ ۱۸۵۴ء بحکم حضور عالم سے
ازراہ مصلحت وقت میر باقر حسین مہتمم روزنامہ شہر کے ساتھ روانہ کیے مشہور ہے کہ بعضی
افعی کشتن و بچہ اش را نگاہ داشتن کار خردمندان نیست ہرچند مقدمہ گنگا بخش میں بہت
عرق ریزی و جانفشانی و خیرخواہی سرکار کچھ سمجھ کر کی تھی اور امیدوار رفاہ و فلاح کے
تھے مگر مقسوم سے زیادہ حاصل نہوا اور نیک نامی خلایق تو ظاہر ہے بعد چند روز کے پھر
اپنے گانوں میں آکر رہنے لگے اب مر گئے۔

رخصت جنرل سلیمن صاحب

جنرل سلیمن صاحب نے بسبب علالت مزاج بہ تجویز ڈاکٹر صاحب گورنمنٹ سے ۱۵ مہینے کی رخصت طلب کی اور یہ پیام بادشاہ کو بھیجا کہ بیماری سبب تبدیل آب و ہوا ایک مہینے تک چھاؤنی ہنڈیا ؤن مین رہیگا کپتان ہیز صاحب قائم مقام انتظام مقدمات سرکار ین کرینگے ایک مہینے پیشتر سے صاحب کے اسباب فضول جیکب جوانس تاجر کی کوٹھی مین نیلام کو بھیجدیا تھا بعد دو آنکی وہ نیلام ہوا اور صاحب ۵ - اکتوبر ١٨٥٤ء مطابق ١٢ محرم ١٢٧١ روز پنجشنبہ شام کو ۷ بجے مع میم صاحبہ ڈاک مین روانہ میرٹھ ہوئے راہ مین ڈاکٹر صاحب کی تجویز مین کچھ خدشہ گذرا اکثر شاید موافقت کار پردازون سے اسی پردے مین ہیرے اخراج لکھنو کی تدبیر کی ہوا تپے رفع خلجان سے میرٹھ گئے ڈاکٹرونکو جمع کرکے موافقت آب و ہوا علالت مزاج بیان کیا باتفاق سبھون نے کہا کہ ہمارے نزدیک آب و ہوا شملہ تمھارے واسطے اچھی ہوگی بلکہ لکھنو کی آب و ہوا اچھی تھی چنانچہ صاحب نے یہ تجویز ڈاکٹرون کی صدر کو لکھی مگر مقبول نہوئی کسواسطے کہ جنرل اوٹرم صاحب عدن سے مقرر ہو چکے ہین بعد انقضا مدت رخصت البتہ اختیار ہے -

اس حکمت عملی کو اکثر سمجھے کہ دشمن کمین نے اپنا وقت پاکر یہ صورت صاحب کے اخراج کی نکالی اور مدت رخصت کو صاحب کی خواب پریشان سمجھے اور اپنی کوتاہ اندیشی سے اہل اخبار کلکتہ کو کچھ دیکر افعال کردار صاحب موصوف کو جو مدت رزیڈنٹی مین کیے تھے اپنے ذہن ناقص سے مضمون رنگین کرکے چھپوائے نہ سمجھے کہ اونٹ کس کل بیٹھے گا چنانچہ برنڈن صاحب تاجر کو بھی صاحب نے حرکات ناشائستہ دیکھکر شہر سے نکلوا دیا تھا اونھون نے لندن مین جاکر نالش کی بہت سی خاک اوڑائی خاک ہوا - صاحب اگرچہ اخبار نے صاحبان کے باب مین بہت کچھ لکھ بھیجا جنرل لو صاحب کہتے تھے کہ جب ہم کسی کی چیز سے نکالتے ہین اکثر کتے دور سے بھونکا کرتے ہین پاس نہین آتے - ایسا ہی اہل اخبار بھونکتے ہین ہمین کیا پروا ہے البتہ سرکار سے انھین اجازت عام ہے -

مرزا وصی علی خان کا کاکوری سے لکھنؤ میں آنا

جب جنرل سلیمن صاحب روانہ منزل مقصود ہوے اور بظاہر کسیطرح کا کھٹکا نرہا ۱۱ - تاریخ شہر صفر روز جمعہ ۹ بجے صبحکو سنہ ۱۲۷۱ھ مطابق ۲۳ نومبر سنہ ۱۸۵۴ع مرزا وصی علی خان شادان و فرحان کاکوری سے حاضر حضور عالم ہوے پانچ اشرفیان نذر دین اور جناب قبلۂ زت آپ کے پانون پر رکھکر بہت سا شکر گذار ہوے اور بالاجمال شکایت ناسمجھی و ناانصافی رزیڈنٹ اور اپنا بچنا بیان کیا پھر رخصت ہو کر جناب بیگم صاحبہ کو نذر دے کر گھر آئے اور بکمال فارغ البالی سے اپنے کاروبار میں مشغول ہوے مجالس عزا نذر و نیاز صدق دل سے کی - انما یتقبل اللہ من المتقین سے غافل تھے -

جنرل اوٹرم صاحب کا تشریف لانا

اس مدت رخصت جنرل سلیمن صاحب میں کئی صاحبون کی خبر آمد آمد مشہور ہوئی چنانچہ سر جارج شکسپیر صاحب نسبتی بھائی جنرل لو صاحب کی شہرت زیادہ تھی مگر حسب تجویز نواب گورنر جنرل - جنرل جیمس اوٹرم صاحب جو رزیڈنٹی حیدر آباد و سندھ سے عدن میں تشریف رکھتے تھے لکھنؤ کے رزیڈنٹ مقرر ہوے - پہلے کلکتہ آکے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ لکھنؤ ہوے - مسیح الدولہ سفیر شاہی عارضہ دنبل وغیرہ میں گرفتار تھے لیکن کپتان کنگان بذریعہ چٹھی کپتان ہیز صاحب کانپور گئے -

۴ - تاریخ ماہ دسمبر سنہ ۱۸۵۴ع مطابق ۱۲ - ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ ۱۲۷۱ھ دو نصف شب کو داخل کوٹھی دلکشا ہوے ۵ تاریخ موافق دستور مرزا ولیعہد بہادر حضور عالم شاہزادے امرا جلوس شاہی سے استقبال کو گئے شاہ منزل میں چاے پانی قیل جنگی وغیرہ ہوئی بعد اسکے صاحب رزیڈنٹ اور صاحب اسسٹنٹ مرزا ولیعہد حضور عالم کے ساتھ ملاقات بادشاہ کو آئے بعد چند کلمۂ شوقیہ عطر و پان لیکر رخصت ہوے تھوڑی دیر کوٹھی رزیڈنٹی میں ٹھہر کر چھاؤنی مڑیانون میں تشریف لے گئے متوجہ کاغذ خزانہ رزیڈنٹی ہوے باقی سب امور حوالہ کپتان

ہیز صاحب بہ ہوے ۔

چندروز پیشتر کپتان موصوف نے بہ علت ارسال پرچہ پیام آغا علیخان ناظم سلطانپور منشی جانکی پرشاد رزیڈنٹی کو عہدہ سے موقوف کرکے بانکے بہاری محرران دفتر وثیقہ سے بعد دو بہاری منشی معزول مقرر کیا تھا منشی مذکور ڈاک مین روانہ میرٹھ ہوے جنرل سلیمن صاحب سے اپنی چھٹی صفائی لائے مگر مفید مطلب نہوئی کسواسطے کہ صاحب منسوب کو اختیار کلی ہوتا ہی قدامت کام نہین آئی انکے باپ منشی روشن لال نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کے وقت سے رزیڈنٹی مین نوکر ہوے تھے بہت سے انقلاب اور گرم و سرد رزیڈنٹی کے دیکھے چکے تھے اور اسی نوکری سرکار مین مرگئے ۔ بعد اسکے منشی مذکور ملازم سرکار شاہی ہوے ۔

تاج الدین حسین خان احسان حسین خان کا آنا بھر شہر سے مع میر تصدق حسین جانا

تاج الدین حسین خان کو جب نواب محمد سعید خان رامپور کے روزگار سے برطرف کیا الہ آباد مین اپنے داماد مظفر حسینخان کے مہمان ہوے انکی بیٹی عجب باخدا اور عابدہ تھی مرگئی جس سے حالت تعشق انکی نہین تھا اس صدمہ روحانی سے اوسکا تابوت لیکر ارادہ کربلا سے معلی کیا تھا واسطہ محل سے اکثر بادشاہ کو عرضداشت بابت خیرخواہی مین بھیجا کرتے تھے ایک عرضداشت اس مضمون کی کہ فدوی شکستہ حال و کم استطاعت ہو گیا ہے متمنی زیارات عالیات سے ہی ارادہ ہے جب تک فصل روانگی جہاز ہو دار المومنین مین چند روز اگر بسر کرون ۔ بظاہر حضور عالم کو بھی انسے کچھ خدشہ نہ تھا عرضداشت مزین بہ دستخط خاص بمعیت شتر سوار روانہ الہ آباد ہوا احسان حسین خان بھی اپنے ماموں کے ہم سفر ہوکر ڈاک مین چلے ہ ۔ تاریخ ماہ صفر روز چہار شنبہ ۱۲۷۱ھ لکھنؤ مین شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر منشی فضل حسین کے گھر مین آترے پریشان حال لکھنؤ جوق جوق جمع ہوکر ملاقات خوانین کو آنے لگے اس خیال خام سے کہ انکے طالع شاید پھر عروج پر مشرف کیا ہے حالانکہ مہینا دن تاریخ تینون بدبین تھے انکی تاثیر آخر ظاہر ہوگئی اکثر اہل مقدور نے خوردہ تصدق خوان طعام ضیافت بھی بھیجے مگر خوانین نظر باحتیاط ملاقات بہت کم کرتے تھے ایکدن آغا باقر کے امام باڑے مین مجلس کی بہت سے مرثیہ خوان قدیم جمع ہوے

جب شرف ملازمت حضور عالم حاصل کی خلعت دوشالہ رومال پایا تاج الدین حسین خان نے
عذر ضعف پیری عرض کرکے اپنی حاضری تخلیہ کی چاہی اجازت ہوئی جو طلب دیا بس
جانبین خیرخواہی کی تلقین ازراہ دلسوزی گوش گزار کین اپنی طرف متوجہ کیا مرزا وصی علی خان
کو انکے تقرب سے کھٹکا ہوا اتفاقاً میر تصدق حسین صدر اعلی کانپور کے برخصت اخفا مہمان
حضور عالم ہوئے ہر روز خوان نعمت نوش جان کرتے تھے انکے پاس مصاحب الدولہ وغیرہ
مقربان بادشاہی ہر روز حاضر رہتے تھے اس عرصہ مین حریفان کمین نے ایک شخص مجہول
سے عرضی کیفیت صدر اعلی کی شارع عام سے صاحب جج کانپور کو دلوادی کہ صدر اعلے
نے آپ کے نام سے حضور عالم سے بہت کچھ لیا ہے کہ آپ واسطہ فہمایش صاحب رزیڈنٹ
اونکے واسطے ہون عملہ کچہری نے عرضی کو خوب تیز کرکے صاحب کو سنایا صاحب نے برہم
ہوکر صاحب رزیڈنٹ کو لکھا کہ صدر اعلے کو روانہ کانپور کرین حکم قضا شیم سے صدر اعلی تو
راہی کانپور ہوگئے اور مبادلہ فتحپور کو ہوگیا اور جوانین کیواسطے لکھا تھا کہ ان لوگون کا
آخراج شہر سے زمان سابق مین بہ بدنامی ہوچکا ہے ہمین تعجب ہے کہ تمنے کیونکر انکا رہنا گوارا کیا

خلاصہ برکت مین ماہ صفر سے تاج الدین حسین خان قصبہ بجنور کو گئے پھر کاکوری ہوکر
وہان مین حکیم فرزند علی خان کے مہمان ہوئے اوسکے بعد الہ آباد گئے حضور عالم سے نوبت
رخصت بھی نپائی احسان حسین خان بھی کاکوری سے ہوکر کانپور گئے حضور عالم نے محض بپاس
یا بخوف خاطر صاحب رزیڈنٹ کچھ اسمین مداخلت نہ کی اس خیال سے کہ تازہ وارد ہین مبادا
مثل جنرل سلیمن صاحب انسے بھی وہی صورت بدگمانی پیدا ہو طرح دے گئے مگر سمجھے کہ یہ کارروائی
مرزا صاحب کی تھی اب اونکا وارث ہے کہ مثل کانپور لکھنؤ مین ایک عرضی بڑے صاحب کو راہ
مین دلوادی کہ وصی علی خان کو جنرل سلیمن صاحب نے کس تشدد سے شہر سے نکلوادیا
تھا پھر یہ کیون شہر مین آنے پائے اسیطرح ہمارا بھی کچھ قصور نہ تھا لیکن یہ عرضی کچھ مفید
مطلب نہوئی یا خود بڑے صاحب نے طرح دی ۔

اجرای احکام عظام بنام حضور عالم بہادر مصلح السلطان نجم الدولہ

من ابتداء ۱۳ شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ ہجری سے سال یوم المبارک شروع سال تا قرارہ پایا

سال مذکور مفصلہ ذیل کا حکم محکمۂ سب دفتروں میں پہونچا دین کہ بعد سال ہجری مطابق اوسکے تاریخ و سال موصوف بقید سنہ الیہ اور بعد اسکے سنہ جلوس والا سجھے جاوین

ماہ واجدی - ماہ محمدی - ماہ اختری - ماہ سکندری - ماہ حسینی - ماہ اثنا عشری
ماہ امانی - ماہ صنوبر - ماہ قمر الثاقب - ماہ منصوری - ماہ سلیمانی - ماہ نبی -

مرقوم ۱۱ - شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ مطابق ماہ واجدی سنہ احد یوم المبارک مطابق سنہ ۹ جلوس والا فقط شروع سال شہر ذیقعدہ کی وجہ یہ ہے کہ پیدائش بادشاہ اسی مہینے مین ہوئی تھی -

ورود مہاراجہ دلیپ سنگھ و مہاراجہ جیاجی راؤ سیندھیہ

مہاراجہ دلیپ سنگھ بہادر مع ڈاکٹر لوگن صاحب فرخ آباد سے ماہ جنوری ۱۸۵۳ء مطابق ۱۲۷۰ھ لکھنؤ مین آئے بہت تھوڑے سے شاگرد پیشہ اور جلوس سواری ساتھ تھا بعد سیر و تماشا مکانات شہر وغیرہ روانہ کلکتہ ہوے وہانسے بعد ملاقات گورنر جنرل لندن کو گئے آمد و رفت کی سلامی توپ ہوئی ڈاکٹر صاحب کی تلقین سے ولایت مین عیسائی ہوے کسی پادری کی بیٹی سے شادی ہوئی طفل نابالغ کو جس مذہب کی ہدایت کرو ہو جائیگا فہمیدہ اور باخبر کا عیسائی کرنا مشکل ہے -

مہاراجہ جیاجی راؤ سندھیہ بہادر والی گوالیار مع صاحب رزیڈنٹ جمعیت قلیل سے پہلے بنعیں آ باد اجودھیا کا نہان کیا پھر لکھنؤ آئے صاحب رزیڈنٹ کی کوٹھی مین اترے حضور عالم سے بڑے صاحب نے ملاقات کرائی قیصر باغ دکھانے کو لے گئے بادشاہ کو ناگوار ہوا کہ میرا مکان تماشا گاہ بنین مگر بلحاظ صاحب رزیڈنٹ کئی دن رہکر شہر کو دیکھکر چلے گئے ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲۷۱ھ

	منصوبی میر منشی رزیڈنٹی	

۹ - ماہ مئی ۱۸۵۵ء منشی بالکے بہاری صاحب کپتان ہیز صاحب کے میر منشی رزیڈنٹی کیا تھا

جنرل اوٹرم صاحب نے بدستور سابق دفتر وثیقہ مین مامور کیا اور منشی تفضل حسین ساکن قصبہ امیٹھی قریب لکھنو بیٹے مولوی عبد الواحد پوتے مولوی فایق کو میرمنشی دفتر فارسی کیا اس رزیڈنسی مین میرمنشی غلام قادر خان جائسی ہوے جنکا ہزار روپیہ کا مشاہرہ پنشن مادام حیات رہا اور اکثر انصرام کاروبار سرکار رہین بہت نیکنام رہے اسکے بعد مرزا باقر علیخان کرنل کالنس صاحب اور پھر جان منٹن صاحب کے میرمنشی رہے پھر منشی علی نقی خان جو ۹ لاکھ نقد نقد سواے املاک کے چھوڑکر مرگئے اونکے تین بیٹے تھے بڑا تنجہ سے بعلت کسبی مارا گیا دوسرا مدقوق ہوکر مرگیا چندروز تک وہ بھی میرمنشی رہا صاحب لیاقت تھا تیسرا چھوٹا عیش دنیا مین سب مال و دولت لٹاکر حالت افلاس مین مرگیا املاک داخل حصار جیلی گارد ہوئی پھر منشی التفات حسین خان رکٹس صاحب کے منشی ہوے بہت صاحب ثروت پر غرور اپنے بیٹون کی شادی بڑی عظمت و شان سے کی اچھی مدت خدمت مین ۱۲ لاکھ روپیہ حاصل کیا تھا صاحب اخبار آگرہ نے لکھا تھا کہ میرمنشی سرکار سے دو سو روپیہ ماہواری کا ۸ یا ۹ برس تک رہا مین نہین جانتا اسقدر روپیہ اوسنے کس حساب سے جمع کیا تھا ایک کسبی پر عاشق ہوے قوت جوانی کے واسطے کشتہ کھایا تھا وسی مین مرگئے پھر اونکے بھی بیٹون نے وہ مال اور دولت سب لٹاکر مفلس ہوگئے۔

خلاصہ انسے بہتر کوئی صاحب عزت اور صاحب لیاقت اور صاحب مال تا اخراج مالک رزیڈنسی مین نہین ہوا سواے ملازمی سرکار کے یا فائدہ مقدمات کے سب ملکی قدر حال سرکار شاہنشاہی سے بھی ملتا رہا اوسکا حساب نہین —

جنرل اوٹرم صاحب اور جنرل سلیمن صاحب سے رسل و رسائل یومیہ جاری رہا حضور والا با انتظام ممالک محروسہ او خرابیان جو اونکے وقت مین ہوتی رہین اور اشخاص مقبوضہ باقی بہا تباہیون سے ہوتے تھے لیکن اسکے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ جنرل سلیمن نے دو برس کی رخصت طلب کی ہے غالب ہے کہ کانپور سے روانہ کلکتہ ہون اور بعد ملاقات گورنر جنرل ولایت جاوین اوتھین دو عارضے مہلک تھے ایک ذیابیطس دوسرا آشوب چشم چنانچہ جب کلکتہ سے جہاز پر سوار ہوے کئی دن کے بعد مرگئے غرق سمندر ہوے تاہم اونکی ہمت اندیش سرکار

اونکے لکھنؤ مین آنے سے بہت خوش ہوئی تھی کہ خدا نے ہماری دعا مستجاب کی مگر ان ثمرات کو نہ سمجھے جو انھون نے اپنے تردد سے اوس زمین پر کشتکاری کی تھی کہ یہ اپنی فصل نشو و نما کرکے اپنا ثمرہ دکھلائیگی چنانچہ اونکی بلبویک خالی نہ گئی

میلہ قیصر باغ شاہی

۱۲- شہر ذیقعدہ روز پنجشنبہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء میلہ سلطانی موافق دستور انتظام سالگذشتہ دیوستہ ہوا ہزارہا اہل شہر بے فکرے ملازم لباس رنگین فقرانے ہوے داخل قیصر باغ ہوے اور ہمینا سامان جشن و عیش اور جلوس اور تکلفات تھا حسب الحکم شاہی ہوا- فی الحقیقت ایسی کیفیت خاص قابل دید ہے نہ شنید- ۴ تاریخ میلہ کا خاتمہ ہوا- پہلے دن صحبت حال قال مشایخ صوفیہ بھی روبرو بادشاہ ہوئی اور ہر سالک مسالک طریقت اپنے جذب شوق سے اس مجمع عام مین ایک حال سے دوسرے حال مین ہوگیا،

سانحہ حیرت افزاے سید امیر علی شہید جو باعث بدنامی اہل اسلام ہندوستان ہوا انقول کاغذات مقدمات فیض آباد

جو ہندو مسلمان مین نباے ہنگام فساد عظیم ہوا آخر نوبت مقاتلہ و مجادلہ پہونچی واقع ۱۲- ماہ ذیقعدہ روز جمعہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء-

استفتا اہل سنت دستخط مجتہد العصر سلطان العلما

باقولکم ایہا العلما شکر اللہ سعیکم- اندرین صورت کہ مقتولان فیض آباد کہ خود بالہ مسلمان می گویند و ظاہر حالش لوجہ اللہ از کفار جنگ کردہ قتل شدند حکم شہادت بر ایشان درست است یا نہ و بر تقدیر مسلمانانرا در انتقام آن قتال و جدال بالفرہ ثمرہ باید یا نہ و کسی کہ مسلمانانرا از انتقام شہیدان کفار باز دارد و منع کند در حق او چہ گفتہ آید-

جواب ہمہ بر حکام اسلام دفع شر کفرہ لیام از اہل ایمان و اسلام لازم است و اللہ اعلم-

استفتا بر مسلۂ اثنا عشری مذہب و دستخط مجتہد العصر سلطان العلما

سوال ما قولہم رحمہم اللہ فی ہذہ المسئلہ اگر در مسجدی اہل اسلام مقیم باشند و در حالت غفلت کہ آنہا در خواب باشند گروہی از اہل کفار عہدۂ عظام یورش کردہ اہل اسلام را کشتند کہ از خون آنہا مملو و پر شد و آنہا در مسجد بول کردند و کلام اللہ را پارہ پارہ کردہ زیر پای خود انداختند و دیگر بے ادبیہا با آن ساختند و جمعے عظیم مجتمع شدہ ہر کسے را از اہل اسلام یابند بکشند و مسلمانان ساکنان آن مقام بخوف جان و آبروی خود جلای وطن شدند پس محاربہ ہمچو کفار مسلمانان دیار و امصار را فرض است یا نہ و اگر کسے درین جنگ از دست کفار کشتہ شود مصاب خواہد شد یا نہ بینوا توجروا۔

جواب - پناہ بخدای عز و جل از شر کفار بر حکام اسلام و از اہل ایمان و اسلام دفع دست کفرہ لئام لازم است و اللہ اعلم۔

ایضاً - ما قولکم ایہا العلماء رحمکم اللہ کہ وقت ہجوم کفار مشرکین بر مسلمانان و ہدم مساجد و انداختن مصاحف مجیدہ در نجاست و الصاب چون خار بر در مساجد و قتل مسلمانان و دیگر امور ہتک اسلام و اعراض حاکم اہل اسلام پس درینصورت بر مسلمانان قتل و قمع آنہا واجب است یا نہ و اجازت والدین ہم شرط است یا نہ بینوا و توجروا۔

جواب حکام را بمتابعت حاکم دفع کفار از اہل اسلام و اہل ایمان و اجرای حدود بر محاربین مشرکین و قصاص مسلمانان واجب و ہو العالم۔

مہر طغرا

چہ ارشاد میشود در باب کسانیکہ برای جنگ ہنوداں در فیض آباد میروند زیرا کہ ایشان ارادہ انتقام اینچنین بے ادبیہای ہنوداں کہ با قرآن مجید و مسجد نمودہ اند میدارند جنگ و رفتن ایشان عند الشرع جائز است و ثواب دارد یا ممنوع بینوا توجروا۔

جواب - بدون شارکت و معاونت حکام عرف یا حاکم شرع تدارک چنین امور صورتے جواز ندارد و ہو العالم۔

مہر طغرا

استفتاء دستخطی اہل سنت - چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ اہل اسلام

بادعاے اینکہ ہنوداں مسجد کنندیدہ شامل مکان واحاطۂ بتخانہ کردہ اند اجتماع عزیمت جہاد دارند و بادشاہ والی ملک کہ اہل اسلام است اقرار تدارک درصورت ثبوت ورفع حجت طرفین می فرمایند و ممانعت وہجوم عزیمت کہ درضمن تشکل آن دیار خونریزی اہل اسلام است می نماید درینصورت تعمیل امر سلطان وفسخ عزیمت می باید یا نہ بینوا توجروا بنوا المصوب۔

جواب ۔ تعمیل امر سلطان وفسخ عزیمت می باید واللہ اعلم کتبہ محمد یوسف صحیح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ الجواب صحیح تحریر نمودہ احقر العباد خادم احمد قد اصاب من اجاب کتبہ محمد سعد اللہ الجواب صحیح الراے نجیح واللہ اعلم حررہ ابوالبرکات المدعو تراب علی عفی عنہ رکن الدین تراب علی

کیفیت

زمان سابق مین اودھ کی بلندی پر جسکا نام ہنود نے ہنومان گرھی رکھا ہے ایک مسجد بناے سلاطین ماضیہ تھی ایک فقیر مسلمان اوسکی جاروب کشی کیا کرتا تھا اور پہلوے مسجد مین بڑا چبوترہ تھا اوسپر عشرہ محرم مین تعزیہ رکھتا تھا بعد ایک مدت کے ایک فقیر ہندو بھی املی کے نیچے جھنڈی گاڑ کر رہا ایک چھوٹی سی کوٹھری بنائی اوسمین بت رکھکر مقام ہنومان قرار دیا عہد جناب غفران مآب نواب برہان الملک مین بعض ہنود کوتاہ اندیش نے مسجد جو بلندی مذکورہ پر تھی اوسے منہدم کر دیا تھا فوج قاہرہ سرکاری پہونچی اون کوتاہ اندیشون کو سزای اعمال دیکر بتخانہ کو توڑ کر بدستور سابق بناے مسجد قائم کی بعد مرور ایام بیراگیون نے پھر بتخانہ بنایا مسجد سے کچھہ متعرض نہوے جب تک حکومت نجیم راے وغیرہ علاقہ سرکار سے رہا جب درشن سنگھ بیادر کو ہوا کفار اوس دیار کو قوت وثروت زیادہ ہوئی اوس مسجد کو گرا کر مکان گرھی مین ملالیا اور مسجد واقع رام گھاٹ دریا کو خراب کر کے اوسکے صحن مین اپنے مسکن بنائے اور اوسکے اندر گھوڑا وانٹ لگے اور سیکڑون مقابر اہل اسلام کو توڑ کر اونکی اینٹین اور پتھرون سے بڑی شان وشوکت سے بتخانے بنائے یہان تک کہ مسجدین پست اور بتخانے بلند ہوگئے۔

کئی مہینے کا عرصہ ہوا کہ غلام حسین شاہ حرارت وحمیت اسلام سے کئی شخص ہمراہ لیکر بنجاپال

نامی مسجد ہنومان گڑھی مین رہتا ہی تک پہونچا مرزا اعلی علی مہتمم کچہری اثر سد راہ ہوئے اور انہین سے اونھین پھیر دیا اور اونکے دو چار ہمراہیونکو جو قبض آیا دہ پہونچے تھے نائب کوتوال اور کپتان الگزنڈر آربٹرک آہر نے باہر نکالدیا جب یہ پرچہ اخبار پیشگاہ شاہ جم جاہ گذرا حکم تحقیق مسجد آغا علیخان ناظم اور مرزا منعم بیگ کوتوال کے نام مزین بدستخط خاص ہوا غلام حسین شاہ بھی کئی اشخاص سے جامع مسجد جو سیتاکی رسوئی مین ہے مقیم ہوا اور کسیکے کہنے سے وہان سے نہ نکلا پھر غلام حسین شاہ لکھنؤ سے کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر اوس مسجد مین پہونچا اور باوصف عدم بضاعت وقلت جماعت کمر ہمت مسجد سے بیراگیون کے نکال لینے کی باندھی کپتان آر صاحب مرزا منعم بیگ مرزا اعلی علی نے مسلمانونکو شارکت غلام حسین سے روکا اور بیراگیون کی مدد راجہ مان سنگہ بہادر اور زمیندار گردو پیش سے جوق جوق پہونچنے لگے یہانتک کہ دس بارہ ہزار آدمی جمع ہوے اور معبر دریا بند کردیا اور غلام حسین کے پاس سواے چند غربا کے اور کوئی نہ تھا۔

روز جمعہ ۱۲۔ شہر ذیقعدہ سنہ الیہ تقریباً دو سو آدمی اہل اسلام سے نماز جمعہ کے واسطے مسجد جامع مین جمع ہوے بیراگی انکا مجمع سنکر بلوا کرکے اونکے سر پر پہونچے ہمراہی غلام حسین نے قصد باہر نکلنے کا کیا سپاہی کوتوال اور سوار ہمراہی آر صاحب جو رفع شر کو متعین تھے درمیان آگئے اور مانع فساد ہوے کپتان موصوف بھی خبر بلوا سنکر وہان پہونچے رفع شر کردیا لیکن مسلمانونکو اس ہنگامہ مین ادا نماز جمعہ کی نوبت نہ پہونچی دوسرے دن شنبہ کو جان ہرسی صاحب مشارکت کپتان آر صاحب کیواسطے لکھنؤ سے پہونچے اور مسجد کو آکر دیکھا اوسمین دروازہ نہ تھا کہا یہانکا دروازہ لگانا مناسب ہے جس سے حفاظت ہوجاے اور ایک شخص کو ہمراہی غلام حسین سے افہام وتفہیم کو بلوایا اس عرصہ مین غلام حسین کے ساتھی دو تین آدمی محلہ بیگم پورہ مین جاکر جوڑی کواڑی کی اٹھا لائے رہ مین ہنومان گڑھی کے ہنودنے اونھین گولیون سے زخمی کردیا اونھون نے کواڑی چھوڑ اونپر حملہ کیا پسپا کردیا اس عرصہ مین باران رحمت نازل ہوا ایک ساعت تک جدال وقتال موقوف رہی اوسیوقت ایک گبڑیا ہمراہی غلام حسین کیواسطے جو دو دن سے بے آب ودانہ تھے کھانا لایا کپتان آر صاحب اور جان ہرسی نے اپنے سپاہیونکو

بھیجکر کہلا بھیجا کہ تم گھر مین گھسکر بہت اطمینان سے جامع مسجد مین بیٹھو باہر نہ نکلو کوئی تمسے فساد نہ کر سکے گا انھون نے گھر مین گھسکر کھانا کھانے لگے اب زبانی مرزا اعلی علی کے ہے جو مؤلف کتاب وقت روانگی کربلا کے اوس شب خاص کربلا مین کیمپ پاس رہے تھے بیان کرتے تھے کہ یہ دونون انگریز اور مین خود اور مرزا نثار حسین مع اپنی سپاہ اور توپ وہان سے ہٹکر بڑی دور درخت کھرنی کے نیچے جا کھڑے ہوے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ بیراگی ہزارون گولر سے نعرہ مارتے آکر مسجد کو گھیر لیا اور رجب علیشاہ فقیر کے کوٹھے سے چڑھکر غلام حسین کے ہمراہیونکو گولیان برسانا شروع کیا اور مسجد مین آکر ۲۶۹ آدمیونکو ذبح کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیے مسجد مین لہو بہنے لگا اور قرآن شریف جو اکثرون کے حمائل تھا پرزے پرزے کرکے معاذ اللہ پانون سے روندا اور جلا دیا چنانچہ واسطے تصدیق کے جلے ہوے ورق بھی ملفوف سرکار کیے اور جبکہ حکم سرکار سے چبوترہ جامع مسجد پر تیار ہوا تھا توڑ ڈالا اور دیوار مسجد کو خراب کر کے چھلنی کر دیا نعشین مقتولین کی بے گور و کفن پڑی رہ گئین دوسرے دن مرزا نثار حسین نے در مسجد ایک غار بڑا کھدوا کر کل در گل دفن کر دیا بعد اونکے دفن کے بیراگی جوتیان پہنے مسجد مین آئے ہجوم کیا شنکھ بجایا بہت سے اوباش کئی اوسکے قریب قبر خواجہ بیٹھے کی قبر شہداے سید سالار کی تھی اوسے توڑ ڈالا ظاہر ہے کہ جمعیت بیراگیون کی اسقدر نہ تھی لیکن سیکڑون دو ہی ملازم راجہ مانسنگھ اور پانڈے راجہ کشندت رام اور زمینداران گرد و پیش مدد کو پہونچے دس بارہ ہزار کی کثرت ہو گئی آخر نوبت یہان تک پہونچی باوجودیکہ بیگم پورہ کے رہنے والے نزدیک غلام حسین تھے مگر بروقت ہوکے نتھی گھر مین بھی بیراگی اور گوہار کے لوگ گھسے اونپر حملے کیے اون بیچارون سے جسطرح ہوسکا حفظ ناموس کیا ایک شخص افضل بیگ زخم کھا کر صاحب فراش ہے اور اب محلہ مذکور کے رہنے والون اور مسلمانون نے اثاث البیت گھر مین چھوڑ کر مع اہل و عیال قیام فیض آباد اختیار کیا ہے اور اسقدر قوت بیراگیون کو ہو گئی ہے کہ کسی مسلمان کو ہنومان گڑھی سے گذرنے نہین دیتے اور سب اہل اسلام کو ڈراتے اور دھمکاتے ہین یہ حال شورش اور بدعت بیراگیون کا ہے اور ہنومان گڑھی مین مسجد کو بہت سے لوگون نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے بلکہ اوسمین نماز بھی پڑھی ہے اور محضر سیکڑون برس کا قاضی یار علی ابن الدین قاضی حبیب اللہ کے پاس موجود ہے چنانچہ ایک اونمین سے

مورخہ ۹ ذیقعدہ ۱۲۶۹ھ ملفوف بہ کیفیت ہے اور کیا عجب ہے کہ اورنگ عالمگیر شاہ دہلی نے جسکے تعصب مذہبی سے سلطنت دہلی کو ضعف و خرابی ہوئی بیشتر اماکن و معابد مذہب ہنود مین کچھ نہ کچھ مداخلت کی تھی یہان بھی مسجد بنوادی ہو مگر محضر آئندہ سے ثابت ہے کہ نہ تا حال خلد مکان کے عہد مین مسجد بنی ہے دعوی مسجل بہ محضر ہے پس اسصورت مین اگر سرکار ابد اقتدار سے تحقیقات عدالت خسروانی سے تدارک ان سب نزاع بیراگیون کا اور اونکے حامیونکا استیصال کماینبغی سے اور حکم تعمیل و ترمیم مسجدون منہدم واقع گڈھی مذکور کا موافق بناء قدیم نہ ہوگا خدا جانے کہ بیراگی اس بغاوت و شورش سے دلیر ہوکر حال مسلمانون اور توہین اسلام کا کسدرجہ پر کرینگے بلکہ بود و باش اہل اسلام اودھ مین دشوار ہوگی اسی جہت سے سب نالان ہین اور امید تدارک قرار واقعی کی رکھتے ہین۔

حفیظ اللہ | محمد نہال الدین

۱ رضوی قاضی آغا علی۔ لاریب فیہ ساکن لکھنؤ۔
۲ سید رجب علی ساکن اودھ۔ مسطور المتین بیان واقع ہے۔
۳ سید محمد اصغر۔ بیان واقع ہے۔ خطیب اور مسجد بابری کا ہونا
۴ محمد حسین۔ بیان واقع ہے۔ ساکن حیدرآباد واقع فیض آباد
۵ عنایت علیخان فاضل۔ ساکن فیض آباد
۶ میر محمد حسین ذاکر سید الشہدا۔ ساکن فیض آباد المتخلص بہ لطف۔
۷ مرزا محمد سوزخوان۔ ساکن فیض آباد لاریب فیہ۔
۸ میان فرحت علیخان ناظر خرد محل۔ بیان واقع ہے
۹ مرزا جان نواسہ نظر علیخان چکلہ دار رئیس اودھ مسطور المتین بیان واقع ہے کہ مسجد منہدم مالن گڈھی پر بارہا اپنی آنکھ سے دیکھی ہے۔
۱۰ ابراہیم بیگ ساکن حیدرآباد واقع فیض آباد مسطور المتین واقع ہے
۱۱ میر بخش حسین مفتی۔ بیان واقع ہے۔
۱۲ سید نصیر الدین۔ ساکن محلہ چراغ دہلی۔
۱۳ حسین علی زمیندار محلہ قصاب نگر اولاد دستی لطف اللہ حیدر مسجد اپنی آنکھ سے مسجد دیکھی ہے

۱۴ محمد بخش میر سیح زمیندار محلہ میر اپنور متصلات بلدۂ اودھ - بیان واقع ہے -

۱۵ سید جعفر علی - بیان راست ہے -

۱۶ سید باقر علی - مسجد اپنی آنکھہ سے دیکھی ہے -

۱۷ منور علی - بیان واقعی

۱۸ مرزا محمد حسن صاحبزادۂ خرد محل - بیان واقعی

۱۹ چھیدی ابن نندرام ہندو قوم بنیوتی - بارہا مسجد اپنی آنکھہ سے دیکھی ہے -

۲۰ محمد مہدی - بیان واقعی

۲۱ میر عابد علی - لا شبہہ فیہ -

۲۲ گواہ شد - یوسف خان -

۲۳ گواہ شد محمد علیخان ساکن اودھ - بارہا مسجد اپنی آنکھہ سے دیکھا ہے - ۱۰۴ برس کی مسجد تعمیر ہنومان گڑھی -

۲۴ علی مرزا - بیان واقعی -

۲۵ میر محمد علی ساکن فیض آباد مسجد ہنومان گڑھی ہم دیکھی ہے اور سمت اوسکے مہیات بھی

۲۶ وہی محراب اوسکی نقش بسم اللہ تھے

۲۷ محمد مرزا ولد مرزا اصغر علیخان - بیان واقع -

۲۸ امین الدین حیدر خان بہادر - صاحبزادہ خرد محل

۲۹ محمد مہدی " " بیان واقعی -

۳۰ میر عابد علی - لاریب فیہ -

۳۱ آغا علی - لاشبہہ فیہ -

۳۲ گواہ شد - محمد روشن خان مسجد جامع واقع ہنومان گڑھی کو آنکھہ سے دیکھا ہے -

۳۳ علی مرزا - بیان واقعی -

۳۴ سید علی محمد - اکثر مسجد قنائی ہنومان گڑھی ہم آنکھہ سے دیکھی ہے -

۳۵ گواہ شد - مرزا علی ساکن اودھ مسجد ہنومان گڑھی ہم آنکھہ سے دیکھی اور اوسکی مہیات بھی یاد ہے -

۳۵ گواہ شد۔ کرم خان ساکن اودھ بیان واقعی۔

۳۶ گواہ شد۔ عبد الکریم۔ ؍؍ ؍؍ ؍؍

۳۷ ودھنی سنگھ چپراسی عدالت فیض آباد۔ قرقی کو حسب الحکم سرکار نیابت منتظم الدولہ
مین گیا تھا مسجد کو دیکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سابق ازین محمد عاقل درویش نے بمہر محمد عادل و شیخ بہاء الدین فوجدار اور سوانح نگار و واقعہ نگار اور میر محمد صادق کوتوال وغیرہ ارباب عدالت و اہل خدمات و اکابر و اصاغر نے مسجد تیار کی تھی کہ زمان حضرت خلد مکان مین بلندی ہنومان گڑھی پر مسجد درست ہوئی تھی بعد اسکے بیراگیون نے مسجد مذکور کو مسمار کر کے بتخانہ تیار کیا ہے چنانچہ محضر مذکور مع عرضی نظر بندگان عالی نواب صاحب مین گذرا دستخط خاص سے مین محضر ہوا کہ پروانہ فوجدار کے نام لکھا جاوے جب یہ خادم شرع حضور سے داخل بلدۂ اودھ ہوا درویش نے محضر دکھا کر نالش کی اس خادم شرع نے وہ محضر اور عرضی خدمت بندگان عالی مین گذرانی چنانچہ غازیان لشکر ظفر پیکر نے بموجب عرضی بندگان عالی بتخانہ مرقوم کو مسمار کر کے بدستور سابق مسجد تیار کر کے رواج دین و اسلام دیا بعد کوچ کرنے فوج کے بعض ہنود منبر و محراب مسجد کو مسمار کر کے چلے گئے موذن نے یہ خبر پہنچائی اس خادم شرع نے دیکھا کہ اس شہر مین سستی دین و اسلام ہوتی ہے بنا بر عبرت روز جمعہ مسجد جامع مین بیٹھکر شہرت دی کہ جس شخص نے مسجد مذکور سے بے ادبی کی ہے اوسے بیراگی حاضر کرین تا موافق شرع محمدی اسے تعزیر دیجاوے چنانچہ شیخ کرم نائب رفعت پناہ شیخ بہاء الدین فوجداری کہنے لگے کہ نام مسمار کرنے والے کا معلوم نہین ہوتا لیکن بیراگی قرار داد کرتے ہین کہ اس کے بعد کوئی گرد مسجد مذکور کے نجائیگا اور ہم بھی مسجد کے ہونے سے وہان خبرداری کرینگے پس یہ خادم شرع اور جماعت مسلمین و ٹھکرا اپنے گھر چلے آئے اور اُنہے کہا کہ بیراگی جمعیت خاطر سے اپنے گھر مین آباد رہین مسجد مین دخل نکرین چنانچہ بیراگی اپنے تکیہ مین آباد ہین اور اراضی و یومیہ وغیرہ ملک و املاک پر اپنے قابض اور متصرف ہین اس خادم شرع کو اونسے مزاحمت نہین جن لوگون نے اور طرح سے از راہ عداوت ونیز خدمت بندگان عالی

میں ظاہر کیا ہے کذب وافترا ہے یہ کیفیت صورت حال ہے - تحریر بتاریخ نہم شہر ذیقعدہ ۱۲۴۹ ہجری -

مواہیر

۱ مفتی شرع محمد ابوتراب - ۱۱۳۵ -
۲ خادم شرع محمد عربی - لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین علی عبدہ قاضی وزیر ۱۲۶۱ -
۳ مہر قاضی خان مطابق مہر اصل حاشیہ ہے -
۴ خادم شرع رسول اللہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم - قاضی محمد نعیم اللہ
۵ خادم شرع مبین مفتی محمد معین الدین ۱۱۴۳ - عقد اللسانی رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل
۶ نجابت شاہ حامد علاء الدین عبدہ ۱۲۶۵ -
۷ خادم شرع مفتی محمد لطف اللہ ۱۱۴۰ -
ذلک الکتاب لا ریب فیہ اللہ محمد شاہ بادشاہ غازی لطف فدوی ۱۱۳۸ - ان اللہ یامرکم فی العدل والاحسان -
۸ محمد شاہ بادشاہ غازی رشید فدوی ۱۱۳۲ - ذلک الکتاب لا ریب فیہ -
۹ زنور شرف یافت عنایت علی - بیان واقع -
۱۰ محمد رکن الدین ۱۱۴۳ لا ریب فیہ -
۱۱ افضل جلیل شاہ جمیل ہے - ؍؍
۱۲ نور محمد غلام احمدی ۱۱۱۳ ۱۳ معز الدین محمد ۱۱۴۴ ۱۴ شیخ ابن محمد انصاری - لا ریب فیہ
۱۵ میر محمد - بیان واقع -
۱۶ حسن بن آدم جلال ہی لا ریب فیہ ۱۷ سکندر خان ۱۱۴۳ بیان واقع -
۱۸ فخر علی - بیان واقع -
۱۹ خاکپای محمد راست علی - ذلک الکتاب لا ریب فیہ جو لکھا ہے بیان واقع -
۲۰ محی الدین شاہ فخر ناہ فرید واقع کذلک مسطور - بیان واقع -
۲۱ خاکپاے نبی مظفر بیگ - بیان واقع ہے ما نالی ذلک کذلک -

۲۱ حبیب اللہ۔ لاریب فیہ

۲۲ نعمت اللہ یا حفیظ شک وشبہ نہین۔

۲۳ شیخ وزیر علی انصاری۔ بیان واقع ہے۔

نقل کیفیت

انتشار فساد فیما بین ہنود و مسلمین بلدۂ اودھ و فیض آباد اور کیفیت مجملی واقعہ جو اس عرصۂ قریب مین خاص اودھ مین واقع ہوا جو شعار سلاطین اہل اسلام اور آثار عمارات مساجد کرام سے اور اظہار جو تھوڑے سے مشائخ عظام اور اقرار بعض ہنود ساکن اودھ سے بپایہ اختیار و ثبوت کو پہونچا یہ ہے کہ بادشاہان سلف نے تمامی معابد ہنود شہر اودھ مین جہان بڑے بتخانے تھے مسجد جامع بجائے بتخانہ مختصر ہوا کر موذن اور جاروب کش مقرر فرمایا تھا چنانچہ عظمت و شکوہ مسجد جامع بنا ے بابر بادشاہ واقع جنم استان یعنی مسقط راس رام پسر راجہ دسرت متصل مکان رسوئی سیتا زوجہ رام مذکور سے ظاہر ہے بلکہ رسوئی سیتا زبان جمہور پر جاری ہے شاہد عادل ہے اور علی ہذا القیاس شہادت دیتی ہے ارتفاع شان مسجد واقع مقام رام گھاٹ کنارے دریا کہ بالفعل بسبب خراب و منہدم کرنے کنارے فقط دو منیار اور تھوڑی دیوار باقی رہگئی ہے عہد عدالت مین حضرت جنت مکان کے اوسکی ترمیم کا حکم محکم ہوا تھا لیکن اجل نے امان نہ دی حکم نافذ ہوا اور مسجد مذکور اوسی دستور پر حصار معابد کفار مین رہی بالجملہ ازین قبیل دوسری مسجدین مختصر بعض فناتی اور سقفی گنبد دار بہت سی ہین ازانجملہ بلندی ہنومان گڑھی پر مسجد فناتی نہایت مختصر متصل مندر فقیر تھی جسکے پاس ایک مندر تھا اور سب کفار اوسکی پرستش کرتے تھے اور جو ملتا تھا وہ فقیر مسلم جاروب کش مسجد اپنے ہمسایہ کو بانٹ دیتا تھا بعد مدت دراز کے وہ فقیر بے پایہ دار ہوا بعض حکام ذی اقتدار اوس جوار کے اوسکے معین و مددگار ہوکے حوالی مندر مذکور حصار تیار کر ہنومان گڑھی نام رکھا اور فقیر مسلم کو کچھ بطور سالانہ یا ماہواری کرکے مسجد سے خارج کیا اور مسجد کو داخل حصار ہنومان گڑھی کیا چنانچہ مسلمین معمرین اسے ظاہر کرتے ہین اور عہد جناب عالیہ مرحومہ مین ایک دن بطریق سیر و تماشا ہنومان گڑھی

کے ٹیلے پر گئے تھے وقت نماز داخل ہوا اوسی مسجد مین نماز پڑھی تھی اور بیراگیون سے کوئی متعرض نہوا اور بعض نے ایک مدت تک بعد وفات مرحوم اسے دیکھا ہے اب اوسکا نشان بھی نہین ہے کہتے ہین جب وہ فقیر جاروب کش مرگیا بیراگیون نے رفتہ رفتہ داخل مکانات ضلع ہنومان گڑھی کرکے نابود کر دیا ہے جسکا نشان بھی پایا نہین جاتا المختصر اس ماجرے کو سنکر غلام حسین شاہ فقیر نے مسلمانون کو لیکر مسجد بابری مین آیا ۱۶۹ - آدمیونکو تہلکۂ ہلاکت مین ڈالا اب وہ گوشہ نشینی سے معلوم نہین کس سمت کو بھاگ گیا اور تفصیل توڑنے کٹہرے کی جو دو برس پیشتر حکم حضرت سے محاذی مسجد کیواسطے بنا تھا اور قتل ہونا مسلمانون کا اور غلبہ بیراگیون کا اور افعال ظلم وبدعت کرنا نسبت جامع مسجد اور قرآن جو مسلمانون کے حمائل تھے کیفیت مولوی نہال الدین امین اور مولوی محمد حفیظ اللہ داروغۂ عدالت فیض آباد نے جو سرکار مین بھیجی ہے مفصل ظاہر ہوگا القصہ بیراگی اور گوہار کے لوگ جو قرب جوار راجپوتون کے بھیجے ہوئے آئے تھے کیا کیا ظلم بدعت مسلمانونپر اونھون نے نہین کیے اور اتبک اوسکا فخر و مباہات کرتے ہین بلکہ اونکے زور و شورش اس حد پر پہونچی ہے کہ جابجا اطراف شہر مین مسلمانونکو راہ چلنا اور بسلامت نکلنا دشوار ہے اس جہت سے شرفاے شہر اودھ نے گھر چھوڑ کر فیض آباد مین اپنے عزیز و اقارب کے گھر جا کر رہنا اختیار کیا ہے اگر خدا نخواستہ سرکار دولتمدار سے مدد اشرار کفار ظاہر ہوتی مظنہ وقوع غدر تمامی ممالک محروسہ مین ہے - علی ابن محمد الحسینی ۱۲۳۹ ۱۲۷۱

نقل عرضی مولوی حفیظ اللہ داروغۂ عدالت عالیہ فیض آباد مورخہ ۲۲ - شہر ذیقعدہ ۱۲۷۱

عرضی شرح کہ غلام حسین شاہ فقیر کئی آدمی لیکر بیراگیون ہنومان گڑھی واقع اودھ کے ساتھ باظہار یہ کہ مسجد نزاع رکھتا ہے لہذا فریقین کی طلبی در دولت پر ہوئی ہے تعین حکم پہونچا ہے کہ وہان کے رہنے والون سے تحقیق واقعی اور تفصیلی عرض کرو اظہار ہر ایک کا باشتراک رائے مولوی نہال الدین لیکر بلا رعایت فریقین کیفیت اس باب مین تاکید فرید جان کر حسب الحکم عمل لاؤ بعد معرکۂ جدال وقتال فریقین اور مارے جانے ۱۶۹ مسلمانون کے مسجد بابری مین ۱۹ تاریخ شہر مذکور بر سبیل ڈاک سلطانی شرف ورود فرمائی لہذا باشتراک رائے مولوی موصوف ساکنین فیض آباد و اودھ سے تحقیق واقعی کرکے کیفیت تفصیلی اونکی گواہی

سے کھینچی ہی نظر انور مین گذریگی بعد ملاحظہ کے در باب تدارک ہنومان گڈھی جس مسجد مین مسلمانون کو قتل کیا قرآن شریف سے لے ادبی کی کٹرہ مسجد یا بڑی مسجد جامع جو حکم سرکار سے بنا تھا توڑ ڈالا در و دیوار کو بندوق کی گولیون سے چھلنی کر دیا مانع اذان و نماز کے ہوئے مسجد مین جو رای جہان آرا اقتضا فرمائے۔ واجب تھا عرض کیا۔ الٰہی آفتاب دولت و اقبال تابان و درخشان رہے۔ عرضی بندۂ خاص حفیظ اللہ سنہ ۱۲۴۳ء داروغہ عدالت فیض آباد مرقومہ ۲۲ - ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ -

نقل اقرارنامہ

ما یانکہ مہنت بلرام داس و مہنت کشنداس و مہنت دیبی رام بیراگی چار سمپردہ ہین۔ غلام حسین وغیرہ نے ہنومان گڈھی مین اظہار مسجد کیا ہے اور اسباب مین فیما بین نزاع واقع ہوئی اس جہت سے پیشگاہ بندگان سرکار ابد قرار سے واسطے تحقیقات کے آغا علیخان کپتان آر صاحب بہادر اور راجہ مان سنگھ بہادر قایم جنگ مامور ہوئے ہین اور لکھے دیتے ہین کہ اگر حاکمان موصوف از روے تحقیقات ہونا مسجد کا ہنومان گڈھی مین ثابت پہونچائین اور تینون حاکم متفق ہو کر ہمسے کہین ہمین بسر و چشم منظور و قبول ہے اور کسیطرح کا عذر نسبت اوسکے نہوگا۔ بنا بران یہ چند کلمے بہ طریق اقرارنامہ کے لکھے گئے کہ ثانیحال سند ہو اور عند الحاجت کام آوے۔

مرقومہ ۲۶ - ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ - دستخط ہندی بلرام داس

نقل اقرارنامہ

ما یانکہ مہنت بلرام داس و کشنداس و مہنت دیبی رام بیراگی چار سمپردہ ہین غلام حسین وغیرہ نے دعوی ہونا مسجد کا ہنومان گڈھی مین کیا جسسے نوبت تکرار کی پہونچی اور میسیان جعفر علی محمد حسین شیخ بدھو وغیرہ باشندے اودھ کے بوجہ شرالکشی غلام حسین رنج پیدا کیا اب نظر رابطہ سابق ہمین اونسے رنج و کدورت نہین رہی اور اب آغا علیخان بہادر راجہ مان سنگھ بہادر قایم جنگ کپتان آر صاحب بہادر درمیان دیکر قسم مہابیر سوامی سے قرار کرتے ہین اور لکھی دیتے ہین کہ بشرط عدم وقوع زیادتی اوسطرف کے ہم زنہار اور صلاحیت و فساد کے...

نزاع لفظی بھی ان سے نہ کرینگے اور ہم بیراگی چار سید سے خلاف تحریر ہذا عمل نکرینگے اور جسطرح کہ قبل از معرکہ فیما بین ہمارے اور جعفر علی مذکور کے راہ و رسم تھا وہی ضبط اب بھی صلح اور راستی سے جاری رکھینگے اور کسیطرح کی بغاوت نہ کرینگے اگر منافی اقرار اور تحریر ہذا کے کریں مجرم اور گنہگار ہو کر جو سرکار سے سزا تجویز ہو اوسکے سزاوار ہیں بنا بر آن یہ چند کلمے بطریق صلحنامہ کے لکھدیے گئیے کہ ثانیاً حال سند ہو اور عند الحاجت کام آوے مرقوم ۲۶ - ذیقعدہ ۱۲۷۱ھ

دستخط ہندی - بلرام داس

سانحۂ یادگار معرکہ سید امیر علی شہید ساکن قصبہ امیٹھی متصل لکھنو

جب فساد و ہنگامہ ہنود و بیراگی اختر گڑھ یا ہنوان گڈھی کا غربائے اہل اسلام سے بڑھا اور بظاہر ثابت و تحقق ہوا کہ رعایت و پاسداری ہنود بطمع دنیا ارکین دولت کو منظور ہے مولوی سید امیر علی بندگی میان کے پوتے ساکن قصبۂ امیٹھی نسبتی بھائی شیخ حسین علی کارندۂ راجہ نواب علیخان رئیس محمود آباد بسبب جوشش حرارت اسلام چاہا کہ دفع توہین اسلام کریں چنانچہ پہلے سندیلہ میں اہل اسلام نے مولویکی تحریک سے بعد شورہ اجماع کر جہاد پر باندھی بعض ناعاقبت اندیش نے منع کیا کہ یہ امر اچھا نہیں حاکم وقت اور صاحبان عالیشان سے آخر کو مقابلہ ہو جائیگا پھر کچھ بن نہ پڑیگا عبث عبث توہین اسلام کے واسطے ہو جائیگی غرض ایک نے نمانا مولویصاحب کے سر پر اجل تو آ گئی تھی جب رکن رکین سلطنت حضور عالم اس امر سے مطلع ہوئے شاہ جمجاہ سے عرض کی کہ فدوی ہر چند چاہتا ہے کہ یہ بیدر فساد کسی حکمت عملی سے موقوف ہو جاے لیکن خانہ زاد سلطنت یعنی خواجہ سرا پردۂ غفلت میں بانی مبانی اس فساد کے ہوتے ہیں یعنی مولوی امیر علی بہر چند منشی متوسل بشیر الدولہ کے عزیزون سے ہے وہ چاہتا ہے کہ اس آتش فتنہ و فساد کو خوب بھڑکائے اور مفت میں میری بدنامی اور نارسائی ظاہر ہو -

بشیر الدولہ جب اس سے واقف ہوے لپنے رفع الزام کو بواسطہ منشی مولویصاحب کو بلوا کر عمائد اور حضرت جنت مکان کے امام باڑہ میں اونا راجب تک رہے اونکی ضیافت کی اور اپنے ساتھ حضور کے پاس لیگئے اونھوں نے سب طرح کے نشیب و فراز سے سمجھایا اور چاہا کہ خلعت سرفرازی دیکر رخصت

کرین لیکن مولوی صاحب نے خلعت لیا اور جبا دیا تھہ نہ اوٹھایا بلکہ بہت بے لطف گفتگو ہوئی کہ باعث ملال خاطر ہوا بلکہ ازراہ مآل اندیشی چاہا کہ انھین قید کر لیجیے تاکہ طول فساد نہونے پاوے منشی نے بشیر الدولہ سے کہا کہ یہ صورت ہوئی تو پہلے مین گلا کاٹ کر مر جاؤن گا آخر اوسی شب کے مولوی صاحب کو بسلامت اونکے گھر بھیجا اور اونکا نکلنا اپنے واسطے بہت غنیمت سمجھے۔

مولوی صاحب نے جمعہ کی نماز پڑھی اور تقریباً ۷ آدمی مجاہدین سے روانہ ہوئے راہ مین ایک فقیر آزاد نے مولوی صاحب سے کہا کہ زنہار نجاؤ لامحالہ مارے جاؤ گے مولوی صاحب اس الہام غیبی سے کچھ خبر نہوے جب سرکار مین یہ خبر ہونچی میر صفدر علی کارندہ اہتمام الدولہ اور تہور خان کو سنہ عالم نے مع فوج و توپخانہ روانہ کیا کہ جا کر انسداد فتنہ و فساد کرین مگر پہلے نرمی و آشتی سمجھانا اوسکے بعد تہدید چنانچہ شیخ حسین علی مذکور اور تہور خان مع کل اہتمام ایک واسطے سوال و جواب رہے اور کوئی دقیقہ فہمایش نچھوڑا آخر بسبب قریب ہونے عشرہ محرم کے عہد و پیمان و میثاق وعدہ ایک مہینہ کا ہوا کہ اس مدت معینہ مین مسجد گڑھی مذکور مین پہنچا دے تو پھر آپکو اختیار ہے مگر تہور خان نے اپنی جوشش ایمان سے ازراہ سپہ گری یہ کہا کہ اوس وقت ہم بھی آپکے شریک جہاد ہونگے کسواسطے کہ ہم حضور عالم سے جو اونھون نے وعدہ فرمایا ہے مطمئن ہین چنانچہ ۲۴ تاریخ روز مباہلہ ذیحجہ ۲۴ محرم سنہ ۱۲۷۱ھ تک کا وعدہ موکد ہوا۔

مولوی صاحب اس مدت معینہ تک سہالی علاقہ راجہ نواب علیخان مین رہے ہر روز مین سو پچاس نفر اور تھوڑا خرچ ضروری ملتا رہا اس عرصہ مین یہ خبر دور و دراز شہرون مین پہونچی تمام جہاد کے شائق جاہل مسائل بے فکری سے روزگار فاقہ کش آوارہ وطن لوگ شریک جہاد ہوئے تقریباً جمعیت دو ہزار کی ہو گئی رامپور پیلی بھیت کے پٹھان پہلے جمع ہوے اور کئی سو افغان ولایتی قندھاری کوہی دشتی لباس سیاہ سے آئے علیحدہ سب سے اترے چند روز مین رنگ بے رنگ دیکھکر اولٹے پھر گئے بعد اسکے ہر روز لشکر مجاہدین سے پچاس گئے دوسرے دن پچاس اور آ گئے اوس مدت مین یہ غلغلہ ساری مملکت ہند مین پھیلا ہر ایک موافق عقیدہ خاص کی اپنی جگہ مستعد آمادہ ہوا اور بعض رئیس خوف صاحبان عالیشان سے بدل تمنی اور بظاہر متردد و خائف ہو کر ساکت و خاموش رہ گئے۔

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب شاہ جہاں کے پاس آئے مشہور تھا بیان کیا کہ ہندوستان مین درمیان ہندو مسلمان کے فساد عظیم برپا ہوا چاہتا ہے مبادا نوبت کشت و خون کی پہونچے ہزارہا بندگان خدا کا ناحق خون ہو جاوے اہالیان سرکار پر اسکا تدارک انتظام واجب و لازم ہے مولوی امیر علی بانی مبانی ایسے شور و فساد کا ہوا ہے اوسے سزا قرار واقعی دینا چاہیے اوسے لکھنؤ سے کیون جانے دیا قید کرنا مناسب تھا حضور عالم نے عرض کیا کہ مین نے اونکی ضمانت کو بلوایا ہے کہ وہ در دولت پر حاضر ہون صاحب نے فرمایا شاید وہ بے ضمانت نہ آوین بادشاہ نے فرمایا یہ کیا آپ نے کہا ہمارے رعیت نہین ہین پھر کیا سبب نہ حاضر ہونے کا اسکا جواب نرمی دیکر رخصت ہوے —

امر عجیب یہ ہے کہ اسی ہنگامہ مین ایکدن کپتان ہیر صاحب نے حشمت الدولہ بتوسط شاہی سے کہا کہ اس فساد کا بہت جلد بندوبست کیا جاوے کہ حتی المقدور طرفین سے خونریزی نہونے پاوے ورنہ سلطنت پر آفت آجاویگی۔ چنانچہ بعد اس عرصہ کے جب حشمت الدولہ کے پاس آئے کہا تم ہمارا پیام بادشاہ ذی مرتبت سے جا کر کہدو اول بردر شاہی رسیدہ بہ تبلیغ رسالت کی فرمایا ہمین سمجھاتے ہین حسب الحکم شاہی بعض موکل گڈھی مذکور راجہ مان سنگھ کپتان بارلو صاحب کی ضمانت سے در دولت پر حاضر ہوے حضور عالم نے اونھین اپنا مہمان کیا آخر بے خبر اور کوتاہ اندیشون نے بطمع دنیا اپنا کام کیا اور اونھین بسلامت سرکار سے رخصت کرا دیا اور بظاہر ایسے بچاؤ کی باتین لاطائل ذہنی تراشین اور بادشاہ سے باتفاق ہمزبان ہو کر عرض کیا اور یہ پرچہ پیام مشہور تھا رزیڈنٹ کو بھیجا کہ جا سے مسجد ہنومان گڈھی مین کسیطرح ثابت و تحقیق نہین ہوتی بعد ملاحظہ التفہیم ہر طایفہ فریقین کو خلاف سمجھا اور یہی حکم محکم ہر وقت سرکشی و تمرد ہی سے اعمال دیکھا ویگی صاحب رزیڈنٹ نے یہ حال صدر کو رپورٹ کیا اور جواب پرچہ پیام یہ بھیجا کہ اہالیان سرکار نے اس باب مین حق انصاف ادا کیا اور ہرگز رعایت مذہب و ملت نہ کی عدل و انصاف حاکم وقت کو یہی چاہیے اور اس مدت حکومت مین کبھی ایسا امر واجبی اور مناسب حال جیسا کہ چاہیے صادر نہین ہوا

پس اس پرچہ پیام نے خاتمہ کر دیا غافلون نے چاہا کہ کسی حیلہ و فریب سے یہ امر ملتوی مین رہے مگر چارہ کہ علاج خود بند کر دیا تھا اب مدت وعدہ مولوی صاحب بھی تمام ہوئی بنا کے تعمیر مسجد ہنومان گڈھی ہر چند کہ بنا مسجد کی بموجب کیفیت مرسلہ اور شاہد اکثر ثقات سے ثابت و تحقیق ہو چکی تھی

چنانچہ بندۂ مؤلف کے بھائی کی پلٹن متعین فیض آباد ہو چکی تھی عملداری فرمانبدہ احمد مرحوم مین وہ بھی کہتے تھے کہ ہمنے اوس مسجد کو دیکھا اور جب ہم گڈھی مین گئے مہنت نے ہمین صفائی دی ہے خلاصہ مولوی صاحب بعد اس عہد و وعدہ شکنی کے مایوس ہوے چار و ناچار مستعد مرگ ہوکر وہانسے بانسہ مین کوچ کر گئے اور وہان سے پھر دریاباد باغ عیدگاہ مین مقام کیا

حسب الحکم سرکار ۵ ضرب توپ فوج تلنگہ و نجیب مع افسران اہل اسلام کپتان بارلو صاحب و حاجی مرزا حسین علی کمیدان پلٹن گلابی یہ سب روانہ ہوے اور حکم محکم ہوا کہ زنہار مولوی صاحب کو آگے بڑھنے نہ دینا اور رزیڈنٹ سے متواتر یہ پیام آنے لگے کہ جلد انسداد اس فتنہ کا کرو اور حریفون اور چاشت خورون نے بادشاہ سے نسبت خلاف مولوی صاحب کی باتین اپنے بچاؤ کی بنا بنا کے کہنی شروع کین اور حضور عالم سے خایف تھے اور متفق تھے اور اپنی جیب طمع بھر چکے تھے پھر کیونکر مباحث صاف خدا سے ڈر کر عرض کرتے غرض پندرہ دن تک مولوی صاحب وہین رہے اس عرصہ مین وہ مولوی جو سند لیے مین محرک جہاد خدا ہوے تھے حسب الحکم حضور عالم متفق ہوکر فہمایش کو آئے جابجا کہ مجاہدین کو مرتد کرین اور مسجد عیدگاہ مین گول گول باتین خوف حاکم وقت اور خوف جان وآبرو از راہ موعظہ بیان کین جاہل یہ سنکر سب سے پہلے بگڑے کہ وہ مولویو تم سب اہل دنیا ہوکل تمنے ہمکو آمادہ جہاد کیا تھا اب حاکم وقت کے سمجھانے سے ہمین مرتد کرتے ہو اب ہمین فریب نہ دو یہ فضیلت مال دنیا جاہلون کے ہاتھ سے جاتی رہیگی یہ سنکر عوام ڈر کر چپکے چلے آئے ۔

پنجشنبہ کو وقت عصر لشکر مولوی صاحب مین نقارہ کوچ ہوا سب نے کمر باندھی ہتھیار لگائے فوج شاہی بھی ادھر تیار ہوئی توپون مین چہرہ دیکر مہتاب روشن کی لیکن کسیکی جرات سامنے آنے کی نہ پڑی پھاٹک حصار دریاباد و بند کر دیا تھا مولوی صاحب نے جب اپنے مجاہدین کے رعب سے پھاٹک کھلوا دیا وہانسے کنار قصبہ مقابل بنگلہ ڈاک مولوی صاحب نے مقام کیا سات دن تک وہین رہے جب فوج شاہی نے سبب حرکت پوچھا کہا مقام اول مین قلت پانی اور کثرت عفونت ہوگئی تھی اس جہت سے مقام ثانی اختیار کیا ۔

جب مولوی صاحب مسجد عیدگاہ مین تھے نماز جمعہ مین ہزارون آدمی مع افسران فوجی پیچھے نماز پڑہتے تھے جب نماز پڑھکر اپنے لشکر مین آتے تھے کمر قتل پر باندھتے تھے جب اس حال کا پرچۂ اخبار سرکار مین گذرا حکم ہوا آب و دانہ رسد غلہ مجاہدین پر بند کردو اونپر عرصہ تنگ ہوجاے مولوی صاحب نے ازراہ اتمام حجت ایک عرضداشت منظوم بادشاہ کو بھیجی کہ رسول مقبول نے دو ثقل بزرگ اپنی امت مین چھوڑے ایک عترۃ طاہرہ دوسرے کلام اللہ۔ عترت پر وہ حال گذرا جو چاہا کیا اب فقط کلام خدا باقی رہا تھا اسکی کفار کے ہاتھ سے اوسی کے گھر مین یہ صورت گذری بہت تعجب ہے کہ ایسے عہد معدلت مین اسکا انتظام ہو سکے اس بندہ مسکین نے حسبتہً للہ کمر باندھی ہے اوسکی عقوبت مین مستحق ایسی پاداش کا ہوا اگرچہ ثابت ہے کہ ارکان دولت نے اپنی طمع نفسانی سے یہ عرضداشت نظر انور مین نہ گذرانی کسواسطے کہ اپنے اظہار سے خود جھوٹے ہوتے

جب مجاہدین پر رسد بند ہوئی کئی فاقے گذرے اس کڑی پر بہت سے خارج ہو گئے ناچار ہوکر مولویصاحب نے شیخ حسین علی اپنے بھائی سے کہا الحمد للہ کہ تمنے اور تمہاری فوج نے مثل زمانہ سابق کئی برس کے بعد آب و دانہ بند کیا ہے جزاک اللہ ایسا جواب دیا کہ ایسا امر مجھسے کبھی نہوگا اسیوقت غلہ وغیرہ ضروریات چھکڑونپر بار کرکے بھجوا دیا اور بہت سی برادرانہ دلجوئی کی جب کثرت لوگون کی بڑھی مولوی صاحب بخوف گرفتاری شریک نماز ہوتے تھے اسکا بھی دغا باز و نسے کچھ عجب نہ تھا تین آدمی محافظت کو ہر وقت تلوارین کھینچے کھڑے رہتے تھے اور ہر شخص کو پاس نجانے دیتے تھے سواے شیخ حسین علی کے یا کبھی تہور خان جایا کرتے تھے ایکدن شیخ حسین علی نے بعد بہت سی منت وخوشامد کے کمر سے تلوار نکالکر مولوی صاحب کو دی اور پاؤن پر سر رکھکر کہا کاشکے مجھے آپ اسوقت جان سے مارڈالیے بہت آنکھون سے بچونگا اور اپنی بہن کو رانڈ نہ دیکھ سکونگا پھر شیخ حسین علی آئے اور حضور عالم سے عرض حال کیا ارشاد ہوا بہر صورت اس فتنہ وفساد کو بند کرنا چاہیے اب خوف تزلزل سلطنت ہے اور بنا مسجد بسہولت وقت مناسب مین ہو جائیگی مولویصاحب ایسے اقوال سرکار کو بے اصل وبے فروغ سمجھے کہ جب نہ ایفاے وعدہ نہ ہوسکا تو اب بناے مسجد کبھی ہو سکے گی اور نہ وقت مناسب ہاتھ آئیگا۔

اس عرصہ مین حسب الحکم بادشاہ اور فرمایش حضور عالم سے سلطان العلما نے بھی ایساہی مین کچھ

تحریر کیا مولوی صاحب کو پہونچی لیکن اوسے خلاف نفس الامر سمجھے پھر سلطان العلما نے کوئی
فتوی بتصریح حکم سرکار سے دستخط نہ کیا بلکہ جواب دیا کہ ایک شخص نے غرض نفسانی رفع
توہین اسلام پر کمر باندھی ہے اور تن بمرگ دیا ہے سراسر اوسکے حق بجانب ہے کیونکہ خلاف
شریعت غرائے احمدی بخوف حاکم لکھون لیکن مقام حیرت یہ ہے کہ تمام ہندوستان مین لکھنؤ
دار المومنین مشہور ہے ایک مسکین ضعیف ونحیف نے ہمت مردانگی کی ہے مقام عبرت
ہے علماے فرنگی محل نے بھی اسی طریق سے تحریر کیا بلکہ راضی ہوے اس امر پر حاکم وقت کو
اپنے شہر مین رہنے دینے کا اختیار ہے کبھی ہم فتوی قتل اس شخص کا نہ دینگے مولوی محمد اصغر کے
نواسے نے بھی فتوی دستخط کیا علماے ظاہر اہل سنت مثل مولوی حسین احمد غلام جیلانی
وکیل عدالت انگریزی مولوی محمد یوسف مولوی فضل حق خیرآبادی مولوی محمد سعد اللہ جو حج خانہ کعبہ
سے مشرف ہوکر آئے تھے اور بعض علماے گمنام نے بھی محض بطمع دنیا بخوف حاکم حکم فتوی قتل
عبارات مختلف سے رنگین کرکے دیا اور بعض علماے شاہجہان آباد نے بھی ایسی حجت وبرہان سے
لکھا یعنی جب اہل اسلام قلیل ہون اور غلبہ کفار ہو اوسوقت خلاف حکم اولی الامر یعنی حاکم وقت جہانبان
عالیشان یا اہل اسلام جو انکی اختیار مین ہون جہاد حرام ہے لیکن جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہو وہ طاغی باغی ہے
سراج الدین خان کمیدان بھی بحکم سرکار فہمایش کو گئے اونکے کہنے سے کچھ لوگ بریلی رامپور پیلی
بھیت کے بزدل ہوکر اپنے گھر چلے گئے اونہین بقدر ضرورت کچھ زاد راہ بھی دیا اور کچھ لوگ
افغان ولایتی کوہی بہ مجرد سننے فتوے کے اوٹھ گئے اب مجاہدین متفرق و پریشان ہوکر قریب
چھ سو کے تن بمرگ دیکر رہ گئے اونپر فاقے ہونے لگے اوسوقت سب کی نظر مین تھی پچاس روپیہ
یومیہ نواب علیخان راجہ محمود آباد اپنے پاس سے اور پچاس روپیہ روز حسین علی اونکا کارندہ سبیل کرکے کفالت مجاہدین
کو دیتے تھے میر عباس ہمشیرزادہ میر کجان نامی پسر ایک مشہور شہر کوتوال الشکر تھے اونکی معرفت تقسیم ہوتا تھا
غرض ۲۶ تاریخ ماہ صفر روز چہارشنبہ مطابق ۷ نومبر ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲ [illegible]
مولوی صاحب نے نماز صبح بجماعت پڑھی اور روانہ محمد پور ہوے اوسوقت تقریبا تین سو آدمی
سے زیادہ ہمراہ نہ تھے باقی منتشر تھا راہ ایک بعد ایک سے متفرق ہوکر چلے بعد ایک ساعت کے کپتان
بارلو کو یہ خبر پہونچی - چار کمپنی دو توپ لیکر پیچھا کیا اور ۳ کمپنی تلنگا ہی حاجی مرزا حسین علی تھا

اس عرصہ مین مولوی صاحب آٹھ کوس حیات گنج مین پہونچے زوال شمس قریب تھا ایک باغ مین
جانب شمال ٹھہرے منظور تھا کہ بعد فریضۂ ظہر رودولی تین کوس ہے وہان جاکر رہینگے جتنے نمازی
تھے وہ سوار چار ایک ایک رودولی کو چلا شاہی فوج جانب دریاباد اور سد راہ کمپنی گلابی جوار
کے کھیت مین بارلو کی کمپنی اور توپین کھیت کے سرے پر بھی اتفاقاً کئی تلنگا اپنی قطار سے
بڑھکر راہ پر کھڑے ہوے تاکہ مجاہدین جو رودولی کو جاتے تھے منع کرین اور کپتان بارلو نے
خود مولویصاحب کے پاس آکے کہا کہ مولوی صاحب خلاف حکم بادشاہ منشاے صاحب ریذیڈنٹ
بہادر آپکو آگے جانا مناسب نہین ہے اپنی جماعت کو منع کیجیے اور آپکو بھی مناسب ہے کہ اس
عزیمت سے باز رہیے ورنہ ہمکو حکم ممانعت کا ہے مولوی صاحب نے کپتان بارلو صاحب کو ڈپٹ
کے کہا کہ کافر سامنے سے ہٹ جا ورنہ کوئی جہادی مار ڈالے گا۔

کپتان بارلو گھوڑا بھگا کے اپنی فوج مین آئے اور حکم دیا کہ آگے بڑھین تو خالی توپ اول دغوا
کر پھر جہادین اور مجاہدین گولیان مارنے لگے لیکن اسی آدمی مجاہدین سے جوار کے کھیت سے نکلکر
دفعۃً توپ پر جا پڑے بند کر دی۔ ہر چند ہر طرف سے گولیان برس رہی تھین مگر مجاہدین دل کھولکر
تلوار سے خوب لڑے اور انکے غول سے صداے تکبیر بلند تھی کچھ خیال گولیون کا نہ کرتے تھے جب
یہ صورت ہوئی بارلو الگ ہوگئے اور گلابی نے پیچھے سے آکر گھیر ماری غرض نیم ساعت مین
سب خاک مین ملگئے اور تین توپین خالی جانب مغرب سے چلین کہ جو فرار ہوے

مولوی صاحب اوس باغ مین ۱۷ یا ۱۸ آدمی سے اپنے سجادے پر مشغول نماز تھے
تلنگون نے دور سے جمعیت لوگون کی دیکھکر دفعۃً ایک توپ ماری آم کے درخت سے لگ کر
بر اٹھنہ سر پر نمازیون کے گرا بعد اسکے تلنگے یورش کرکے گولیان مارنے لگے دوسری طرف سے راجہ دیبی بخش
ضلع گونڈہ کے تعلقہ دار آپڑے سب کا کام مقابلہ مارکے اور بھگیلون کو تلاش کرکے تلوارون سے
تمام کیا مولویصاحب اپنے سجادے پر روبقبلہ گرے اور ابتدا سے یہی انکی دعا تھی کہ مین کسی
مسلمان کے ہاتھ سے نہ مارا جاؤن خدا نے انکی دعا مستجاب کی باقی نمازی گرد انکی نعش کے
پڑے تھے بشکل نبات النعش تلنگون نے ڈڈکر بارلو سے کہا کہ مجاہدین کا کام تمام کیا ایک تلنگہ
مولویصاحب کا سر کاٹ کر لایا بارلو نے اوسیوقت از راہ تفخر فتح وفیروزی سمجھکر روانہ سرکار کیا جب حضور عالم

خبر ہوئی حکم ہوا یہان کیون سر کو لائے اب جا سکتے ہو لکھنؤ مین بھی کوئی ہنگامہ برپا ہو و ہان بھیجے گئے
شتر سوار لیکر آئے تھے حکم ہوا کہ اس سر کو دھڑ کے ساتھ جا کر بعد ملاحظہ کرانے بڑے صاحب کے
دفن کر دو یہ ڈر ہے کہ اگر پھر کر لیجا وینگے مبادا کوئی مجاہدین اسے دیکھکر چھین لے اور یہین باڑے
بڑے صاحب کو ملاحظہ کرا کے معلوم نہین کہان سر کو پھینک سیدھے بارو کے پاس چلے گئے
اسکا سبب تو ظاہر ہے کہ مولوی صاحب متواتر کہتے تھے کہ ہمنے سر راہ خدا مین دیا ہے پھر انکا
سر جسم کیونکر بلکر دفن ہوتا مگر یہ بات فہم عوام سے باہر ہے اکثر علما نے ایسے مشاہدہ بھی
مقام سکوت اختیار کیا تا سنی مذہب کو دخل نہ دیا کسواسطے کہ سب نے اونکے مقام وحدت
پر نظر کی نہ کثرت پر ۔ العلم عند اللہ ۔

الغرض تلنگون نے اسلحہ حرب لباس مقتولین سے اوتار کر آپس مین تقسیم کر دیا تین
کوس وہان سے محمد پور تھا جا کر مقام کیا مقتولین کی نعش اسیطرح خاک و خون مین غلطان چھوڑ
دی نصف روز چہارشنبہ سے تا دوپہر پنجشنبہ یہی صورت رہی کسی درندہ صحرائی نے اونکی نعش
کو نہ کھایا برخلاف اسکے بعض نعش ہنود جو علیحدہ پڑی تھین اونھین درندے کھا گئے اس حال کو
اکثرون نے بچشم ملاحظہ کیا ہے اس لیے بہ تکلف نہین لکھا جو فی الحقیقت تھا تحریر کیا انکی بیکس
نعش کوون اور سیارون نے بھی چھوڑی آخر زمیندار مسلمان جو قریب رہتے تھے زن و مرد جمع ہو کر
آئے بعض خوف خدا سے ہر ایک کو اوسی درخت آم کے نیچے دفن کیا اور حاکم وقت سے نہ ڈرے
مولوی صاحب کے پہلو مین اونکے جوان بھتیجے کو دفن کیا جو حالت نماز مین مولوی صاحب کے ہاتھ
پر گر پڑا تھا باقی اور مقتولین کو گڑھا کھود کر پیوند زمین کر دیا اسکے سوا جہان جسکی نعش متفرق
پڑی تھی اوسے وہین دفن کر دیا ۔

ایک امر عجیب یہ ہے کہ بعد دو مہینے اس معرکے کے جب زمیندار وہان کے گنے کے کھیت
کو کاٹتے تھے اوسمین ایک شخص کو دیکھا کہ چار زانو اسلحہ حرب لگائے بیٹھا ہے اور ایک بندوق اوسکے
ہاتھ مین ہے لیکن گولی سے اوسکا کام تمام ہو چکا ہے اوسکے دیکھنے کو بہت سے زمیندار اور مسافر
جمع ہوے تماشائے قدرت خدا دیکھتے تھے اوسے وہین دفن کر دیا نواب جعفر علیخان مرحوم فیض آباد
سے آتے تھے راہ مین یہ ہنگامہ دیکھکر آتے اور اپنی آنکھ سے اوسے دیکھا اور اس مؤلف کتاب سے

بیان کیا ۱۱۳ - آدمی اوسوقت جان سے مارے گئے مجروحین کا حساب نہین اور ایک عجیب امر یہ ہی کہ مجروح خوف جان سے آٹھ یادس کوس تک بھاگے مردمان راجہ شیر بہادر سنگہ نے بحکم کپتان بارلو صاحب سب جہہ سو مجروحین مفرور کو تہ تیغ کیا صرف ایک میر عباس کوتوال لشکر بہزار خرابی اپنے گہر پہونچے -

مادہ تاریخ اور قصاید منظوم اس معرکے کے بہت سے کہے گئے بعد طبع سارے ہندوستان مین مشہور ہوے ازانجملہ بلغ العلی بکمالہ - رسولی مین ایک مجذوب سے مقتدیین کے باب مین پوچھا اوسنے جواب دیا وانہ علی ذلک شہید ۲ ۷ ۱۲ ہوتے ہین -

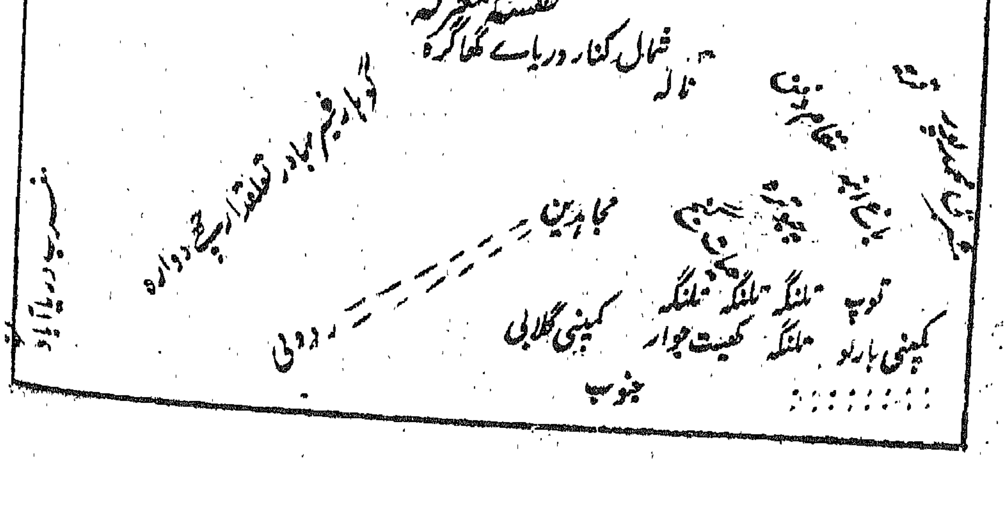
فوج سلطانی کے مجموع مقتول و مجروح ۱۲۵۰ - آدمی -

میر محمد حسن خان ناظم بہرایچ واسطہ اصلاح حال مولوی صاحب نواب محسن الدولہ بہادر کیطرف سے ہوے تھے کسواسطے کہ حین حیات مولوی صاحب نے انسے کہا کہ جب تک سرکار سے تعمیر مسجد ہو آپ میرے ہمراہیون کے متکفل اخراجات ضروری رہیے کیا مضایقہ ہین توقف کرونگا مگر سرکار کو بلطایف الحیل ٹالنا منظور تہا ایفاے وعدہ کون کرتا اور اپنی خاطر جمع ہر صورت کر چکے تہے انجام کار پر کون نظر کرتا ناظرین چشم بصیرت سے ایسے سوانحات کو دیکھین اسکا انجام بہی سب نے دیکھا جب انقلاب سلطنت ہوا ایک شخص نے دیوان حافظ سے تفاول کیا یہ شعر نکلا دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را * چندان امان نداد کہ شب را سحر کند * اور رزیڈنٹ پیشتر ہی خبر دے چکے تہے کہ مولوی کو فساد سے منع نہ کیا تو سلطنت لیجاویگی - تاریخ قتل خود مولوی صاحب شہید نے کہی

بذکر حق سراپا گوش دارم * می حب علی در جوش دارم شدہ تاریخ او قبل از شہادت سر میدان کفن بر دوش دارم

۱۲۷۱

نقشہ معرکہ



جنرل اوٹرم صاحب کا کلکتہ سے آنا انتزاع ملک کا ہونا کانپور سے فوج کا آنا اور غفلت رکن رکین سلطنت وغیرہ سوانحات یادگار زمانہ

سی ام جنوری روز چہارشنبہ سنہ ۱۸۵۶ء مطابق ۱۲ جمادی الاول سنہ ۱۲۷۲ھ کپتان ہیر صاحب جنرل اوٹرم صاحب کے استقبال کو تا کہ چار باغ تک گئے توپ سلامی کی چلی بعد زوال شمسی حضور عالم باطمینان کلی استقبال کو تشریف فرما ہوئے اوسوقت تک کسیطرح کا کھٹکا و وسوسہ بلکہ گمان بھی پیرامون خاطر نہ تھا اور جو کچھ افواہ خلایق یا دوستان دور داز سے سنتے تھے اوسے زٹل اور افسانہ بازاری جانتے تھے ہرچند متواتر تجار بمبئی اور عملۂ انگریزی نے بواسطہ خطوط اور بعض نے بالمشافہہ خبر پہونچائی اور بعض صاحبان عالیشان نے تجویز اہالیان پارلیمنٹ والاہیان کی اور اسکی صورت اصلاح امکانی بھی تبائی سب بے طمع غرض نفسانی گویا حسبۃً للہ لیکن ان سب کو لغو و مہمل سمجھے اور کسی نے مقربان بادشاہ سے کہا مثل خواب پریشان سمجھکر اڑا دیا غرض ۲ بجے جنرل صاحب داخل رزیڈنسی ہوئے پھر سلامی توپ ہوئی اوسوقت صاحب نے حضور عالم سے کہا کل دس بجے ہمارے پاس آؤ اور احکام نواب گورنر جنرل کے تمین سنائینگے اور فوج سرکاری انتظام ممالک محروسہ کو آتی ہے کسی امین کو اہتمام رسد کو روانہ کرو۔

ایک اور امر تازہ امر یہ ہے کہ جب اجتماع فوج انگریزی کا نپور مین مشہور اور زبان زد خاص و عام ہوا بادشاہ نے صاحب اسسٹنٹ سے اس باب خاص مین پوچھا جواب دیا کہ راجہ نیپال کو ملک دینون لینے مقام پیش کیا جاتا ہے اوسکے اہتمام کو فوج سرکار جمع ہوئی ہے لیکن آپ تشفی رعایا کو اشتہار حکم فرمائین کہ غلطہ فوج کا دل سے جاتا رہے اور در صورت تصور خلاف مجرم سرکار ہوگا اور نیاز مند بھی صاحب مجسٹریٹ کانپور کو منادی شہر کو لکھتا ہے غرض اوسیوقت حسب الحکم راجہ جے لال سنگہ اہتمام رسد کو روانہ ہوے

پنجشنبہ کو حضور عالم گویا خواب غفلت سے بیدار ہوے معلوم نہین تمام رات کس خیال مین گذری اب ہجوم افکار پیش پا افتادہ خاطر اقدس مین گذرے وقت خاص پر صاحب کے پاس حاضر ہوئی فرمایا نواب گورنر جنرل بہادر نے حسب الحکم صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس یعنی اشتمام کمپنی بہادر

۱۲ لاکھ سالانہ مصارف ذات بادشاہ تین لاکھ عملہ وشاگرد پیشہ مجموع پندرہ لاکھ مقرر فرمایا ہے
اور تنخواہ اولاد نواب شجاع الدولہ اپنے ذمے لی ہے اور انتظام ممالک محروسہ موافق دستور سرکار
کمپنی بہادر ہوگا محبت نامہ بھی انھین احکام کا بادشاہ کو پہونچیگا اور یہ عہدنامہ جدید مجوزہ نواب
مقتشم الیہ ہے چاہیے کہ اسپر بادشاہ اپنی مہر کمال رضامندی سے فرمائین اور اس بات
مین تمھاری بڑی خیرخواہی سرکار مین ہوگی کسواسطے کہ تحقیق ذصل کلی خراج بادشاہ مین ہی
اسکے جلدو مین لاکھ روپیہ کی جاگیر سالانہ نقد یا بدستور قدیم تقبضہ تجمہرہ نسلاً بعد نسل تمھارے
واسطے ملیگی وگرنہ درصورت خلاف مجرم سرکار ہوگے ۔

بعد زوال شمسی جبسے نیر اقبال سلطنت پر زوال آیا دستور معظم نے حجت کی لیکن سمیہ سترا
پریشان حال ہوکر حقیقت حال مشروحاً بادشاہ سے عرض کی اور نشیب و فراز بہت سا سمجھایا
مقربان خواص نے بھی باتفاق ہمزبان ہوکر بخوف حضور عالم بھی صلاح بقای دولت عرض کی
بلکہ صلاح نے اصل مطلب کا راضی نامہ لکھکر نظر انور مین گذرانا اس عرصہ مین جناب عالیہ جنرل
صاحب بہادر سگے بھائی رونق افروز ہوے ارکان دولت ومخربان دون ہمت سے خوب
واقف ہوے کلمات پر غضب دردول سے ارشاد کیے اور اس نقش کا نجر کو نقش آب سمجھی
روز جمعہ وقت عصر رزیڈنٹ تشریف لائے احکام صدر کا اعادہ فرمایا یعنی نواب گورنر
جنرل بہادر نے بحکم صاحبان کورٹ آف دائرکٹرس باجازت وزیر اعظم سلطنت جناب ملکہ معظمہ
دام اقبالہا نظر باتحاد وبعہد الیہ قدیم اس خاندان عالیشان کے کمال عطوفت وخیرخواہی سے
مشاہرہ مذکورہ بالا مقرر فرمایا اور مجموع بار تکالیف شاقہ انتظام وبندوبست ممالک محروسہ بذات
خود گوارا کیا ہے بہر صورت پرورش رعایا اور آبادی ملک اور دادرسی مظلومان اور دولتخواہی
وخیراندیشی سرکار مدنظر خاطر مبارک ہی اب حضرت ان تکالیف لاحقہ سے فارغ البال ہوکر
شب وروز اپنے عیش وعشرت مین بسر فرمائین اور انصاف شرط ہے کہ بادشاہ دہلی جو
مالک تمامی صوبہ ہندوستان کا تھا لاکھ روپیہ مقرر ہو بس آپ کے واسطے سب طرحسے سمجھکر مقرر فرمایا
ہے اب کوئی مقام افہام وتفہیم باقی نہین رہا کسواسطے کہ جنرل سلیمن نے اپنی مدت منصوبی مین
ہر ہر شکل مین کسطرحسے سمجھایا اور ہر امر مین آپ کو اختیار دیکر آپ خود ہمدرد ومعاون رہی لیکن ایسی خیرخواہی

صاحب ممدوح کو مدار المہام سلطنت محض اپنی طمع نفسانی و فہم نادرست سے برابر پر کا بھی نہ سمجھے بلکہ اوسکے خلاف مین کوشش فی فائدہ کرتے تھے اور موافق عہدنامجات پچاس برس کے جو جنت آرامگاہ کے عہد دولت سے آجتک ہوی وہ سب منسوخ ہوی کسواسطے کہ جب تعمیل اونکے خلاف ہوتی ہمنے تامل و تساہل مین ملتوی رکھا لہذا عہدنامہ جدید بدات چند کا ہے حضرت اپنے استرضای خاطر مبارک سے بلا اکراہ واجبا بمہر خاص مزین فرماوین کہ مدت دوام تک بقای دولتین مین کسی طرح کا خلاف واقع نہوگا اور طریق روابط اتحاد قدیم و رسوم معاشرت و ملاقات و دستور تعظیم و تکریم بالاترا ایام سابقہ سے طرفین سے عمل مین آئیگا جو موجب خوشنودی خاطر اقدس اور مزید اعتبار خاص و عام ہوگا اور درصورت ناراضی اور نامنظوری و ناگواری خاطر ہمایون اس باب خاص مین موجب ملال خاطر مبارک نواب گورنر جنرل بہادر ہوگا۔

جب بادشاہ نے یہ پیام غیر التیام بکمال ضبط و ربط سے فرمایا کہ مین ایسے جبر و ظلم صریح پر ہرگز راضی نہونگا اور کیونکر یہ وبال سلطنت اپنے اوپر گوارا کرون اگر کمال غفلت امور مرجوعہ سلطنت مدار المہام اور اہالیان سرکار کی نسبت ہے اسصورت مین اوسکی اصلاح اونکے تبدل و تغیر سے ممکن ہے نہ یہ کہ اسی لطائف الحیل سے موجب تفویض ممالک محروسہ اور معطلی و بیدخلی محض وارث سلطنت سے ہوجاے نواب گورنر جنرل کے ارشاد سے تعجب ہے کہ مواخذہ ہمارے آبای کرام کا جو مدت دوام سے مکنون خاطر ہوتا چلا آیا ہے وہ سب تغیر زمانے پر منحصر رکھا تھا سوا عہود موثقہ جو سرکارین مین ہوے ہین کیونکہ سراسر اونکے اور خلاف عدالت نہوگا ہمارے آبای کرام نے اوسے بکمال رضامندی بلا اکراہ قبول کیا اور کبھی سبقت اپنی طرف سے کسی عہدنامہ مرکوز خاطر اہالیان عالیشان ہوا ہر امر ناسخ کو جب چاہا منسوخ کرکے دوسرا داخل کیا ہمارے آبای کرام نے اوسے بکمال رضامندی بلا اکراہ قبول کیا اور کبھی سبقت اپنی طرف سے کسی عہدنامے کے تبدل و تغیر کی نہ کی بہرحال تابع مرضی صاحبان ممدوح رہے اور ہر وقت مہمات اعانت فوج روپیہ اسباب سامان ضروریات سے مضائقہ نہین کیا اور آپ نقصان لکھا روپیہ کا گوارا کیا کبھی اوسکی شکایت نہین کی اور بعض اقربا و رعایای سلطنت کی حمایت سرکار نے خلاف اپنی عدالت کے کی اوسکے واسطے اپنے حلم و بردباری سے آپکی خوشی اور مرکوز خاطر کو مقدم سمجھا اسکی توضیح بعد معرکہ بکسر جو تحریر نواب شجاع الدولہ کو ہوئی تھی

کہ اہالیان سرکار نے ۲۲ لاکھ کا ملک بنارس و جونپور و غازیپور بمواقفت مختار الدولہ بروقت جلوس نواب آصف الدولہ لیا جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کلکتہ گئے نواب گورنر جنرل نے بطیب خاطر پھیرنا چاہا لیکن خلاف ہمت سمجھے پھر بنارس میں عہدنامہ جنت آرامگاہ سے تضمین ممالک محروسہ کا لیا پھر فردوس منزل سے عہدنامہ لیا درشسم ٹھہرائی ٦ لاکھ فوج کی کنٹنجنٹ مقرر کیے کب کوئی عذر پیش کیا یہ نقوض درجہ بدرجہ ناسخ و منسوخ اہالیان سرکار نے کیا یا ہمارے آبائے کرام نے۔

جناب عالیہ متعالیہ جو اوسوقت شریک صحبت تھیں پس چلمن سے بہت سے کلمات آتشی جو مناسب حال تھے فرمانے کہ یہ ٹکڑا زمین کا جو ہمارے قبضۂ اختیار میں رہگیا ہے محض عطیہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا ہے گورنمنٹ کی ہمت سے اوسکا چھین لینا بہت بعید ہے کہ خود تاج بخشی کریں وزارت سے مرتبہ بادشاہت دیں اب بے صدور قصور خلاف شان و شوکت شاہنشاہی ہے فقط حیلۂ غفلت ٹھہرا کر ایسی اہانت و توہین سے ملک چھین لیوین ہندوستان میں جن ریاستوں میں فتنہ و فساد نوبت جدال و قتال پہونچی پھر انکا ملک اونکے وارثوں کو دیدیا ہے اور ہمسے باوجود اس اطاعت و فرمانبرداری کے جو مدت دوام سے ہوئی یہ الطاف ظاہر ہوا اگر امور سلطنت میں غفلات اور بعدم توجہی نسبت بادشاہ ہے تو آپ نے پہلے بروقت جلوس امتحان لیاقت و قابلیت کا لیا ہوتا اور اگر نسبت مدار المہام سلطنت ہے پس قصور نارسائی منتظمان سلطنت ہے مواخذہ سیاست اونکے ذمے ہے اوسکا آپ کو اختیار ہے کوئی بھی انتظام اور اصلاح حال کے حیلے سے کسیکا گھر چھین لیتا ہے انصاف سے دور ہے یا جس سلطنت کی تخریب آپکو ہوا ہو جیسا مہاراجہ جھاؤ لال سے نواب آصف الدولہ کے زمانے میں ہوا تھا ہم اوسے آپ کے حوالے کردیں۔

صاحب نے جواب دیا ہمکو مواخذہ جمیع امور کا منیب سے چاہیے نہ نائب سے جناب عالیہ نے فرمایا کہ جب آپ یا نواب گورنر جنرل ہماری فریاد نہ سنیں تو اوسوقت ہم اپنا عرض حال جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے کریں اور یہ تاج و عصائے خاص عطیۂ عالیہ سے جسے ہم اپنا موجب افتخار سمجھتے ہیں امانت سرکار کو سرکار میں دیدیویں جواب دیا کہ ہمیں اور نواب گورنر جنرل کو اسمیں کچھ دخل نہیں

اور یہ تصور فرمایئے کہ بے اجازت صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس اور بے اجازت حکم جناب
ملکہ معظمہ ایسا امر عظیم از خود کیا ہے اگر وزرای سلطنت آپکو اجازت ولایت جانے کی دین
اوسوقت بعد تنقیح کلی البتہ تفویض ملک کا جناب ملکہ معظمہ کو اختیار ہے پھر جناب عالیہ نے ارشاد
کیا کہ اگر آپ واجد علی شاہ سے ناراض ہیں میرے دوسرے بیٹے جنرل سکندر حشمت کو وارث
سلطنت کیجیے یا مرزا ولیعہد کو اور اجرای امور سلطنت موافق تجویز اور دستور العمل سرکار عالیشان
سرکار سے عمل میں آوے یہ انتہا ہے کلام جناب عالیہ تھا ۔

نواب مخدرہ عظمی نے ارشاد کیا کہ سب سے بالاتر یہ ہے کہ مصطفی علیخان جنت مکان
کے بیٹے کو ٹیپو نے اگرچہ ہماری غیر حاضری میں بے کہا اوسکی معزولی سے تمھین کیا فائدہ فرمایا اس
نظر سے کہ نام سلطنت باقی رہے اور یہ بدنامی ہمارے نام سے جاتی رہے یہ سنکر جنرل صاحب
رنجیدہ ہوئے اگر سرکار کو قید لیاقت ہوتی تو البتہ کچھ نہ کچھ ہو جاتا اور جب لیاقت ہی منظور ہوا پھر کیا فائدہ

بمجرد شہرت ہونے اس خبر وحشت اثر کے محلات معلی اور تمام شہر میں گھر بگھر عجیب ماتم برپا
ہوا کہ حال شب عاشورہ اور روز عاشورہ ہر ایک کا نالہ و فریاد سے ظاہر تھا اور ایک وحشت و یاس
در و دیوار سے برس رہی تھی وجہ اسکی یہ تھی کہ سب کو اپنی فلاح اور رفاہ کی جسطرح ادنی توسل
اور ملازم سرکار شاہی سے ہو جاتے تھے اوس سے قطع امید و یاس کلی ہوگئی تھی یہ نشانہ
تیر اضطراب و اضطرار کا ہر قلب میں پیدا ہوگیا تھا تین دن تک کسی نے کچھ نہ کھایا خصوصا جنرل
صاحب کا جو حال رہا بیان سے باہر ہے ۔

خلاصہ اب ہر شخص باخبر یا خواب غفلت سے چونک کر موافق اپنی رسائی فہم و فکر کے یا وہ
لوگ جو حقیقت میں خیرخواہ سلطنت اور بدشت عمر تک جانفشانی و دلسوزی سے کارگزاری سرکار شاہی میں
معروف رہے تھے بقدر جوہر استعداد اسکے چارہ و علاج کے ہوئے چنانچہ بعض اشخاص مشخصہ
اور نامی کو خود سرکار نے طلب فرمایا نواب محسن الدولہ بہادر و نواب ممتاز الدولہ بھی حاضر ہوئے
اور بواسطہ صحت الدولہ باجازت صاحب رزیڈنٹ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بھی حاضر ہوئے
عرض رہے خاص و عام و صغیر و کبیر کو فہم و ناقہم کی یہی قرار پائی کہ بادشاہ نے جو عہدنامہ سے
انکار کیا ہے اوسپر مستقل قائم رہیں اور بنا بر رفع مظنہ و شک و شبہہ صاحبان عالیشان او

ملازمین شاہی کو حکم قطعی پہونچا کہ کوئی شخص ہتھیار نہ باندھے اور توپین جہان جہان تہین چرخ سے گرا دین
اور دردولت کے سپاہی گارد اور پہرے کے اپنے اپنے ہتھیار گودام مین داخل کر دین
اسلحہ فقط چوبدستی سے پہرہ دین یہ اول مرحلہ رفع خدشہ صاحبان ممدوح ہوا صبح حال
سے نظر باحتیاط بدو کمپ انگریزی داخل شہر ہوے اس عرصہ مین فوج انگریزی پلٹن گورہ
رجمنٹ سوار رسالہ ترکسواران ہندوستانی و گورہ توپخانہ اسپی ۱۲ ضرب توپخانہ نرگاوان
۱۲ تقریباً وہ کمپ قریب کربلای تال کٹورہ میدان مقابل عالم باغ مضروب خیام تھے ۔
فوج کہتی تھی کہ ہم راہ دوروازہ سے ڈبل مارچ کرتے آئے ہین جانتے تھے کہ اگر لوٹ
ہمارے آئیگی تین ساعت تک لوٹ سارے شہر کی ہمین معاف ہونے کا حکم ہوا ہے کہ موجب
تسکین ہمارے چار پانچ مہینے کے سفر راہ کا ہوگا اور افسران فوج یعنی صاحب قیصرباغ کو قیصر گڈھ جانتے
تھی وگرنہ اسقدر فوج کا لانا فعل عبث تھا مگر از راہ تقدم بالحفظ اور کیونکر شبہہ نہوتا جہان فوج شاہی
سوائے کثرت رعایا کے پچاس ہزار سے کم نہ تھی سوائے مردم سپاہ زمیندار و تعلقہ دار اور راجہ ہای
ممالک محروسہ اکثر لوگ شہر کے جو فوج دیکھنے جاتے تھے افسران اہل اسلام اپنا راز نہانی جمیعت
اسلام بیان کرتے تھے کہ ہمین یقین تھا کہ لکھنؤ بے لڑائی ہاتھہ نہ آئیگا اور ہم سب وقت
کارزار شریک ہوجائینگے کسواسطے کہ لکھنؤ چراغ ہندوستان ہے اسکے بجھنے سے سارے
ہندوستان مین اندھیرا ہوجائیگا مگر افسوس ہے کہ یہان سب نے نامردی کی اور اہلکارون
نے بڑی نمکحرامی کی ۔

روز دوشنبہ ۴ فروری کو رزیڈنٹ و کپتان ہنر جرنل ویلا صاحب کمان افسر فوج
باتفاق بادشاہ کے پاس آئے محبت نامہ نواب گورنر جنرل کا چند تذکرات بہت توضیح سے
لکھا ہوا تھا اور تفصیل مقدمات ماضیہ ابتدائے مسند نشینی جنت آرامگاہ سے تا اس عہد دولت
بھی اور ہر امر جزئی و کلی مین عدم التفات سرکار اور بعض الفاظ درباب غفلت اور عدم توجہی
بادشاہ مندرج تھی جو سراسر خلاف شان و قرب منزلت اولیائے دولت و سلطنت تھی بادشاہ نے
اسے جب پڑھا بے اختیار ایک آہ دل پر درد سے کھینچکر روی مبارک خطاب کبریائی کر کے فرمایا
خداوندا تو شاہد حال ہے کہ مجھپر جفا اور جبر صریح ہے فقط رحیلۂ انتظام سے میرا گھر مجھسے چھینا جاتا ہے مین کبھی گوارا

نہ کرونگا کہ یہ آبرو ریزی خاندان سلطنت کی میری جہت سے ہو بعد چند دقیقہ کے جب کچھ افاقہ
ہوا رزیڈنٹ نے از راہ دلجوئی تسکین خاطر مبارک کہا کہ بخدا ہمارا قلب بھی متحمل نہین ہو سکتا کہ آپکو
ایسے صدمہ روحانی مین دیکھین جب نواب گورنر جنرل نے یہ احکام ارشاد فرمائے تھے میرے
قلب کا بھی عجب حال ہوا تھا بہرحال یہ راضی نامہ انگریزی و فارسی مضمون واحد کا حاضر ہے
برضا و رغبت اوسپر مہر فرما دیجیے کہ جسمین تفویض ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کو کیا اور
مشاہرہ محفوظ و لطیف خاطر بلا اکراہ قبول کیا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ اگر حکم صدر بنسبت بدعملی و
بے انتظامی اور عدم تعمیل سے تفویض ملک مضایقہ نہین وگرنہ از راہ جبر و تعدی نہین
ہو سکتا اوسکے بعد رزیڈنٹ نے کہا کہ سات مکان وسیع شاہ منزل مبارک منزل خورشید
منزل سکندر باغ بادشاہ باغ قیصر باغ رمنہ کوٹھی دلکشا واسطے سیر و تفریح قبضہ اختیارات
مین رہین گے باقی مجموع املاک قدیم و جدید ہمارے اختیار مین رہیگی جہین عدالت کچہری قیام
احکام ہوگا اور بقدر مخصوص املاک شاہی ہماری تجویز سے ہوگا۔ آج سے تین دن تک آپکو اختیار
ہے بعد اسکے ہمارے احکام جاری ہونگے غرض اس سوال کا جواب شافی دیا صاحب ساکت
ہوے اور راضی نامہ جو بواسطہ دستور معظم ملا تھا اوسے دیا بادشاہ نے فرمایا کہ میری
مہر درست ہے لیکن جب مین نے برضامندی مہر کی ہو تو پھر پھیر انکار کا کیا سبب ہا اور جب
آپ خود سرامر خبر بی کو بالمشافہہ کہتے ہین پس ایسے امر عظیم کو مجھسے کیون نہ پوچھا اور یہ مہلت
تین دن کی کیا ضرور ہے آپ کو ہر وقت اختیار ہے پھر صاحب نے کہا اگر بموجب ہماری
رضامندی کے کیجیے گا ہم وہ امر کرینگے جو باعث مزید مسرت اور سبب استقلال و بقاے سلطنت
دوام ہوگا اور اگر ناراضی ہماری منظور ہے شاید قیام لکھنؤ بھی دشوار ہوجاے بلکہ فیض آباد مین
سکونت ہو جناب عالیہ نے ارشاد کیا جو خرابی اس گھر کی تمھاری بدولت ہوتی تھی ہو چکی اس
سے بدتر اور کیا ہوگا اب قیام اس شہر اور دوسرے کا اور جو جا ہو دونون برابر ہین اس سے زیادہ
ہماری آبروریزی کیا ہوگی اور جبر صریح اس سے زیادہ کیا ہوگا کہتے ہین کہ شاید جنرل بہادر
اس کیفیت خاص سے واقف نہ تھے اور نہ جواب سوال زبان اردو سمجھے لہذا ہر سبب کو وحشی
چہرے سے ظاہر ہوتا تھا بعد اسکے رخصت ہوے جب دردولت پر پہونچے گارد نے وستی سلامی

بجا بجا پہرون کو بے اسلحہ دیکھ متعجب ہو کے مصلح السلطان سے پوچھا عرض کیا بادشاہ سلامت نے آمد فوج سرکار سے رفع خدشہ صاحبان ملازمین اور رعایا شہر سے ممانعت ہتھیار باندھنے کی فرمائی ہے اور توپین بھی اسیواسطے چرخ سے گروا دی ہین -

روز پنجشنبہ ۷ فروری اول صبح سے ایک تلاطم عظیم شہر مین برپا ہوا اور کوچہ و بازار مین رعایا منادی دم صور اسرافیل کی منتظر رہی کوتوال شہر بھی کوٹھی رزیڈنٹی مین اسی منادی کو حاضر تھا لیکن منادی موقوف رہی رعایا شہر خاص بازار سے بیلی گارد تک جمع تھی -

اس عرصہ مین حسب الحکم قضا شیم بادشاہ جب الجناب رزیڈنٹ بیلی حضور عالم اپنی تجمل سواری سے داخل رزیڈنٹی ہوے اور بعد ملاقات صاحب پہر آ گئے اسکے بعد مہاراجہ بالکرشن شہر اللہ غلام رضا خان شفقت الدولہ سید باقر صاحب عدالت مرزا علی رضا کوتوال شہر بہادر حسین مہتمم رزیڈنڈا اور اہل خدمت مثل تہور علیخان و دیانت الدولہ احسن الدولہ اعظم علی بیگ طالب علی وغیرہ حاضر ہوے ہر ایک حاضر ہو کر صاحب سے اپنی خدمت کو عرض کرتا تھا چیف کمشنر ہر ایک کو ہر صاحب کے سپرد کرتے تھے باقی درجہ دوم کے اہلکارونکو حکم ہوا کہ ہر ایک کام اپنے تعلق سے ہوشیار رہو خلاف حکم سرکار نہ کرنا ورنہ نا رسا ٹھہروگے - بعد اسکے یہ سب رخصت ہوے -

روز جمعہ کپتان وسٹن صاحب کوتوالی چبوترہ چوک مین آ کے اجلاس کیا عملہ کوتوالی نے موافق طریق بندہ مشتاق نذرین دکھائین ہر ایک کو انصرام و اہتمام کار سرکار کی تاکید کی اور بارہ دری کو بجائے حضور عالم واقع چوک مین کچہری مقرر ہوئی اور ایک ایک نائب بھی معین ہوئی مرزا علی رضا کوتوال شہر نے بمقتضاے شرافت اور حمیت سپاہ گری اور عزت قدامت نمکخواری سرکار اودھ انقلاب رنگ زمانہ دیکھکر چاہا کہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائین لیکن چیف کمشنر نے بکمال قدردانی انکا استعفا قبول نہ کیا بلکہ دو سو روپیہ اضافہ تنخواہ کیے اور شہر کی کثافت دور کرنے کو حکم دیا اور ۱۴ تھانے ۹ کمان افسر شہر مین مقرر ہوے دو ہزار سپاہی قدیم و جدید تھے حکم دیا صبح شام سپاہی تیار رہا کرین اور ہر صبح و شام رپورٹ ہر تھانہ پر کیا کرین -

نقل اشتہار سرکار جو ہر تھانہ پر لگایا اسکو بھی بضرورت عبرت الناظرین کے داخل کتاب کیا -

اشتہار گورنمنٹ

واسطے ساکنان ملک اودھ بموجب حکم محکم خداوندگان نواب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل
بہادر دام اقبالہ کے جاری ہوا واقع ہفتم فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۲۷۲ھ
بموجب اوس عہدنامہ کے جو ۱۸۰۱ء مین موکد ہوا سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نے حفاظت
بقیہ ملک اودھ کے ایسے سررشتہ بندوبست کے جاری کرنے کی معرفت اپنے اہلکارون کے جملہ
معاندان درونی و بیرونی سے اپنے ذمہ قبول کرکے اور والی اودھ خود ذمہ دار ہوا کہ اسکے باعث
سے رفاہ خلایق و حفاظت جان و مال ساکنان ملک اودھ کی حاصل ہوئی چنانچہ ذمہ داری ان
عہدنامہ کی رو سے سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کو عاید ہوئی زیادہ پچاس برس کے عرصے
تعمیل اوسکی وعدہ وفائی کی ساتھ علی الاتصال کمال ہوتی رہی اگرچہ سرکار دولتمدار درمیان عرصہ
مذکور کے جنگ و جدال مین متواتر مصروف رہی تاہم ملک اودھ کی زمین پر کوئی دشمن بیرونی
قدم نہ دھرنے پایا اور کسیطرحکا فساد عظیم تخت اودھ کی پائیداری مین خلل انداز نہین
ہوا افواج سرکاری ہموارہ شاہ اودھ کے قرب حضور مین حاضرباش رہی اور جب کبھی نسبت
اقتدار بادشاہ کے ناحق کسینے دھمکی دکھلائی تو افواج مذکورہ کی اعانت دینے مین ہرگز دریغ
نہین ہوا باوجود اس معاہدہ عظیم و استوار عہدنامہ کے جملہ والیان ملک اودھ کیجانب سے
برعکس اسکے علی الاتصال بالکلیہ تساہل و تغافل ہوتا چلا آیا اور جو میثاق واسطے اجراے ایسے سررشتہ
بندوبست کے ظہور مین آیا کہ وہ بموجب حفاظت جان و مال رعایا و سکنا ملک اودھ و نتیجہ
رفاہ کے ہوے تاہم وہ گویا دیدہ و دانستہ بطور اپنے رویہ کے اسکے انحراف کرتے رہے
بسبب انحراف اس میثاق کے ممکن تھا کہ سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر اسکے کہین پہلے
عہدنامہ مذکور کو ناجایز کردیتی اور بہ نسبت خبرگیری والیان ملک اودھ انکار کرتی معہذا
تاحال سرکار کمپنی انگریز بہادر کو اجراے ایسے امورات سے جو محل اختیار والاجاہ وودمان
عالیشان کے ہوتا لہذا اونھون نے اپنی رعایا کی نسبت کیسے ہی احکام خلاف عدل و انصاف
کیے ہون مگر ہموارہ نسبت کمپنی انگریز بہادر کے دوستی و وداد برقرار رہی کمپنی انگریز بہادر کے واسطے

بحالی رعایاے ملک اودھ اوس تعدی عظیم و پریشانی سے جو عاید حال رعایاکے علی الاتصال رہی بکمال
کوشش متوجہ رہے بہت برس گذرے کہ گورنر جنرل بہادر لارڈ ولیم بنٹنک نے بخیال سکے کہ جو جد و جہد
واسطے بہتری احوال رعایاکے ملک اودھ بیشتر ظہور مین آیا تھا اوسکی فراغت فرض ہوئی جب شہر دربار
لکھنؤ مین اطلاع دی کہ ضرورتاً تمام و کمال انتظام ممالک محروسۂ اودھ کو باہتمام اہلکاران سرکار کمپنی
انگریز بہادر کے داخل کرنا پڑیگا چنانچہ جو کلمات تنبیہ لارڈ ولیم بنٹنک کیجانب سے ظہور مین آئے اسکو
مدیرین کا عرصہ گذرا کہ لارڈ ہیرڈنگ بہادر نے بذات خود اعادہ کیا اس زمانہ مین والی ملک اودھ
کو بڑے اصرار کے ساتھ سمجھایا گیا کہ آئندہ ایسا ہی واقعہ وقوع مین آویگا یہ بات تمام عالم پر روشن
ہوگئی کہ بطور دوستانہ بروقت مناسب تنبیہ و آگہی دی گئی مگر بسبب متمردی و نالایقی و بیا
مشغل انکاری وزرا و بادشاہان اودھ کے متقاضہ دوستانہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کا رائیگان
ہوا پچاس برس کے عرصے سے زیادہ تک جو صلاح بغرض چشم نمائیہای غضبانہ مع تنبیہات و
اعتراضات و تہدیدات متواتر و متوالی وقوع مین آئین اونمین سے کوئی بھی اصلاح پذیر نہوئی
اور رعایاے ملک اودھ جاری مایوس عہدنامہ کی اصل میثاق پر عمل نہوا۔ شاہ اودھ کے وعدہ کی
تعمیل نہوئی بسبب نالایقی و خیانت و تعدی ضایع و برباد ہوتی ہے فقط۔

یہ بات تمام ملک مین مشہور ہے کہ شاہ اودھ مثل اکثر والیان پیشین ممالک مذکورہ کے اس
ملک کی مہمات کے انتظام مین کما ینبغی مداخلت نہین کرتے ہین۔ تمام ملک اودھ اختیار حکومت
عموماً یا مقربان کن یا اشخاص جابر و خائن کو جو کارگزاری مین نالایق و درجہ اعتبار سے ساقط
ہین تفویض ہے محصلان مالگزاری اپنے علاقجات مین سرخودی کے ساتھ حکمرانی کرکے رعایا
سے بلا لحاظ لیاقت یا حال کے جبراً کوڑی پیسے تک مواخذہ کرتے ہین اکثر افواج شاہ اودھ کے ضبط و ربط
بسبب بدانتظامی بعض فوج مشاہرہ سے محروم ہین اور اپنی محنت کیواسطے دیہات کو گویا لوٹنے کے مجاز
ہین یہانتک بس ملک حفاظت کے واسطے وہی متعین ہین اوسپر وہی جابر اور قاہر ہوتے
ہین غول کے غول ڈاکوون کے علاقہ جات کو غارت کرتے ہین آئین و عدل کا نام و نشان نہین
ہے ہتھیار بند خانہ جنگی اور خونریزی برابر جاری رہتی ہے اور کسی جگہ لحظہ بھر بھی حفاظت جان و
مال کی مطلق نہین فقط۔

اب وہ وقت آیا کہ سرکار انگریز بہادر اور زیادہ تحمل ان برائیون اور خرابیون کی نہین ہوسکتی جنکو بسبب تعلق کرنے سرکار کے عہدنامہ مذکور کی رو سے مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور سرکار وہ جبر گیری والیان ملک اودھ کے جسکے باعث صرف وہ اقتدار کہ نتیجہ خرابیون مذکور کا ہے بحال و برقرار نہین رکھ سکتے پچاس برس کی تحریر سے بخوبی ثابت ہوا کہ عہدنامہ ۱۸۰۱ء منتج رفاہ و خیریت سکناے اودھ کے نہین ہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ حفاظت سکناے ملک اودھ کی اس تعدی عظیم سے جو کہ مدت سے لاحق ہے کسیصورت سے ممکن الوقوع نہین ہے بجز اسکے کہ انتظام کلے ملک اودھ بہ استدام سرکار کمپنی انگریز بہادر کو مفوض ہووے اس غرض سے حسب الحکم خاص و استرضاے آنریبل کورٹ آف ڈیرکٹرس کے یہ بات ٹھہری کہ عہدنامہ ۱۸۰۱ء مین کہ اس سے ہر ایک والی اودھ نے انحراف و تجاوز کیا ہے آج کی تاریخ سے تمامہ ناجائز و ساقط ہے چنانچہ واجد علی شاہ بادشاہ اودھ کو واسطے انعقاد ایک عہدنامہ جدید کے نصیحت کیگئی کہ جسکی رو سے دوام و استدام نظم و نسق ملک اودھ کا بلا اشتراک غیر سرکار انگریز بہادر کو تفویض کیا جاوے و مراتب ضروری واسطے بحالی و برقرار رکھنے منزلت و دولت و توقیر شاہ و اقرباے اونکے ظہور مین آوے معہذا شاہ موصوف نے ایسے عہدنامہ دوستانہ کے انعقاد سے انکار کیا۔

ازانجا کہ شاہ اودھ واجد علیشاہ امثال جملہ والیان پیشین ملک اودھ کے اس میثاق استوار عہدنامہ ۱۸۰۱ء کی تعمیل مین بسکر یا بسہل انکار یا غافل ہوا جسکی رو سے اصرار ایسے بندوبست کا ایسے ممالک مین کہ موجب رفاہ و خیریت رعایا کے ہو لازم گردانا گیا ازانجا کہ عہدنامہ جسکے جو نہین انحراف ہوا ناجائز و ساقط گردانا گیا اور چونکہ شاہ موصوف انعقاد عہدنامہ سے جو بجای عہدنامہ سابق ملحوظ تھا منکر ہوا اور چونکہ شرائط عہدنامہ سابق جبکہ بحال تھی بہ نسبت مداخلت اہالیان سرکار کمپنی انگریز بہادر ملک اودھ مین نافع ہین اور بدون ایسی مداخلت کے اجرای سررشتہ بندوبست شائستہ اس ملک مین ممکن نہین ان وجوہات سے تمام عالم کو واضح و ہویدا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کو سواے دو صورت کے اور کوئی چارہ نہین یا تو ملک اودھ کی رعایا کو ترک کرین اور اونکے ہاتھ پانون باندھ کے معرض ظلم و تعدی مین ڈالدین جو کہ ظاہرا سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بہ نظر شرائط نصیحت عہدنامہ مذکور مدت تک روا رکھے یا سرکار موصوف اپنے اقتدار عظیم کو بحق اون لوگون کے

نفاذ کرین جنکی رفاہیت کے واسطے پچاس برس کے عرصے دست اندازی کا وعدہ کیا تھا اور تمام وکمال نظم ونسق وبندوبست ممالک اودھ ہمیشہ کیواسطے اپنے اختیار مین کرلیوین ان دونون صورتون مین سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بلا تامل دوسری صورت کو اختیار کیا ہے لہذا اشتہار دیا جاتا ہے کہ آج کے دن سے نظم ونسق ممالک اودھ بلا شرکت غیرے دوام وستدام بقبضۂ اختیار کمپنی انگریز بہادر آگیا ہے سب عامل وناظم وچکلہ دار وجملہ نوکران دربار اور سب اہلکاران جو مالی وملکی ہرچہ دیوانی وفوجی اور سب سپاہیان دربار اور جملہ ساکنان اودھ کو لازم ہے کہ آئندہ کمپنی انگریز بہادر اہلکارون کی اطاعت وفرمانبرداری کلی کرتے رہین اگر کوئی اہلکار دربار یا جاگیردار ویا زمیندار ویا کوئی دوسرا شخص ایسی اطاعت وفرمانبرداری سے اغماض کرے اگر کوئی مالگزاری دینے مین عذر کرے یا اور کوئی طرح سے سرکار کمپنی انگریز بہادر کی حکومت مین تعرض ومزاحمت پہونچا وے تو شخص مذکور مفسد گنا جایگا اور مقید بھی کیا جایگا اور جاگیر یا اراضی اوسکی ضبط سرکار کیجایگی اور اون لوگونکو جو فوراً بلا تعذر تابعداری سرکار کمپنی انگریز بہادر کی قبول کرینگے عامل ہون یا اہالیان دربار یا جاگیردار یا زمیندار یا ساکنان اودھ سبکو وعدہ کیا جاتا ہے کہ وسے حفاظت ولحاظ والتفات اہالیان کمپنی انگریز بہادر کے پاوینگے یا پاتے رہینگے تعین تعداد مالگزاری ازروے انصاف وبندوبست واجبی کے عمل مین آویگا وتبدیج تائید آبادانی اور آراستگی ملک اودھ کے حد وحید برابر ہوتی رہیگی ہر کسیکو بلا طرفداری احدسے عدل گستری ہوتی رہیگی جان ومال کی حفاظت کیجائیگی اور ہر ایک شخص اپنے حقوق واجبی پر بلا اندیشہ وبلا دست اندازی کسیکے قابض ومتصرف رہیگا فقط

محررہ شب پانزدہم جمادی الثانی سنہ ۱۲۷۲ ہجری -

جواب اس اشتہار سرکار کے اہل اخبار کلکتہ وآگرہ - دلی وغیرہ نے انگریزی فارسی اردو مین متواتر چھاپے اور سب کی نظر سے گذر چکے ہین - بس اتنا ہی لکھنا کافی ہے -

امور مملکت خویش خسروان دانند

تفصیل حکام صاحبان عالیشان ممالک محروسۂ اودھ

قسمت اول - کمشنر و سپرنٹنڈنٹ خیرآباد و محمدی	۱ جی آف کرسین صاحب -
ڈپٹی کمشنر درجہ اول -	۲ تھارن ہیل صاحب -
	۳ کپتان نارٹن ارگنش صاحب -
	۴ - کپتان آر صاحب -
اسسٹنٹ کمشنر -	۵ - گون صاحب -
	۶ - لفٹنٹ بلاک صاحب -
	۷ لارنس صاحب -
	۸ - ویٹنٹیٹ صاحب -
	۹ - نشتر صاحب
قسمت دوم لکھنؤ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ -	۱ - میجر نیگ صاحب -
ڈپٹی کمشنر	۲ - سمسن صاحب -
	۳ - انسوٹر صاحب -
	۴ - پالک صاحب -
اسسٹنٹ کمشنر -	۵ - کیپر صاحب
	۶ - لفٹنٹ بلاک صاحب -
	۷ - خبگرا صاحب -
	۸ - لفٹنٹ اندرسن صاحب -
	۹ - سوائنٹن صاحب -
	۱۰ - کپتان کارنیگی صاحب سیٹی مجسٹریٹ
	۱۱ - کپتان ویسٹن صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ٹھگی
قسمت سوم - بہرائچ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ -	۱ - ونیگفیلڈ صاحب -

ڈپٹی کمشنر
۲- فارلیس صاحب-
۳- کپتان ہنری صاحب-
۴- بائیلو صاحب-

اسسٹنٹ کمشنر-
۵- نبن صاحب-
۶- کیانٹ صاحب-
۷- لفٹننٹ کلارک صاحب-

قسمت چہارم فیض آباد کمشنر وغیرہ-
ڈپٹی کمشنر-
۱- کرنل گولڈنی صاحب-
۲ ونس صاحب
۳ کپتان الکزنڈر آر صاحب-
۴- کپتان برڈ صاحب-
۵- لفٹننٹ ریڈ صاحب-
۶- تھان ل صاحب-
۷- گرانٹ صاحب-
۸- لفٹننٹ ماک صاحب-
۹- اسٹرین صاحب-
۱۰- تھارن برن صاحب مہتمم فیض آباد

چیف کمشنر لکھنؤ خاص- میجر جنرل سر جمس اوٹرم صاحب بہادر سی بی چیف کمشنر ملک اودھ ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر افسر کل-
سکریٹری دفتر کچہری نظامت- آر کوپر صاحب-
فینینشل کمشنر دفتر دیوانی- گبنس صاحب-
مصاحبان وغیرہ تنخواہ داران اہل ذالیق وپنشن سلطانی و ملیٹری سکریٹری
کپتان فلیچ ہیز صاحب-

عدالت فوجداری	آر کپتان ولیسٹن صاحب ـ
دواب و توشخانہ	آر ہیچر فنک صاحب ـ
جوڈیشل کمشنر عدالت دیوانی	ام سی انانی صاحب ـ

حکمنامہ مہر کچہری خاص سلطان عالم

باسم مہدی حسن خان بہادر تحصیلدار سلون وغیرہ تعلقداران و مالگذاران و زمینداران و افسران فوج و تھانہ داران و صیغہ داران و سایر رعایا قلمرو سرکار را بداقتدار و ہنولاصاحب اکثر سرکار کمپنی انگریز بہادر کارگزاران سرکار موصوف برای انتظام قلمرو اودہ مامور شدہ دخل خود خواہند کرد لہٰذا باید کہ پیش عالیان سرکار رجوع آوردہ بتعمیل احکام تمشیہ ادائی زر مالگذاری و اطاعت رعیت گیری دانند زنہار مرتکب تمرد و انحراف نشوند و ارباب فوج را ہم باید بنوعی دیگر دنگہ و فساد ننمایند الا در باب تدارک اہالی آن سرکار را ہرگونہ اختیار است و ہنگامی کہ ما بدولت و اقبال برای اظہار حال خود و حصول دولت ملازمت بسامی خدمت کثیر الافاضت اریکہ آرای سلطنت و حشمت رونق بخش سریر شوکت و عظمت نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا گورنر جنرل بہادر خلد اللہ ملکہ و گذارش حال بحضور ماہر النور جناب فلک قباب ہلال رکاب کیوان بارگاہ خلایق پناہ سلطانیہ عالم و عالمیان ملکہ معظمہ انگلستان لازالت شموس سلطنتہا طالعہ و شوارق دولتہا ساطعہ روانہ دار الحکومت کلکتہ و ولایت شویم زنہار ارادۂ ہمراہی نسازند ـ ۲۷ - جمادی الثانی سنہ ۱۲۷۲ھ - مطابق سنہ جلوس والا

حکمنامہ مہر خاص سلطان عالم

بنام افسران فوج تعیناتی و ملکی محالات سلون و مانک پور مہاری باید کہ آنہا بکار خود مستعد باشند و بنوعی فتنہ و فساد نسازند و کدامی بی انتظامی شدن نباید و تنخواہ آنہا بعد مجرا ... وصول از سرکار کمپنی انگریز بہادر عنایت خواہد شد احدی از مقام جنبش نسازند ـ

۲۴ - جمادی الاول سنہ ۱۲۷۲ھ سنہ جلوس والا

نقل حکمنامہ قطعات اشتہار حسب الحکم جناب مستطاب معلی القاب نواب اشرف الامرا نواب

گورنر جنرل بہادر خلد اللہ ملکہ مورخہ امروزہ نزد ایشان فرستادہ میشود باید کہ مضامین مندرجہ آنرا بگوش از عان جا دادہ و فہمیدہ نزد ہر طبق تحریر کاربند شوند و در علاقجات خود ہستند ساختہ کیفیت تعمیل حکم معلی با تشریح زبان ارسال نمایند فقط

حکمنامہ دستخطی چیف کمشنر بہادر

بنام کل افسران فوج ملازم سرکار جناب بادشاہ اودھ

فردا وقت نواختن دہ گھنٹہ روز در خصوص تنخواہ فوج نوکر سرکار بادشاہی جلسہ کمیٹی بکوٹھی لفٹنٹ سمن صاحب بہادر قرار یافتہ لہذا رقمی میگردد کہ ایشان بیشتر از وقت مذکور آنجا حاضر شوند و یا از جہت رای بخشی و منشی و ہر نائب و نوعی مجوز شورش و پرخاش نگردیدہ بہر نوع مطمئن و متامل بودہ باشند کہ ہر قدر کہ زر تنخواہ واجبی بعد مجرای وصول تحقیق خواہد شد از سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر خواہند یافت و مردم جان نثار قابل کاریکار قدیم المنال کہ چہل و پنجاہ سال چاکری بودہ باشند بعطای پنشن سرفراز خواہند شد فقط ۱۲ - فروری ۱۸۵۶ء

نقل تحصیل علاقجات گزرانیدہ مہاراجہ بالکرشن بحضور چیف کمشنر بہادر

نمبر	مقام چکلہ	نام پرگنہ	جمع
۱	باڑی بسوان	۱۱	دو لک [illegible]
۲	سندیلہ بانگرمئو	۱۰	[illegible]
۳	شاہ آباد	۰	[illegible]
۴	محمدی	۱۲	دو لکھ [illegible]
۵	خیرآباد	۲۲	[illegible]
۶	سہرون برکوان	۰	[illegible]
۷	رام پور کلان	۰	[illegible]
۸	محمود آباد	۰	لک [illegible]

نمبر	نام چکلہ	نام پرگنہ	جمع
۹	دیوپلیہ	۰	[illegible]
۱۰	سانڈی پالی	۰	[illegible]
۱۱	بھرواوغیرہ	۰	[illegible]
۱۲	دوہرہرہ	۰	[illegible]
۱۳	سری نگرویل	۰	[illegible]
۱۴	کرواکیڑا	۰	[illegible]
۱۵	ترپت سنگھ	۰	[illegible]
۱۶	کچھورہ	۰	[illegible]
۱۷	للوری	۰	[illegible]
۱۸	علی مراتب گڈھہ	۰	[illegible]
۱۹	بھوانی پرشاد	۰	[illegible]
۲۰	امیرعلی دریہا	۰	[illegible]
۲۱	پورنچند	۰	[illegible]
۲۲	کیسری گڈھہ کنچن پور	۰	[illegible]
۲۳	سترعیبہ	۰	[illegible]
۲۴	رسول پور	۰	[illegible]
۲۵	بودھی وغیرہ	۰	[illegible]
۲۶	شاہ پور	۰	[illegible]
۲۷	ستولی	۰	[illegible]
۲۸	محمد پور بیکہلہ	۰	[illegible]
۲۹	انگاوان	۰	[illegible]

نمبر	نام چکلہ	نام پرگنہ	جمع
۳۰	باتادین سائر محمدی	۰	دوسے ، ما للعہ
۳۱	راجہ پارہ	۰	عمے ، سا لویعہ
۳۲	پیراسن	۰	عا یعہ
۳۳	بانگر نگرام وغیرہ	۰	دو لک لہ ، للعہ
۳۴	اتوپروا	۰	لعہ ، لا یعہ
۳۵	نصف سری نگر	۰	سے ، عا للعہ
	قسمت دوم شہر لکھنؤ خاص		
۱	حیدر گڈھہ	۷	دو لک لوعہ ، ما للعہ
۲	سیدھور	۳	یک لک صہ ، عا لوعہ
۳	ہڈیہ بروا	۷	سے لک مہ ، اما یعہ
۴	دیاباد رُدولی	۱۰	سے لک معہ ، عا دعہ
۵	دیوا وغیرہ	۵	لیعہ ، ما یعہ
۶	بدوسرائے	۱	لوعہ ، ما عہ
۷	رسول آباد	۲	دو لک مہ ، ما للعہ
۸	دیہات لکھنؤ	۰	لک امہ ، لا یعہ
۹	گورسہای گنج	۳	لک امہ ، لما معہ
۱۰	بروں باغ وغیرہ	۰	للعہ ، اما یعہ
۱۱	رام نگر دھمینڈی	۰	لک مہ ، سا مدعہ
۱۲	سلیم پور عرف منصور علی	۰	سمے ، سا لویعہ
۱۳	ہردوئی	۳۰	دعہ ، ما مویعہ

نمبر	نام چکلہ	پرگنہ	جمع
۱۴	صفی پور وغیرہ	۴	دو لک [illegible]
۱۵	ڈونڈیہ کھیڑا	۶	لک [illegible]
۱۶	سرولی	۰	[illegible]
۱۷	بھوجپور مرادمئو	۰	[illegible]
۱۸	فتحپور چوراسی	۰	[illegible]
۱۹	باہوکوریا	۰	[illegible]
۲۰	فتحپور حسوہ	۰	[illegible]
۲۱	سمبر بہاڑ	۰	[illegible]
۲۲	جگدیش پور	۰	[illegible]
۲۳	سینڈی	۰	[illegible]
۲۴	سمرہی	۰	[illegible]
۲۵	تولی	۰	[illegible]
۲۶	پٹی بلیہ	۰	[illegible]
۲۷	ادیبا	۰	[illegible]
۲۸	محی الدین پور	۰	[illegible]
۲۹	جملی	۰	[illegible]
۳۰	ترتری	۰	[illegible]
۳۱	بکس	۰	[illegible]
	قسمت بہرائچ مقام صدر		
۱	گونڈہ بہرائچ	۰	لک [illegible]
۲	بہرائچ	۰	لک [illegible]

نمبر	نام جنگلہ	پرگنہ	جمع
۳	اہلیا	۰	[illegible]
۴	بونڈی	۰	[illegible]
۵	دہنر پور	۰	[illegible]
۶	تلسی پور	۰	[illegible]
۷	پرسن پور	۰	[illegible]
۸	جام پور	۰	[illegible]
۹	دہنہا لوان	۰	[illegible]
۱۰	اکونہ	۰	لک [illegible]
۱۱	کرنل گنج	۰	[illegible]
۱۲	اکھا	۰	[illegible]
۱۳	خالصہ بہرائچ	۰	[illegible]
۱۴	فخر پور خیراپور	۰	[illegible]
۱۵	سائر جو نعیمرہ	۰	[illegible]
۱۶	بہور گنج	۰	[illegible]
۱۷	کوسراکس	۰	لک [illegible]
۱۸	سکھا چند	۰	دو لک [illegible]
۱۹	جنگل	۰	[illegible]
			جمع [illegible]
	قسمت چہارم فیض آباد		
۱	دلمئو بریلی	۶	دو لک [illegible]
۲	سلون	۱۱	سہ لک [illegible]
۳	سلطان پور	۲۳	یک لک [illegible]

نمبر	نام چکلہ	پرگنہ	جمع
۴	جیامئو	۰	السـہ وا مـیـہ
۵	سون	۰	لوعـہ ۱۱ یـہ
۶	کوکمیئن	۰	۱۱ یـہ
۷	سائر فیض آباد	۰	یـہ ک اما للوسہ
۸	شاہ مئو	۰	وعـہ سار صر
۹	خاص پور باندہ	۰	لعـہ ک مـیـہ
۱۰	سمرتہ پور	۰	عـہ ک یـہ
۱۱	کھتولی	۰	۱۱ ر یـہ
۱۲	چندوکی	۰	۱۱ یـہ
۱۳	دوست پور	۰	۱۱ یـہ
۱۴	ماما پور سینیا	۰	اما لعہ
۱۵	بودی نبکہ	۰	سـہ ۱۱ر یـہ
۱۶	دلولی	۰	لا مـہ
۱۷	جمالپور	۰	سا مـہ
۱۸	تھوپور خورا	۰	السـہ ما عـہ
۱۹	جاٹ مئو	۰	للعمـہ للا عـہ
۲۰	بی اکرام اشرف	۰	۱۱ لـہ

اکثر واقفکار سرکار بلکہ وہ لوگ جو دفتر دیوانی داصلباقی سے واقف ہیں اس جمع محال ممالک محروسہ پر معترض ہیں یعنی آخر زمان نیابت نواب امین الدولہ تک ایک کرور ۲۲ لاکھ زر نقد داخل خزانہ ہوا اور محاصل وزیر دیوان وعملہ دفتر دیوانی اور کچہری وزارت کے حقوق بذاتہ اسکے سوا تھے اور چکلہ دارونکا محاصل اور راجہ تعلقدارونکی نکاسی اونکے اخراجات سے ظاہر تھی

اور لوگ اب کہتے ہین کہ محاصل ممالک محروسہ ایک کروڑ ۳۲ لاکھ خرچ ایک کروڑ ۲۶ لاکھ یہ حساب کچھ سمجھ مین نہین آتا

اشتہار

محکمہ چیف کمشنر بہادر ملک اودھ ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر واقع ۲۳ فروری ۱۸۵۶ء مطابق

۱۶ - جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ

اکثر اشخاص باشندۂ بیت السلطنت لکھنؤ قطعات اراضی و باغات و گنج و امکنہ و تنخواہ وغیرہ عطیات واقع این شہر سوائے جاگیرات متعلقہ بیرونجات بصیغہ معافی از سرکار جناب بادشاہ اودھ یافتہ اند ظاہر است اسناد سیر و ملک پیش خود داشتہ باشند لہذا اشتہار دادہ میشود کہ جملہ معافیداران اسناد مذکورہ اندرون میعاد یکماہ از تاریخ امروزہ بنا بر ملاحظہ اینجانب حاضر سازند و بعد انقضائے مدت مذکورہ اگر کسے سند پیش خواہد آورد دعوی او قابل سماعت و پذیرائی نخواہد بود فقط -

تفصیل ہدایات بست گانہ کہ از حضور نواب گورنر جنرل بہادر برای تعمیل چیف کمشنر بہادر حکم دادہ شد

۱ - برائے مصارف بادشاہ پانزدہ لک روپیہ مقرر شود

۲ - بر تفویض نامہ از بادشاہ مہر کنانیدہ شود

۳ - اگر بادشاہ نکند کیفیت عرضداشت ازینجا حکم آن بعمل خواہد آمد

۴ - بادشاہ در عرصہ دو ماہ اسباب خود برداشتہ خواہند برد

۵ - بادشاہ در لکھنؤ و شاہجہان آباد نمانند

۶ - اگر قرب گوالیار خواہند ماند بعد کمیٹی حکم دہد -

۷ - در جائیکہ کلکٹری باشد برائے بادشاہ اختیار است

۸ - جملہ افواج بادشاہ ضبط گردد

۹ - جملہ اہلکاران شاہی مقید شوند انچہ مبالغ وصول شود تنخواہ سپاہ دادہ شود

۱۰ - دادن تنخواہ عملہ متعلق بادشاہ است با سرکار سروکار نیست

۱۱- تا دو سال بندوبست جمعبندی نمانید-

۱۲- بعد دو سال نام زمینداران مندرج کتاب شود-

۱۳- آنچه مبالغ از عمله وصول گردد تنخواه سپاه داده شود-

۱۴ جمله عزیزان و اقربایان بادشاه خارج الوطن شوند-

۱۵ از بادشاه و لاٹ صاحب ملاقات تخلیه نشود دربار عام گردد-

۱۶ زر از زمینداران و اسامیان وصول کنند-

۱۷ ضامنی ٹھیکه داران گرفته آید-

۱۸ اگر از ٹھیکه داران زر وصول نشود جایداد ٹھیکه دار نیلام گردد-

۱۹ نانکار و سیر زمینداران جمله ضبط کنند-

۲۰- هر انتظام کرده شود رفته رفته شود تا بلوه نگردد-

ان احکام کا کچھ انجام کار معلوم نہوا-

(ترجمه چھٹی صاحب چیف کمشنر بہادر بر سبیل تاربرقیه)

بادشاہ اودھ واسطے استغاثہ کے اور امداد چھٹی راہداری و رسد وغیرہ کے درخواست سرکار کمپنی انگریز بہادر سے چاہتے ہین اس باب مین جو ارشاد ہو-

(جواب صاحبان کلکتہ)

شاہ اودھ کی خاطرداری او تکریم ہم سب کو بجان و دل منظور ہے اسواسطے چھٹی سر نبج گورنر جنرل بہادر بنام جمیع صاحبان و مجسٹران کلکٹران عملداری کمپنی بہادر کے جاری کیگئی کہ جب بادشاہ اودھ باضابطہ اور باقاعدہ آئین کمپنی انگریز بہادر عملداری کمپنی بہادر مین قدم رکھین تو ہر ایک مجسٹر اپنے عمل مین پیشوائی کرے اور وہان کی چھاونی مین ۲۱- ضرب توپ سلامی سر ہون اور وہان جو کوٹھی سب سے بہتر ہو شاہ اودھ کی استقامت کو مقرر ہو اسیطرح جب کلکتہ کے قریب پہونچین گے تو گورنر جنرل بہادر مع جمیع صاحبان عالیشان کے پانچ کوس سے پیشوائی کر کے لاوینگے ۲۱ ضرب سلامی کلکتہ خاص قلعہ شاہی مین سر ہونگی پس شاہ اودھ کو آگاہ کر دیا کہ مع جلوس شاہی تشریف لائین- ہم سب کی خوشی ہے اسکا نتیجہ بھی خلاف ہوا یعنی کہین نہ توپ چلی نہ پیشوائی ہوئی

اتفاق رای جمہور واسطے سفر کلکتہ و لندن اور اوسکی تدبیر و تجویز

غرض سب کی رای صواب جمہور یہ ٹھہری کہ اس صورت مین کوئی چارہ نہین بجز اسکے کہ بادشاہ مع نواحقان و متعلقان خاص اور تھوڑے سے ضروری شاگرد پیشہ اور اہل خدمت سے روانہ کلکتہ ہون پہلے ازراہ اتمام حجت اظہار حال نواب گورنر جنرل بہادر سے فرمائین جب وہ بھی نسنین اور اپنے حکم حاکم سے مجبور ہون اوسوقت مع الخیر راہی لندن ہونا بہتر ہے ممکن نہین کہ نقش مدعا کرسی مراد سے حاصل نہو کسواسطے کہ صاحبان کورٹ آف دائرکٹرس اور وزرای سلطنت کمال انصاف سے پیش آئینگے استرداد و عطیہ اونکے جود و ہمت و نیکنامی دنیا سے کچھ دور نہین اور زر جبر صریح راضی نامہ پر مہر کرنا اصلاح دولت نہین بشرط استقلال اگر قیام رہے پس خیر خواہان دولت کو روانات سوانق اپنے حوصلہ فہم و فراست کے متلاشی اون لوگون کے ہوے جو سررشتہ مقدمات دستور العمل انگریزی سے واقف و ماہر و نیکنامی رہے ہون اسی وسیلے سے ہمارا رسوخ اور رعایت بھی سرکار سے حاصل ہو چنانچہ دو چار امثال اسکے بیان کیے جاتے ہین۔

حضور عالم نے پہلے حاضر الوقت تاج الدین حسین خان اور احسان حسین خان کو تجویز کیا جو کئی مہینے پیشتر سے مہمان لکھنؤ اور مورد عنایات اور محل اعتماد اونکے تھے احسان حسین خان سنتے ہی ملازمت ہوے بادشاہ نے محبت نامہ خیر الیتام اونکو سنایا اور اوسمین جو جو خاطر مبارک مین تھے وہ بھی ارشاد کیے۔ خان نے اوسے تسلیم کیے اور بعض مقدمات جو قابل گزارش تھے مشروحاً عرض کیے اس عرصہ مین حکیم ابو الحسن بڑے مشاہیر اور ناموران بنگالہ حضور عالم کے نزدیک معتمد تھے وہ بھی سرسیدان ہوکر ڈاک مین کلکتے گئے بہت سے کاغذ کے گھوڑے دوڑائے جب کہین قدم نہ ٹھہرا ناکام پھر آئے مرشد آباد کی سرکار مین محیط رہے وہین مر بھی گئے

بعد اسکے مولوی غلام جیلانی مشاہیر وکلای عدالت آگرہ وغیرہ جنکو صاحب سکرتر اعظم سے کچھ تعارف سابق تھا اور اپنے مناسب پر مقرر ہوکر کلکتہ گئے بروقت ملازمت صاحب سکرتر سے عرض کیا مین سفیر شاہ اودھ ہون مجھ سے سنتے اس بات کے صاحب نے بزجر جواب دیا کہ تم بے اطلاع ہمارے پاس خلاف سررشتہ چلے آئے ہمنے تمھین بخیال تعارف سابق بلا لیا تھا جلد میرے پاس سے چلے

سے چلے جاؤ چنانچہ صاحب سکرٹر نے جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا کہ غلام جیلانی نے ہمسے بہ فریب ملاقات کی غرض
وہ بھی مایوس وہ ناکام رہ گئے پھر سرکار شاہی سے دعوی تنخواہ کیا

مولوی مسیح الدین خان میر منشی معزول نواب گورنر جنرل کو بسبب روابط قدیم مرزا دھی علینہ ان
کو حضور عالم نے طلب کیا سات سو کا درماہہ مقرر کیا دو ماہہ پیشگی خرچ ڈاک دیگر روانہ کلکتہ کیا اور دو ہزار روپیہ
واسطے ضرورت کے بھی سلے اسواسطے کہ تم کوٹھی کرایہ قابل گنجایش لشکر و متعلقان شاہی جاکر لو اور حال کرایہ جہاز
لندن دریافت کرو اور جو حسن رسائی تدبیر سے مناسب حال ہو اطلاع کرو کسواسطے کہ نسبت اور انتظام
کے دستور العمل سے وہاں کے واقف ہو اور سابق میں عہدہ جلیلہ پر مامور رہے منشی جب کلکتے پہونچے
اپنے دوستان قدیم اور محرم راز سے اظہار حال کیا باتفاق سب کی تجویز ہوئی کہ تمہارا باخفا
کلکتہ میں رہنا مناسب نہیں پہلے سر ہم کونسل میں اپنی اطلاع کرو چنانچہ منشی نے پرائیوٹ سکرٹری
کو چھٹی اپنے حال کی لکھکر بھیجی پھر اونکی ملاقات کو گئے صاحبان کونسل نے اونکے جواب چھٹی میں
حال کیا اور جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا اور وہ تحریر نواب گورنر جنرل بہ طریق اعلام بادشاہ کو
بھیجی حاصل مضمون یہ تھا کہ تشریف آوری شاہ اودھ بسمت کلکتہ محض معارضہ اور مطالب
مطلوبہ کے واسطے ہے اور جیسا کہ چاہیے عمل میں نہ آوے اور بعض وجوہات سے غالب ہے
کہ ملاقات بھی نہو اور بادشاہ کے ساتھ پانسو آدمی سے زیادہ نہوں کسواسطے کہ کثرت مازمین
سے احتمال تکلیف ملازمان عالی ہو گا بعد ملاحظہ اس تحریر کے بادشاہ نے کچھ ارشاد نہ کیا
کسواسطے کہ کوئی مخاطب نہ تھا۔

منشی نے جب اپنی جواب چھٹی میں تعویق دیکھی پھر درخواست فارسی میں صاحبان کونسل سے
کی اوسمیں بعض امور جو خلاف دستور چیف کمشنر سے ہوے تھے وہ بھی مندرج کیے تھے اور تجویز
کوٹھی کرایہ اور حال جہاز دخانی کا ارسال دربار شاہی کیا

لو صاحب کمشنر الہ آباد روانہ ولایت ہوے اونکے ساتھ مظفر حسینخان کہ وہ اپنا آقا اونکو
حقیقی سمجھکر بندر بمبئی تک گئے اونکا منگلہ الہ آباد میں حضور عالم نے معرفت خان مذکور عاریت مولیا
تھا اس خیال سے کہ شاید ولایت میں انسے بھی کوئی صورت نکلے شل اسکے کہ ڈوبتے کو تنکا کا سہارا
سبب ہوتا ہے مظفر حسین خان وہان سے رخصت ہوکر چلے ایک نصیحت کی کہ خیر دارید تم بادشاہ کی نوکری

خیال نہ کرنا ورنہ خراب ہوگئے یہ کب سنتے تھے بدل ہتمی ملازمی شاہی کے رہتے تھے ہر چند صاحب نے کئی چٹھیان سفارش اوجین وغیرہ لکھکر دی تھین اور وہان روزگار بھی ہوتا تھا مگر انکو آب و خورش نے مجبور کیا پھر انکا ارادہ کربلا جانے کا بھی تھا کہ بمبئی سے بہت آسان ہے وہان بھی نہ گئے موقوف رکھا خلاصہ حضور عالم نے امور متوسط وربار صاحب سکرٹر اعظم کیا چند صحبت مین بعض انکے جواب گستاخی سے ناراض ہوئے بادشاہ تو پہلے سے انسے کہتے تھے لوور صاحب کی نصیحت ظاہر ہوئی۔

وزیر خان خانہ زاد باوفا کے حضور عالم داروغہ دیوانخانہ وزارت عمل انگریزی سے خائف ہوکر مبادا اسیطرح کی نالش رعایا کے شہر مین گرفتار ہوجاؤن تو مفت مین ذلت لاعلاج حاصل ہوگی حسب الحکم دستور سلطنت اپنا معتمد جان کر مع مہر عنایت اپنے رفیق کے روانہ کلکتہ کیا ڈاک مین گئے وہان کے جلسازون سے بچ سکے کسی غلطت مین وہ دھر لیے گئے سمجھے کہ لکھنؤ سے زیادہ مفت مین بدنامی حاصل ہوگی۔ پانچہزار روپئے نذر سپریم کورٹ کے عزت بچائی چندروز شہر کو دیکھکر پھر آئے انکی لیاقت سب سے زیادہ تھی مگر اہل کلکتہ کا کچھ بھلا ہوگیا۔

مولوی خلیل الدین خان کئی برس سے معطل اپنے قصبہ کاکوری مین خانہ نشین تھے فقط سو روپیہ پنشن سرکار سے پاتے تھے حسب الطلب بادشاہ حاضر حضور ہوئے ساری حقیقت حال ارشاد فرمائی اور رہنے منزل مین اپنے قریب رہنے کو حکم ہوا

احمد علی خان وکیل عدالت کانپور بواسطہ احباب خود او رمقربان دربار حاضر حضور عالم ہوئی اور ہزار روپیہ تنخواہ کو ملے اونھون نے اپنی تجویز سے منجر صاحب تاجر مرزاپور کو چاہا کہ عہدہ جلیلہ سفارت پر باسور کرین بعض دانشمندون نے عرض کیا کہ پہلے ایسے شخص غیر کا امتحان کیا جاوے کہ وہ بعد دریافت حقیقت حال کے کس طریق سے اور کیونکر جوابدہی مقدمات شاہی کی بحث کرینگے بعد امتحان کے کیا مضائقہ کارپردازان سرکار نے اونکا دو ہزار روپیہ درماہہ مع اسپے حقوق کے تجویز کیا اور تاہی کانپور ہوسکے اونھون نے جنرل اوٹرم صاحب سے اپنی حقیقت حال و بعض امور جو خلاف سرشتہ سرزد ہوئی تھی بیان کیے صاحب نے اونکے سوالات پر کچھ اعتناع نہ کی اور دو شاقہ سفارش سے منع کیا ایک ڈاکٹر کانپور بھی انکے شریک حال ہوئی تھی منجر صاحب نے از راہ تجارت چاہا

لہ وارثان پیشواے مجھور کے بھی وکیل ہوجاوین پانسو درماہہ وہانکے مقرر ہوا ارکان دولت جب کانپور پہونچے حال ایک بام دو ہوا کا معلوم ہوا میان کی سفارت کو برہم کیا احمد علیخان جو صاحب عدالت کانپور سے برخصت آتے تھے حضور عالم نے چاہا کہ اونھین تین سو روپیہ درماہہ پر نوکر رکھین کہ وہ اپنے عہدہ قدیم سے ہاتھ اوٹھائین لیکن رنگ اہلکارونکا دیکھکر اور بعض ہم رنگان وطن کے سمجھانے سمجھانے سے اپنے کاسہ قدیم پر قناعت کرکے چلے گئے سرکار شاہی کی بیرنگی دیکھکر قبول نہ کیا۔

ایک دن جنرل اوٹرم صاحب نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ آخر بادشاہ نے ہمارا کہنا سمجھا تابھی نمانا انجام کار دیکھا اب تم پھر جاؤ اونھین بخوبی سمجھاؤ کہ بہر صورت راضی بہ مہر کرنے مین سراسر اونکی موجب بہتری کا ہی اوسکے خلاف مین بہت سی قباحتین عاید حال ہونگی غرض طرفہ ماجرا یہ ہے کہ جب ایسے رکن رکین اعظم سی جنرل صاحب ازراہ اتمام حجت ارشاد فرماتے تھے سب اپنی خوف آبرو سے بہت خوب و بجا کہکر چلے آتے تھے کسیکی مجال اور طاقت نہ تھی کہ جواب شافی اونھین دیسکتا اور جب بادشاہ کے سامنے جاتے تھے سب بھول جاتے کہ مبادا نمک حرامون مین شمول ہوجائین کسیکو کچھ بن نہ پڑتا تھا از بس سوا سندہ وزان سو اندہ ہوتے تھے خلاصہ نواب موصوف چار وناچار حاضر حضور بادشاہ و جنرل صاحب و خدا بقا ہوکر اداے تبلیغ رسالت کی لیکن بہ سبب تسلط اغیار کچھہ سفید مطلب نہوا بلکہ کچھ لوگون نے یہی خیال کیا کہ تخم انھین کے بوئے ہوئے ہین جسکا یہ وزاب ہوا

اس عرصہ مین نواب امین الدولہ بیمارہ فالج گرا ہی عذر آسمانی باعث انکی عافیت کا اپنے واسطے بہت متردد رہتے تھے کہ اگر اسوقت خاص مین بادشاہ کا شریک حال نہونگا مورد طعن و تشنیع خاص و عام ہونگا چاہیئے کہ مین نواب منورالدولہ سے بڑھکر کچھ اپنے حق نمک قدامت سے ادا ہون تو موجب سرخروئی ہوگا اور دوسر خوف جنرل صاحب کی ناراضی کا لاحق حال تھا چنانچہ اپنی علالت مین اکثر شکر خدا کرتے تھے کہ مجھے یہی حیلہ عارضہ لاحقہ باعث میری عافیت کا ہوا کئی مہینے تک اس علالت مین رہے آخر انتقال کیا اس اجل نے اونکی عزت رکھہ لی

ایکدن جناب عالیہ نے نواب معین الدولہ سید عنایت علیخان کو بھی طلب فرمایا اس بانظام صاحب

استشارہ چاہا انھون نے بھی کچھ گون مگون عرض کر کے جان بچا کر چلے آئے تماشا یہ ہے کہ سبکو خوف سرکار مین تھا کیونکہ ایک سرکار مین مشروعاً عرض کرتے کہ اپنے عہد دولت مین وہ کیا جسکا انجام یہ دیکھا یا دوسری سرکار مین عرض کرتے کہ اگر بے انتظامی آپ کے نزدیک ثابت ہے انتظام جسطرح چاہیے کہ دیجیے یہ صورت گو گھر چھیننے کی ہے نہ کیجیے یہ کیا مجال تھی کہ سکتے آخر میجر کینگی سی مجسٹریٹ کا حال سبھون نے اودھ گدر کو لوٹ کرلاتے تھے ادھر سبکو جمع کر کے پوچھتے تھے تم سب ہمسے راضی ہوا سکا کیا جواب ہے سوا سے حکومت کے

نواب اکرام الدولہ مرزا حسین خان عم نامدار نواب محذرۂ عظمے انے حسب دستور منتظم لینے برادر نسبتی کا یہ حال دیکھا اکثر سب کے نزدیک بدنام و انگشت نما ہوے انجام کار سمجھکر بظاہر یکرنگ و یکجہتی سے با تقاد تھا الیب بشکوہ آشنا کیے اوسان مقدمات سے بری ہوکر شریک شوری خاص نواب محذرۂ عظمی ہوے اونکے نزدیک بھی انکی کنارہ کشی باعث وثوق اعتماد ہوئی اس جہت سے وہ بانی مبانی پیش کرنے نواب منور الدولہ کے ہوے نواب موصوف ازبسکہ اپنی دیانت و امانت و نمک حلالی سرکار پر نازان تھے مردانہ وار کمر ہمت باندھ کار فرمائی سلطنت کو بہتر سمجھے اپنی اور قدامت او رخیر خواہی سرکار قدیم کو مقدم سمجھے کہ ہمین دوسری سرکار مین وثوق اسی اپنی سرکار کی جہت سے ہوا ہے اگرچہ منزلت اپنی سرکار سے نرکھتے دوسری سرکار کیونکر جانتے اسی جہت سے جنرل اوٹرم صاحب کو انکا یکسو ہونا ناگوار گذرا مگر کھل کر انھین سمجھا نہ سکے ۔

میجر برڈ صاحب جو جنرل سلیمن صاحب سے بد دماغ ہوکر راجپوتانہ مین گئے تھے وہان سے کسب برخصت گئے پھر کلکتہ سے کانپور کانپور سے لکھنؤ گھوڑ دوڑ کے واسطے آئے خواجہ سرایان شاہی سے بڑا التعارف تھا بشیر الدولہ کے واسطے سے بافغا بادشاہ تک پہونچے اور بشرط شروط سفارت بادشاہ قبول کی اور اپنے عہدہ سرکار سے مستوفی ہوے فی الحقیقت اگر چشم انصاف سے دیکھیے تو اس صاحب جلیل القدر نے بمقتضای اپنی شرافت و شفقت دنیا جو اپنی حکومت مین بہر طریق حاصل کی تھی عجیب کام نمایان کیا اگرچہ دولت مین اپنی اسٹیٹ زمینداری وغیرہ سے مستطیع تھے اور بدنامی اپنی سرکار قدیم کا قیال نکیا مگر اس سرکار عالیشان نے انکی بھی قدر کچھ نہ جانی جیسا بیان کیا جائیگا ۔

غرض جب یہ تدبیرین ہوچکین راے عالم آرای بادشاہ مین عزم بالجزم سفر وسیلہ الظفر اختیار کیا ہرچند حریفان و مخزیان سلطنت نے ہرطرح سے اسکا افساد چاہا جوڑ توڑ شروع کیے - ازانجملہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی برآمد جنرل اوٹرم صاحب سے کی کہ مین نے ازراہ دولتخواہی کا سب طرح کے نشیب و فراز سمجھا کر بادشاہ کو مہر راضی نامہ پر راضی کیا مگر آپکے خیرخواہون نے اوسے برہم کردیا جب صاحب نے شکایت خان موصوف سے عرض کی محبھر افتراے مین بے اجازت آپ کے کب بادشاہ کے پاس گیا تھا اور نہ کسی امر مین متمنی تھا جب سے خان مذکور نے اپنا ہر آمد رفت شاہی موقوف کی ایسے افتراے بے فروغ سے مگر علی اصغر خان و منشی کرم احمد حاضر رہے نواب مخدرۂ عظمی نے پانچ ہزار روپے خرچ سفر عنایت فرماے کلکتہ تک ہمراہ سفر رہے -

الغرض جسدن سے یہ فتنہ و فساد برپا ہوا تھا جناب عالیہ نواب مخدرۂ جنرل صاحب مثل نبات النعش محیط دائرہ ذات سلطانی رہتے تھے اور عورات پہرے کو تاکید تھی کہ کوئی شخص بغیر ہماری اجازت نہ آنے پاے مبادا کسی فریب سے اپنا کام کرجاے اور حضور عالم بھی اپنے مقام خاص سے باہر نکلنے نہ پاتے تھے بعد دو دن کے بیگم صاحبہ یعنی بی بی حضور پردہ عصمت سے شرفیاب بادشاہ ہوئین اور بکمال الحاح وزاری سے عدم حضوری حضور عالم عرض کی حضور عالم باجازت حاضر ہوی اور پھر کلمات خیرخواہی و دوراندیشی مہر خاص مین بیان کیے اوسدن سے حکم ہوا کہ تم بھی داخل مشوراے خاص ہوا کرو

دو تین دن کے بعد حضور عالم نے بسبب تہدید جنرل اوٹرم عرض کی کہ اب غلام کی عزت و جان مفت برباد ہوجائیگی اگر حضرت مہر نہ فرمائینگے وگرنہ یہ قرادلی اور میرا سے حاضری پہرے والی نے جب قراولی کو دیکھا چلائی کہ نواب نے اپنا کام تمام کیا یہ مجرد سننے آواز کے دفعۃً صاحبات محل چلی آئین اور نسبت حضور عالم زبان کلمات بے ادبی سب نے کھولی - جناب عالیہ جنرل صاحب مضطربانہ تشریف لائے بادشاہ نے رحمدلی سے صاحبات محل کو کلمات سخت سے منع فرمایا آخر ۶ رسیدہ بود بلاے و لے بخیر گذشت -

ایکدن جنرل صاحب نے خلوت مین سفر کے باب مین بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ بی آ ...

سلطنت آبای کرام جو ہمکو حرام ان ناعاقبت اندیشون کے ہاتھ سے ہو رہی ہے اب بنظر خلاص مین ہم خود اپنے تئین سبک و حقیر سمجھتے ہین بخدا زندگی اپنی بہت ناگوار ہے اب کوئی صورت عافیت اپنے واسطے نہین سوا اسکے کہ ان رعایا امانت خدا تمھین سپرد کرکے ہم عتبات عالیات جاکر مجاورت اختیار کرین آیندہ آپ کو اختیار ہے ارشاد کیا بخدا مین بھی مجبور ہون اور بہ عافیت ہون کسیصورت سے مہر نہ کرونگا اور سفر سے بھی ہاتھ نہ اوٹھاؤنگا بہرحال تم خاطر جمع رکھو مین نے تمھین اور جناب عالیہ کو اختیار کلی دیا ہے -

اسکے بعد مفتاح الدولہ سے ارشاد کیا کہ تم فقط میرے ساختہ پرداختہ ہو تمھارے حقوق نمک خواری آبائی کا یہ ہے کہ اگر مین بھی کسی طریق سے اغوا مفسدین سے مہر طلب کرون ندینا عرض کی جبتک غلام مین دم مین دم ہے خلاف حکم محکم نہ کرونگا اور مہر غلام کے بھی قبضۂ اختیار سے باہر ہے وہ سپرد جناب عالیہ و جرنیل صاحب ہے اگر اچانا ارشاد بھی ہوگا بغیر از نوشتہ سند چار صاحبون کے حاضر نہ کرونگا چنانچہ اوسیوقت مہر خاص صندوق مین رکھی گئی اوسپر مہر جنرل صاحب مرزا ولیعہد کی ہوئی -

ایک پرچہ پیام چیف کمشنر کو عزم سفر کلکتہ اور اطلاع نواب گورنر جنرل اور حفاظت راہ اور رسدرسانی بھیجا گیا اوسکا جواب آیا کہ نیازمند نے نواب محتشم الیہ کو اس باب خاص مین رپورٹ کیا ہے لیکن مشتہر ہوگا انتظام ہو کہ اہلکارون سے کون کون ہمراہ رکاب ہوگا اور جمعیت لشکر کسقدر ہوگی بعد ہفتہ عشرہ دوسرا پرچہ پیام اسی مضمون کا آیا اسکا جواب یہ بھیجا کہ نیازمند اس باب مین محض بے اختیار ہے جبتک کہ کلکتہ سے جواب رپورٹ نہ آئے اور نہ صاحبان حکام کو حکم بھیج سکتا ہون -

جب سے یہ ہنگامہ برپا ہوا تھا اکل و شرب انسانی گم ہو گیا تھا مگر بے خبر محافظان دواب سے حیوانات بیزبانکو بھی کئی دن سے خوراک بوسیہ میسر نہوئی تھی جب یہ خبر مشتہر ہوا چیف کمشنر کو پہونچی پرچہ پیام آیا کہ یہ حیوانات روز و شب کے فاقہ سے مرجائینگے لہذا مناسب ہے کہ جو اونمین سے بہتر ہون منتخب کیے جائین باقی سبکا حکم نیلام دیا جاوے دانشمند حضور نے چاہا کہ اسکا جواب معقول لکھین لیکن حضور عالم نے ملتوی اپنی رای عالم آرا سے جواب یہ بھیجا حیف ہے کہ آپکو بال انصاف و رحم سے حیوانات بیزبانپر رحم آیا لیکن بلبلانین اقدس اعلی کی یہ طرح

رحم نہ آیا کس کس امر کو آپ نے ہمسے پوچھا ہی جو چاہا وہ کیا اس باب مین بھی آپکو اختیار ہی پس چیف کمشنر
نے جو چاہا یہ غیر کو حکم نیلام دیا از بن قبیل بے طرفین سے ہر امر مین خلاف ہونا شروع ہوا جو باعث ناگواری طرفین ہوا
سہ شنبہ سے صبح و شام و زوال شمسی کی بھی توپ بند ہوگئی اس جہت سے کہ توپخانہ سرکار ضبط ہوا بعد
دو ہفتہ کے توپ صبح و شام و زوال شمسی موافق دستور چھاؤنی انگریزی حسین آباد سے چلنے لگی،

الغرض خاص و عام اس حرکت و سکون سفر سے متردد ہوے حریفون نے ہر روز
ایک نئی بندش خود تراشتی شروع کی اس خیال سے کہ اگر ہمارے حیلے سے سفر موقوف
ہو جائیگا تو البتہ باعث رسوخ چیف کمشنر بھی ہوگا اور حضور عالم پر بھی بڑی خیرخواہی
ثابت ہوگی چیف کمشنر نے پرچہ پیام بھیجا کہ حضور عالم اور مہاراج اور اہل خدمت
درجہ دوم ہمراہ رکاب نہ جائین گے کسواسطے کہ باز پرس اور تحقیقات اکثر مقدمات
ضروری اون پر منحصر ہے ورنہ ہرج کار سرکار ہوگا اسی جہت سے جب
تحریر صافی نامہ دستور معظم کی نواب مخدرہ عظمی اور اکرام الدولہ کی سفارش و
فہمایش سے پیش ہوئی او سے جرنل صاحب نے بھی منظور نہ کیا حاصل مضمون یہ
تھا کہ اس مدت عہد معدلت حضور عالم مدار المہام سلطنت نے کوئی امر بحکم
مرضی شاہی نہین کیا لہذا اوسکی باز پرس بادولت کے ذمہ ہے جب یہ مسودہ مقبول
نہ ہوا کئی سطرین دستخط خاص سے مزین فرمائین کہ جو کچھ مدت وزارت مین حضور عالم
نے کیا اوسکی باز پرس کا اختیار بادولت کو ہی دوسرے کو اوسکا مواخذہ نہ چاہیے اوسکا
جواب یہ آیا کہ نیاز مند کو جو حکم نواب گورنر جنرل پہونچا ہی اوسکے خلاف تعمیل نہین کرسکتا
غرض اسوجہ سے جب سررشتہ ضمانت حضور عالم نواب محسن الدولہ سے اور ساہو جی سے ضمانت مہاراج لیگئی
اس عرصہ مین تار برقی سے چیف کمشنر نے صدر کو اطلاع کی کہ بادشاہ واسطے
استغاثے کے تعجیل سفر لندن کرتے ہین ہمنے حکمت عملی سے ملتوی رکھکر اطلاع کی
اب اجازت اور عدم اجازت مین جیسا حکم ہو۔
اوسکا جواب یہ آیا کہ بادشاہ نے تعمیل حکم سرکار مین ازبسکہ فرمانبرداری اور
عجز ظاہر کیا ہم سرنگون ہوے کسیطرح منع نہ کرو آنے دو فقط

بمجرد سننے اس خبر کے تیاری سفر کی دھوم ہوئی اس عرصہ مین ایک محبت نامہ نواب گورنر جنرل جدید لارڈ کننگ بہادر پہونچا صحت الدولہ نے سر بمہر حضور شاہی گذرانا خلاصہ اوسکا مضمون یہ تھا کہ نواب گورنر جنرل لارڈ ڈالہوزی بہادر روانہ ہوے احوال ماضی اریکہ آرای سلطنت کا منکشف ہوا غالب کہ جو مقتضاے محبت و اتحاد قدیم الایام سے ملحوظ خاطر مہر کارین رہا ہے اوسی طریق سے ہر دو طرفین سے عمل مین آتا رہے فقط

بعد ملاحظہ بادشاہ نے فرمایا کہ باطن مین بدل مسرت حاصل ہوئی مگر بظاہر اگر توپین جنج سے سرکرائی جاتین حکم شلک سلامی ہوتا اب یا خلاصی چھاونی انگریزی سے یہان آ کر یا چیف کمشنر خود حکم سلامی اپنے تو پخانے مین دین غرض یہ امر داخل تکلفات ہوکر ملتوی رہا جب رعایا و برایاے شہر اور متوسلین شاہی کا طعن و تشنیع بڑھا ہر شخص کو یقین ہوا کہ سفر مین تامل ہوا اور روز سہ شنبہ سوم رجب بادشاہ مستعد اور آمادہ سفر ہوے شام تو چاہا کہ بادبہاری پر سوار ہون لیکن مقربان خاص نے بمنت و سماجت نحوست یوم سمجھا کر روکا بادشاہ اسوقت برہم ہوکر کسی سے مخاطب نہوے مقام خاص مین تشریف لیگئے۔

تشریف فرمائی بادشاہ سمت کانپور و حالات قیام وہانکے

الغرض پنجم شہر رجب ۱۲۷۲ھ مطابق ۳۔ مارچ ۱۸۵۶ء بادشاہ نے بادبہاری طلب فرمائی حاضرین نے جانا کہ حسب معمول یومیہ دورہ گشت قیصر باغ ہوگا حضور عالم مضطرب ہوکر چلے راہ مین پا ثبات نے ٹھوکر کھائی دو تین اہل تقرب بھی حاضر ہوے ہر ایک کو بچشم دیکھا کسیکو جرأت عرض نہوئی بلکہ سامنے سے ہٹ گئے ۸ بجے ساعت سعید بشتری مین مع جنرل صاحب عنان رونق افروز بیج سعادت بادبہاری ہوا در شکل نیرین ذو حسدین مرکز جادۂ مستقیم سے منزل مقصود کو میل فرمائی راجہ یوسف علیخان ہمنشین ریذیڈنٹ صاحب کو شیخ نجش پر ہوے اسواسطے کہ اوسوقت کی عنان اختیار اونکے ہاتھ مین تھی اور کئی دن پیشتر سے اہتمام ڈاک اونکے ذمے ہوگیا تھا اور بکمال خصوصیت خیرخواہی سے ہمراہ رکاب ہوئی تھی ہر چند جنرل سلیمن صاحب نے اونھین کئی منزل پیشتر سے شہر سے بلکوا دیا تھا بشیر الدولہ احسن الدولہ گھوڑون پر سوار تھے

تھوڑے سے ترک سوار اور ملازم پیادہ جلوس سواری مین تھے جب سوار ہونے لگے ڈنکا ہوا
پھر تھوڑی دور جاکر منع فرمایا حضور عالم نے ایک سوار کو دوڑایا کہ غلام کو کچھ عرض ضروری ہے
لیکن وہ سوار گرد سواری تک نہ پہونچ سکا شب جمعہ نوچندی تھی کربلائے میر خدا بخش مین ہزارہا
مومنات جمع تھے مجلس عزا مین مرثیہ خوان نے پہلے مناقب استغاثہ تصنیف بادشاہ
خود دل پڑھی عجب حال سب کا ہوا ہر شخص بدعائے بقای ملک و سلطنت مصروف ہوا —
بادشاہ کی گاڑی کے پیچھے نواب معشوق محل صاحبہ اور چھوٹے جنرل صاحب تھے اونکے
بعد متفرق صاحبان خاص مسیح الدولہ سفیر شاہی بعد ایک دو پہر کے گاڑیون پر چلے شہر سے
شہر کے دردولت سے تا دریائے گنگ پیادہ زبان طعن و تشنیع بیباکانہ کھولے ساتھ رہی
پھر رات رہے اونام مین سواری پہونچی وہان سے عبد الہادی خان قندھاری بھی کئی
سوارون سے ہمراہ رکاب ہوئے کچھ تھوڑی رات رہے کنار گنگ پہونچے بادشاہ خیمہ مین
رفع ضرورت کو تشریف لیگئے جب تک قفلی پل تیار ہوگئی اول صبح صادق کے پار اترے
بہ بنگلہ صاحب کے بنگلہ مین رونق افروز ہوئے ہرچند ناچ گھر اور کئی بنگلے گرد و پیش کے
پیشتر سے خالی ہوچکے تھے خیمہ لشکر سلطانی بھی برپا تھا جب طلوع آفتاب ہوا خبر تشریف
آوری عام ہوئی فوج کمپ سلامی کو پریڈ پر گئی بادشاہ نے انعام حسب معمول بھیجدیا
اور سلامی توپ کو منع کیا افسران فوج نے عذر کیا کہ مبادا ہم عتاب اپنی سرکار سے ہو
مگر دوسرے دن سلامی ہوئی جب حکم محکم تار برقیہ سے پہونچا کسواسطے کہ ایک ہفتہ پیشتر سے
خبر آمد لشکر فوج رہتی تھی بوجہ انتظام چلی جاتی تھی اسطرح سے داخلہ کا یقین نہ تھا۔
روز جمعہ وقت عصر نواب منور الدولہ مع امجد علی خان حکیم میر محمد میر علی منشی باقر علی
روانہ کانپور ہوئے منزل تمنزل روز یکشنبہ شرف ملازمت مین پہونچے جناب عالیہ نواب
مخدرہ عظمی مرزا ولیعہد بہادر اور زوجہ طاہر عصمت مآب حضور عنایت الدولہ نواب
سجاد علی خان روانہ ہوئے صاحبات محل ناچ گھر مین اترے باقی مصاحب وغیرہ متفرق
بنگلون مین اترے سبکو ممانعت حضوری ہوئی مگر بوقت طلب جب یاد فرمائین
نواب منور الدولہ مع بڑے صاحب سفیر راسخ الاعتقاد شاہی بوقت خاص

شاہ جہاں کے حضور پیر نور میں حاضر ہو اکرین بریڈ لصاحب کا اہتمام تھا انھون نے اپنے حوصلہ سے زیادہ کام کیا تھا ہر وقت بدل مصروف کار و بار رہتے تھے اور حفاظت و حراست سلطانی اور بجا آوری احکام مین سرگرم تھے تکالیف ولایت گزرا لیتے تھے جیمن بادشاہ کا دل بہلے۔ شاہزادے نواب ملکہ کشتی صاحبہ کے مرزا دارا سطوت اور نواب ملکہ عہد صاحبہ کے مرزا سلیمان قدر اور بعض اقربائے شاہی اپنی سعادت سمجھکر روانہ ہوئے شاہزادوں کو دولاکھ روپے زاد راہ سفر دیکر بھیجا دیا تھا اکثر خوشباش اور رئیس شہر بھی ہر ایک وسیلے سے روانہ ہوا تھا مگر شاہزادے فردوس منزل کے نواب یحیی علیخان مرزا اعظیم الشان مرزا رفیع الشان نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر تشریف فرما ہوئے خصوصا ان دونون صاحبونکو حضور عالم سے بھی ایک خصوصیت بلکہ قرابت بھی ہو گئی تھی۔

امیر الدولہ سید مہدی علیخان عرف امیر الامرا اگرچہ خانہ نشین بلکہ معتوب تھے روزبد سمجھکر روانہ ہوے اور پھر آتے کیفیت خبر بھی نہ کی بلکہ بشرط فتنہ فیابی بواسطہ اپنے ندرانے ٹھہراتی تھی

احسان حسین خان کو حضور عالم نے دفتر انشا سپرد کر کے روانہ کیا لیکن نواب منوّالدولہ کی جہت سے مدخل محض رہے۔ ہر چند خان مذکور نے بہت سی تدبیرین اپنی کین لیکن بے سود ہوئین اور میر منشی قدیم راجہ بہندن لال کے خاندان سے منشی دولت رائے شوق تخلص واسطے جواب نویسی کے ساتھ کئے گیے

مدبر الدولہ راجہ جوالا پرشاد بہ ضعف قوی و سن پیری کانپور تک گیے لیکن بادشاہ نے کمال عطوفت و رحم سے بواسطہ مصلح السلطان فرمایا کہ تم تکلیف سفر نہ کرو حسام الدولہ کے پاس حاضر رہو جب بادشاہ کانپور سے تشریف فرما ہونے لگے حسام الدولہ خویش نواب ملکہ گیتی صاحبہ اور بھائی نواب محسن الدولہ کو مختار و منتظم مصاحبات متعلقہ اور امور مرجوعہ رطب و یابس اور بجا آوری احکام شاہی کا مختار فرمایا تھا اور کوٹھی خزانہ جواہر خانہ وغیرہ مفتاح الدولہ کے سپرد تھی اونھون نے اپنا قایم مقام اپنے سگے بھائی کنز الدولہ کو ہمراہ رکاب کیا تھا کسواسطے کہ ان سے بہتر کون مستحق و سزاوار ایسے اعتماد کا تھا اونھون نے حق برادری ادا کیا مگر اونھین جیسا سچا ہیے تھا وہ ادا کیا۔

بادشاہ نے قبل از تشریف فرمائی حکم محکم بیگمات و صاحبات محل کو دیا تھا کہ جسے قیام دولت سرائے شاہی منظور نہو اوسے اختیار ہے چلی جائے چنانچہ اکثر بیبیاں چلی گئیں اور بہت سی ثابت قدم رہیں اور سر مو حکم قضا شیم سے انحراف نہ کیا بعد اسکے بادشاہ نے صاحبات محل کیواسطے علی السویہ سو روپے ماہواری اکل و شرب و ستر ضروری کیواسطے ہر ایک کے مقرر فرمائے بعضیں سے اکثروں نے قبول نہ کیا کہ ہمارے پاس تصدق حضرت سے بہت کچھ بسر اوقات کرنیکو ہے اور جب لندن عملداری سرکار ہوگئی تھی ہر محل نے عملۂ شاگرد پیشہ بیرونی و اندرونی کو تنخواہ سب کی دیکر برطرف کیا تھا فقط بہ ضرورت کچھ لوگ رکھ لیے تھے اس برطرفی میں ہزارہا زن و مرد محتاج ہوکر حالت یاس میں خانہ نشین ہوگئے اور ہر گھر میں ماتم برپا تھا۔

اکرام الدولہ مع اپنے بیٹوں کے روانۂ کانپور ہوکر مرزا حاجی کے بنگلے میں اوترے مولوی محمد خلیل الدین خان جو حسب الطلب حاضر ہوگئے تھے بادشاہ نے ہمیں منزل میں رہنے کو حکم دیا تھا بعد تشریف فرمائی اپنے وطن مالوف میں چلے آئے وجہ اسکی یہ ہوئی کہ جب ساتھ چلنے کو ارشاد کیا انھوں نے عذر کیا عرضداشت کی کہ تین چار ہزار روپے کا قرضدار ہوں تنخواہ نپنشن بھی سرکار سے نہیں ملی نئی عملداری شروع ہے مبادا کوئی قرضخواہ نالش کر دے امیدوار ہوں کہ اس سے گلو خلاصی ہو جائے آیندہ ہزار روپے کی تنخواہ مقرر ہو کسواسطے کہ جب کلکتہ میں عہدۂ سفارت پر تھا پانچ ہزار تنخواہ تھی بادشاہ نے حضور عالم کو عرضداشت تجویز کو غیاث فرمائی اونھوں دو ہزار خرچ کے اور تین سو کی تنخواہ تجویز کی خلاصہ پھر کوئی پرسان حال نہوا وجہ اسکی یہ تھی کہ حضور عالم انسے صاف نہ تھے اور انکو بھی بدل جانا منظور نہ تھا بہت غنیمت سمجھے اور سب کا انجام سمجھتے تھے میر حسن علی لندنی بھی حسب الطلب نواب منور الدولہ باوجود کبر سنی و ضعف پیری کانپور تک جاکر پھر آئے۔

شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر معزول شاہی اخراجی جنرل سلیمن صاحب کانپور میں تھے اہلکاروں نے سفارش سے بجای محمد خلیل الدین خان انھیں مقرر کیا اور دو ہزار روپے زاد راہ اور دو سو ماہوار اونکے واسطے معین ہوا ہر چند بادشاہ نے از راہ استعجاب صورت کو پوچھا کسی نے جواب شافی عرض نہ کیا۔

جناب سید نقی بیٹے سید العلما کے مرحوم حسب تجویز اکرام الدولہ و نواب منیر الدولہ مستعد و آمادہ سفر لندن اسواسطے کہ ایسے سفر دور و دراز مین ایسے شخص کا بھی ساتھ ہونا ضرور ہے کہ بروقت تشریف آوری ملک الموت کیطرف متوجہ ہو اور انشاء اللہ لندن مین نماز جمعہ و جماعت ہوگی یہ امر بھی باعث یادگار زمانہ ہوگا لیکن خوبی اتفاق سے وہ کانپور پہونچکر ایسے علیل ہوے کہ وہین سے احرام جانے کا قصد ترک کیا اور پھر ہمراہی منفعت الدولہ سید باقر خلف اکبر جناب سلطان العلما نے پہنچکر لشکر کانپور سے جو دیکھی جب یہ رنگ سفر دیکھا اور امانی صاحب نے شکایات انکے جانیکی تہدید خیال کرکے مراجعت کی ورنہ اولوالعزمی مین اونسے زیادہ تھا۔

ادنی ترین رعایا شہر میان محمد عوض نانبائی بھی اپنی منفعت فروخت اشیاء باکول سمجھکر داخل اردوے شاہی ہوے نواب منور الدولہ نے بخدمت طعام خاصہ انکے سپرد کی۔

نواب منتظم الدولہ باقر علی خان اور نواب مجاہد الدولہ بہادر دونون پھوپھیا بادشاہ کے کمر ہمت باندھکر روانہ کانپور ہوے بادشاہ نے تکلیف سفر سے منع کیا عرض کیا ہم کسیطرح آپکی تکلیف دہ نہونگے اور ایسے وقت مین ساتھ ہمراہی سے نہ اوٹھائینگے بعد اسکے یہ دونون صاحب قبل انکے روانگی بادشاہ روانہ بنارس ہوے غرض ہر شخص رعایاے شاہی کا یہ حال تھا کہ بہر صورت دامن دولت سے ہاتھ نہ اوٹھائے اور شہر کیجہت مصیبت سفر تازہ رہی۔

کہتے ہین کہ نوروز کو کانپور مین اٹھارہ من سے زیادہ قند شربت کیواسطے بیسر ہوا لوگون نے اس جہت سے نذر نیاز مختلف طعام و شیرینی پر دی وہان کے اہل دربار کو تعجب ہوا اور سرکار شاہی کیواسطے دست بدعا ہوے کہ یہ گھر قائم رہے اس قلت لشکر اور عدم سے نسی رسد ہر شخص موافق اپنے صرف بیدریغ کی مجبور تھا۔

اس عرصے مین کلکتہ سے خبر آئی کہ ۶ - مارچ روز پنجشنبہ جہاز فیروزہ پر پانچ بجے شام کو لارڈ ڈلہوزی صاحب روانہ ولایت ہوے اور نواب گورنر جنرل جدید داخل کلکتہ ہوے چنانچہ اخبار ورود کلکتہ سے درود نواب محتشم الیہ لکھا جاتا ہے

ورود نواب گورنر جنرل بہادر کلکتہ مین

۲۹ فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۱۲۷۲ھ روز جمعہ ۵ بجے شام دی رائٹ آنریبل چارلس جان وای

کونٹ کیننگ بہادر فیروز جہاز پر جب مقام اڑپور سے گذرے قلعہ فورٹ ولیم بنگالہ سے توپ سلامی کی چلی پرائیویٹ سکرٹری ڈلہوزی گورنر جنرل اور دو صاحب گورنر جنرل دونوں پیشوائی واسطے استقبال ہوگلی تک گئے چھاونی خضرپور میں لنگر کیا وہاں سے نواب محتشم الیہ سنو کشتی غنس پر سوار ہوکے چاندپال گھاٹ پر نزول اجلال کیا اسوقت ۱۹ توپیں فیروز جہاز سے چلیں اور اسکے پیشتر گھاٹ پر سکرٹری گورنمنٹ بنگالہ چیف مجسٹریٹ کلکتہ سپرنٹنڈنٹ مرین یعنی مہتمم جہازی اور ماسٹر اٹنڈنٹ و شرایف کلکتہ استقبال کو آئے تھے جب نواب گورنر جنرل نے زمین کلکتہ پر قدم رکھا ۱۹ توپیں چلیں بعد اسکے داخل ایوان گورنری ہوئے وہاں بڑے پھاٹک پر لفٹنٹ گورنر بنگالہ اور لب دالان پر نواب گورنر جنرل ڈالہوزی صاحب اور ممبران سپریم کونسل استقبال کو آئے صاحبان نظامت گورنمنٹ اور سب افسران قلعہ اور جنرل اشٹاف ایک طرف دوسری جانب افسران خدمات دارالریاست لباس درباری پرتکلف سے حاضر تھے جب کرسی گورنری پر جلوس سواری چاندپال گھاٹ سے شمالی بڑے پھاٹک تک ایوان گورنری کی ترتیب سے دورویہ قطار بستہ کھڑے ہوئے تھے یعنی سپاہی دوسری باڈی گارڈ تیسرا رجمنٹ چوتھا رجمنٹ ملکہ تیسرا رجمنٹ سپاہیوں کا ۳۱ ۔ پیادہ ہندوستانی ۴۴ ۔ رجمنٹ ۴۳ ۔ لائٹ انفنٹری فسون کلکتہ یعنی محافظان شہر لباس سے آراستہ اسلحہ سے مکمل باتحت انتظام لفٹنٹ کرنل پال صاحب صف بصف آراستہ تھی جب گھاٹ مذکور سے سواری چلی تھی ایوان گورنری تک دورویہ سلامی ہوئی اور توپ بعد ایک دوسرے کی چلی جب اس تزک تجمل سے نواب موصوف داخل ایوان ہوئے ۶ ساعت ۵ دقیقہ شام پر سوگند معمولی اپنے عہدے کی دیکر کرسی گورنری پر جلوس فرمایا کمانڈر انچیف انسن صاحب سپہ سالار افواج ہندوستان عہدہ ممبری زائدہ کونسل ہند پر جوزف الگزنڈر ڈارن صاحب اسکوائر میجر جنرل جان لو صاحب وی پی جان سیو پیر گرانٹ اسکوائر سپرنٹنڈنٹ عہدہ ممبری اول دوم و سوم چہارم کونسل ہند پر مامور ہوکے پھر حسب دستور اشتہار منصوبی و معزولی نواب گورنر جنرل سابق دیا گیا کہ تا قیام شہر حفظ مراتب بدستور نواب محتشم الیہ کے واسطے رہے۔

نواب گورنر جنرل بہادر بصحت تندرست و توانا و قوی الاقوی ہیں یہ لارڈ جان کیننگ کے

ہین وہ ایک زمانے مین وزیر اعظم سلطنت بھی ہوچکے تھے اونکی مان سومن سے میجر جنرل اسکاٹ کی بیٹی ہین سنہ ۱۸۱۲ع مین گلاسٹر راج برائٹن مین پیدا ہوکے ۴۴ برس کا سن ہے پہلے اسکول مقام آٹون مین پڑھے بعد اسکے کالج اکسفرڈ مین کتب علمیہ حاصل کین سنہ ۱۸۳۳ع درجہ اول کالج مذکور مین علوم درجہ دوم یعنی حساب و ہندسہ مین ترقی کی بعد اسکے بیڈی کیننگ سے کتخدا ہوے وہ بیٹی لارڈ اسٹوٹ ڈی راکشی کی ہین پھر کاروبار سلطنت مین مامور ہوکے اوتدریج ترقی کرکے عہدہ سررشتہ ڈاک سلطنت برطانیہ پایا بعد اسکے بسفارش لارڈ پامرسٹن اس عہدۂ جلیلہ گورنری پر منصوب ہوے —

حالات قیام کانپور و سوانحات لکھنؤ روانگی بادشاہ کانپور سے

بعد تشریف فرمائی بادشاہ خزانہ جواہر خانہ اسباب پر تکلف و بیش قیمت جو جناب ملکۂ معظمہ دام اقبالہا کیواسطے لیا ہوا تھا کپتان کنز الدولہ حفاظت فوج انگریزی مین لیکر لکھنؤ کو روانہ ہوے ایکدن حسب الحکم چیف کمشنر بہادر کانپور سے مسیح الدولہ مصلح السلطان دیانت الدولہ احسن الدولہ شفاء الدولہ آفتاب الدولہ اکرام الدولہ اہتمام الدولہ حیدر حسین خان اہلکار کارخانہ جات سلطانی واسطے ضمانت کے حاضر حضور چیف کمشنر ہوے چنانچہ ۱۲ اشخاص با تو بدرقہ ڈاک حاضر ہوکے مگر اہتمام الدولہ بہ علت باقی دس ہزار روپیہ بابت علاقہ کے نظر بند ہوے صاحب نے انکی ضمانت کردی اور انکے حساب ابھی انکے چودہ ہزار سرکار مین فاضل تھے اکرام الدولہ نے حاضر ہونے مین مکث لیا حالانکہ صاحب مجسٹریٹ نے ازراہ عزت و تکریم پہلے ڈپٹی میر ناصر علی کو اونکے لینے کو بھیجا تھا نواب مخدرۂ عظمیٰ کی پاس جاکر بیٹھ رہے چاہا کہ کسی حیلے سے ٹالدیا جاے جب ڈپٹی صاحب تنگ ہوکر چلے گئے حالانکہ انکا اوس دن مسہل تھا مگر حکم حاکم سے آئے تھے جب کیفیت مشروحًا صاحب سے بیان کی صاحب نے چپراسی و سوار انکی طلب کو بھیجے یہانتک مجبور ہوکر خود صاحب تشریف لاے اب کیا عذر کرسکتے ادنھین اپنے ساتھ کچہری مین لائے اونکو روبکاری کا حکم دیا رات بھر کچہری مین رہو صبحکو روانہ لکھنؤ ہو لیکن منت و عذر بارد سے گھر آئے صبحکو روانہ لکھنؤ ہوے ان صاحبون کی فہم و فراست

تھی وجہ ظاہر ہے کہ خائن تھے جو کچھ نوشجان کیا تھا اوسکے واسطے ڈرتے تھے چنانچہ یہی ہوا
پرچہ پیام شاہی چیف کمشنر کو اسی باب خاص مین پہونچا کہ ایک لاکھ ۳۶ ہزار روپے
اندر وے حساب بشیر الدولہ اور مہاراج بالکرشن بہادر بابت باقی علاقہ حضور تحصیل اکرام الدولہ
کے ذمہ نکلا ہے اگر انکا عملہ کھا گیا ہے اسکا مواخذہ انکے ذمہ ہوا اور اگر ذمے بہادر موصوف
ہے بس مال سرکار ہے اسکے لینے اور نہ لینے کا مابدولت کو اختیار ہے اسقدر تاکید و شدت
ضمانت سے کیا فائدہ متصور تھا اسکا سبب لکھیئے

جواب شافی اس پرچہ پیام کا نہ گیا مگر مقابلہ مواجب حساب بدستور رہا جب یہ دو شخص دار الخلافہ
مین آئے چیف کمشنر کے پاس گئے وہان سے کپتان ہیز صاحب کے پاس حاضر ہوئے پھر ایک
سمسن صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس حاضر ہو بعد ضمانت و مختار کے پھر کانپور آئے مگر
اکرام الدولہ بہ علت حساب رہ گئے -

بعد دو چار دن کے اہتمام الدولہ حیدر حسین خان حسب الحکم بادشاہ لکھنؤ آئے کو ہمراہ
راصینا مہ اقربائے شاہی افسران فوج اور ہر گروہ ہر فرقہ رعایا شہر سے لیکر چلے گئے

ایکدن منجھلی بیگمصاحبہ خواہر محترمہ دستور معظم نواب اختر محل سے تحسین گنج کو جانے لگین دالان باہر
ڈیوڑھی تلاشی لینے لگے سواری کے سپاہیون سے تنگ ہوا حضور عالم نے برہم ہو کر
فرمایا مین انگریزی پہرے بلوا سکتا ہون حسام الدولہ مہتمم محلات متردد ہو کر کانپور گئے بادشاہ
سے عرض حال کیا کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیدا ہو اچیف کمشنر کے پہرے اسی حیلے سے
ہو جائین اسی باب خاص مین حضور عالم کو دستخط خاص مزین فرمائے پھر آئے

ایکدن مفتاح الدولہ کسی امر ضروری کی غرض سے کانپور گئے بعد عرض حال پھر آئے
اسحق کہ بہادر شد کو مکی نمک حلالی و خیرخواہی جانفشانی مین کچھ شبہہ نہین جیسا انسے امانت دیانت
سرکار ہوئی دوسرے سے نہوتی اسی جلدو مین سرکارین سے اپنے حق پنشن سے محروم رہے
سبحان اللہ چیف کمشنر نے دستور معظم کو بھیجا کہ دولتسرائے شاہی سے اپنے گھر چلے جاؤ -
عرض کیا کہ بادشاہ نے دستور قدیم کو ارشاد کیا ہی حکم ہوا کس سند سے انھون نے دستخط شاہی جو
معرفت حسام الدولہ آئے تھے اوسے بھیجدیا جسکا مضمون یہ تھا کہ آدمی کو جسقدر راحت و آرام

اپنے گھر میں ملتا ہے دوسری جگہ نہیں ملتا لہذا مناسب وقت یہ ہے کہ حسب الحکم تم اپنے گھر چلے جاؤ نہیں
چار دن کے بعد ایک اشتہار شہر میں لگایا گیا کہ فلاں تاریخ ۹ بجے دن کو تماشائے عجیب رعایائے شہر
کو دکھایا جائیگا کہ کبھی کسی نے آنکھ سے نہ دیکھا ہو ہر شخص کو ایک توحش ہوا آخر روز سہ شنبہ
۸ اپریل کو دولت سرائے شاہی کے پیچھے سواری پینس میں نواب اختر محل صاحبہ نکلیں اوسکے بعد
حضور عالم گاڑی دو اسپہ نواب ممتاز الدولہ میں بتبدیل وزارت نصیب سر ہر طرف سے جھلملی گاڑی
بند چوبدار چیف کمشنر کونج بخش پر برآمد ہوئی کئی سوار بھی بحالت گدائی پیچھے کچھ خاص بردار بے
اسلحہ لباس کثیف سے گرد در شاہی سے تحسین گنج تک زبان طعن و تشنیع بیباکان شہر ہر طرف سے
بارش بے وقت برسا رہے تھے اگر چوبدار چیف صاحب نہ ہوتا غالب ہے کہ ڈھیلے اور پتھر بھی بجائے
اولے برستے ۔ العیاذ باللہ ۔

پردگیان عصمت و طہارت دستور معظم جو کانپور میں نواب مخدرہ عظمیٰ کے مہمان تھے
اس مدت قیام کانپور میں ایک دن مشرف باریاب پابوس شاہ ہوئے کلمات الحاح و زاری حد
سے زیادہ عرض کیے کچھ سود مند نہوئے آخر بہ مجبوری سرخ کوٹھی کنارہ دریا میں جا کر رہے
جب وہاں سے لکھنؤ آنے لگے راہ میں شہدوں کی زبان طعن سے چین نہ ملا

کوتاہ اندیش و مخربان خاص بالاتفاق اپنی گھات میں تھے کہ بہت وسوسے و اندیشے
سفر لندن و کلکتہ کے عرض کرکے خاطر اقدس کو اس سفر سے باز رکھیں کانپور سے پھیر لائیں
تاکہ رسوخ و نیکنامی سرکار انگریزی میں بھی ظاہر ہو لیکن باوصف سننے ان سب اخبار موحشہ
کے استقلال سفر کو جنبش نہوئی فی الحقیقت اگر اہل انصاف چشم بصیرت سے دیکھیں شاہ جہاں
جنہنے ایسی عیش و عشرت سے بسر کی ہو وہ دفعۃً ایسے امراض لاحقہ پر کس موسم تابستان میں
ایسے سفر کا متحمل ہوا اور ریاست موہوم اور حقیقت کا فدا نام کیواسطے کہ یہ امانت خدا میں ہے

نواب منور الدولہ نے جب صحبت اغیار کا یہ حال دیکھا اپنی نازک مزاجی اور طرح بینی سے بیدل
و بد دماغ ہوئے اور اپنے فرخ آباد چلے جانے کو بہتر سمجھے اور یقین ہوا کہ یہ بیل کبھی منڈھے
چڑھیگی بہت متردد ہوئے اور اپنے ارادے پر مشغول تھے لیکن اونکے اصحاب شوری نے سمجھایا کہ
بے اہتمام حسبہ چلے جانا بھی اچھا نہیں بہرحال جو دیکھنا تھا سب دیکھ چکے انجام کار بھی کھل گیا نو صاحب

مشیروں کا بادشاہ سے عرض کرکے رخصت ہوئے اس عرصہ مین انکی خوش نصیبی سے مصلح السلطان
انکے لینے کو آئے جب شرفیاب ملازمت ہوئے بالمشافہ عرض کیا کہ یہ بار غلام نے محض رضائے
خدا اور حقوق نمکخواری قدامت سمجھکر اوٹھایا نہ واسطے طمع دنیا عہدۂ وزارت کو لیا لیکن افسوس
ہے کہ مقربان خاص اپنی عادات جبلی و خو کردہ سے اب بھی باز نہین آتے ہر چند کہ یہان تک
خانہ بربادی و جلا وطنی کی نوبت پہونچی ارشاد کیا جو تمنے اسوقت کیا اسقدر مجھے چشمداشت
نہ تھی حضرت جنت مکان بھی اس سے زیادہ نہ کرتے بہر صورت امر جزئی و کلی مین تمہین اختیار
ہے اور تمنے بھی یہ شفقت محض رعایا کو امانت خدا سمجھکر اختیار کیا اور اپنی بربادی ہر طرح سے گوارا
کی ہے اب تم جہان لیجاؤ چلونگا تم بھی میرا استقلال مزاج کو دیکھئے جو حضور عالم کیواسطے کیا اب
تک اوسی پر قایم ہون اس کے بعد بہت سے الفاظ کسر نفس ارشاد کیے کہ حاضرین کو موجب تنبیہ ہوا
خلاصہ روز دوشنبہ سلخ شہر رجب مطابق ۷ - اپریل شام کو بادشاہ نے ہلال ماہ شعبان
دیکھکر گرونک بادبہاری پر سوار ہو سمت الہ آباد تشریف فرما ہوئے فقرا اور رعایا کی
بہت بھیڑ ہوئے تھے کچھ اونکو عنایت ہوا سب دست بدعا ہوئے اوسوقت گاڑی ڈاک
کی دار و گیر مین طرفہ ہنگامہ برپا ہوا تھا کہ خاص بردا ران سلطانی مین قریب تھا کہ آپس مین
صورت فساد برپا ہو نواب صاحب نے تدبیر اس ہنگامہ کو دور کیا -
جناب عالیہ متعالیہ نیز خاص مین جرنیل صاحب بسبب ناسازی عارضہ لاحقہ صبح سہ شنبہ
کو روانہ ہوئے ڈاکٹر ہندوستانی بھی اونکے ساتھ تھا باقی صاحبات محل بلا زین بعد ایک
دو گھڑی کے نواب منور الدولہ بعد روانگی سب قافلے کے روانہ ہوئے
قبل از روانگی بکمال لطف و اخلاق عرضداشت مہاراجہ البشری پرشاد نراین سنگھ بہادر
مہاراجہ بنارس معرفت نواب بنظر اقدس مین گذری کہ حسب خیر طلب موروثی ہے اور ممنون
قدیم اس خاندان عالیشان کا ہے امید وار مرحمت خسروانی ہے کہ حضور بنارس مین بلاک
غریب خانہ مین رونق افروز ہون -
شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا
راہ مین الہ آباد کے مقام خاص پر سامان ضروری درست تھا جب الہ آباد پہونچ بصلاح

برنارن صاحب پنج گھر مین نزول اجلال فرمایا اور معمول تھا جہان بادشاہ گاڑی سے اوترتے تھے پہلے سائرنات کھنچ جاتی تھی وہان چھ مقام ہوے جب بنارس کو تشریف فرما ہونے لگے صاحب پنج گھر نے دو ہزار چار سو روپے کرایہ کا دعوی کیا گفتگو مین طول ہوا صاحب نے گاڑی روکنے کو سڑک پر رسی باندھ دی آخر نوبت بعدالت دانشمندون کی بدولت پہونچی کسی دلال کی معرفت چوبیس سو دیکر تصفیہ ہوا اب وہ جو بہتر کوٹھی ہر مقام پر تجویز سرکار ہوئی تھی معلوم نہین اوسکا کونسا سبب نہ ملنے کا ہوا۔

۱۶- اپریل روز چہارشنبہ مطابق ۹ شعبان بنارس کی چھاؤنی سکرور مین کوٹھی راجہ صاحب موصوف مین رونق افروز ہوے بیٹے اکرام الدولہ کے کانپور سے اپنی خسرال مین مہمان ہوئے تھے اور کانپور سے خرچ ماہواری سرکار شاہی واسطے سفر کے ۱۲ ہزار روپیہ کا ضبط ہوکر نواب محذرہ عظمی سے محول ہوا تھا کانپور مین اکثر صاحبان عالیشان مشتاق ملاقات شاہی ہوے بلکہ ایکدن لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور بھی تشریف لاے لیکن ملاقات نہوئی نواب صاحب استقبال کرکے اپنی کوٹھی مین لے گیے اور عذر علالت مزاج اقدس کیا کہ اکثر کیفیت مزاق جادہ اعتدال سے منحرف ہوکر رہتی ہے۔

نیلام دواب شاہی اور برطرفی فوج شاہی وغیرہ حالات لکھنؤ

چیف کمشنر نے پہلے کاغذ خرچ کارخانجات سلطانی اور ملازمین شاہی کا جایزہ لیا تھا سب مجموع تراسی لاکھ روپیہ تنخواہ ملازمین و اتربا شاہی کا مع کارخانجات نکلا سواے خرچ ضروریات ذات اقدس و خرید اسباب جدید وغیرہ اور ۷۸ ہزار آدمی سب مجموع ملازم ہر فرقہ و پیشہ و سپاہ کے تھے چنانچہ بعد برطرفی چہارم فوج زمان خلد منزل فردوس منزل حضرت جنت مکان کے ۲۵ پلٹن نجیب و تلنگہ اور ساڑھے تین ہزار سوار سواے ترکسواران سوار و چودہ ہزار اہل عمل شاگرد پیشہ سلطانی اور کچھ کم دو ہزار سپاہی متعلق چبوترہ کوتوالی شہر نا کجا اور سات ہزار چوپایہ اور دو سو ہاتھی سواری مع کشتی کے اور ایک لاکھ کئی ہزار کبوتر اور ایکسو سات شیر اسیطرح اور بہت سی چیزین تھین اور اگر عہد دولت آصفی کا حساب کیجیے تو

اوسکا عشر عشیر بھی نہ تھا دواب جنت آرامگاہ جو متعلق نواب رمضان علی خان کے تھا ۲۵ سو روپیہ روزانہ کا تھا اور جب جناب عالی نے انتقال کیا سات ہزار راس گھوڑی گھوڑیان ٹانگن ٹٹو تھے اُس عہد دولت مین دواب یومیہ فقط بارہ سو روپیہ کا رہگیا تھا وہ زائرالدولہ خواجہ مرد تریاکی کے سپرد تھا اوسکے کارندون نے خوب ہاتھ صاف کیا تھا وہ بے خبر محض تھا۔

غرض تمام ممالک ہندوستان مین اشتہار نیلام دواب وغیرہ بقید تاریخ پہونچا خلاصہ حال کم قیمتی نیلام کا لکھا نہین جاتا پہلے اچھے ہاتھی سرکار کمپنی کے واسطے علیحدہ کر لئے گیے باقی مہاجنون نے بپردۂ غفلت آنکھون پر ڈال کے مول لیے تھے اور اسیطرح کی حمیت شرافت و نجابت انکی اکثر وہی کے لوگون نے ازراہ تجارت مول لیے تھے اونکا ستیاناس ہوا فائدہ کا کیا ذکر ہے کچھ گھر سے دینا پڑا لاہور کے نیلام کا حال مشہور ہے مگر قصاب لکھنؤ نے گائے بیل سرکاری کے لینے مین عذر کیا کہ ہم قدیم سے چوپائے بیرونجات سے خرید لاتے ہین مرزا علی رضا کوتوال نے کئی سو کبوتر شاہی مول لیے تھے حیلے سے کہ انشاءاللہ تعالے بادشاہ کو بعد مراجعت نذر دونگا اکثر ہاتھیون کو وقت نیلام سر پر خاک اوڑاتے آنسو آنکھون سے بہتے دیکھا اکثر صاحبون کو شبہہ آشوب چشم ہوا فیلبانان نے کہا ہم تیس برس سے نوکر ہین یہ مثل ہمارے خاک اوڑاتے اور روتے ہین پھر زر نیلام کا حکم دیا کہ اگر مستر و سرکار نہووے تو بعد تین مہینے کے روپیہ لیا جاویگا لیکن ضمانت اور نشان گھر کا لے لیا تھا غرض دلارام کی کوٹھی مین نیلام اسباب و رمنہ مین نیلام چوپایہ ہو رہا تھا مقام عبرت تھا۔

چیف کمشنر نے مفتاح الدولہ سے فرمایا چوپایہ اور توشہخانے سے جو چیز تحفہ و کمیاب ہو نیلام ہونے دو آگے خرچ دواب ایک ہزار کئی سو یومیہ کا تھا اب قریب نوے روپیہ یومیہ کا رہگیا ہے مفتاح الدولہ جب کانپور گئے تھے نواب مخدرہ عظمیٰ نے فرمایا کہ اس بقیہ دواب کو خیرات کر ڈالو ہمارے کس مصرف کا ہے غرض کہ اس بقیہ دواب مین وہ گھوڑیان رہ گئی ہین جنکی اصل نسل مین جنت آرامگاہ نے بڑی کوشش سے خانہ زاد بچھیرے پیدا کئے تھے افسران فوج نے اپنے گھوڑے گھوڑیون کا نیلام مین داخل کیا سرکاری نیلام سے بہت تحفے کم قیمت پر مول لیے۔

چنانچہ نواب منورالدولہ نے کانپور مین ایک شخص سے ایک گھوڑا نیلام شاہی ڈیڑھ سو روپے کا

وقت مول لیکر ایک صاحب کے پاس بھیجا بہت پسند کیا ہزار روپیہ اوسکی قیمت دینے لگا اوسو نواب نے اوس شخص کو صاحب کے پاس بھیجدیا اور کیفیت نیلام سے آگاہ کیا بلکہ گواہ کیا کہ ایسے نایاب گھوڑے مثل مال غنیمت کوڑیون پہ نیلام ہوے اسیطرح سے اور اسباب کمیاب کا نیلام حکم سرکار سے ہوا —

گورنمنٹ نے چالیس لاکھ روپیہ بابت تنخواہ فوج سلطانی اپنے ذمہ لیا کہ اگر اس سے زیادہ حساب سے نکلیگا سرکار شاہی سے مجرا لیا جاویگا اور اگر اس سے کم تقسیم ہو ہمین اختیار ہے پس ہر رسالہ اور پلٹن کا پہلے جائزہ لیا اسکے بعد حکم سنایا جسے سرکار کمپنی کی نوکری منظور ہو اور قابل محنت و مشقت کے ہو اختیار کرے اوسوقت دو صفین علیحدہ ہو جاتی تھین بہت کم ایسے نکلے جو تنخواہ برطرفی لیکر چپکے اپنے گھر چلے گئے کئی متصدیون کی اس تقسیم تنخواہ مین خوب بن پڑی ہرچند سرکار نے اونسے پہلے ایک اقرار نامہ بجرم سنگین لیلیا مگر بہر صورت انھون نے اپنا کام کیا اور سپاہ مین جنہنے تیس برس سے زیادہ نوکری کی تھی اوسے پنشن ملی باقی انعام ایک مہینے سے تین مہینے تک کا ملا اور سپاہ سے بعد تنخواہ اسلحہ ضرب لے لیے اور وردی سرکاری راجہ ٹھاکر سنگہ کپتان تربیدی کا کچھ تصرف تنخواہ سپاہ ثابت ہوا پابجولان مقید ہوے پھر کچھ دیکر چھوٹے اب گھر مین بیٹھے چین کرتے ہین ۔

احسن الدولہ دیانت الدولہ کے ترکسوارون کے گھوڑے نیلام ہوے منجملہ مجموعہ سوار شاہی اٹھارہ سو سوار چھانٹ کر تین رسالے کیے اونکے افسر انگریز بقیہ وردی قواعد انگریزی حسب دستور اور تین مقام چھاؤنی مقرر ہوا ایکہزار توپ سے سو توپ آہنی برنجی خرید لکھا روپیہ منتخب ہوکر علیحدہ ہوئین باقی سب کو بیکار سمجھکر چرخ سے گرا کر گولی آہنی و غبارہ دس آنہ سیر بازار مین بکے ہزارہا من بارود پانی مین نکمی جانکر بہا دی ۔

مرزا علی رضا بیگ کوتوال کے سپاہیونکو حکم ہوا نواب آصف الدولہ کے امام باڑے مین حاضر ہون تقریباً چارسو مسلح حاضر ہوے اوسکے بعد علی رضا بیگ کپتان ہیر صاحب میجر کارنگی صاحب سمسن صاحب کو ہاتھیون پر لے آتے ہم کمپنی تلنگہ دو ضرب توپ جلوہ خانہ امام باڑے مین ڈٹ اور اوسیوقت پلٹن حسین آباد اور چھاؤنی سنڈیلا نون سے اور کوتوالی چوک سے طیار ہوئی اور

پہلے سپاہیون کو حکم دیا تین صف باندھکر روبرو کمپنی کھڑے ہون وہ جہاز سے کھڑے ہوگئے
مگر بوجہ تاقالب سے سب کی نکلی کہ یہ تقسیم تنخواہ ہے یا قربان گاہ افسرون نے حکم دیا کمپنی بندوق
کو بھرے کارنیگی صاحب نے کوتوال کے ساتھ سپاہ کو حکم کیا اپنے سلاح رکھدو تب تنخواہ لو ورنہ ہم تم
سبکو ابھی اوڑا دینگے کوتوال نے عرض کی حضور تھوڑا توقف کرین اور سپاہ سے بمنت اپنی
پگڑی اوتار کر کہا واسطے خدا کے میری عزت تمہارے ہاتھ ہے تمنے میرے باپ کے وقت سے
نمک کھایا ہے اپنے ہتھیار حوالہ کردو یہ کہکر تلوار اپنی پہلے صاحب کو دیدی اور رونے لگے جب
یہ حال سپاہ نے دیکھا بعضون نے اپنے اپنے ہتھیار دیدیے باقی جتنے رہے خوف جان سے مسافر خانہ
کی دیوار سے کود سے اکثرون کے ہاتھ اکثرون کے پانون ٹوٹے اکثر مجروح ہوے سیدھے اپنے
گھر پہونچے تنخواہ سے ہاتھ اوٹھایا یہ فقرہ کوتوال صاحب کا خود تراش تھا کوتوال صاحب سپاہ کی
تنخواہ خود نوش جان کر چکے تھے سرکار مین پہلے کہدیا کہ یہ سپاہی بر سر فساد ہو رہے ہین یہ حیلہ و فسانہ
سب ضبط تنخواہ ہوا پھر سپاہ نے داد و بیداد شروع کی کہ ہر کار سے تنخواہ دو مہینے کی اور
انعام مرحمت ہوتا ہے اور ہماری تنخواہ مختلف چھ مہینے سے ۱۲ مہینے تک کی چاہیے خیا[illegible]
کے تلنگون نے بھی پوری تنخواہ پائی ہے اور بحال بھی رہے ہمنے کون سی عدول حکمی سرکار کی
ہے جو اپنے اصل حق سے محروم رہے جاتے ہین پھر افسرون نے چاہا عرض کرین کہ آیا دستور
سرکار یہی ہے کہ بروقت تقسیم تنخواہ سپاہ کو زیر تلنگ لین اور تقسیم تنخواہ کے بہانے سے بلائین
کوتوال نے منع کیا کہ زنہار ایسا حرف زبان پر نہ لاؤ خلاصہ کارنیگی صاحب نے کوتوال کو فقط
اونکی تلوار دیکر اور سپاہ کے ہتھیار لیکر چلے گئے اور حکم دیا کہ ہمارے جانے کے ایک ساعت
بعد یہ سپاہی اپنے مقام پر چلے جائین زبانی جگناتھ سنگہ کمان افسر تھانہ حیدر گنج تحریر
کیا وجہ اسکی یہ تھی کہ تنخواہ جو آپ کھا گئے تھے وہ روپیہ ماہوار کی تنخواہ کوتوالی کی تھی اپنی
تنخواہ جو دو جرمانہ سرکار مین جاتی تھی انکی اونکی [illegible] وقات تنخواہ سپاہ یا معاملات شہر اور جو رہی
ہے تھے اسکا احوال بھی سب پر ظاہر ہے ۔

دوسری صبحکو ہر کمان افسر تھانہ کو حکم کوتوال پہونچا کہ حسب الحکم صاحب تم اپنے بستر اوٹھا کر
چلے جاؤ ورنہ گرفتار بلا ہوکر مدت معینہ مین رہو گے جگناتھ سنگہ کمان افسر تھانہ حیدر گنج نے سر اسیمہ ہوکر

کوتوال کو عرضی کی حکم ہوا کہ جو ہمنے حکم دیا ہی وہی کافی ہی اور حضور صاحب مین یہ ظاہر کیا کہ سپاہی
سب تھانے شہر کے خالی کرکے چلے گئے اس فریب سے سراسر سرکشی و تمردی غریب سپاہیون کی
ثابت ہوجاے غرضکہ تین دن تک تھانے خالی رہے پھر بہ تدبیر نادر حسین اور تلنگے میر فدا حسین کے
اکثر مقام پر آگئے یہ دوسرا فریب تھا جو سرزد ہوا

بعد ہفتہ عشرے محمود خان کوتوال لاہور ساکن نجیب آکنگ مرزا علی رضا مقرر ہوئے دس
تھانے شہر مین مقرر ہوے تنخواہ تھانہ دار پچاس روپیہ ہوئی اور بہ دفعات چودہ سو برقنداز و چوکیدار
اور چار روپیہ تنخواہ کے نوکر ہوئے اور دستور العمل انگریزی دیا گیا قواعد کریں اور صبح و شام طیار رہا کرین
منجملہ عمارات شاہی جلوہ خانہ پہلوے بیلی گارد برابر کرکے صحن وسیع کردیا اور دولتخانہ قدیم
نواب آصف الدولہ مین چھاونی توپخانہ و میگزین رکھا اور دیانت الدولہ کے ترکسوارون کے
اصطبل مین گورہ بارک اور فیلخانہ قدیم جسمین خاص ہاتھی سواری کے رہتے تھے اسپتال بنایا
اور دونون دروازہ حضرت گنج مملوکہ نواب ملکہ عہد صاحبہ کو وسعت شارع عام کے واسطے تڑوادیا
جب بیگم صاحبہ نے چیف کمشنر سے شکایت کہلا بھیجی ممانعت ہوئی

صاحبان حکام عالیشان نے جابجا ممالک محروسہ کی توپین جو تھین بیکار کرکے
تحت فی النار کردین بارود کو نکمی سمجھکر پانی مین بہادیا ممالک محروسہ مین تھانے ہوئے اکثر عمال
تحصیلدار شاہی بدستور بحال رہے بہت سے نئے نوکر ہوے مگر بیرونجات کے بہت ملازم
ہوئے اقساط ممالک محروسہ بارہ کین اور سمین ساڑھے چار فردہی سنہ ۱۸۵۶ء تک مال بادشاہ
باقی مال سرکار حالانکہ معمول دس قسط کا تھا۔

فوج سوار و پیادہ کو حکم ہوا کہ بے اسلحہ حاضر ہوکر تنخواہ لے از روی مواجب تنخواہون کے
اور فوج انگریزی طیار رہی۔ باوصورت فساد پیدا ہوا اکثر چھاونیون مین سپاہ کا اسباب
لٹ گیا زمیندار تعلقدارونکو حکم محکم ہوا کہ اپنی فوج برطرف کرو و قلعہ گڑھی خاک مین ملادو
اسلحہ حربی توپ بندوق وغیرہ کو دور کر راجہ تلسی پور نے کچھ تمردی کی تھی گرفتار ہوا راجہ مانسنگھ
بعلت زر باقی سرکار ۲۵ ہزار کچھ دنون روپوش ہوکر بنارس اپنے بھائی کے پاس تدبیر وہ
مین گئی وہان سے کلکتے گئے باختیار و تقریر اگی ٹھکر ہاتھ مین تلوار لیے در شاہی پر پہونچے مرزا قربان بیگ

سوار کا پہرہ تھا اونہون نے پہچانا مگر اکرم الدولہ کو خبر کی بادشاہ تک گئے ناکام پھر آئے اور بادشاہ نے ہر طرح سے منظور نہ کیا اور حکم دیا جو شخص اس طرح سے آئے ہم تک آنے نہ دو۔

فی الحقیقت بادشاہ کے انکار مین کچھہ شبہہ نہین اگر کچھہ خلاف سرکار منظور ہوتا تو لکھنؤ سے اوسکی صورت ہوسکتی تھی نہ یہ کہ کلکتہ مین اور اخراجات ایسے توہمات سے قلعہ مین سرکار نے رکھا تھا باقی زمیندار سب سر حساب ہو گئے ملک و املاک و دیہات زمینداری جنسے بجبر لی تھی اونسے بعد تحقیقات اونکے وارثون کو ملی مگر راجہ مذکور بڑے صاحب نصیب خوش اقبال تھے ہردل خیرخواہ سرکار ہین باعزت رہے۔

سرکار اخبار نیک قلم موقوف خبر رسانی ہر گھر محول خاکروبون پر رہی سات سو مقسم آبپاشی بازار نوکر ہوا اور خاکروب ہر گلی و کوچہ کو صاف کیا کرین۔ کوڑا جمع ہوکر کھاد کیواسطے لگا کرے اور کثافت شہر جمع ہوکر زراعت کے کام آوے اسکا بھی ایک دفتر مقرر ہوا سپرنٹنڈنٹی مجسٹریٹ

شاہزادہ مصطفی علی بہادر بہرام صولت صاحب عالم صاحبزادہ حضرت جنت مکان

قبل از روانگی کانپور ایکدن حسب الحکم چیف کمشنر ڈاکٹر فیرا و رایک اور ڈاکٹر صحت الدولہ کے ساتھہ باجازت بادشاہ سعادت گنج مین شاہزادہ مصطفے علی بہادر کے پاس آئے جب محل سے برآمد ہوے موافق عادت قدیم ننگے سر تھے ڈاکٹر صاحب پرسان حال ہوے نبض دیکھی کہا آپکو درد سر اکثر رہتا ہے فرمایا نہین پھر کچھہ سوال سعی و ہمعنی امتحاناً کیے ہر ایک کا جواب شافی دیا کہا اب بہر صورت صحیح و تندرست ہین لیکن اس مکان مین انقباض خاطر اور تکلیف ہوتی ہوگی اگر چندے قیام چھاونی مین کیجیے تو بہتر ہے فرمایا مین ۱۴ برس کے عرصے سے اسی کا عادی ہو رہا ہون اب مسادی ہے بعد اسکے خرچ یومیہ کو صحت الدولہ سے پوچھا کہا مجھے معلوم نہین شاہزادے نے فرمایا تم وکیل سلطنت ہو معلوم نہین بعد اسکے رخصت ہوے اور کوتوال کو بتاکید حفاظت کی۔ چیف کمشنر سے جاکر کیفیت خاص بیان کی۔

دوسرے دن صبحکو کوتوال بگھی لیکر آئے شاہزادے کو سوار کرکے بڑے امام باڑے کے دروازے پر لائے وہانسے گاڑی پر سوار ہو بنگلہ سندیلہ دن پر اوترے کپتان مہر صاحب آئے کلمات تشفی

و دیجیونی اور امتحان سواد علم لیکر چلے گئے اور اسباب سامان ضروری اور تفاصہ طعام کو حکم دیا ایک دو مہینے کے حکم ہوا اب اپنے مکان کو تشریف لیجایئے اور سو روپے ماہواری مقرر ہوے بادشاہ کی سرکار سے ۶۰ روپے ہزار تنخواہی پاتے تھے غرض چیف کمشنر نے رپورٹ صدر کیا اور دعوی وراثت پدری کہ حسب سررشتہ یہ اکبر اولاد ہین مگر جنت مکان سے حق تلفی کی منظور بحق رسانی چیف کمشنر کو تھا مگر لاٹ صاحب نے منظور نہ کیا ہونا اور کرنا تو یہ تھا پھر کیونکر حق ہرگز قرار رہتا ۔

جنرل اوٹرم صاحب کا لندن روانہ ہونا کلکتے سے

چیف کمشنر از بسکہ سب دور منصرم و مہتمم کاروبار سرکار رہے دفعۃً مادہ فالج جانب راست گرا ڈاکٹر صاحب نے تجویز تبدیل کی اس عرصہ مین حسب الحکم نواب گورنر جنرل ۲۲ اپریل روز چہارشنبہ مطابق ۷ شعبان ۱۲۷۴ ہجری ۵ بجے شام کو روانہ کلکتہ ہوے اوسی دن حضور عالم بھی ایکساعت تک خلوت مین حاضر رہے اپنی شکرگزاری بیان کی صحت الدولہ باہر رہے بعد اسکے کچھ اشرفیان بطریق ایمان ہندوستانی حمایل گلو کر کے رخصت ہوے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ ولایت ہوے بعد انکی روانگی کے میجر جنرل جان صاحب ممبر دوم کونسل انتظام امور جبری و کلی اودھ روانہ ولایت ہوے شاید مدت ۵ سال کونسل ہو چکی ہوگی ۔

عملہ دفتر قدیم رزیڈنٹی موقوف ہوا اکثرون کی حسب دستور پنشن ہوگئی اکثر شہر سے مفصل مین نوکری کو نہ گئے ورنہ اضلاع مین بدستور بحال رہتے بلکہ صورت ترقی بھی ہوتی ۔

اجارہ افیون ۶۲ ہزار سالانہ پر ہوا افیونی امر جدید سے معارض ہلاکت مین تھے سعادتگنج کے ٹھیکہ داری سرکار مین دس ہزار روپے ندرانہ دیتے تھے کہ نرخ افیون بارہ روپیہ سیر کا رہیگا اور افیون بدستور بکا کریگی مگر سرکار نے منظور نہ کیا تاجر افیون کا بڑا نقصان ہوا غربا کی دعا کی جہت سے اور اب کل مسکرات اودھ تقریباً ڈیڑ لاکھ کا محصول آتا ہے ۔

بادشاہ کا بنارس سے کلکتہ پہونچنا اور سوانحات وغیرہ

راجہ بنارس کی کوٹھی مین خسخانے اور اشیای ضروری تکلف سے آراستہ بادشاہ نے از

راہ مین نہایت شاد اور خوشحال تھین فی الجملہ صورت راحت مستعار دیکھی دوسری کوٹھی مین
جناب عالیہ جنرل صاحب نواب مخدرہ عظمی رونق افروز تھین تیسرے دن راجہ رانگو اور اونکے
بھائی [illegible] مولوی گلشن علی اور چند اہل اسلام سفید عبا بردوش نواب منورالدولہ کے پاس آئے
وہان سے اونکے ساتھ حاضر ہوے سات تہرا پیشکش ضیافت پانسو تصدق کے حاضر کیے نذر
رخصت ہوے اور امیدوار تھے کہ سارے لشکر شاہی کی ضیافت بحث الطعام سے کرین
لیکن بادشاہ نے اسے بروقت انشا راضی رکھا ہرچند پیشتر سے سامان ضیافت لکڑی گھاس
ظروف گلی چارپائی ہر قسم کے اجناس غلہ طیار رکھا تھا اور سواریان جتنی اونکی سرکار مین تھین
ہر وقت ملازمین شاہی کیواسطے طیار رہتی تھین کہ جب چاہین شہر مین سوار ہو کر جائین اور
اور کئی داروغہ مہتمم اشیا ضروری دیوان عام مین حاضر رہتے تھے۔

نواب منورالدولہ اسلیے ہمیشہ شایق و مشتاق شکار کے رہتے تھے راجہ کے ساتھ مقام
پلکیہ مین تشریف لے گئے تھے ہرچند کہ یہ حرکت اس حال مین مضبوحی تھی ایک جوڑی گھوڑی
کی بہت تحفہ راجہ نے دی بادشاہ راجہ کی حسن خدمات سے اور اونکے حضور قلب [illegible] سے
بہت خوش ہوے جسدن تشریف فرما ہونے لگے خلعت معمولی عنایت فرمایا راجہ نے ایک
ایک اشرفی نذر اور کئی کشتیان تحفہ بنارس گذرانین دوسرے دن معرفت بشیرالدولہ نواب خاص
محل کو نذر بہر جناب عالیہ کو نذر بھیجی۔

ہیجہ برڈ صاحب سفیر شاہی کانپور سے قبل از روانگی لشکر کلکتہ گئے تھے بنارس مین مثل
ہمارے اقبال پھر آئے شرف ملازمت حاصل کی اور از راہ استصواب جو کلکتہ مین اپنے
دوستان خاص اور محرم راز سے جو مشورہ صلاح کی تھی مشروحاً عرض کیا وہ کسی پر مفصل نہ کھلا

خلاصہ بادشاہ ۱۹ شعبان روز جمعہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۲۵ اپریل ۱۸۵۶ء وقت عصر مرکب
دخانی جنرل مکلود پر سوار ہوے صبح شنبہ روانہ کلکتہ نواب [illegible] الدولہ و مخصوصین خاص مقربان
شاگرد پیشہ ضروری ہمراہ رکاب تھے نواب معظم الدولہ نواب مجاہدالدولہ باقی اور تھے اونکا
دولت تھے کشتی بجرے کرایہ پر راہی ہوے جناب عالیہ نواب خاص محل اور صاحبات محل ڈاک گاڑی
مین بعد ایک دو دن کے روانہ ہوے خلاصہ بنارس سے صورت انتظام خاص لشکر سلطانی [illegible]

ہوگئی ہر ایک اپنے مرکز عالم خسر جاور سے مثل نبات النعش جدا ہوگیا چنانچہ یہ قافلہ شاہی بعد طے
منازل وسیر و سیاحت راہ روز سلخ ۳۰ شعبان مطابق ۶ مئی مقام رانی گنج مین پہونچا وہان
سے ریل پر ۸ ساعت کے عرصے مین کلکتہ راجہ بردوان کنارہ دریاے ہگلی گنگا جیا مین اُترکر
ہنگام ورود سواری صاحبات محل کیواسطے قنات سائبان کھنچ جاتی تھی پالکیون مین سوار ہوکر
بہت اہتمام سے داخل مکان ہوتی تھین بعد اسکے بہ تجویز مصلح السلطان پانسو روپیہ کرایہ
کی کوٹھری لیکر پیشگی ایک مہینہ حسب دستور دیا لیکن جب جناب عالیہ نے ناپسند کی کرایہ ذہل
تصدیق راہ ہوا آخر باصلاح مولوی مسیح الدین خان کوٹھی راجہ بردوان [illegible] کھولہ تین کوس فا
شہر سے ہزار روپیہ کرایہ پر سواے مرمت شکست و ریخت لی ۔

مرکب شاہی نے ۷ ماہ مبارکہ روز سہ شنبہ مطابق ۱۳ مئی شام کو زیر کوٹھی مذکور لنگر
کیا راہ مین جو مصائب اور صدمات روحانی نادیدہ بسبب شدت موسم تابستان اور طوفان اور
جابجا زمین گیری جہاز اور سندر بن گنگا ساگر کی کناریون سے آنا کہ قریب خلیج بنگالہ ہے پہونچے تا
تحریر و تقریر سے باہر ہین اوسوقت اشخاص متفرقہ کنارے سے جہاز پر جاکر حاضر حضور ہوے فرمایا
دیکھو اس مدت سفر سے ہمارا کیا حال ہوگیا ہے یہ سنکر حاضرین رونے لگے اور اونکی بن پڑی
جنہون نے سفر لندن اور سمندر سے ڈرا کر نقش کالحجر کر دیا تھا بعد اسکے کپتان جہاز کو خلعت فلانیہ
کو حکم انعام فرماکر داخل کوٹھی ہوئی ۔

تاریخ سفر وسیلۃ الظفر

وحید این برآورده سال عجیب　　کہ نصر من اللہ و فتح قریب
۱۲ ۵ ۶۲

ایضاً　　لندن کا سفر تھین مبارک　　۶۲ ۵ ۱۲

اسکی تصدیق بوقت پہونچنے لندن کے ہوئی ۔

ہمراہیان لشکر ظفر پیکر بھی انواع و اقسام مصائب سفر نادیدہ مین حالت سفر مین ہو گئے
تھے کچھ لباس سرما مصلح السلطان اور اہتمام الدولہ کا غرق رحمت ہوا چوب خیمہ کے گرنے سے
چشم مین زخم بھی پہونچا ایک کشتی خیمہ سرکار کی ڈوبی نواب منتظم الدولہ اور مجاہد الدولہ کا بجرہ طعمۂ فنا
ہوگیا بعد چند روز کے عجب خستہ حالی سے پہونچے خلاصہ ہر شخص کو موافق اوسکی حیثیت کے

نقصان اور صدمہ پہونچا۔

بہت سے صاحبان اولی العزم متمنی مختاری شاہی ہوئے اور ہر ایک نے نمونہ اپنے باغ سبز کا دکھایا چنانچہ حسن صاحب منجملہ نامبردان صاحبان کونسل سپریم کورٹ کلکتہ جو تحریر و تقریر میں بہت مشہور تھے پہلے تجویز ہوئی لیکن وہ کلکتہ سے اس عرصہ میں احسان حسین خان جانشین دستور ہو چکے سید حسین شیرازی کانپور سے ہجرت کر کے اسی بحال سے آئے خان موصوف نے دیکھا کہ فوراً بہ منور الدولہ سے صورت موافقت نہیں ہوتی رفتہ رفتہ نواب خاص محل سے رسائی پیدا کی لیکن نواب سے کوئی صورت نہ ہوتی کسو سبیلے کہ وہ اس فرقہ خاص کی رفتار و کردار سے خوب واقف تھے پھر چند روز ازراہ اپنی قوت بازو کی تدبیر سعی بہت سے ہاتھ پاؤں مارے ان سے نکلے بعد پھر اولاد علی المعروف بہ جلسات شاہیہ لکھنؤ دستور معظم سے دو ہزار روپیہ زاد راہ لیکر اکرام الدولہ کے سالہائے سے دینے سے نواب خاص محل تک پہونچے سبحان اللہ جہات الیا مہ یا سب جمع ہوتا ہے پہر لیکن مگر نتائج فلاح حاصل ہو ہر شخص کو اپنا فائدہ مقدم تھا یہی صورت ناکامی کی تھی کہ ادبار میں سب کی عقل زائل ہو گئی تھی

مولوی مسیح الدین خان اور میجر برڈ صاحب نے جب یہ صورت خاص مقربان سواری خاص کی دیکھی کہ ان صاحبان سفر نادیدہ نے بھاگی رت دریا کلکتہ دیکھ کر مجبوریاں اندرونی سے ہاتھ اٹھایا اور خاطر اقدس شاہی میں اپنے خدشے دل کے مرتکز کر دیے اور نواب خاص محل کی بہتری کے سمجھانے سے بارہ ہزار روپے ماہواری کے صرف سے ہاتھ کھینچا اور نتیجہ حاصل یہ ہوا کہ اقربا سے قریبہ سلطنت ہر شخص اپنے کو کفالت خرچ اپنے پاس سے کرتے ہیں یہ آواز نسبت جناب عالیہ و جنرل صاحب تھا اثر بہت شاق و ناگوار گذرا بلکہ صورت مخالفت پیدا ہوئی آخر بادشاہ نے تنگ ہو کر یہ خرچ مہینہ خزانہ عامرہ تحویل کنز الدولہ سے مقرر فرمایا نواب خاص محل جو بواسطہ اکرام الدولہ صورت موافقت نواب منور الدولہ سے ہوئی تھی اور کچھ خلاف ہوئی خان موصوف نے ایک رخنہ بندی تو کی۔

میجر برڈ صاحب طالب اپنے زر بیہودہ کے ہوئے نا فہموں نے نواب خاص محل کو سمجھایا کہ اگر یہ صاحب جلیل القدر بے سند و اسناد کسی حیلے سے اپنی ولایت جا کر مشہور رہے اسکا چارہ

علاج کیا ہوگا آخر ایسی گفتگوی بے ربط سے موجب شکستہ دلی صاحب موصوف ہوا چنانچہ رفقا جو
امیدوار ایک لاکھ ۲۵ ہزار زر خالص کے ٹھہرے جیکے بھروسے پہ سرکار کمپنی کی نوکری اختیاری
سے ہاتھ اوٹھایا بہزار خرابی مبلغ مذکور ۲۰ ہزار روپے نواب خاص محل سے بابت رسوم سرکاری
کاٹ کر باقی کا سونا کا پہونچ رہین دیدیا تھا وہ بھی لیا خلاصہ صاحب ممدوح جہاز پر روانہ ولایت
ہوئے صاحب مقدور تھے کچھ محتاج روزگار کمپنی نہ تھے بعد اونکے جانے کے حریفون نے مشہور
کیا کہ صاحب بھاگ گئے حالانکہ اونکی حقیقت شرافت ووفاداری ہم لوگ کے معلوم ہوگی جو سوشن
مین لندن سے ہکوس خاص و عام پر ظاہر دیا۔

اب مشورہ خاص یہ ٹھہرا کہ حضرت کی رونق افروزی سے ابتک حکام گورنمنٹ سے
کوئی پرسان حال نہوا اب گورنر جنرل کو محبت نامہ بھیجنا چاہیے چنانچہ منشی میر باقر علی نواب
منورالدولہ سکرٹر صاحب کے پاس وہ محبت نامہ لیکر گئے جسکا مضمون یہ تھا کہ ما بدولت اس قدر
تابستان مین مع اقربائی قریبا درچند شاگرد پیشہ سے آوارہ وطن مالوف سے ہو بعد برداشت
صعوبات سفر کلکتہ پہونچا بخبری دبے اعتنائی اہالیان سرکار خلاف دستور روابط قدیم سے
سراسر باعث استعجاب وموجب تحیر ہوا

اوسکا جواب یہ ہوا کہ نیاز مند کو آپ کی رونق افروزی کلکتہ کی خبر نہوئی وگرنہ تعارف
معمولی مثل سلامی توپ وغیرہ حسب سررشتہ عمل مین آتا اور ورود آپکا خارج کلکتہ ہوا۔ لہذا
حکم سلامی دیا جاتا ہے اور سفر لندن کا آپکو اختیار ہے فی الحقیقت اس سراسیمگی وپریشان خاطری
سے وطن مالوف سے نکلنا بسبب آپکے التفات فہمایش دوستانہ جنرل اوٹرم صاحب ہوا
جو حسب تجویز کونسل بحکم صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس سمجھائے گئے تھے اور امورات مجوزہ
نواب گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی بہادر مین نیاز مند کو کچھ مداخلت نہین۔

دوم شوال مطابق ۶ جون مرزا امجد علی خان صاحب صاحبزادے نواب حکیم میر محمد حکیم مہدی علی
بہ سبب علالت مزاج ونا موافقت آب وہوا برخصت داخل لکھنو ہوئے اب سوا میر باقر علی کوئی
اور بتقربات نواب سے وہان نہین اور جتنے مقدمات ہوتے تھے متوسل بڑے نواب تھے صاحبان
عالیشان کو موافقت نواب لیشاہی بہت ناگوار تھی کہ ہماری متوسل ہوکر کیون شریک حال ہوے

اسی جہت سے نواب وسکرٹری سے بھی ملاقات نہوئی ہرچند کہ انھون نے چاہا مگر نہ ہوئی یہ بھی مجبور تھے کچھ بن نہ پڑتا تھا —

ازروے اخبار لندن میل انگریزی معلوم ہوا کہ اہالی کورٹ آف ڈائرکٹرس نے ایک کاغذ داخل سررشتہ پارلیمنٹ کیا مشتمل حساب قرض ایسٹ انڈیا کمپنی بادشاہ اودھ کا آغاز حساب ۱۸۱۴ع سے لغایت ۱۸۵۵ع تک کہ بہمہ وجوہ مبلغ چار کرور بہتر لاکھ ۸۹ ہزار نوے روپیہ بادشاہان اودھ سے بدفعات قرض لیے منجملہ اوسکے ایک کرور بعوض بعضے حدود مفتوحہ ملک نیپال جو بادشاہ کو دیاگیا اور ایک کرور ۹۳ لاکھ ۸۲ ہزار سات سو ۶۵ روپیہ نقد سودی ہوا یعنی سرکار کمپنی نے ادا کیا باقی ایک کرور اسی لاکھ سات ہزار دو سو ۳۵ روپیہ جو دین شاہ اودھ ذمہ سرکار کمپنی انگریز بہادر رہا بسبب ضبط ہونے سلطنت کے ذمہ سرکار سے ساقط ہوا ماشاءاللہ

اخبار کلکتہ سے یہ بھی کھلا کہ صاحبان انصاف ولایت متفق الراے ہین کہ بادشاہ لکھنؤ اپنے ملک مین اختیار کلی رکھتا تھا جو مناسب جانا وہ کیا اگرچہ ہمارے نزدیک وہ غیر مناسب تھا ور درحالیکہ بادشاہ بہمہ تن اطاعت وموافقت سرکار انگلشیہ مین مطیع ومنقاد رہا اب احکام ضبطی لکھنؤ کا ہونا اگر سرکار مدعی ہوجاوے تو اسصورت مین ننگ قوم انگریز ہین —

چیف کمشنر جدید کا آنا اور بعض سوانحات

۸ مئی سنہ الیہ مطابق ۲ ماہ مبارک سنہ الیہ کالونل کورلی جلگشن صاحب بہادر ممبر صدر بورڈ آگرہ قائم مقام جنرل اوٹرم صاحب ۸ بجے صبح کو داخل کوٹھی رزیڈنٹی ہوے تسلک سلامی ہوئی تکلفات ظاہری دھوم دھام جتنے تھے داخل رزیڈنٹی تھے وہ سب بادشاہت کے ساتھ گئے

ایک دن چیف کمشنر کپتان ہیز صاحب بر سبیل تفریح قیصر باغ مین تشریف لائے موافق دستور قدیم منتظر تامجان کے رہے کہ جب گاڑی سے اترتے تھے سوار ہوکر داخل باغ ہوتے تھے مفتاح الدولہ نے عرض کیا تامجان سواری موجود ہے مگر کہار کہان کسواسطے کہ اس ریع میں بعد ضبطی سلطنت کسی کوئی خبر بجال نہین رہی حسام الدولہ بھی شریک صحبت ہوے چیف کمشنر نے کہا کہ اسی باغ کو قیصر گڈھ کہتے تھے یہ تو موسوم سے بھی ترم ہے عرض کی کہ اسے بادشاہ نے محض اپنی

اور بے ترتیب دیکھکر بہت تاسف کیا اور مفتاح الدولہ سے سبب پوچھا عرض کی یہ حال مسٹر کارنیگی صاحب کی بدولت ہوا ایک دن سارا کتب خانہ فرح بخش کی الماریون مین ترتیب تھا باہر نکلوا کر پھکوا دیا فرمایا اب تم اونھین آراستہ کر کے رکھو عرض کی عملہ اسکا سب برطرف ہو گیا جنھین ہزار رہا روپیہ کی تنخواہ ملتی تھی وہ سب برطرف ہو گئے فرمایا کارنیگی صاحب کو اسقدر زیادتی نچاہیے تھی پھر فرمایا مکان شاہی اسقدر وسیع ہے اگر پھر ملی احتیاج ہم بھیجدین عرض کی اگر ضرورت ہوگی عرض کرینگے

روانگی جناب عالیہ جرنل صاحب مرزا ولیعہد بہادر بہ لندن

مختصر یہ ہے کہ جناب عالیہ جرنل صاحب جب سب طرف سے تنگ ہوے اور کوئی صورت قیام اطمینان کی نہ دیکھی بہت افسردہ خاطر ہوے اور چار ونا چار عزم بالجزم لندن اختیار کیا جانے کے بہت سے اسباب ہوے اول یہ کہ مداخلت اغیار امور سلطنت مین دوسرے خلاف راے ارکین تیسرے ناموافقت نواب خاص محل سفر ہجرت مین چوتھے عبث عبث زیر باری خرج الابدیات اپنے پاس سے آوارہ وطنی بہرحال لندن جاکر اپنا عرض حال جناب ملکہ معظمہ ذوالاقتدار کو باامید موہوم جب وہ سریر آراے سلطنت برا العین ہماری شکستہ حالی ملاحظہ فرمائینگی اور وزراے سلطنت رحمدلی سے از روے انصاف عرض کرینگے پس وہ کیونکر اپنی جود ہمت سے استرداد سلطنت مین دریغ فرمائینگی —

غرض حضرت بسبب شدت حرارت تابستان اور عارضہ لاحقہ اور کچھ مشاہدہ راہ کے صدمہ طوفان اور ارکان دولت کے سمجھانے سے اور از راہ مصلحت وقت کہ اگر خدانخواستہ عرض حال مقبول بارگاہ سلطانیہ نہوئی تو درصورت یاس کلی پھر مراجعت ہندوستان کا کچھ لطف نہوگا لہٰذا اسمین ایک پردہ رہنا بہتر ہے یہ سب امور مانع تشریف بری ذات خاص ہوے — چنانچہ ایساہی حال نواب مرشدآباد کا ہوا کہ جب اپنے مطالب سے ناکام ہوکے اب ہندوستان کی مراجعت ناگوار ہے ہرچند اونکی ماں طلب کرتی ہین نہین آتے اور نہ اونکو توفیق ہوتی ہے کہ مشاہد مقدسہ کی مجاورت اختیار کرین —

مرزا ولیعہد بہادر جب ان حالات اندرونی و بیرونی سے واقف ہوئے بسبب جوش و خروش شباب جوانی و از راہ اولوالعزمی مستعد سفر و سلیم الظفر ہوئے پہلے اپنی مادر گرامی سے عرض حال کیا جب مقبول خاطر مقدسہ نہوا بلکہ حرکت طفلانہ سمجھکر فرمایا کہ اگر بادشاہ تشریف لیجاتے تو ہم سب کا جانا ہوتا اب تمھارا جانا فضول ہے خلاصہ یہ کلمات جو محبت مادری سے ارشاد فرمائے مایوس ہوکر نواب کے پاس آئے اپنے راز دلی سے آگاہ کیا نواب ادھنین بادشاہ کے پاس لائے مشرحا عرض حال بادشاہ سے کیا بادشاہ نے محبت پدری سے ارشاد کیا اور ساجد درگاہ الٰہی ہوئے الحمد للہ کہ ہماری اولاد بھی صاحب ارادہ و توفیق رفیق فہم سلیم سے متصف ہوئی نواب سے فرمایا تم سامان سفر قرۃ العین درست کردو

کرایہ جہاز دودی کلکتہ سے سویز تک درجہ اول کا فی کس مع خوراک بارہ سو روپیہ درجہ دوم کا چار سو مقرر ہوا چنانچہ مسماۃ بنگال جہاز ٹھہرا ایک سو دس آدمی سب ذکور و اناث تجویز ہوئے مولوی محمد مسیح الدین خان سفیر شاہی کی ماہواری سات سو منشی میر رفیع کے تین سو حاجی الحرمین شیخ محمد علی واعظ و ذاکر رفیق خاص جنرل صاحب کے دو سو دو ہزار چار سو پیشگی ملے تھے برنڈ صاحب مہتمم جلیس الدولہ مصاحب مرزا ولیعہد بہادر دس لاکھ واسطے اخراجات قیام ولایت وغیرہ و ہدایائے بیش بہا جو سرکار شاہی سے واسطے جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا ایک ہار الماس پر جسکا وزن تین سیر سے کم نہ تھا زبانی مفتاح الدولہ دوسرا ہار یاقوت و زمرد کنگھی سرپیچ الماس جو شامل ہدیہ ولایت مرسلہ حضرت خلد منزل بھی بہت سے مالا مروارید انگوٹھیاں ہر قسم جواہر کی لباس انگریزی ہدیہ جناب عالیہ شل سایہ یعنی پیشواز بہت تکلف تیس ہزار روپیہ کی طیاری کی اور اسباب ضروری سفر جلوس سواری وغیرہ بوجہ سواری جناب عالیہ ایک نامہ شاہی متضمن حال خود جناب ملکہ دوران کیواسطے اور مختار نامہ امور جزئی و کلی سپرد جنابعالیہ کیا گیا بادشاہ نے نواب سے بہت مبالغہ سے فرمایا کہ تم مرزا ولیعہد بہادر کے ساتھ جاؤ باعث میرے اطمینان کا ہوگا اور پھر کسیطرحکا خدشہ و خلجان کسی امر کا نرہیگا اور شخص سرحساب رہیگا ورنہ بہت سے خدشونکا احتمال ہوگا نواب نے عذر بیماری پیش کیے آخر جناب استخارہ ذات الرقعہ پر ٹھہری پانچ رقعہ نکلی حکم ساوی آیا لیے دل نخواستہ با عذر بسیار

الغرض ۱۴۔ شوال روز سہ شنبہ سنہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۔ جون سنہ ۱۸۵۶ء بارہ بجے رات کو جہاز بعافیت سوار ہوئین وقت رخصت عجب حشر قیامت محل سے برپا ہوا نعرۂ الفراق والوداع مخدرات اودس پردۂ شب مین محیط کرۂ عالم ہوا تھا ہر ایک کی آنکھ سے مسلسل دراشک بشکل دریائے بھاگیرت بہ رہا تھا اور ہر دل جل بھنکر کباب ہوگیا تھا قرب وجوار کے رہنے والے سب سوتے سے جاگ اوٹھے تھے ہزارہا زن ومرد دردولت پر کھڑا ہوگیا تھا اور گردش دور فلکی اور انقلاب زمانہ دیکھکر از خود گم ہوگیا تھا کہ ایسا انقلاب بھی تمام ہندوستان مین کبھی نہین ہوا تھا یہ عورات عالی خاندان شاہی جنھون نے مدت عمر تک صورت دریا نہ دیکھی ہو وہ ایسا دور دراز سفر بحر ذخار سمندر اختیار کرین دیکھیے آخر انکا انجام اس سفر کا کیا ہوتا ہی اور کیونکر کہین کہ اہل انصاف ولایت اپنیر رحم نہ کرینگے خلاصہ اول صبح جہاز نے لنگر اوٹھایا زیر کوٹھی شاہی گذرا بادشاہ فرط بے قراری سے برآمدے مین کھڑے ہوے جرنل صاحب نے و مرزا ولیعہد نے آداب سلام بادشاہ نے خدا حافظ کہکے رخصت کیا طرفین کو عجب صدمہ روحانی ہوا۔

بعض سوانحات کلکتہ ولکھنؤ وآمدرفت اشخاص مشخصہ

شوکت الدولہ نواب محمد خان قافلہ شاہی کے ساتھ راہ خشکی سے کلکتہ پہونچے پہلے وہی قدیہ مسافرین راہ ہوے یعنی دوسرے دن ہیضہ وبائی سے راتکو مر گئے اونکی نعش بیجزی سے رات بھر پڑی رہی جب مولوی مسیح الدین خان کو خبر ہوئی حمیت اسلام اور اپنے مذہب وملت کی اہل محلہ کو خبر کرکے دفن کیا اسباب کا طالیقہ کر دیا کو اغذا اسناد مہری وغیرہ مال سرکار جو انکے صندوقچی مین تھی میجر برڈ صاحب نے بہت سی رد وقدح کرکے لے لیے اونکے بعد شیخ مصاحب علی خدمتگار قدیم بھی اوسی عارضہ سے اونکا ہمبستر ہوا

ندہ علیخان صاحب عنان یادیبا ہی سلطانی بعد گلو خلاصی خدمات تعلقات اپنے مع امید علی اور اپنے چھوٹی بھائی کے کلکتہ پہونچا بعد شرف ملازمت حسام الدولہ ومفتاح الدولہ کے باب مین بہت جھوٹ سچ دل سے بنا کر عرض کیا لیکن چاہ کندہ را چاہ درپیش ہوتا ہی چند روز مین عیش کلکتہ اوٹھا کر ناکام لکھنؤ آیا چند روز بعد نواب سعید الدولہ کی گاڑی پر اوس کے بعد مہاراجہ

مہاراجہ صاحب والی بلرام پور کا نوکر رہا مر گیا۔

۲۹ شوال روز پنجشنبہ مطابق ۲ جولائی حکیم میر علی منشی منصب علی مع لوازمات طلب کا
راہی کلکتہ ہوئے مگر حکیم میر محمد اپنی علالت مزاج سے رہ گئے شہر کے بیباکون نے ایک خطاب
ذہنی تراشکر نسبت نواب مشہور کر دیا یعنی افسر الوزرا ناصح الخاقان دبیر الملک وزیر الممالک نواب
گورنر جنرل منور الدولہ احمد علیخان بہادر وزیر ہند۔

سید عبد اللہ جائسی مقیم لندن نے عرضداشت بادشاہ کو ارسال کی متقربات بادشاہ کی
نظر اقدس سے گذری اس مضمون سے کہ استرداد ممالک شاہی حسب داشت انصاف جناب ملکہ معظمہ
کی یقین واثق ہو کہ نواب گورنر جنرل بہادر بشرایط مددات حضور مین بھیجین گے۔ اوسکی منشاء
کا آپکو اختیار ہے اسیطرح کی دو تین باتین اپنی گرم بازاری سے بناکر مندرج کین بادشاہ ذی
صلاح الدولہ کے خطاب کی مہر کندہ کروا کر بھیجی چنانچہ مفتاح الدولہ نے لکھنؤ سے اوسی ڈاک
مین روانہ کیا تھا اور یہ سب بے اصل و بے فروغ تھا۔ لندن مین بیان سے زیادہ کامل
وطامع جاکر مقیم ہوئے ہین۔

انکی حقیقت حال یہ ہے کہ یہ نواسے منشی میر غلام حسین جائسی کے ہین جو رکٹس صاحب
کے زمانے مین بسفارش الگزنڈر صاحب تاجر کلکتہ میر منشی رزیڈنٹی ہوئے تھے بعد انکے
چلے جانے کے یہ بھی اپنے وطن مین باطمینان جاکر بیٹھے تھے جب کرنل لاکٹ صاحب نے
بضرورت تحقیقات کسی امر خاص کے انھین طلب کیا یہ اوسکے اظہار مین اپنے خوف آبرو سے
اپنچہ مار کر مر گئے یہ دہ دری سے بچے سید عبد اللہ پہلے محافظ دفتر سفارت کلکتہ تھے بعد ازان
کسی طریق سے کسی صاحب کے ساتھ لندن پہونچے وہان کے رئیس از راہ جوہر شناسی
علم باعزت پیش آئے صورت معاش بھی بخوبی نکلی بعد چند روز کے بی بی ولایتی سے جو
کسی پادری کی بیٹی کسی افسر فوج کی تھی بعد ایجاب مذہب عیسائی شادی ہوئی کسو اسطے کہ تعدد
شرعی بے اختیار کیے مذہب عیسائی پادری نہ پڑھے گا اب انقلاب سلطنت سنکر ازراہ حرص
وجود نمائی دولتخواہی رعایا ممالک محروسہ سمجھکر یہ صورت پیش کی شاید کہین مینہ برسے یا دیر پائے
مگر کچھ مفید مطلب نہوا اخبار کلکتہ سے یہ احوال لکھا گیا۔

ایکدن مرزائی صاحب وکیل اور بھائی آغا علیجان ناظم سلطانپور نے چیف کمشنر سے عرض کیا کہ ناظم بسبب علالت مزاج امیدوار حاضر حضوری کے ہین دس سوار جاکر سلطانپور سے لے آئین ناظم سواروں کی آشتی سے لکھنؤ مین پہلے داخل اپنے گھر ہوے جب سواروں نے رپورٹ داخل کیا حکم برطرفی ملا اتفاقاً ناظم بھی اوسیوقت سلام کو حاضر ہوے حکم حوالات ہوا پھر حسب سررشتہ مہاجن کی ضمانت سے نجات پائی چندروز تک ڈاکٹر فیر صاحب سے علاج کیا کہ اسی حیلہ علالت سے قیام لکھنؤ ہو تو بہتر ہے مگر یہ عذر مقبول نہوا پھر تاکید ہوئی کہ اپنی واصلات کو حکام ضلع کے پاس جاکر تو بہتر ہے زبانی مرزائی صاحب جو ہر پنجشنبہ کو کربلا مین زیارت کو آتے تھے۔

میر مہدی حسن خان ناظم سلون بہ علت ضمانت لاکھ روپیہ بابت اقساط چار مہینے کے قید ہوے ہر چند عرض کیا کہ ۷۰ ہزار ارسال سرکار ہو چکے ہین اور روپے کا غذ دفتر دیوانی دریافت کیجیے اور زر باقی کو قانون گویون سے دریافت کیا جاے کہ مین نے وصول کیے یا نہین یا زمینداروں کے ذمہ ہین آخر بعد تحقیقات کے چھوٹ گئے۔

مرزا رفیع الشان مرزا عظیم الشان شاہزادے فردوس منزل حسب الحکم چیف کمشنر کئی دن تک متواتر مرزا خورم بخت کے گھر جاکر منتظر طلب ٹھہرے رہے ایک دن چپراسی نے آکر کہا کہ شاہزادون کے پانون مین ہندوستانی جوتہ نہو سادے چمڑے کے بوٹ پہنکر آدین بازار سے خرید کر حاضر ہوے کپتان ہیز صاحب نے ملاقات کر کے ایک کاغذ مہر کر نکو دیکر رخصت کیا۔

چیف کمشنر نے خصوص تفویض پنشن افسران فوج شاہی و مدرسین مدرسہ وغیرہ نواب گورنر جنرل کو رپورٹ کیا حکم ہوا کہ بقید مدت ملازمی ہر ایک کو پنشن دیجاے چنانچہ صاحب نے افسر اور پیادہ کیواسطے سو روپیہ کی پنشن کی اکثرون کو ملی باقی امیدوار رہے اس عرصے مین بلوا و فساد ہوگیا یہ سررشتہ درہم برہم ہوگیا جو لوگ امیدوار تھے وہ بھی محروم رہے اور تین مدرسین مدرسہ کو بقید نوکری ملی باقی امیدوار رہے۔

۲۶۔ شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ مطابق ۲۹ جولائی کشتی دخانی اور کئی بجرے سلطانی حسب الطلب بادشاہ گومتی سے روانہ کلکتہ ہوے راہ مین حکام کے حکم سے باحتمال خزانہ و اسباب بیش قیمت روکے گئے بعد تلاشی حکم ہوگیا جب کلکتہ پہونچے اتفاقاً پہلے نظر اقدس وزیر نیز پڑی بہت خوش ہوے

مرمت طلب تھی پانچہزار روپیہ دیکر آراستہ کیا۔

ایکدن حکام نے چاہا کہ درگاہ حضرت عباس مین جو اسباب چاندی سونے کا ہی اوسے بھی ضبط کیجیے مفتاح الدولہ نے عرض کیا تصرف مال وقف جایز نہین مگر ازراہ حکومت اختیار ہے انکے سمجھانے سے بدستور متعلق سرکار رہا

لارڈ ڈالہوزی صاحب گورنر جنرل کا لندن مین پہونچنا

اخبار لندن میل سے دریافت ہوا کہ جب لارڈ ڈالہوزی صاحب لندن پہونچے ۱۴ مئی سنہ ۱۸۵۶ء کو صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس نے موافق طریق منضبطہ روپیہ ۲۰ صاحبان مشوری خاص واسطے پنشن نواب محتشم الیہ بیان فرمایا چنانچہ لفٹنٹ کرنل سکس چیرمین نے شکر گذاری اونکی شروع کی کہ جو باب انتظام مملکت برطانیہ قبضہ متصرفہ قدیم مین جانب شرق و غرب ہوا تھا اوسیطرح ممالک ہندوستان وسطی مین بھی واقع ہوا چنانچہ ملک پنجاب جو قدیم سے مشہور و معروف اور نظر مفتوحات سے بعید معلوم ہوتا تھا اور فتح و فیروزی ملک پیگو جو باعث مزید جاہ و علاج ہوے اور جبتک باتمام نہ پہونچے یہ طریق پیشقدمی اختیار قدرت سے باہر تھا جو ہمارے مکنون خاطر تھا اور ریاست ناگپور جو بسبب ضعف و سستی و غفلت متغلبہ سے مرشوں کے ہاتھ آیا تھا بسبب نہ ہونے مستحق وراثت کے بالفعل وہ قبضۂ تصرف برطانیہ مین آئی اسیطرحسے مملکت سلطنت اودھ جو بالفعل قبضۂ تصرف برطانیہ مین آئی اور اون ظلموں سے جو مدت دراز کی وہان ہورہی تھی حیات تازہ پائی اور باعث تنگ ضمانت برطانیہ معلوم ہوتا تھا اور گورنران ماسبق نے متواتر حکام اودھ کو سمجھایا لیکن لارڈ ڈالہوزی صاحب نے ایسے احکام مناسب حال ہوتے کیے جو پایۂ قبول و منظوری مین پڑے نہ فقط رعایا بلکہ حکام بھی راضی ہوے اور بسبب عدم ارتکاب خونریزی کہ ایک قطرہ خون ناحق بھی نہ گرا باعث خوشنودی و رضامندی خاص و عام ہوا انہیں ان نتیجون سے قطعی خورسندی ممالک باعث تشفی و موجب تسکین ہوئی کہ ملک پنجاب ایک کرور پچاس لاکھ پیگو ۲۷ لاکھ محاصل کا ناگپور ۴۱ لاکھ کا اور بالفعل ملک اودھ بھی ایک کرور ۴۵ لاکھ کا پس یہ مبالغ و محاصل ستارہ اور مقبوضہ حیدرآباد سندھ وغیرہ مجموع چار کرور

سلطنت

۲۳ - لاکھہ سالانہ کا ہوتا ہے لیکن اگرچہ زمانے لارڈ موصوف جنگ وجدال ظاہری مین ہوئی افزونی اور انتظام سلطنت اندرونی و نظم ونسق مفید وترقی کا ہوتا اور کام سرسبزی تجارت ایسا ہوتا اور احکام انتظام واسطے حفاظت رعایا کے ظلم سے بچانے اونکے ممنون خاطر ہوتے انہین قبیل سے نہر دریا گنگ جو اونکے عہد دولت مین جاری ہوئی جسکی ابتدا کھودنیکی ماہ اپریل ۱۸۴۸ء سے ہوئی اوسکا پانی ہزارون میل سے سرسبزی زراعت ہوتا ہے اسیطرح نہر ملک پنجاب مین جسمین کشتیان چارسو ۶۵ میل کے فاصلے سے آتی ہین ایضاً راہ سندہ مین نہرین کھدوائین پل بندھوائے اور بہت سے کارنمایان اونکے زمانے مین ہوئے اور ہر پریزیڈنسی مین کچہریان تحصیل یا حصیل کیواسطے مقرر ہوئین اسیطرح تار برقیہ جو کلکتہ مین ۱۸۵۳ء مین واسطے سہولت خبر رسانی شروع ہوا ایکم فروری ۱۸۵۵ء مین اختتام پایا اور تینون پریزیڈنسی باتفاق یکدیگر ۵۰۰ - ۳ میل تک راہ مین گیا اور بہت سے ریل روڈ دخانی جاری ہوئی اور مجموع محاصل ممالک محروسہ تقریباً ۲۶ کرور سے ۳۰ کرور تک پہونچا اور ترقی اسکول کالج انگریزی شفاخانہ ہندی وغیرہ کی ہوئی خلاصہ اوس طریق سے مصروف ومتوجہ کاروبار سخت و دشوار کے رہے جو دوسرے سے اس میدا نمیزی سے مشکل معلوم ہوتے —

غرض بعد قیل وقال وظیفہ پنشن پچاس ہزار سالانہ لارڈ موصوف کیواسطے مقرر ہوا اگرچہ رای اکثر صاحبان شوری کی اسکے خلاف تھی مگر تقدیر پنشن سرکار کمپنی نے اپنے انصاف و قدردانی سے مقرر کیا —

روانگی حضور عالم لکھنؤ سے سمت کلکتہ اور معاودت نواب منورالدولہ

مثل مشہور ہے آب آمد تیمم برخاست بعد روانگی قافلہ لندن نواب منورالدولہ کیطرف سے جو خاطر اقدس مین جگہ تھی وہ صورت نرہی اور بہادر موصوف بھی رنگ صحبت حاضرین ناموافقت نواب خاص محل سے اور شکستگی چشمداشت گورنمنٹ سے اگرچہ پردۂ خفی مین تھی اور ناموافقت آب و ہوا سے یہ سب عذرات مقبول کیے ہوئے خیرخواہ حضور عالم جو اپنی گھات مین تھے وقت پاکر سخن سازی شروع کی دوسرے حضرات لکھنؤ کی موافقت نواب خاص محل سے جب سے ابتدا

ابتدا مین موافقت بھی ویسی ہی ناموافقت ان حضرات کی بدولت ہوئی یہ کب دن دبے تھے جب
عرائض ہواخواہون کے متواتر حضور عالم کے پاس آئے اور ہر ایک نے اپنی حسن سعی
بہت بنا کر لکھا اوسوقت امام خان خدمتگار مع عرضداشت مشعر بے قراری مفارقت قدم
مبارک شاہی روانہ ہوا پہلے عرضداشت نظر اقدس سے گذری اوسپر اشک رحمت دیدۂ
حق بین سے ٹپکے بعد اسکے ایک دن امام خان کا بھی سامنا ہو گیا عرض شقہ خاص طلب
حضور عالم صادر ہوا اوسوقت دستور معظم نے سامان طیاری سفر کیا اور ملازمین رفقائے
خاص اور شاگرد پیشہ کو تنخواہ پیشگی دی اور اسباب ضروری چھکڑون پر بار کر کے مع اعظم علی
ایجنٹ روانہ کانپور کیا۔

حضور عالم نے چیف کمشنر سے کئی مرتبہ رخصت طلب کی اور شقہ خاص بادشاہی
دکھایا منظور نہ کیا آخر نواب نے نواب گورنر جنرل کو عرضی ارسال کی حکم محکم باب عدم مزاحمت
سفر صادر ہوا بعد اجازت پھر تاریخ سفر باستخارۂ ایمانی بر کی گئی خلاصہ ۱۲ تاریخ شہر ذیقعدہ روز
سہ شنبہ ۱۲۷۴ مطابق ۵ جولائی حضور عالم مع عیال و لواحقین و ملازمین و رفقا سفر فرما
۱۹ گاڑی ڈاک اسپیشل ۲۰ کرانچی بیل واسطے اسباب ضروری نقد و جنس قسم طلا و نقرہ و شیشہ و غیرہ
ظروف مصرف و خادمان اناثیہ بعد نصف شب روانہ ہوئے

وقت روانگی یہ صورت ہوئی کہ شام سے رفقا و ملازمین در دولت پر حاضر ہوئے
حضور خود مہتمم سواری پردگیان عصمت ہوئے ایک گاڑی مین چار سواریان زنانی
جب سوار ہو چکیں تھین ایک رفیق گاڑی کی چھت پر باسلحہ بیٹھتا تھا بعد اسکے خود بدولت
گاڑی چار اسپہ پر سوار ہوئے نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر بمقتضائے قرابت قریبہ تا کرچا باغ ہمرکاب تھے
شہر کے شہدون نے شام ہی سے دروازے پر ہجوم کیا تھا پچاس روپیہ مرحمت ہوئے کہ آپس مین تقسیم کر لو اور
وقت سواری کے شور و غل نہ مچانا کچھ منہ سے کلمات بیہودہ نہ کہنا لیکن یہ حریف کب مانے
تھے تا کہ شہر تک بازار مین غل ڈیک پھیلے ہوئے تھے اور شہر کے بے فکرے تماشائین سر راہ
کوٹھون پر منتظر تشریف آوری تھے جب سواری نکلی شہدے کب اپنی زبان طعن و تشنیع سے باز
رہ سکتے تھے غرض جو خدا نے سنوایا سب نے سنا جب کنار گھاٹ دریائے گنگ پر قافلہ پہونچا

چڑھا ہوا تھا تا بشام اوس پار قافلہ پہونچا

کانپور مین مہمان نظام الدولہ ہوے بعد دو تین دن کے سامان برسات درست کرکے الہ آباد کو چلے راہ فتحپور مین ڈپٹی لکھنؤ کے تھے دعوت کی ٹھہری زبان عوام وہان بھی خبر ہوئی راہ مین درختون پر چڑھکر جو کچھ کہنا تھا کہا الہ آباد کے چوک مین اترے مظفر حسینخان کے کارندے نے حسب الحکم خانساماں بخوبی سرانجام دعوت کیا مشقت و تعب راہ سے بیگم صاحبہ علیل ہو گئی تھین دوسری حویلی مین نقل مکان کیا بعد ایک ہفتہ کے پانچہزار پانسو روپیے پر جہاز دخانی کا کرایہ دیکر روانہ کلکتہ ہوے [illegible] پہونچے جہاز نے لنگر کیا مہاجن آغا علی خان ناظم کے گھاٹ پر منتظر تشریف آوری [illegible] حضور گذرانے بیٹے نواب اکرام الدولہ کے کئی مہینے سے [illegible] کشتی سوار ہو کر آ دین نواب نے منع کیا کہ رات ہے دریا چڑھا [illegible] برسات و طغیانی دریا اور تلاطم جہاز سے صاحبات [illegible] سے راہ خشکی سے جائین ممکن ہوا ناچار خوف [illegible] پہونچے [illegible] جہاز کو خلعت و انعام دیا اور پانسو روپیے لنگر [illegible] مین گیر ہو کر نکلا تھا۔

خلاصہ ۲۹ جولائی صبحکو کلکتہ سے گذر کر زیر کوٹھی خاقانی لنگر کیا اوسوقت وستور معظم پابوسی بادشاہ سے مشرف ہوے بدستور قدیم مرحمت خسروانی ہوئی جو موجب فخر و مباہات حاضرین ہوا۔ حاضر الوقت خواتین کنبوہ بھی حاضر ہوے صاحبات عصمت مآب داخل محلسرائے سلطانی ہوے مقربان خاقان جو افسردگی خاطر اور تسلط منور الدولہ سے حالت ضیق مین تھی مثل گل خندان و شاداب ہو ہو پھر وہی چہچہے ہونے لگے۔

نواب منور الدولہ پیشتر سے برخاستہ خاطر اور مستعد روانگی وطن مالوف ہو رہی تھی عرضداشت متضمن تمارض آب و ہوای کلکتہ منشی میر قمر علی نے نظر انور سے گذرانی بظاہر کلمات تشفی ارشاد کیے لیکن برخاستہ خاطر جانکر عرضی پر دستخط فرمایا اوسوقت منور الدولہ حاضر ہوے اشرفی ایمانی بازو مبارک پر باندھکر رخصت ہوے اوسیوقت حضور عالم سے بھی کچھ شکوہ شکایت ہوئی۔

غرض بعد طے مسافت راہ بنارس مین راجہ صاحب کی کوٹھی مین اترے ایام عشرہ محرم قریب تھا

وہین مجالس عزا برپا کی بعد سوم کانپور آئے وہانسے ۲۶ محرم روز شنبہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۲۷ ستمبر سنہ
داخل ہو لکھنؤ مشتری نہیرہ ہوئے اسکی ہمچکو ڈاکٹر فیرر صاحب کی ملاقات کو گئے ارکان دولت شاہی
جو لکھنؤ مین تھے باری باری جاکر حاضر ہوئے۔

نواب اکرام الدولہ کانپور سے بمقابلہ حساب علاقہ حضور تحصیل لکھنؤ آئے تھے بعد مواجہ حساب
تین ہزار روپیہ عین المال انکے ذمہ نکلا ڈپٹی کمشنر سے دو مہینے کی رخصت لیکر ڈاک مین کلکتہ
گئے بادشاہ نے از راہ مرحمت خسروانی وہ روپیہ معاف فرمایا جب لکھنؤ آئے کاغذ دستخطی
دکھاکر نجات پائی بنارس مین عقد شرعی اپنے دونون بیٹیون کے نواب امین الدولہ کی بیٹیون
سے کیے منور الدولہ سے ایک اخلاص دلی ہوگیا تھا ملاقات ہوئی اور سیدن راجہ سے بھی
انکی ملاقات ہوئی پھر لکھنؤ آئے۔

۱۷ شہر ذیقعدہ روز یکشنبہ مطابق ۲۰ جولائی قرۃ العین مرزا ولیعہد کسی صاحبات
خاص سے لکھنؤ مین پیدا ہوا قمر دلو آفتاب سرطان مریخ میزان عطارد سرطان زہرہ
اسد مشتری حوت زحل جوزا راس حمل ذنب میزان نحیر و عقد۔ جگ۔ ایسان
احتراق زہرہ وتمس نام نامی نواب خاص محل نے بوقت روانگی براتی خانم صاحبہ
اپنی مان کو کچھ روپیہ دیا تھا کہ بوقت ضرورت اسے صرف کرنا۔

زائچہ مولود بحساب اہل تنجیم

جوزا زحل سرطان زہرہ اسد

ثور آفتاب زہرہ سنبلہ

حمل راس میزان مریخ ذنب

جدی

حوت مشتری دلو قوس عقرب

۲۶ اگست کو میجر کارنیگی صاحب محمود خان کوتوال نے شہر مین جابجا پہرے حفاظت عشرہ
محرم کو بٹھائے امام باڑہ آغا باقر خان درگاہ حضرت عباس علیہ السلام مین حکم دیا کہ مجلس عزا

بدستور ہوئے لیکن تبرا کوئی نہ کہے کہ باعث فساد ہوتا ہے اور اگر کوئی خلاف حکم کریگا مجرم سرکار ہوگا اور کسیکے ہاتھ مین لکڑی بھی نہو دو پہر دن ضعیف اور بڈھون پر رحم کھا کر اجازت دی اور اہل سنت جمع ہوکر شیعون کے امام باڑے مین نچائین اور ہر گھر مین طریق غرا بدستور رہے۔

سمن صاحب ڈپٹی کمشنر اور کارنگی صاحب نے کئی دن پیشتر مرزا علی رضا کوتوال سے قدیم کہا کہ تم موافق طریق قدیم انتظام شہر عشرہ محرم تک کرو انھون نے عذر کیا اور اپنے علاقہ دریا دباد کو چلے گئے حکام نے موافق حکم چیف عشرے کا انتظام کیا۔

امراے لکھنو جو کلکتہ مین تھے اپنے گھر لکھ بھیجا کہ تعزیہ داری و مجالس بیرونی موقوف زنانہ مین موافق رسم کے بجا لانا شرف الدولہ غلام رضا خان نے کاظمین کی تیاری روشنی وغیرہ بدستور کی میلہ سورج کنڈ جو ہر محرم کو ہوا چاہتا تھا اس سال بھی موقوف رہا اسمین بہت سے کہ شرف الدولہ نے عرضی دستور کے موافق زبان شاہی دی چیف کمشنر نے اوسکو منظور فرمایا کہ موجب شکستہ دلی رعایاے شہر ہو دوسری محرم کو مطابق ۳ ستمبر سامان ضیافت صاحبان عالیشان با اہتمام مجاہد الدولہ احمد علیخان عرف چھوٹے میان مہتمم امام باڑہ حسین آباد اور محمد میاہ آتشباز ہوا اسباب نشاط بسبب عشرہ محرم کے معذور رہے لیکن کنھک ہنود حاضر ہوے امراے لکھنو بھی بہت حاضر تھے۔

ایام عشرہ بصورت عافیت مین گذرا لیکن شب عاشورہ درگاہ حضرت عباس مین موافق معمول کئی سو آدمی حلقہ زن ہوکر صحن مین صبح تک منتظر علم نکلنے کے رہکر سینہ زنی کرتے تھے ناگاہ کسی گوئندے نے سرکار مین خبر کی کہ آج راتکو کئی محلے سے لوگ جمع ہوکر بہانہ زیارت علم چاہتے ہین کہ یہان آکر شہر مین بلوہ کردین اس جہت سے بڑا خوف مفتی گنج کی لوگون سے تھا رات بھر سارا دو تھانہ گھرا رہا بڑا بندوبست غرباے مومنین اپنے تعزیہ خانے مین خالیف رہے برخلاف دونے درگاہ مین بندوبست کیا کہ تھوڑے آدمی صحن مین ماتم کرکے جب چلی آدین دوسرا غول باہر سے جاوے اتفاقاً محلہ مشک گنج کے بہت آدمی جمع ہوکر علم کے ساتھ آئے چاہا کہ سب داخل صحن درگاہ ہون تھانہ دار نے خبری سمجھایا جب سینہ زنی سے جانیکا قصد کیا زیرفنگ لیا سیکو باہر نکال دیا

مرزا برجیس قدر



Mirza Birjis Quader,

بہرصورت حسب معمول علم و دو گھڑی رات رہی باہر نکالنے نہ نکالا
روز عاشورہ انتظام ہوا کہ سارے شہر کے تعزیے فقط میر خدا بخش کی کربلا مین جاوین اگر دوسری
کربلا مین لیجاتین گے شاید بخوبی انتظام نہو سکے اور بازار مین خلاف مثل میلہ چہر لگتی تھی عملداری
شاہی مین یہ صورت نہوتی تھی اور کمپنی سرکار مین ایسے امور کی اطلاع بھی نہ کی دگرنہ
عجب نہ تھا اسکا انتظام بھی ہو جاتا اسی جہت سے ہزارہا مومنین نے بعد دفن تعزیہ اپنے
گھر زیارت عاشورہ پڑھی کسی گوئندے نے کانیگی صاحب سے خبر کی مع کوتوال شہر میر محمود حسین خان کیدان
برادر نسبتی حضور عالم کے گھر مین چلے آئے اسلحہ حرب جو انھوں نے بخوف آبرو کنوئین مین ڈالدیے تھے
سب نکلوا کر لے گئے اور ایک اقرارنامہ بھی ازین احتیاطاً لکھوا لیا کہ آپکی دکی ٹپان کے سپاہی کی لگائی ہوئی تھی
۱۷ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۱۸ ستمبر میجر کارنیگی صاحب کپتان ہیر صاحب دو کمپنی لیکر آئے
نواب محسن الدولہ کا گھر گھیر لیا اور ایک کاغذ جعل بعلت اہتمام بلوائی شہر نواب کو دیا ۔
دوسرے دن مسٹر سمس صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس نواب گئے اظہار حال کیا اور بہرصورت رفع خلجان چاہا
کیا کہ مین کبھی مدعی سلطنت کا نتھا اور نہ ہون ہر چیز کا ایک قرینہ ہوتا ہے آپ خوب دریافت کریجیے اور ایسی تصورات
لاطائل سے کچھ کیا فایدہ تھا جو عبث عبث اپنی عافیت تنگ کرتا غرض ہر رسیدہ بود بلائے ولی بخیر گذشت
ہر صاحب غیرت یہ آشوب تازہ دیکھکر اپنی غیرت کو ڈرتا تھا ایک تو قحط روزی معاش سے عافیت
تنگ تھی دوسرے یہ نیرنگی آشوب سے کچھ نہ بن پڑتا تھا کہ کیا کرے اور کیونکر عافیت حاصل کرے

باب تیسرا

ہنگامہ فساد عظیم بلوائی عوام ہندوستان و مقدمات باعث بغاوت نمک حرامان سرکار و انتظام خاص لکھنؤ و ریاست ناپائیدار اجمالی مرزا برجیس قدر وغیرہ

خلاصہ اکثر سخن از کرب و بلا گویم و گریم ۔ جب خبر وحشت اثر فساد فوج کمپ میرٹھ و
ہنگامہ فساد شاہجہان آباد اکیجنٹ نواب گورنر جنرل سر ہنری لارنس صاحب چیف کمشنر اودھ

پہونچی روز شنبہ ۱۲ - ماہ مبارک رمضان ۱۲۷۳ھ کپتان ہنر صاحب کارنگی صاحب کوتوال شہر
مع برقنداز سعادت گنج گئے اور نواب مصطفی علی خان کو فینس مین سوار نواب آصف الدولہ کی
امام باڑے مین لیگئے بعد کئی دن کے داخل قلعہ مچھی بھون کیا کسواسطے کہ اس مکان کو سر اخوتم بخت
بہادر نے بیکر مثل قلعہ آراستہ کیا تھا اور ۲۰ ہزار روپے بعلت مکان اوٹھین دیے
تھے اور غربائے شہر کے جتنے مکانات زیر قلعہ تھے سب کو مسمار کر دیا تھا جا بجا توپین لگائی تھین
دو توپین بہت بڑی زیر قلعہ گومتی کے پل پر نصب کی تھین حسن باغ ملوکہ نواب محسن الدولہ
باجازت مولے لیکر ہموار کیا تھا امرائے شہر کو حکم دیا کہ بقدر ضرورت سپاہی اپنی حفاظت کو نوکر
رکھ لو سبھون نے تعمیل حکم کیا لیکن شہر مین منتظر مردم جنگ نادیدہ ایک تلاطم پڑ گیا تھا غربائے شہر اس
اضطراب ناگہانی سے اپنی فاقہ کشی و بیکاری کو بھول گئے اور گرانی غلہ سے زیادہ تر موجب بلا کشت
ہوگیا تھا کسواسطے کہ ہر قسم کا غلہ اور سامان جنگ لاکھون روپے کا قلعہ مچھی بھون مین جمع ہو کر غار
اور گلھتی کھود کر رکھا گیا تھا اور زمین نقب و سرنگ کھود کر جا بجا پیپے بارود کے رکھوا دیے تھے
اس خیال سے کہ بوقت غلبہ دشمن اڑین آگ دیدینگے نواب سرفراز محل ممتاز محل بیچ
محلے سے اوٹھکر شہر مین بکرایہ جا کر رہین تھین اولاد صاحبات محل نواب آصف الدولہ زرد محل
وغیرہ سے اوٹھکر شہر مین رہی تھین دوربین تلیگراف کو مچھی بھون کے کوٹھے بلند پر لگایا تھا کہ فوج
بیرون کا حال داخلہ معلوم ہو ۲۵ - لاکھ روپیہ خزانہ بیلی گارد سے مچھی بھون مین رکھا تھا صاحبان
عالیشان مع عیال و اطفال گورہ اور برقنداز کوتوالی و ہندوستانی گولہ انداز نو ملازم و اکثر
قدیم ملازم شاہی پانچہزار سے زیادہ جمع ہوئے مچھی بھون کی نہر سے پانی بھر دیا لیکن قرب دریا
اور رطوبت زمین سے انبار غلہ و اجناس و بارود خراب ہوگئی اس جہت سے ہزارہا روپیہ کا
نقصان ہوا آخر خزانہ کو وہان سے پھر بیلی گارد مین لے گئے ۔

چیف کمشنر نے کوٹھی رزیڈنٹی و اطراف و جوانب بیلی گارد کی جتنی کوٹھیان تھین سب کے گرد
دمدمہ باندھکر مثل قلعہ مستحکم کیا اور ہر طرف توپین نصب کین اور دور تک جتنے مکان سامنے
تھے سب مسمار کر دیا اور درخت سامنے کے سب کٹوا ڈالے اور سب صاحبان عالیشان نے
بیبیان اطفال ملازمین متوسلین سمیت وہین مقام امن سمجھکر پناہ لی اور گرد ہر کوٹھی کے نقب دیکر

پیسے بارود کے رکھوا دیے تھے جبکہ سو تین گورے جنگی چار سو دو صاحب اور اسیقدر بیبیان و اطفال شاگرد پیشہ رندی مرد تھے اسلحہ حرب ہر قسم کا کوٹھہ شاہی سے نکلوا کر عموماً سبکو تقسیم کر دیا صاحبات دفتر بھی اسلحہ باندھے تھے قواعد کرتے تھے ہر صاحب محکمہ داخل حصن حصین تھا کچہریان سوا فوجداری سب شہر چیف کمشنر کرنیل وہیرا اور کئی افسر چھاؤنی منڈیاون مین رات کو رہتے تھے علیالہ آمد و تاخت فوج باغی نمک حرام دمبدم پہونچتا تھا

ایکدن چیف کمشنر و کمانڈر فوج نے ہندوستانی افسرونکو بلوایا اور کمال عطوفت و ہمدردی سے سبطرح کے نشیب و فراز و حقوق پرورش سرکار اور اونکا دنی مرتبے سے درجہ اعلی پر ہونچ سمجھایا کہ اگر سرکار کی روزگار سے تنگ ہوئے ہو تو تنخواہ لو بلکہ اسلحہ حربی جو تمھارے پاس ہے لیکر اپنے گھر چلے جاؤ ہرگز سرکار تمسے کسیطرح کا مواخذہ نہ کریگی لیکن اون باغی اور نمکحرامونکے کسیطرح نمانا ایسا سب پر تسلط شیطان ہوگیا تھا اور بسبب اپنے باطلہ کے کچہ نسمجھے ہر چند انہون شہر مین اپنے زعم ناقص مین بہت سے وارث ظاہری ریاست تجویز کیے اور بہت سے ہاتھ پاؤن مارے لیکن کسیکی جرأت نہ پڑی ایسے تو ہمات سے سرکار نے کئی وارث شخصہ کو احتیاط اپنی حفاظت مین رکھا تھا فی الحقیقت یہ اونپر احسان کیا تھا اگر باہر رہتے اور فوج باغی کے دم مین آجاتے تو اونکا بھی حال مثل بہادر شاہ یا امراے دلی ہوتا خلاصہ عجیب و غریب معرکہ تحیر افزا عالم آرا درپیش ہوا تھا یس معلوم ہوا جسوقت ایسا اتفاق اور سب یکدل ہو جائینگے پھر کسی سے کچھ بن نہ پڑیگا اور یہ امر موقوف مرضی خدا پر ہے جبھی اوسکی مصلحت ہوگی۔

فساد چھاؤنی منڈیاؤن رجمنٹ ۱۳-۴۸-۷۱-۷ رسالہ ترک سوار

غرض جب حکام عالیشان نظم و نسق شہر و استحکام قلعہ ہاے جدید و دفعہ غیرہ سے مطمئن ہر چند فوج باغی و نمکحرام کو سمجھانے نصیحت و پند سے بشفقت سمجھایا کچھ اثر نہوا بلکہ ساعت بساعت شعلہ آتش فساد تمام ممالک محروسہ ہندوستان مین پھیلا آخر ۷ تاریخ شب شوال ۱۲۷۳ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۵۷ نو بجے تھوڑی سی فوج گورہ و سوار پنجابی کو حکم تاخت ملا کہ دفعتہً مع اسلحہ حرب کے کوٹھون پر جا پہونچین تا سپاہ بیدست و پا ہو جاے لیکن بمجرد پہونچنے فوج کے تلنگے خبردار و ہوشیار

ہوگئے اور بندوقین لیکر مقابل توپ کے ہوے جب توپ چلی بہ موافق قواعد کے زمین پر لیٹ گئے جب توپ
پھر جاچکی اور طرفین سے گولے چلنے لگے۔ ساتوین رسالہ کے دو سو سوار بھی انکے شریک ہوگئے
ہر چند ہیر پاٹرسن کونیپ اوسوقت بھی کس شفقت پدری سے ان نامردون کو سمجھاتے تھے کہ
اب بھی تم اپنی حرکت ناشائستہ سے باز آؤ ہمارے حقوق پرورش کو دیکھو اپنی قدر
عزت بچاؤ تو تو ایک نامرد نے نہ سنا آخر گولی ماری زمین پر گرے بعد ایک ساعت کے دو تین
اور صاحب بھی مجروح ہوے کچھی بھون مین پھر آئے چیف کمشنر اوسوجہ گرچہ چھاؤنی
مین گھیرنے ہوے تھے خدا نے اپنے گھر کی برکت سے گولے سے بچایا لکھنؤ تشریف لائے

اس عرصے مین سپاہی چھاؤنی مین ہر طرف پھیلے بنگلون کو آگ لگانا شروع کی سب
انبنگلے جلے اسباب بنگلون کا لوٹا اس لوٹ مین وہان کی رعایا بھی شریک ہوگئی تین ساعت
ہنگامہ رہا اور دو پٹالن طیار ہوکر فقط تماشا دیکھا کین اس بلٹن کے شریک ہوئے بہ نوبتین جتنی
جتنی فوج چھاؤنی مین تھی سب مین پیشتر سے قسمیہ ہوچکی تھی کہ تین سو سوار بیرون شہر ناکہ جا پہنچ
سے پہونچے اور ان باغیون پر جا پڑے یہان تک کہ وہ سب سراسیمہ ہوکر بدحواس قیام الدولہ
محمد بخش کے تالاب پہونچی جہان تک طاقت رہی بھاگے چلے گئے پیچھے پھر کر نہ دیکھا توپین بارہ
مین چل نہ سکین رہگئین اور خزانہ جتنا کوٹھون مین تھا تلنگون نے لوٹ کر اپنے تو سدان پھر
لیے تالاب پہ پیاسے ہوے مصری و قند جو بنگلون سے لوٹا تھا گھولکر شربت پیا پھر
وہانسے سیدھا رستہ دہلی کا لیا فوج سرکار نے بھی زیادہ پیچھا نہ کیا خاطر جمع تھی کہ کہان
جائینگے راہ سے توپین لیکر چھاؤنی مین آکر اوتوپین فتح کی سر کین۔

اس عرصے مین مفسدین و گروہ بداندیش شہر نے طرفہ ہنگامہ برپا کیا اور مستعد شریک سپاہ
باغی ہوے چنانچہ محلہ منصور نگر سعادت گنج شاہ گنج سے نشان محمدی اوٹھا کر عیش باغ
مین جمع ہونا شروع کیا اور بہت لوگون نے چھاؤنی کی راہ لی کہ ہم فوج کے جاکر شریک ہون جب
خبر سب کے بھاگنے کی سنی ہر طرف اپنی راہ لی۔

منجملہ مفسدین اجل سر آغا مرزا ایک شخص مشہور کمبل پوش جو بسفارش حضور عالم بادشاہ کے
زرہ پوشون مین نوکر ہوا تھا سب سے زیادہ اجل اوسکی دامنگیر ہوگئی تھی کہ اوسدن صبح سے ہر طرف

لوگون کو غیرت دلا کر برانگیختہ کرتا تھا ہرچند ایک ہفتہ یا بیشتر ایک خداترس نے اسے دردِ دل سے
سمجھایا تھا کہ خبردار زنہار تم کبھی ایسی حرکت نہ کرنا کبھی تمسے نہ بن پڑیگی سوا اسکے کہ تم مبتلائے
بلا ہوجاؤ لیکن اوسپر شیطان سوار تھا کب سنتا تھا اور یہی کہتا تھا کہ جو کچھ ہوگا آپ دیکھ لیجیے گا خلاصہ
انکے ہمسایے سندس کرانی محافظ دفتر گبنس صاحب فینینشیل کمشنر اودھ رہتا تھا اوسوقت وہ
اپنے برآمدہ مین بیٹھا ہوا تھا اوسکو شور و دیکھکر کہا آغا مرزا آج کس ہنگامہ فساد کی فکر مین پھر رہے ہو
اگر ہمارے واسطے ہے عبث یہ تمھارا گمان غلط ہے کچھ تمسے نہوسکیگا آغا مرزا نے جواب برچھی سے
دیا وجہ اسکی یہ تھی کہ ایک کتا آغا مرزا کا صاحب نے مارڈالا تھا صاحب نے بھی جواب سخت دیکر گولی
چلائی گولی خالی گئی آغا مرزا اور اوسکے ساتھیون نے گھر مین گھسکے اوسے مار ڈالا گھر کا اسباب
لوٹ لیا یہ پہلی بسم اللہ ہوئی چھدو خان ایک رنگ پوش ساکن دوگانوان اور عوض علی
وغیرہ کے بدمعاش اور ایسے ہی بہت سے سرشورش شامل کیے گیے ۔
غرض عیش باغ مین جب تقریباً پندرہ سو آدمی جمع ہوچکا نشان محمدی اوٹھا کر چوک کو چلے
اور نواب آصف الدولہ کے امام باڑے کی زیر دیوار ہوکر گاؤگھاٹ کی راہ پر چلے راہ مین
مجاہدین غل مچاتے ہوے مجمع عام سے گذرے انمین سے دس بصورت سپاہ مسلح باقی
کے پاس تلوار کسیکے صرف لکڑی اکثرون کے پاس بانس کے ٹکڑے بازار مین جس
دوکان سے چاہا جو چیز اوٹھائی دوکاندار بسبب کثرت کے منھ دیکھکر رہگئے جس مرد آدمی
کو دیکھا جہاد کی ترغیب دینے لگے اکثر آپسمین گالیان دیتے ہنستے ہوے جاتے تھے برقنداز
پہرے پر تھے اونسے ہتھیار چھین کر آپسمین بانٹ لیے میجر کارنیگی محمود خان کوتوال امام باڑے
مین تھے چاہا کہ حسین آباد سے کمپنی بلوا کر انھین روک کر سزا دین مگر پھر تامل کیا
غرض قریب دوپہر جب شہدے بے سروپا قریب چھاونی پہونچے وہان کیفیت تلنگون کے
بھاگنے کی سنی شدت حرارت سے سب پیاسے ہوے جان پر آبنی حواس باختہ ہوے بعض
کی صلاح ہوئی موسی باغ چلو آخر گاؤگھاٹ اوترکر حسین آباد آئے دکانون سے ترکاری لیکر
کھانی شروع کی تلنگے جو متعین حسین آباد تھے نرمی سے سمجھانے لگے کہ یہان نہ ٹھہرو چپکے اپنے گھر چلے
جاؤ یہ اجل گرفتہ انسے بھی بدرشتی پیش آئے تلنگون نے برگیڈ میجر کو خبر کی وہ افسر رحمدل تھے

حکم دیا خالی بندوق سے دہمکا دو بھاگ جائینگے ان نامردون نے اونپر یورش کیا تلنگون نے پہنچکر ایک باڑھ ماری مجروح ہوے مقتول ہوے باقی سب بھاگے پھاٹک حسین آباد کا بند کرلیا آغا مرزا اس تماشے سے پیچھے رہگیا تھا بندوق کی آواز سنکر جلد آیا اور پھاٹک کھول کنار تالاب جا پہونچا قسمت اون ماری اتفاقاً ایک گولی نشانے پر دوسری سینے پر پڑی باحواس پھر کر پھاٹک بند کیا اور میرا کام تمام ہوچکا اور زخم کو اپنی چادر سے باندھ کہین چھپ رہا سب بھاگے اس عرصے مین برقنداز بھی اکثر تلنگون کے شریک ہوگئے اتفاقاً تھانہ داری سازش سے کئی برقنداز مرزا مہدی حسن چھوٹے بھائی حکیم آغا علی خان کے دروازے پر گئے وہ وہان کھڑے تھے باہتمام اجماع بعد زیر تیغ خون ناحق کیا۔ دو دن دو رات تک ناکہجات تمام شہر اس فساد کی حجت سے خالی رہے تیسرے دن صبحکو کارنگی کوتوال شہر منصور نگر سعادت گنج مین تحقیقات مفسدین کو آئے اکثرون کو گرفتار کیا لیکن طالب یار خان وغیرہ بانی مبانی مفسدین نہ ملے آغا مرزا بھی پکڑے آئے اور ایک صوبہ دار چھالن مفرور جو برخصت اپنے گھر گیا تھا سیدھا باطمینان داخل چھاؤنی ہوا چاہتا تھا اپنا اسباب لیکر چلا جاؤن غرض پہلے دن شام کو صوبہ دار اور شیخ کوچھی ہون سے باہر لاتے دروازے سنگی جلوہ خانہ مین پھانسی دی ایک حلقہ برقنداز دوسرا گورون کا حلقہ محیط چوب پھانسی ہوتا تھا اور انکے افسر کھڑے ہوتے تھے باقی ہزارون تماشائی اسیطرح زیر اکبری دروازہ بروقت گردن مارنے جمع ہوتے تھے دوسرے دن عوض بیگ آغا مرزا کئی تلنگون کو پھانسی دی عوض بیگ نے کہا مین عیسائی ہوتا ہون یعنی مذہب نصرانی مین اختیار کیے لیتا ہون مجھکو پھانسی نہ دو وہ نہ سنا اپنی سزاے اعمال کو پہونچا غرض چودہ آدمی پھانسی دیے گئے باقی قیدیونکو تحقیق کرکے چھوڑدیا اوسکے بعد منادی ہوئی کہ اب سرکار نے تمام قلیلین کی تقصیر سے درگذر کرکے معاف کیا آیندہ کوئی قصور ایسا نکرے۔

پھر اہل فوج کے واسطے متواتر اشتہار ہوے کہ ہمنے اون سپاہیون کو مثل اولاد کے پرورش کیا تعلیم و تربیت سے محترم تھے آدمی کام کا بنایا دون مرتبے سے اعلی مرتبے پر پہونچایا عزت دی داخل شور ہے کیا انھون نے اپنی فہم ناقص و زعم باطل سے حقوق سرکار کو ضایع کیا بہر فساد بیجا پہ ہوکر مرتکب آبروریزی صاحبان جلیل الشان و اطفال عورات بیگناہ کے باعث قتل ہوے

بہت جلد اپنی سزاے کردار اعمال کو پہونچینگے فوج ولایتی جو ہندوستان سے بمدد بوشہر کو بہمت
ایران گئی تھی عنقریب سرکوبی مفسدین کو پہونچتی ہے یہ خیال غلط نہ کرین کہ سرکار مین قلت
قلت فوج ہے دوسرے اشتہار مین یہ تھا کہ سرکار نے مواخذہ سپاہ سے درگذر کیا لازم ہے
کہ فوج بدستور سابق اپنے کام مین مستعد اور سرگرم رہے آیندہ ایسے امور لاطائل کا
خیال نہ کرے اور اگر روزگار منظور نہو بسلامت ہر ایک ڈاک مین اپنے اپنے مکانون چلا جاے
کفالت خرچ راہ سرکار سے ہوگی اور کوئی شخص لفظ نمک حرام مفسد باغی وغیرہ نسبت انکے
اپنی زبان سے نہ نکالے وگرنہ مجرم سرکار ہوگا -

مگر افسوس ہے ان نمک حرامون نے اپنی قدر نشناسی سرکار کی اس عطوفت قدردانی پر درشتی
کا کچھ خیال نہ کیا آخر جہنم واصل ہوے اونکے ساتھ غربا ے شہر بھی مفت برباد ہو گئے عزت و آبرو
نہ رہی اور سرکار کے حکم اشتہار پر کسینے اعتبار بھی نہ کیا جانتے تھے کہ مصلحت وقت سے یہ حکم
ہوا ہے خاطر جمع کر ہمارے ملک سے کہان جائینگے ہم سمجھ لینگے یہ بھی سچ ہے حاکم سے کیا چارہ -

نواب رکن الدولہ محمد حسنخان مرشدزادہ جنت آرامگاہ کنار شہر قریب دولتخانہ مہتاب باغ
مین گوشہ عافیت سمجھکر رہتے تھے کارنیگی صاحب محمود خان کوتوال نے اونھین سوار کرکے مچھی
بھون مین رکھا اونکے سپاہیون سے ہتھیار لیے پھر داروغہ سے اسلحہ خاص لیکر رسید دیکر چلے آئے
اور نواب سے کہا کہ ہمنے یہ امر از راہ مصلحت کیا ہے آپ کو کسیطرح کی تکلیف نہ ہوگی -

دوسرے دن مرزا حیدر شکوہ مرزا ہمایون شکوہ پوتے مرزا سلیمان شکوہ کے گھر کارنیگی صاحب
کوتوال مع برقنداز گئے پہلے ہتھیار جو کچھ تھے لیے اور سوار کرکے امام باڑے مین لائے پھر داخل
قلعہ کیا اور نواب وزیر مرزا عرف مرزا کیوان جاہ کے بیٹے کو مہمان امام باڑہ کیا علت ظاہری یہ مشہور
ہوئی کہ انکا رسالہ شریک اہل بلوہ تھا انکے گھر مین چھپ رہا تھا جب انسے پوچھا اونھون نے کہا مجھے
معلوم نہین اتفاقاً از راہ نادانستگی اوسیوقت انکے گھر سے نکلا گوئندے نے بتا دیا اور سب
ہتھیار انکے بھی گھر سے لیگئے نواب سلطان عالیہ انکی پھوپھی نے مثل اولاد حقیقی پرورش کی تھی گھر
مین بہت داد بیداد کی کھانا نہ کھایا اوسکی صبحکو کوتوال کو نواب ممتاز الدولہ نے ایک جوڑی پنجہ کی اور
کچھ اور بھی یادہ کارنیگی صاحب خفا ہو گئی دو دن کے بعد بڑی جد و جہد و خرچ سے نجات پیدا ہوئی بسلامت گھر آئے

راجہ تلسی پور کے اور تعلقداران ملک اودھ کہ چوراسی کوس مربع ہے یہ راج زیر دامن کوہ متصل عملداری نیپال واقع تھا نیپال دوراندیشی سے بھی بلا کے بحکمت عملی محصور اس مقام کے کیے گئے بلکہ بعض فوت ہوے اور رانی باغی ہو گئی اور یہ راج اب مہاراجہ سر جنگ بہادر کے کہ ایس تی والی بلاسپو کو کہ پیشتر سے یہی حق اعلیٰ پیتے تھے جمیع حقوق مانگیا اور علاقہ پاکسی وسیع والی نیپال نے لیا۔

ہنگامۂ فساد شاہجہانپور وغیرہ وغیرہ از روے اخبار

غرض جب خبر انتقام پاداش سرکار فوج باغی کی پھانسی دینے کی جا بجا ہر چھاؤنی میں مشہور ہوئی سب پاس کلی اپنی زندگی سے ہوئی آتش کینہ فساد دفعۃً مشتعل ہوئی اور ہر چھاؤنی میں نئے ڈھنگ سے فتنہ تازہ برپا ہوا اور صاحبان عالیشان کا چارۂ علاج ہر طرح سے بند ہوا اب باغیان سرکش مستعد نیے انتقام لینے پر ہوے احوال مختلف ہر چھاؤنی کا بعد اختتام معرکہ ہر صاحب ضلع نے لکھا یہی مطالب ہے کہ وہ زیادہ تصریح کے ساتھ ہو لیکن لکھنؤ میں جہاں جہاں سے فوج باغی آکر جمع ہوئی اون سے دریافت ہوا بالاجمال سلسلہ کتاب کے واسطے لکھا۔

شاہجہان پور میں جب بلوہ ہوا سب صاحب فوج و نظامت جمع ہو کر ایک بنگلے میں آئے اور مستعد ہوئی فی التحقیق جو حق مردانگی تھا ادا کیا جب پاسے استقامت نرہا مضطربانہ سمت علاقہ پوایان راجہ جگت بخش کے پاس چلے گئے قلعہ میں اور بعض صاحب شہر و قصبہ کی طرف چلے گئے اکثر تیغ ظلم سے مارے گئے چنانچہ ریکٹس صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کا بیٹا اسی فساد میں مارا گیا جب باغیوں نے میدان خالی پایا زر نقد خزانہ خوب لوٹا اوسکے بعد اسباب جو کوٹھی اور کچہری کے بنگلوں میں تھا لوٹ کر آگ لگا دی اسمین رعایاے شہر قوم پٹھان اجل گرفتہ شریک ہو گئی اس لوٹ کو مال غنیمت اپنے ایمان سے سمجھے جو صاحب مقدور عزت دار پٹھان تھے وہ حاکم بن بیٹھے کل کی پاداش کی خبر نہ تھی اور بظاہر اپنے مذہب و ملت کے خدا و رسول پر افترا کر کے صورت جہاد نکالی کہ عوام اس حال اہانی بدنی جلد پھنس جائینگے۔

محمدی مین فقط دو کمپنی میں سوار تھے اونھون نے راہ سیتاپور کی لی یہان ۳ پلٹن ایک رسالہ تھا ایک صاحب کا نوکر نقل کرتا تھا کہ رات کو ایک سوار لکھنؤ سے آیا صاحب کمان افسر کو چٹھی دی صاحب نے اوسکا سے کہا لکھنؤ مین فساد ہوا تم میم صاحبہ کو فلان صاحب کے پاس پہونچا دو حسب الحکم مع میم صاحبہ اوس صاحب کے پاس پہونچا اونھون نے قبول نہ کیا جواب سخت دیا میم صاحبہ کو پھیر لایا اوس نوکر نے گستاخانہ صاحب سے کہا آپ نے کیون ایسی باتین کین جسسے یہ نوبت پہونچی کہا ہم حکم سرکار کے مجبور ہین بہرحال کارتوس سپاہیون کو تقسیم کرینگے ۔

صبحکو فوج سب طیار ہوئی کمان افسر نے سپاہ کو حکم دیا ہمنے خزانہ سرکار تمھین بخشا لو اور ہمارے دشمنون سے مقابلہ کرو جب مستعد جنگ دوسری پلٹن سے ہوے وہ بیشتر سے آپس مین قسم و اتفاق کر چکے تھے فوراً بگڑ پڑے اور اپنے افسرونکو زیر تیغ لیکر متوجہ لوٹ اور آتشزنی ہوے اس شقاوت قساوت تباہی سنگدلی بیرحمی کا بیان با عورات بے گناہ اور اطفال خردسال سے سلوک کیا کس زبان سے بیان ہو سکے اور کیونکر تحریر کیا جاوے کپتان اندرسن نے اپنے رسالہ محاصرہ لکھنؤ مین لکھا ہے واللہ باللہ ایک صاحب کا لڑکا چار برس کا حالت اضطرار مین معلوم نہین کسطرح اپنے ماں باپ سے چھٹکر ایک بنگلے مین رہگیا دو دن اور دو رات ہر کمرے مین گھبرا کر جاتا تھا کبھی ماما کبھی پاپا کہکر چلاتا تھا جب طاقت نہ رہی غش کھا کر ایک کمرے مین گر پڑا اتفاقاً تیسرے دن ایک نامرد لوٹ کو داخل ہوا جب نظر اوس ملعون کی اوس بچہ پر پڑی لوٹ بھول گیا ایک کندہ بندوق اوسکے سر پر مارا جان بحق ہو گیا بس یہ ملعون سپاہیون سے کہتا تھا کہ مین نے ایسا کام کیا ہے اسیطرح اور کئی نامرد بیان کرتے تھے ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

غرض بیبیون کی یہ نوبت پہونچی کہ بھوکی پیاسی پا برہنہ کپڑے پھٹے ہوے گرد آلودہ بعض بچہ گودی مین لیے جسطرف جا چاہین نہ راہ سے واقف جہان آدمی دیکھا خوف جان سے راہ جنگل کی لی صاحبان عالیشان کا یہی حال تھا اگر کسی گانون مین بیبیان اس خراب حالت سے پہونچین زمیندار نے رحم کھا کر رات کو اپنے گھر مہمان کیا جو ما حضر تھا حاضر کیا صبحکو ایک چھکڑے پر سوار کرکے پاسی ساتھ کر لکھنؤ پہونچا دیا بعض صاحب وہان سے جنگل مین ہو کر نیپال کو چلے گئے وہان سے بنارس پہونچے بعض کئی دن تک زمیندارون کی گڈھیون مین چھپے رہے ۔

کرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد اونکا بنگلہ کنارہ دریا تھا اوسوقت موکے مین مع میم صاحبہ گھوڑون پر سوار ہوکر لکھنؤ چلے گئے پیچھے سے تلنگون نے بندوق ماری زمین پر گر پڑے میمصاحبہ دوڑکر صاحب کی نعش سے لپٹ گئیں دفعۃً اونپر بھی گولی پڑی اپنے خاوند سے جا ملین ایک صاحب نے اپنے بنگلے مین پناہ لی بندوق دشمنونکو کمرے سے مارا کیے جب گولی باروت ہو چکی گھوڑے پر سوار ہوکر لکھنؤ چلے تھوڑی دور جاکر گولی سے وہ بھی زمین پر گر پڑے ایک میم صاحب جمال سراسیمہ ہوکر بنگلے سے باہر نکلی چپراسی سے پوچھنے لگے ہمارا صاحب کہان ہے ناگاہ ایک تلنگے نے گالی دیکر ایک لکڑی ماری دفعۃً ایک سوار دوڑکر آیا اونھین اپنے گھوڑے پر سوار کرکے جنگل کو چلا گیا پھر اوسکا حال نہ معلوم ہوا کہ وہ کہان گئی۔

وہ صاحب راتکو ایک زمیندار کے مہمان ہو پانی پیا اور خشک روٹی کھائی کہنے لگے تین میم ہیں چھپکر تمہارے گانون مین آئی ہین تلاش کرو چوکیدار اونکو ڈھونڈھکر ایک دھوبی کے گھر سے لے آیا لیکن اس عرصے مین صاحب گھبراکر لکھنؤ کو چلے گئے بیبیان چوکیدار کے ساتھ بہزار خرابی لکھنؤ پہونچین اکثر میم مجروح نیمجان چھکڑون پر سوار بھوکی پیاسی اس شدت گرما مین لکھنؤ پہونچ جاتی تھین لیکن زبان طعن خوب لارنس صاحب پر کھولتی تھین۔

فوج باغیہ نے خزانہ سرکار سے ۲ لاکھ ۱۳ ہزار روپیہ لیا اوسمین سے کچھ رعایا کے بھی ہاتھ لگا بعد اسکے کدار ناتھ و میر اقدا حسین کمیدان کو حاکم خیرآباد کرکے حکم دیا کہ بدستور زمانہ تم مستعد سرگرم کار سرکار پر رہو ہر وقت ضرورت ارسال رسد غلے سے غافل نہ رہنا۔

فیض آباد سے پہلے دو کمپنی تلنگہ اعظمگڈھ سے ٹانڈے سے پہونچی پھر گورکھپور جونپور سے بھی پلٹن آئی اس ہنگامہ سے دو دن پیشتر گولڈنی صاحب کمشنر مع اور حکام نے ہندوستانی افسران فوج کو بلوا کے سمجھایا کہ ہمارا مدعا اگر منظور ہے بسم اللہ لیکن اس سے تمھین کیا فایدہ ہوگا اپنا مطلب دلی مفصل ہمسے کہو غرض کی ہم تابعدار سرکار ہین لیکن ہم سپاہ سے مجبور ہین اگر ہم سمجھائینگے پہلے ہمین مار ڈالینگے بہتر ہے حضور خود اونھین بلوا کر سمجھائیے جب سپاہ بہادر آئی سب طرح سے سمجھایا لیکن اونپر تسلط شیطان تھا اور خون ناحق مین سرشار ہو چکے تھے جواب بے ادبانہ سخت دیکر چلے گئے سرکار کے عہد و میثاق پر راضی نہو سے۔

اوسکی صبح سب صاحب اور میم کوٹھی ولکنشا مین جمع تھین ایک کمپنی سو سوار چھاونی سے آئے
ایک جمعدار دو تلنگے سب کے سامنے آکر کہنے لگے صاحب خزانہ کہان ہے ہمین کنجیان
دین صاحب خزانہ نے پھینک دین کہا ہمین تم خود گنکر روپیہ دیدو صاحب خزانہ اونکے ساتھ
گئے تین لاکھ ۳۰ ہزار گنواکر توڑے دیدیے صاحب نے کہا ہمین اسمین سے ۵ ہزار دیدو برکات
احمد رسالدار نے کہا ۳۰ دیدو باقی سب کرانچی پر رکھ چھاونی لیگئے۔

پھر ایک دن کمشنر صاحب اور حکام مع صاحبان فوج و میم صاحبات باتفاق چھاونی گئے
افسران ہندوستانی سے فرمایا ہم سب موجود ہین مارڈالو یا نکالدو سب افسر راضی ہوئے
کشتیون پر سوار ہوکر چلے یہ خبر بسلامت نکالدینے کی سپاہ باغی نے سنی جو اعظمگڈھ وغیرہ سے
آکر کنارہ دریا سے زیر ٹانڈہ رہی تھی اور فوج فیض آباد سے کہلا بھیجا کہ تمنے انسبکو جانے
دیا ہم پہلے تم سے مقابلہ کرینگے غرض جب کشتیان ٹانڈے سے پہونچین وہی تلنگے دوڑ پڑے
کمشنر نے خود تمنچہ مارکر دریا مین کود پڑے مرگئے اونکا سگ باوفا بھی اونکے ساتھ دریا مین کود پڑا
مر گیا واہ ری وفاداری میم صاحبہ بھی ڈوبکر مرگئین باقی اور صاحبون سے مقابلہ ہوا مارے گئے دوسری
کشتی دوسرے کنارے کچھار مین تھی کرنل ٹیالن بول مع میم صاحبہ اور کئی لڑکے لیکر کنارے اترکر ارہر
کے کھیت مین بیٹھ رہے پھر وہان سے میر محمد حسنخان ناظم کو خبر بسلامت پہونچی اسکا ذکر قابل
بیان ہے آگے آئیگا۔

احمد اللہ شاہ فقیر رہنے والا سندراج یا دکن کا کئی برس سے لکھنؤ مین گھسیاری منڈی
مین رہا کرتا تھا مشہور نقارہ شاہ اتفاقاً کسی ارادے سے فیض آباد گیا سرا مین اوترا تھا کسی تقدیر
سے فساد کیا تھا قید ہوکر بول کی پلٹن مین تھا لیکن اپنے جذب جنون سے الفاظ شدنی اور
انشاء قتل و غارت بکا کرتا تھا جب ہنگامہ ہوا سپاہ نے فقیر سمجھکر چھوڑ دیا پہلے فوج نے چاہا
کہ اسے اپنا افسر کرین ہمارا سرپرست ہو لیکن اسکی باتون سے ڈرے کہ ہندو سے بہت
بہت بیزار و نفرت رکھتا ہے اکثر انتقام ہنومان گڑھی کو بھی کہتا ہے مبادا اسکی جہت سے پھر
ہندو مسلمان مین صورت فساد نکلے اس جہت سے افسر نہ کیا بعد اسکے مرزا عباس پوتے
نواب شجاع الدولہ کو تجویز کیا بہ سبب سن پیری وہ بھی نہ ٹھہرے اسکے بعد جب کوئی نہ ٹھہرا حکومت

فیض آباد راجہ مان سنگہ کو دیکر لکھنؤ چلے ۔

سلطانپور ۱۵ رسالے مین کرنل فشر صاحب تھے سید برکات احمد رسالدار نے پہلے اونہون نے صاحب سے عرض کیا جہان آپ فرمائین ہم آپ کو بسلامت پہونچا دین پھر ہمسے کچھ نہ ہوسکیگا نمک حرام ہوجاینگے سپاہ پر ہمارا اختیار و حکومت نرہیگی صاحب جلیل القدر نے خلاف شرافت و شجاعت سمجھکر اسے قبول نہ کیا آخر اپنے بنگلے مین نامردون کے ہاتھ سے مارے گئے اور متواتر کہتے رہے کہ اگر تم بہادر ہو ایک بندوق ہمین دو پھر تماشا اپنی بہادری کا دیکھو کسنے سنا ایک آیا چھوٹے لڑکے کو گود مین لیے جاتی تھی ایک نامرد سوار نے گود سے گراکر برچھی کی انی سے چھید چھید مار ڈالا پھر چھاؤنی مین آگ لگا دی ہر بنگلے کو خوب لوٹا ۔

بہت سے مسلمان اس رسالے کے اپنے تعصب مذہب کی علت خون مولوی سید امیر علی آغا علیخان ناظم کی تلاش مین رہے نپایا وہ جان بچا کر رودلی مین جا کر چھپے مرزا احید مرزا کی اونکے دونون بھائی جان بچا کر لکھنؤ آئے یا فیض آباد مین رہے اسکے بعد رسالہ فیض آباد آیا ۔

راجہ بہرائچ قید تھا اس ہنگامہ مین بھاگ کر اپنے گھر گیا کئی ہزار گنوار نوکر رکھے صاحب کمشنر نے سبب نگاہداشت پوچھا کہا زر تحصیل ہمین سرکار سے معاف ہوجاوے یا فوج تحصیل کو ملے وگرنہ زمیندار مالگذار روپیہ کیونکر دینگے ۔ صاحب سنکر چپ ہو رہے ۔

علاقہ سلون مین کرنل بیرو صاحب مع اور حکام فوج مین گھر گئے تھے راجہ ہنونت سنگہ راجہ کالاکانکر وغیرہ اونھین اپنی حفاظت مین لیگئے اپنی گڈھی مین رکھا ہرچند وہ دلتشفی صاحب صاحب ممدوح کرتے رہے مگر صاحب بمقتضاے تاثیر وقت خائف رہے آخر بسلامت قلعہ الہ آباد مین پہونچے اپنی رسید راجہ کو بہت شکر گذاری سے بھیجی اسی حسن خدمت سے راجہ داخل زمرہ خیرخواہان سرکار ہوے اگرچہ وقت داخل فوج اونکا جوان بیٹا مارا گیا یہی سبب تھا کہ محاصرہ بیلی گارد مین زمیندار علاقہ سلون کے نہ آئے عذر کیا اور جب پلٹن سفید نے خزانہ سرکار لیا زمیندارون نے مال سرکار سمجھکر مقابلہ کیا طرفین سے قریب ۶۰ آدمی مجروح و مقتول ہوے ۔

بہرائچ مین فوج باغیہ خون ناحق صاحبون سے درگذری لیکن زمیندارون نے راہ ندی آجرہ بلطہ پر دونون پلٹن سے اتفاق کیا اور خزانہ لیکر داخل فیض آباد ہوئین ۔

خلاصہ یہ تھا وِلی میں فساد نے نیا رنگ پیدا کیا تھا اور زمیندار باگزار تمام ممالک محروسہ نے راہ غیر اختیار کی تھی بجائے خود حاکم ہو بیٹھے رودولی میں تحصیلدار کو مار ڈالا کاظم علیخان کبنوہ تحصیلدار وہان بھاگ کے ملیح آباد چلے گئے اپنی حکمت عملی سے آپ بھی بچے کپتان ولیئن صاحب کو بھی بچایا آخر سرکار ریلی گارڈ میں پہونچایا فی الحقیقت بڑا کام خیرخواہی کا کیا لیکن بعد دفع ہنگامہ فساد کے اونکو پنشن نہ ملی شاید اس جہت سے کہ زمانہ بغاوت میں وہ وکیل پیشوا جھبو رانا راؤ کے ہوکر دربار لکھنؤ میں حاضر رہتے تھے یا اپنے بچاؤ کی صورت نکالی تھی خود کہتے تھے کہ میں پرچہ اخبار سرکار کو لکھتا تھا چنانچہ کرنل گڈین صاحب نے اسکی تحقیقات کو ولایت میں رسلین صاحب کو لکھا اوسکا جواب آیا مگر کچھ اوسنے مفید نہوا اکثر مقام پر تھانہ دار مارے گئے نمبردار جدید سے زمیندار قدیم نے اپنی زمین چھین لی اور درپے انتقام یکدیگر ہوے ۔

کپتان ہیر صاحب اور کپتان فیر صاحب کا مارا جانا

کپتان ہیر صاحب بالٹری سکنڈ کپتان فیر صاحب نے ازراہ جوانمردی و تہوری نمک حلالی سرکار جانکر والنٹر یعنی ہراول لشکر ظفر پیکر ہوکر چار سو سوار رسالہ کپتان گال صاحب لیکر بقصد اصلاح [illegible] لکھنؤ سے روانہ ہوے مین پوری سے جب رسالہ دوراہے پر پہونچا کمان افسر نے حکم دست راست جانیکا دیا سوار ٹھہر گئے دوبارہ حکم دیا نہ چلے آخر ایک صوبہ دار مقابل صاحب آیا گالی دیکر تپنچہ مارا امان خان صوبہ دار میجر صف سے نکلکر اوس سے کہنے لگا تو نے میرے افسر کو مارا میں تیرے افسر کو مارتا ہوں بعد اسکے سوارون نے افسرون کو قتل کر راہ شاہجہان آباد لی رمضان خان نے کپتان ہیر صاحب سے مخاطب ہو شکایت لکھنؤ میں گالی دینے کی کرکے تلوار ماری اور باقی سوار کپتان گال سے کہنے لگے کہ ہم آپ کی بدولت نوکر ہوے آپکا نمک کھایا اسبہتر یہ ہے کہ آپ ہم میں سے بسلامت چلے جائیے اور یہاں جانے دیجیے کپتان لڑائی سے منہ پھیر کے لکھنؤ آئے سوار وطن تشنیع ہوے نام کٹ گیا اکثر اپنے حال پر رہ گیا کرڈ چیف کمشنر نے کپتان شیفر صاحب کو عہدہ میجری رسالہ دیا بعد کئی دن کے گال صاحب کئی سوارونکو فی کس سو روپیہ انعام و وردی سوار دکنی میں اونکے ساتھ روانہ الہ آباد ہوے بریلی کی سرحد میں آکر وہاں [illegible]

سواروں نے پٹھانوں کو خبر کر دی مارے گئے بعد اسکے اوسی رسالے کے دو سو سواروں نے اپنی تنخواہ لی اور چھاؤنی منڈیاؤں میں نماز جمعہ پڑھکر روانہ شاہجہان آباد ہوے اس رسالہ میں قوم رانگڑوں کی قریب رہتی تھی اپنے بھائیوں کا احوال سنکر چلے گئے ۔

منشی رسول بخش قصبہ کاکوری کا پھانسی پانا وغیرہ

زبانی کرم خان صوبہ دار پلٹن نادری اس قصہ کا بیان کرتا ہے کہ ایک دن میر عباس تھا ور اور ایک حولدار پلٹن مفرور چھاؤنی منڈیاؤں شام کو حسین آباد کے تالاب پر زیر درخت شہتوت گفتگو کر رہا تھا کہ شل اور پلٹن کے فتنہ و فساد برپا کرنے میں تمہیں تامل کیا ہے صوبہ دار نے جواب دیا کہ ہمارا کوئی سرپرست نہیں مبادا نوکری ۶۵ روپیہ کی مفت ہاتھ سے جاتی رہے بدنامی و نمک حرامی حاصل ہو اتفاقاً دو سپاہی اور اونکی سرگوشی کان لگا کر سننے لگے صوبہ دار ڈر کر چپ ہو رہا اور اپنے مقام پر چلا گیا اور اسے یہ ڈر ہوا کہ مبادا یہ دونوں سپاہی میری پلٹن کے از راہ جاسوسی کمان افسر سے جا کر کچھ کہدیں اوسوقت سوائے پھانسی پانے کے کوئی علاج میرا نہ ہوگا غرض اسی خلجان سے اوسنے افشاے راز اپنے ایک دوست سے کیا اوسنے کہا تو اسیوقت جا کر صاحب کو خبر کردے صاحب نے سنا حکم دیا کہ اگر کل صبح کو وہ دونوں پھر آویں ہمارے گوئندے کے ساتھ تو اونکے گھر چلا جانا اوسنے کہا اگر نہ آویں تو آفت مجھپر آویگی کہا اس سے مطمئن ہو غرض صبح کو جب وہ دونوں اجل گرفتہ آئے اونکے ساتھ مع جاسوس بازار نکیپٹ راے راجہ ہلاس رائے کے مکان میں کوٹھے پر چلے گئے دیکھا کہ منشی رسول بخش کاکوروی اور اونکا بیٹا حافظ میر عباس اور حوالدار اور دو آدمی مجموع بیٹھے ہیں منشی نے صوبہ دار سے باتیں اطمینان کی کیں اور مستعد ہونے برپا کرنے فتنہ و فساد کی شروع کیں اور تحریر خطوط بھی دکھلائی بعد ایک ساعت کے کارنیگی صاحب محمود خان کوتوال کھینچی تلنگہ برقنداز لیکر پہونچے گھر کو گھیر لیا اتفاقاً ہمسایہ میں ایک ہندو کی برات بھی اوتری ہوئی تھی من الاتفاق میر خلیل احمد بین زمان شاہی میر باقر سوداگر کے پاس بیٹھے کا احوال کلکتہ سنکے کو گئے تھے ضعف سن پیری سے تھک کر منشی کے یہاں آکر دم لیا تھا کہ ایک چلم حقہ کی پیکر چلا جاؤنگا غرض اوسوقت

۲۲ - آدمی مجرم و غیر مجرم جو وہان تھے دست بستہ قید ہو کر کوٹھی رزیڈنٹی مین گئے
حاضر حضور صاحبان کمیٹی مفصل سرگذشت بیان کی حکم ہوا منشی اونکا بیٹا حوالدار یہ
تینون پھانسی دیے جائین کارنگی صاحب نے منشی سے کہا تو مبدء فتنہ فساد اس ہنگامہ کا
ہوا ہے برسون تو نے سرکار کا نمک کھایا آبرو روپیہ پیدا کیا اور میر عباس سے کہا تو وہی ہے کہ
لشکر مولوی امیر علی مین جہاد پر کمر باندھی چار ہزار روپے اوسنے بہ فریب لیکر بھاگ آیا پھر
فضل علی مفرور کو تو نے اپنے گھر چھپایا پھر ہمسے اجازت لیکر اوسکے قتل کو گیا اور اپنی
جبن و نامردی سے پھر کر چلا آیا لکھنؤ مین ہر شخص کو ترغیب فساد بلوہ تیار ہا کرتی سرکار کو ناراضا
اسی صبح کو یہ ۲۲ - آدمی پیادہ رزیڈنٹی سے مچھی بھون کو گئے ان چار یار نے بعد ایک دو پہر
کے پھانسی پائی باقی بندھے ہوے سامنے بیٹھے رہے ان سب مین میر خلیل احمد کا بسبب ضعف
پیری کے بہت برا حال تھا گویا جان قالب سے نکل چکی تھی بعد پھانسی پانے کے اونکی نعش
تباہ میر محمد کے ٹیلے پر حسب حکم ہوا گڑوا دو باقی مجرمین کو حکم امام باڑہ ہوا۔ صوبہ دار نے روبکاری
مین کہا کہ فقط میرے کہنے سے نوبت یہان تک پہونچی اب مین خدا کو گواہ کرتا ہون کہ اس
ماجرے سے مین نہین واقف یہ سب بے گناہ قید ہوے ہین آگے آپ حاکم ہین اختیار ہے اوسکے
اظہار سے براتی بھی چھوٹے اور یہ برات شاشا پرشا نامی قوم کھتری ایک معزز شخص بنارس کی
تھی بنارس کو گئے مگر اونکا اسباب زیور وغیرہ لٹ گیا میر خلیل احمد کو حکم ہوا چوبیس گھنٹے
کے بعد تم اس شہر سے چلے جاؤ وہ بجنور جا کر رہے منشی کا اسباب لیا گھر کا نیلام
ہوا مرزا فرخندہ بخش شاہزادے کے داماد نے دو بارہ دام سے مول لیا کسواسطے کہ
وہ اونکی ملک تھا۔ میر خلیل احمد کربلا گئے وہین انتقال کیا انجام بخیر ہوا۔
تھارنہل صاحب ملیح آباد سے شکست کھا کر دو سوارون سے کاکوری مین قاضی
وصی علی خان کے گھر مین ٹھہرے اونکی خدمتگزاری سے بہت خوش ہوے بشرط رجعت حکومت
و تسلط سرکار وعدہ پرورش کیا وہان سے بسلامت لکھنؤ آئے جب ملیح آباد کے لوگون نے
منشی رسول بخش اور حافظ کی خبر پھانسی پانے کی سنی کاکوری مین آکر جمعدار و برقنداز و
کو مار کر چلے گئے جو باغ مین وصی علیخان کے تھانے پر تھے دو آدمی اونکے بھی مارے گئے بیکس تھا

بچ گیا دو دیگر دن تھارن ہیل صاحب نے منشی رام دیال کو حکم دیا کردی علیخان کو خط بھیجکر بلوا و جیسے عذر کیے نہ گئے دو دیگر دن ایک سوار حکمنامہ اونکی طلب کا لایا لکھنؤ مین روبکاری کو آنے حکم پھانسی دیا مگر ولیسلی صاحب جو مدت سے ان کے حال سے واقف تھے سینہ سپر ہوکر انکین بچایا نجات دلوائی اپنے گھر آ رہے ۔

بلوۂ فساد کانپور

فی الحقیقت عجب طرح کی کالی آندھی آئی جسنے تمام کرۂ ہندوستان کو گھیر لیا مجموع دل خلائق کا ایک لقمہ ہوتا سوا خالق کے کارپردازی نہین ہے کسکو سکت کہ روبرو سلطنت سلیمانی ان موران ضعیف کی کیا حقیقت تھی یہ مقام غور و تامل اہل بصیرت ہے خلاصہ ۳ پلٹن ایک تیسرا رسالہ کانپور مین تھا اور توپخانہ ۔ جب منشی کی خبر پھانسی کی سنی سکولسنے قصاص لینے کا یقین ہوگیا کچھ بن نہ پڑا سوا اسکے کہ طریق رفتار اپنے اخوان الشیاطین کا اختیار کرین دفعۃً وہان بھی بلوہ کردیا بنگلون مین اگ لگادی اسباب لوٹا صاحبان عالیشان خرد و کلان چھوٹے بڑے بیبیان ولایتی خواہ ہندوستانی عیسائی اطفال کے ساتھ اوسی طریق سے پیش آئے جسکا بیان نہین ہوسکتا بعض بیم صاحب جان و خوف عزت و شرافت سے کنوؤن مین گرکر مرگئین نعش اطفال اور مقتولین سے بہ اکنوان بھر گیا چار دن تک فوج باغی اپنے افسرون سے لڑی جب مغلوب کیا جرنل ویلر صاحب مع اور افسر اور گورون کے وقت سے اسپتال مین جا کر پناہ لی ۔

شہر کے مہاجنون نے خوف سے فوج کو آزوقہ طعام تر و خشک بہت تکاہت سے بھیجنا شروع کیا رانا راؤ لیسر متبنا سے باجی راو پیشوا کے جو بٹھور مین رہتے تھے فوج کے سازش سے آ گیا آیا ہوا تھا حاکم شہر ہوا اسکی منادی ہوئی کئی دن کے عرصے مین دس بارہ ہزار سوار پیدل اہل توپخانہ مثل سہ بندی نوکر رکھے ۲۰ دن فوج باغی اسپتال کی فوج سرکار سے لڑتی رہی آخر صاحبان محصورین نے از راہ مصلحت وقت رانا راؤ سے امان چاہی اسیر راضی ہوئے

صبح کو سب فوج دریا شہر تماشائی جمع ہوئی جرنل صاحب نے سفید نشان امان کے کھڑا کیا اوسوقت صاحبان محصور او دیگر افسر مع پیشوا جمع ہوکیا بیٹھے باہم عہد و پیمان قطعی کی

تعلق ہوا اوسکے بعد ۔ کشتیون پر سلحہ حرب اسباب ضروری بار کرکے مع جنرل صاحب وارد کلکتہ
ہوے بالاجی راو سگے بھائی رانا راو نے ارادہ خیانت اور نقض عہد کرکے حکم شلک توپ دیا اوسنے
منع کیا کہ دغا موافق مذہب کے گنگا سے کرنا اچھا نہین اسکا انجام بہت برا ہوگا مگر تا جب توپ
چلنے لگی اور کشتیان دریا مین بہنے لگین بیبیان گود مین بچے لیے صاحب جو کنارہ دریا کشتیون پر
سوار ہونے کو باطمینان کھڑے ہوے تھے سبھون نے فرمایا دغا بلند کی اوسوقت سپاہ
باغی کا قتل کرنا ایک طرف تلوار پڑ رہی تھی دوسری طرف سے گولیان برستی تھین کشتیون پر
پاس سے ہر ایک سے ملتجی ہوتا اکیلا ایک سے سہارا اور پناہ ڈھونڈھتا وہ جان کا باہر ہے
ایک سوار رحم سے بچاتا تھا دوسرا گولی مارتا تھا ایک عجیب ماجرا تھا کہ جو کشتیون سے دریا مین
کودا ڈوب گیا ادھر جو گیا پایاب تھا جنرل صاحب کی کشتی بسلامت الہ آباد پہونچی راہ مین
ہر دو کشتی کو زمیندارون نے لوٹا ۔

نواب محمد علیخان عرف منجھلے نواب کے گھر کو فوج نے خوب لوٹا چاہتی تھی مار ڈالین
کہ پہلے اونھون نے شاید بعض بیبیان اور صاحب کو گھر مین چھپایا تھا لیکن پیشوا نے رئیس امیر جانکر
منع کیا آخر بابکے نواب معتمد الدولہ کو مالدار اہل وغیرہ سمجھکر لوٹا ہر ایک نے اپنی عزت و جان بچانے
کی انسے صورت عافیت و آشتی پیدا کی رعایا شہر کو امان دی خزانہ کلکٹری سے لاکھ روپیہ
لیکر فوج کو انعام دیا حکمنامی تحصیلدار و زمیندارون کو بدستور انتظام و حفاظت راہ کے روانہ
کیے جب رانا راو اس مدت قلیل مین اپنی غفلت و نااندیشی سے عیش و عشرت و لغویات لاطائل
مین مشغول ہوا فوج باغی بہمہ بدل ہوگئی چاہتی تھی کسی اور کو اپنا حاکم کرے مگر کوئی نہ ملا ۔

فساد خاص لکھنؤ

قبل از پہونچنے فوج باغی نواب گنج مین جیٹ کمشنر صاحب ۲۰۰ سوار تلوارین کھینچے ہوئے
رات کو نواب گنج پہونچے میر عسکری تحصیلدار کو بلا کر فرمایا بازار سے جو کھانے کی چیز ہے لاؤ و نیز دو
کرسی اور مونڈھے پیش کیے اور یہ بھی فرمایا کہ ہم جاکر کرنل گنج مین لوٹنا چاہتے کو لیے تحصیلدار نے
عرض کیا نیا سے چھاؤنی ہے ۔ کوس سے دریا سے گھاٹ کو بیچ مین ہوا ایک مشکل تھا کچھ کھا چکے

تھوڑی دور گئے تھے ایک صاحب کو گھوڑے نے گرا دیا انکے شانے میں چوٹ آئی زمین پر گر پڑا چارپائی پر دو صاحب دو سوار نواب گنج لے آئے تھوڑی دور اور چلے تھے ایک اور صاحب گھوڑے سے گرے انکا ہاتھ مجروح ہوا جب کنارہ دریا پر پہنچے صبح ہو گئی بے فائدہ آگے جانا پار اترنا سمجھا پھر آئے زبانی قربان بیگ جو تحصیلدار کے ساتھ تھے —

کئی چھکڑے صاحبوں کے اسباب کے چھاؤنی سکرورہ سے نواب گنج کی سرا میں پہنچے سپاہی جو حفاظت کو ساتھ تھے بسبب عدم رسیدگی تنخواہ اسباب چھکڑوں سے لیکر چلے گئے —

ایکدن کپتان ویسٹن صاحب نے چاہا کچھ سوار لیکر فوج باغی پر شبخون ماریں اپنی ٹوپی دار بندوق کو گھوڑا اٹھایا چاپ گئی دوسری ٹوپی چڑھائی وہ بھی خالی گئی شگون بد سمجھکر بندوق ہاتھ سے پھینکدی فسخ عزیمت کیا۔

میر اکبر علی ساکن کنتور نے دو پلٹن سہ بندی نوکر رکھے فوج باغی کے شہر پہنچنے تو نواب گنج کے ایک باغ میں اترے احمد اللہ شاہ فقیر بھی بارادہ فاسد بادشاہت لکھنؤ فوج باغی کے ساتھ تھا افسرون سے کہنے لگا یہ دونون پلٹن بروقت پہنچے لکھنؤ دغا سے ہمراہ نہ گئیں کیا کر گئے پس چاہئے ان سے عہد و پیمان لیلو ایک گارد لگا کو گنا کمیدان کے پاس لیکر گیا اتفاقاً دو دو ہزار روپے آگے رکھے سپاہ کو تنخواہ بانٹ رہے تھے سب زر نقد و تخمین کر کے لے آئے احوال پوچھا کچھ تامل کیا دوسرا گارد گیا سپاہی اوس وقت بھاگے گارد انکا اسباب ہتھیار لیکر پھر آیا آخر تحقیق سے معلوم ہوا کہ کسی امرای لکھنؤ سے میر اکبر علی کو ہزار روپیہ واسطے نگاہداشت دو پلٹن لے آئے تھے کہ ہم باغیوں کے ساتھ آئینگے وہ تخمین تھا قتل یا گرفتار لیکے بعد تفصیل احوال کھلا کمیدان کو بسبب غریب سمجھکر چھوڑ دیا بات بہت خوب تھی اگر بن پڑتی۔

چیف کمشنر کا قیصر باغ سے بادشاہی کوٹھون سے اسباب لانا

روز یکشنبہ تاریخ ۱۲ ذیقعدہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۲۵ جون ۱۸۵۷ء دوپہر کو چیف کمشنر مع میجر بنکس صاحب اور کئی افسر فوج کمپنی گورہ دو توپیں لیکر داخل قیصر باغ ہوئے اسواسطے کہ بادشاہی کوٹھیون سے جو اسباب گوٹہ اور پیشکش قیمت کمیاب ہے لیجائیں اور اپنی حفاظت میں رکھیں

سپاہی حبشی جو در دولت پر حفاظت کو باہتمام حسام الدولہ تھے کہا کہ فوج فیض آباد عنقریب ہے اگر اونھیں جلد خبر پہونچے گی جلی آئیگی جبتک انھیں ہم روک سکتے ہین اونھون نے کچھ ... جھگڑ کیا اور خبردار ایسی حرکت نہ کرنا خلاصہ چیف کمشنر نے منتظم الدولہ سے جا کر جواہر خانہ بیگمات ۲۲ مسند و قبہ جواہر ۲ تاج شاہی مکلل بجواہر کئی توڑے اشرفی تخت شاہی ہتھیار پیش قیمت پرتکلف معروف شاہی منتظم الدولہ حسام الدولہ صمت الدولہ کو گاردن کے پہرے مین لیکر چلے صاحب محل نے اپنی ناوابستگی سے شور و واویلا برپا کیا ہے کہ بادشاہ کا گھر لوٹے لیئے جاتے ہین چیف صاحب نے فرمایا فوج باغیہ کے خیال سے اپنی حفاظت مین لیئے جاتے ہین ورنہ یہان رکھنے مین احتمال بربادی و غارتگری کا ہے اور کسی سے اسکی حفاظت نہو سکیگی فی الحقیقت یہ بڑا احسان چیف صاحب نے کیا ورنہ زمانہ غدر جیسی مین یہ سب غارت ہوجاتا اور اگر کلکتہ بادشاہ کو بسلامت نہ دیا جاتا ۱۸ - کوٹھیون کی طیاری آراستگی خاطر خواہ بادشاہ کلاسے کو ہوتی اور اسباب کے نیلام سے منشی صفدر کا کیونکر بھلا ہوتا خلاصہ منتظم الدولہ سے حقیقتاً ... کوٹھیون کی نگران تینون صاحبونکو اس قید سے توقع نجات نہ تھی گاردن کے پہرے سے گھبراتے تھے آپس مین بات نہ کر سکتے تھے ایک دوسرے سے علیحدہ بیٹھے تھے ... ہوتی ...

	معرکہ چنہٹ و خاص لکھنؤ	

جب فیض آباد مین ہر چھاونی سے فوج باغی اکٹھی ہوئی زر خزانہ سرکار سے مالامال ہوگئی ہر ایک نے چاہا سیدھی اپنی گھر کی راہ لے افسرون نے کہا کہ تم عملداری سرکار سے کہان تک نکلکر جاؤگے کسی دوسرے کی عملداری قریب ہی سوا گرا اپنی سزا اعمال مین گرفتار رہوکر ہر ایک کسی جزیرے کو روانہ کیا جائیگا مناسب یہ ہے کہ اپنا لشکر نہ توڑو کر بہتر ہے باتفاق بادشاہ ہندوستان کے ظل حمایت مین جا کر رہو کہ مرگ انبوہ موجب عافیت و نیکنامی اپنی حکومت و اختیار بھی باقی رہیگا پس اکثر دن کی صلاح ٹھہری کہ دلی چلو بعض نے کہا کہ اگر دلی جانا منظور ہی لکھنؤ ہو کر چلو اور ممالک محروسہ کے جتنے راجہ ہین اون سبکو اپنا شریک کرنا چاہیے -

چنانچہ انکا اتفاق ظاہری دیکھکر ہر ایک نے اطاعت کی اور باطن مین متردد رہے اور اپنی حفاظت کو سپاہ گو بار نوکر رکھی -

راجہ مان سنگہ نے عرضی چیف کمشنر کو بھیجی کہ مین مطیع و فرمانبردار سرکار ہون لیکن ان باغیون سے طاقت مقابلہ نہین رکھتا جان تک ممکن ہی اپنی جان و مال سے حاضر ہون کبھی میم اوسکا کو ابھی تک چھپا یا ہے جیسا حکم ہو دستخط ہوئی کہ تمھاری خیرخواہی ثابت ہمو سین جہان چاہین چلے جائین چنانچہ انکی حفاظت مین ہر ایک عملداری سرکار مین بسلامت پہونچ گیا فوج باغی نے قرینے سے دریافت کیا کہ راجہ باطن مین سرکار سے موافق ہے کچھ سمجھکر چپ ہو رہی کہ یہ زبردست ہین صاحب فوج صاحب مقدور ہین شاید کوئی فساد تازہ برپا ہو جاوے ابھی درگذر کرنا چاہیے جب اختیار کامل ہوگا سمجھ لینگے - حکومت فیض آباد یکر چلے آئے -

روز سہ شنبہ ۲۰ شہر ذیقعد مطابق ۳۰ جون ایک گوئیدہ نے چیف کمشنر سے خبر کی کہ کمپنی تلنگہ و توپ اسپی ایک رسالہ علی گنج معہ مہنوماں مہا بیر مین لکھنو سے دو کوس پر آ پہونچا ہے باقی فوج متفرق مع میگزین نواب گنج کو ایک دو دن کے پیچھے چلی آتی ہے یہ سب تقریبا ١٥ ہزار ہونگے کسواسطے کر ١٠ رسالہ ہندوستانی پلٹن پول والینٹرو و توپخانہ اسپی و نرگاوی ١٥ رسالہ ١٢ رسالہ پلٹن ملازم شاہی کپتان میگنس بارلو بوری آر پلٹن گھن گھور اختری نادری میر فدا حسین کی یہ سب باتفاق آتی ہین چیف کمشنر نے سنکر تجویز کیا کہ ابھی تھوڑی فوج قریب پہونچی ہے قبل از داخل شہر سے روکنا چاہیے چنانچہ تین سو سوار سکھ ١٢ سو بر قندار ٥ کمپنی تلنگہ و گورہ ١١ بڑی توپ بیل و اسپی ٥٠ - صاحب میجر کانگی محمود خان کوتوال یاقی کرانی اہل دفتر کے سب مسلح کچھ ہاتھیون پر باقی گھوڑون پر سوار پہر رات رہے رزیڈنسی کے چلے جب لوہے کے پل پر پہونچے مسافرون سے حال تعداد فوج پوچھا اونھون نے کہا تھوڑی سی قریب باقی کثرت اونکی مثل سیل نواب گنج تک پھیلی ہوئی ہے آخر آپس مین یہ صلاح ٹھہری کہ یہان سے پھر جائین مبادا صورت خلاف پیدا ہو آخر از راہ تہوری آگے بڑھے دم صبح کو کرال ندی پر پہونچے وہان کچھ نشان فوج نہ پایا گوئیندے پر خفا ہوے اوسنے عرض کی اس باغ مین باغی اوترے ہین کمر بندی کر رہے ہین بس یہ سنتے ہی تین گولے مارے اوسکا حال یا تو اونکی

کہتے تھے اب آمد فوج سے ہم مین دم باقی نہ رہا تھا ایک دو دن سے ہم ملامت کر رہے تھے کہ یہان جہان ہم
مین نشان چڑھانے آئے تھے قریب تھا کہ تلنگون کے پانون اوکھڑ جائین مگر جب یہ تینون
گورے سپاہ کے سر سے بسلامت گذرے اسے وہ تلنگون سمجھے سب کے دل بہادر ہو گئے دفعۃً
سوارون نے ہمین لیارا سے سبقت کی اب زبانی فوج یہ ہے کہ جب ہم مقابل ہو کر آگے بڑھے دیکھا
کہ ایک صاحب بگھی پر سوار ہماری طرف چلا آتا ہے سوار ادھر سے جھپٹے اوسنے بگھی بھگائی دفعۃً
فوج بھگائی دفعۃً فوج جا پڑی باہم لگگئی سرکاری توپ نہ چلنے پائی اب جنگ مغلوبہ ہوگئی صاحبان
عالیشان نے جب گھوگھٹ کھایا چاہا کہ آسمیل گنج مین پناہ لین وہان نہ جا سکے اختلاف رائے
ہوا فوج باغی نے گنج کو اپنی پشت پر کیا دہنے بائین پشت سے توپ بندوق چلنے لگی
جب پانون نہ ٹھہر سکا اور انتظام فوج بگڑ گیا پیدل رجعت کیا گورے ڈھلگون کے پانون گیا
مین گیر ہو گئے باغی آنکر پل سے لوہے کے پل تک بڑا کھیت پڑا لاش پر لاش گرنے لگی پادری
اندرسن اپنے رسالے مین لکھتے ہین ۱۱۱ گورے جان سے مارے گئے ایک سبب اور بھی ہوا
کہ راہ مین کہین مقام ٹھہرنے کا نہ پایا ... پیدل ہو رہے زیادہ تر چلے آتے تھے بر ...
نمک حرام کہین معلوم دیے بڑی توپین چھٹ گئین گھوڑے مشکل سے ادھ ... گئے
گئے صاحبان عالیشان بگٹٹ گھوڑے پھینکتے مرزا سلیمان شکوہ کے مکان سے دفعۃً
... بیلی گارد مین ہو رہے پھر کسی نے پیچھا پھر کر نہ کیا جو صاحب یا گورہ مجروح تھا مشکل سے
راہ مین کسی طرح کی کمک نہ پہونچی وگرنہ پل سے باغیون کو تازہ دم ہو کر روک سکتے۔

غرض لوہے کے پل تک سوار پیچھا کرتے چلے آئے جب آسمیل گنج کی طرف بڑھے ...
اور قلعہ مچھی بھون سے توپ منہ پر پڑنے لگی پھر آگے کسی کا قدم نہ بڑھا ...
مین پھیلے فوج باغیہ اور پلٹن گھاٹ سے داخل عمارات سلطانی ہوئی احمد اللہ شاہ ... مین بہت
سرگرم تھا پانون مین گولی لگی بہت فخر و مباہات اپنی تیغ و بہادری کا کرتا تھا ...
کی کوٹھی مین اترا ... اہل ... حملہ فوج باغیہ کا یہ تھا کہ لوہے کے پل ...
مین اونکی پشت پر فوج سرکاری جب لوہے کے پل سے باغی بڑھے ...
کیونکر صورت فتح ہوئی

جب عوام بیلی گارد نے یہ ہنگامہ شکست سنا اور باہر سے سب کو سراسیمہ داخل ہوتے دیکھا تو تیا
کہ دونوں مورچوں سے چلتے دیکھا ہر شخص اپنی جان بچا کر ہر طرف حصار سے جسطرح سے ممکن ہوا
نکلکر بھاگا جو رہنے والے تھے رہ گئے دو ہزار سات سو مجموع سپاہی تھے پانسو گورے چار سو زیادہ
سم اطفال خردسال انکے سوا تھے کسواسطے کہ اطراف اضلاع کی میم پناہ سمجھکر لکھنؤ بھی آ گئی تھیں اسی
طرح صاحبان اضلاع بھی جو پہونچ سکے تھے باقی اہل دفتر کرانی سکھ پنجابی کچھ تلنگے نمک حلال
کچھ سوار کچھ برقنداز اور شاگرد پیشہ رنڈی مرد مزدور کچھ گھوڑے بیل وغیرہ اوسوقت
عجیب طرح کا تلاطم ہو گیا تھا انگلشی سپاہی جنہیں گھر سے بلا کر جابجا مورچوں پر مامور کر دیا
تھا وہ سب اپنی جان بچا کر ہر طرف سے بھاگے ۔

محمود خان کوتوال جمعیت برقندازوں سے داخل امام باڑہ ہوا پھاٹک میں قفل ڈلوا دیا
برقنداز جو لڑنے گئے تھے اونمیں نے لکھنؤ عیش باغ میں سوا ہندوؤں کی لڑائی کے دوسری
آنکھ سے دیکھی نہ تھی اس ہنگامہ کو دیکھتے ہی سرخ پگڑی ٹپکے کو پھینک سفید پگڑی رکھ لی جو
گھر سے لے گئے اور تنخواہ انعام پیشگی پا چکے تھے اور سرکار نے بندوق دیکر جنگی مشہور کر دیا
تھا اور جتنے کوتوال کے ساتھ تھے مشتاقی تنخواہ پیشگی ہوئے کوتوال نے دم دلاسے میں رکھا
تمام کو گھیرا گئے قفل توڑا باہر نکلے قریب پانچ ہزار کے نوکر ہوئے تھے سات روپیہ کی تنخواہ کا ایک
مہینا پیشگی پا چکے تھے ہزار روپیہ تنخواہ کوتوال کے ہوئے تھے خطاب بہادری شمشیر دلاوری
کمر میں باندھنے کو ملی تھی کار جنگی صاحب نے اپنے رفع اشتباہ کو اونسے قسم قرآن شریف لی
تھی اونہوں نے برقندازوں و غازیوں سے بھی قسم لی تھی فاقہ مستوں نے سب طرح سے قبول کیا تھا
اسواسطے کہ ہر ایک اپنے گھر میں ایڑیاں رگڑ رہا تھا دو پیسے پر کوئی نوکر نہ رکھتا تھا کوتوال نے
پیشتر سے اپنا نقد و جنس جو کچھ اثاثہ تھا رکھوا دیا تھا مگر بعد عملداری بھی یہ حال تھا مال ہونے کا اسکا
پتہ کھلا کار جنگی صاحب یا منشی قربان علی کا حال کھلا تو کیا ہوا اب دونوں چین کرتے ہیں عمر
جب رات ہوئی پشت مسافر خانہ کی کھڑکی سے تبدیل لباس کر کے سنکری محلہ پہنچا تھا اپنے مہاجن
کے گھر آئے وہاں سے تیسرے دن شناس جیز اپنی رنڈی کے گھر سے پیر کو بلہ والوں کے سر پر کر
رکھ شہر کے ناکے سے ملیح آباد پہونچ کر ہم خان پٹھان کے مہمان ہو۔ ایکدفعہ پوشیدہ کانپور بھی ہو آئے

جانتے تھے کہ جس دن عملداری سرکار ہوئی ہیں بدستور ماموہ ہونگا شہر والوں سے اپنا انتقام لونگا مگر اہل اودہ پر حسرت رہی تھی من کی من میں رہی ۔

غرض جب امام بارہ مسافرخانہ سب خالی ہوگیا سرکاری اسباب جابجا پڑا رہگیا تھا کسیکا خون ناحق نہ بہا ہر چند توپ آلات حرب سب جمع تھا پہلے دم صبح شہر کے شہدے لچے جا پہونچے خوب لوٹا جسنے جو پایا لیا اتفاقاً ان شہدوں میں سے روفی دروازے کے شہدے نے اپنے زور خاص کو گالی دیکر للکارا ابھی تم لوٹ نہ مچاؤ پہلے یہ توپیں کھینچکر مچھی بھون پر لگاو لڑو اسمیں ہم سب کا بڑا نام ہوگا کہ ہم سے نا چیز حقیر ذلیل شہدے نے کن سلیمان جاہ کا مقابلہ کیا سبھوں نے قبول کیا اور جمع ہوکر مستعد جنگ ہوے اور اہل شہر کو پکارتے کہ خبردار میگزین کو کوئی ہاتھ نہ لگائے یہ کہکر چھوٹی توپ کو رسی سے جکڑ ایک لاٹھی کا تسمہ بنایا توپ کو سیدھا کر مچھی بھون پر لگایا اتفاقاً گولہ انداز بھی لوٹ کو آئے تھے اور تکے سے شریک ہو گئے دو توپیں نقار خانے کے کوٹھے پر لگائیں جتنے تخت دوکانداروں کے تھے انکی جہانگیاں بنائیں قدم بقدم بڑھنے لگے اب مچھی بھون سے جو توپ پڑتی تھی خالی جاتی تھی انمیں سے کوئی مجروح مقتول نہوا فقط ایک شہدے کا ہاتھ بیکار ہوگیا توپ کے پہیے پر الجھ کر ٹوٹا [illegible] سے انکی توپ کے گولے منوا مچھی بھون پر پڑتے تھے شب تخت پر کو بعد آدھی رات کے روانہ [illegible] اسپاس بھوس کے آگے رکھکے اونپر آگ لگا کر شور وغل مچاکر دوڑ کر [illegible] نکل آکر [illegible] سے لپٹ گئے مچھی بھون کے لوگ کہتے تھے انکے اس شور وغل سے [illegible] آدمی شہر کا کوٹ توڑ کے پھاٹک گرا کر داخل قلعہ ہو جائیں گے ۔

اس عرصے میں چیف کمشنر نے ایک گونسیدہ [illegible] بارہ [illegible] الغام دیکر ایک چٹھی قلعہ [illegible] بھیجی کہ دو مقام سے لڑائی کا ہونا اچھا نہیں بہتر ہے کہ تم سب آج نصف شب [illegible] مستورات فوج و اسیر لیکر بیلی گارد میں چلے آؤ تو بہتر ہے اور اسیوقت وقت چلنے کے [illegible] مچھی بھون میں آگ دینا ۔ اہل شہر نے پیشتر سے جب یہ خبر [illegible] کی سنی تھی [illegible] اس جہت سے فرنگی محل چوہٹہ محل جو قریب تھا اپنے گھر چھوڑ کر سعادتگنج وغیرہ دور کے محلوں میں رہنا اختیار کیا تھا ۔

غرض جب مستورات مچھی بھون چلنے پر مستعد ہوے پہلے مرزا حیدر شکوہ ۔ ہمایوں شکوہ نواب محمد حسن [illegible] راجہ لطف علی پور نواب مصطفی علی خان شاہزادے کو ایک گاڑی میں سوار کیا اس [illegible] شاہزادہ

والا تبار نے جانے میں کچھ تامل کیا بہت چلا کر بات کرنے لگے از راہ غضب اس جہت سے انکی مشکیں باندھ منھ پر رومال باندھ دیا تھا یہ زبانی مرزا حیدر شکوہ کے لکھا ہے شاید خلاف اپنی شان کے سمجھیں غرض حسن باغ کی طرف سے جتنے محصورین تھے با انتظام حلقہ فوج میں اونکو آگے پیچھے رکھے نکلے اور بیگم کو توپوں کی پیڈون پر بٹھا دیا تھا ایک آن واحد میں شاہزادی کچھ مکان کے دروازے سے داخل حصار بیلی گارد ہو گئے دفعتہ ایک توپ چلی تھی ۲۰ آدمی تو ملازم گولہ انداز وغیرہ راہ ہی میں اپنی جانکے خوف سے بھاگ گئے اوسیمیں دو چار صاحب یا گورے بھی تھے شہر کی گلیوں میں پھنس گئے مارے گئے انکے نام مفصل نہیں معلوم فوج باغی جابجا مورچہ میں تھی منھ دیکھتی رہگئی بلکہ اوس وقت سب خواب غفلت میں اپنے بستر پر پڑی رہی اور کچھ دیر چلنے توپ کے شہر کے بھی بھون میں آگ دی ایک گورہ شاید اپنی بہادری رہگیا تھا فی الحقیقت بڑا کام کیا۔

جب گاڑی محبوسین کی زیر کوٹھی ضیافت رزیڈنٹی ٹھہری کئی گھنٹے تک کسی نے خبر نہ لی آخر شب میجر بنک صاحب آئے ان سب کو بالاخانے کے کمرے میں لیگئے سب کے واسطے پلنگ بچھوائے بہت خاطر دلجوئی کی انکے آدمیوں کو حکم دیا کہ گودام سے مصرف ضروریات لے آیا اور اونسے سمجھایا کہ یہ امر فقط مصلحت سے کیا ہے ورنہ معلوم ہے کہ تم سب بے گناہ ہو اور یہ بھی کہا کہ اپنے آدمی بھیجکر اپنی اشیائے ضروری کو منگوا بھیجو چنانچہ پہلے نواب محمد حسن خاں کا آدمی باہر نکلا وہ کب جاتا تھا بعد اسکے ایک سید ملازم مرزا حیدر شکوہ بہت قسم کھا کر نکلا وہ بھی نہ گیا۔ اسپر میجر صاحب کو انکی طرف سے شک گذرا کہ شاید کچھ خبر یہاں کی رانا لڑکے پاس بھیجی ہے اس خیال سے انکے پاس نہ آئے دوسرے دن گورے ان سب کے پلنگ لے گئے بالاخانہ سے نیچے کے کمرے میں آئے وہ حقیقت میں محبس تھا تاریک و نہایت بدبودار کئی دن تک اسی حال میں رہے کوئی پرسان حال نہوا اتفاقاً میجر صاحب گولی سے مارے گئے ایک اور میجر قائم مقام ہوکے وہ اونکے پاس آئے بہت باخلاق پیش آئے پھر ایک صورت راحت پیدا ہوئی جب جنرل اوٹرم صاحب داخل حصار ہوئے ایک دن ان سب نے ملاقات کی اور فی کس [illegible] ہر ایک نے اپنا لباس بتکلف درست کیا گورے جو جنرل صاحب مرزا اسکندر حشمت کا گھر لوٹ لائے تھے نیلام سے بکفایت ہر چیز ملی لیکن مقام تاسف یہ ہے کہ اس حالت یاس گرفتاری میں بھی

بھی ہربار رنجار مین موافقت نہ تھی ہر ایک تفاخر و ناز اسنے خاندان عالیشان پر کرتا تھا یہ
بھی زبانی مرزا حیدر شکوہ کے تحریر کیا خرابی ہندوستان انھین باتون اور آپس کی نااتفاقی
سے ہوتی چلی آتی ہے -

جب مچھی بھون کی سرنگ مین آگ دی سارے شہر مین زلزلہ ہوا جیسا اکبرآباد کی بڑی توپ
کے چھوٹنے کا قدما ذکر کرتے ہین ہر شخص خواب غفلت سے چونکا دروازون کی زنجیر چولین ستون بنا
سے اپنے جوڑ سے جدا ہوگئین وصیان تختے مثل پتیون کے آسمان مین ہوا ہو کر اڑنے لگے
شیشے کے جھاڑ فانوس جہان آویزان تھے بلکہ امام باڑہ مرزا کیوان جاہ مین جو کربلا میر خدا بخش
مین کنار شہر کسقدر فاصلے پر ہے وہان کے سب جھاڑ ہلنے لگے چراغ گھرونکے بجھ گئے خاص قلعہ مین
جتنے مکان قدیم تھے سب گر پڑے سوا کوٹھی جدید جو مرزا خورم بخت نے بنوائی تھی گودام
مین جتنا ذخیرہ تر و خشک سامان لڑائی مثل ذخیرہ مور سلیمان جمع کیا تھا سب برباد ہوگیا ایک
شاید غفلت یا نشہ کی جہت سے رہگیا تھا جل بھنکر کباب ہوگیا تھا کئی سپاہی اپنے قلعہ سے راہ مین
چھٹ گئین ہندوستانیون کے گھر مین آئین وہان سے سرکار مین گئین زبانی کپتان مفتاح الدولہ -

جب صبح ہوتی پہلے شہدے ڈرتے ڈرتے مچھی بھون کے پھاٹک پر پہونچے دیکھا
کہ سرنگ کے اوڑنے سے ایک پٹ چول سے اکھڑ کر دوسرے پٹ پر جا پڑا ہے آدمی
کے جانے کی راہ ہوگئی ہے شہدے ورانہ داخل ہوے پھر مفلس نیچے شہر کے
ہر محلے سے پہونچے خوب لوٹ ہوتی - جمعہ کی شام تک بعد اسکے سرکار سے کسی انتا
کے سپاہی آبیٹھے دسوین شہر ذیقعدہ تھی -

مدار زیل کے ناخن ندے بعد اسکے شہدے اپنی خیرہ سری سے زیادہ بڑھے دو توپ
لیکر مقابل مورچہ بیلی گارد ہوا ایک مورچہ بم کے تکیہ پر منشی التفات حسین خان کے بنگلے پر لگایا
دوسرا درخت املی کے نیچے مقابل اسپتال اور سرگرم آتشبازی کے ہو ہر چند لڑائی لڑکون کی ازراہ
بیہودگی تھی مگر متاثم حیرت سیکو تھا اور شہدونکا دماغ اور نشہ جرات آسمان پر چڑھا اور زبان طعن کی
ظرافت سے سب پر کھولی پھر باجازت سرکار اپنی قوم کے ایک پلٹن بھرتی کی شہر مین جس امیر کے دروازہ
پر گئے دھمکا کر زر نقد سے اپنی جیب دم خوردم کرنے لگے حلوا پوری مٹھائی دکانون سے لیکر کھاتے پھرتے تھے

سب کو لعین تو تیغ دیتے تھے آتشبازون سے باروت مہتاب لیکر جو جابا کچھ قیمت دیدی پائین باغ کوٹھی اسکول مین ایک انبار گھاس کا تھا اوسمین جاکر آگ لگادی سارا شہر روشن ہوگیا میر باقر علی شاہ بیلی گارد پر رہتے تھے اونھین بڑے امام بارے کے دروازہ پر لاکر تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کردیا بظاہر اونکا قصور کسی پر نہ کھلا خون ناحق سید کا انپر وبال ہوا ننگی ننگی تلوار ہاتھون مین لیکر گلیون مین پھرتے تھے -

جب سپاہ لوہے کے پل سے اسپارنہ اسکی رمنہ شاہی سے ٹیڑھی کوٹھی مین آئی پہلی جنرل مرزا اسکندر حشمت کے ۲ گھوڑے خاصہ سواری کے کھول لیے یاقوت علیخان نواب ناظر نے سپاہیونکو منع کیا تم انسے فراہم ہو صاحبان عالیشان زندہ ہیں اونکا مال اوس کوٹھی مین تھا مہرا بھرے سے کنجیان لیکر صندوق کھولے جو اونمین تھا سب لیا ایک اپنا مورچہ مقابل نقارخانہ دوسرا ظفر الدولہ کے دروازہ پر لگایا جب فرح بخش و چھتر منزل مین فوج آئی صاحبات محل نے فریاد کا غل مچایا کہا ہم سرکار کی حفاظت کو آئے ہین ہمسے کسیطرح کا خوف نکیجیے رات بھر یہان رہینگے صبح کو چلے جاینگے اور باقی فوج بادشاہ باغ موتی محل کوٹھی مرزا شاہ منزل خورشید منزل مبارک منزل کوٹھی رصدخانہ حضرت گنج میدان دلکشا محمد باغ مین اتری اور چہارشنبہ کو گوہا راجہ تعلقدار گرد پیش لکھنو داخل ہوئی مثل راجہ نواب علیخان جہانگیرآباد و راجہ منوا لوا سہ راجہ صورت سنگہ چودھری سندیلہ حشمت علی ملیح آباد محمد نسیم خان احمد خان بیٹے فقیر محمد خان رسالدار کے گول بارے سے آکر داخل شہر ہوے اور سرگرم اپنے مورچون پہ ہوے -

جب محسن الدولہ کو خبر داخلہ ہوچکی منگل کے دن دوپہر کو نواب مرزا عالیقدر محبوب خواجہ سرا گھوڑون پر سوار کئی خدمتگار سے سعادت گنج قصبہ موہان ہوکر فتحپور چوراسی مین لال شاہ زمیندار کی گڑھی مین جاکر اوترے ہر چند بہت سی تکلیف مالا یطاق کئی مہینے تک مثل قید زندان اوٹھائی جبتک کہ فتح بیلی گارد منوفی فوج باغی کے شر سے محفوظ رہے اس جہت سے کہ جنابعالی نے بسبب سفارش جنرل حسام الدولہ فوج کو منع کردیا تھا ہر چند کہ اونھون نے کئی مرتبہ وہانسے جانے کا ارادہ کیا مرزا عباس قلی بیگ نقل کرتے تھے کہ مین نے آنکو جبکی صبح فوج داخل شہر ہوگی نواب کے پاس حاضر تھا عرض کی یہ سب خاصہ سواری جو سر راہ بندھی ہین اگر کھین اور جا کر بندھین تو بہتر ہے

کچھ امتناع نہ کی فرمایا یہ ہنگامہ طفلانہ ہے تھوڑی سی فوج جاکر انکا استیصال کر دیگی بلکہ شہر باہر اونہیں روک لیگی غرض جب احمد اللہ شاہ داخل اصطبل نواب ہوا گھوڑے سب کھول کر لیگیا اسیطرح روز چارشنبہ پہلے ہم آتلنگے دو سوار نواب کے دروازے پر آئے سپاہیوں سے کہا پھاٹک کھولدو جب داخل دولتسرا ہوئے اونکے ساتھ لچے قاقمت شہر فتوحات غیبی سمجھکر لوٹنے لگے جتنا نقد و جنس ہاتھ آیا خوب لوٹا اور یہ سب جہیز صاحبزادی حضور عالم تھا نصیب اعدا ہوا اور جس اسباب بیش قیمت کو اوٹھا نہ سکے اوسے توڑ کر خراب کر دیا شیشہ آلات جھاڑ آئینہ فانوس کو توڑ کر سڑک پر پھینکدیا ساری سڑک صحن دروازہ الماس تراش ہوگئی اور کئی دن پیشتر اس ہنگامہ کے نواب نے تین مکان نواب معین الدولہ کے سعادت گنج میں بکرایہ لیکر اوس میں عیال نواب اعظمت الدولہ معزز الدولہ مرزا محمد تقی خان بھانجے مع اپنی والدہ آکر رہے تھے امام باڑہ مفت تھا۔

جب عملداری سرکار ہوئی کارنگی صاحب آئے جتنا مملوکہ نواب عظمت الدولہ تھا سب لیکر چلے گئے ہر چند بتواتر سرکار میں اظہار حال کیا نہ سنا تقریباً کئی لاکھ روپیہ کا سب تھا ہمارا موصوف اوسوقت فقط لنگی باندھے بیٹھے تھے کپڑا ایک بچھونا تھا جب اپنا گھوڑا ماسونصاحب کے ہاتھ ہزار روپے پر بیچا کپڑا نصیب ہوا ماسونصاحب بھی اسمیں کچھ نہ بولے ورنہ سرکار میں کہہ سکتے تھے۔

نواب منور الدولہ اپنے گھر میں متردد فتح و شکست بیٹھے ہوئے تھے وقتیکہ حال شکست لشکر تحقیق ہوا پہلے باورچی ٹولہ میں مرزا بندہ حسن داماد بہار الدولہ کے گھر مع افضل محل جاکر رہے لیا سکے میرن صاحب عرف محمد مرزا اپنے رفیق قدیم کے گھر رات کو چھپکر سعادت گنج میں جاکر رہے افضل محل تنہا قریب بینا باندار عمر با محلہ کے گھر میں رہیں بعد تین دن کے ڈولی میں سوار ہوکر نکلا بہت منت سماجت سے خاطر خواہ مزدوری دیکر مرزا ابوتراب خان کے گھر میں گئیں امجد علی خان کہیں جاکر چھپے حکیم میر علی میر محمد تہرہ میں پھاٹک بند کرکے بیٹھے تھے اس عرصہ میں تلنگے پہونچے پھاٹک کھلوا داخل ہوکر کہنے لگے تلاشی گھر کی دو یہاں کوئی بی بی یا صاحب چھپا ہے یا نہیں سخن بہت گفتگو ہوئی اور دست ہمت کوتاہ دیکھکر لوٹ پر مستعد ہوئے کچھ اسباب جو باہر تھا لیکر چلے گئے بعد کئی دن کے گھر کے بھیدی پھر اونہیں لے آئے اکثر مقام جو اونہیں معلوم تھے تباہ کروا کر جو نکالا لیلیا کچھ اونہیں سے اونکو بھی دیا اس مرتبہ البتہ زیادہ نقصان ہوا

دلیر الدولہ مرزا حیدر بجمعیت ملازمین کے اپنے گھر مین مسلح و مستعد بیٹھے سب سے کوئی نہ آیا۔

نواب امین الدولہ کے گھر تلنگے پہونچے ۴ گھوڑے اصطبل سے کھول لیے پھر حضرت محل جان صاحب مکان مین گئے ممتاز الدولہ و اسباب مملوکہ اشرف الدولہ تھا سب لیا وہان بہت حفاظت سے رکھا تھا از انجملہ دو جلد قرآن شریف مطلا خط ولایت تھی اونکا بڑا افسوس ہے معلوم نہین کسکے ہاتھ لگین لیکن لالہ رام چرن احمد علی خان کے مانع ہوئے مگر کون سنتا تھا صاحبات محل مع کنیزان ماما خیشر ہمراہ سیہ چادرین اوڑھے سڑک پر نکلین شاہزادہ صفوی اپنے داماد کے باغ کو جاتی تھین اشرف الدولہ اونکے آگے تھے تلنگون نے روکا کہا تم کہان بھاگے جاتے ہو اہل بازار نے بمنت سمجھایا ۴ اشرفی لیکر چھوڑ دیا دوسرے دن راجہ منوا نواب علیخان کی گوہار آئی جا بجا مکانون مین اترے فی الجملہ عافیت ہوئی پھر اپنے مکان مین آئے۔

نواب ممتاز الدولہ پیشتر اس فساد کے اپنے قدیم مکان مین مع اسباب جا کر رہی تھی و رفقائے خاص سے مسلح رہتے تھے کہ دروازہ شارع عام پر تھا اور اپنی نیکنامی تالیف قلوب سمجھکر شربت کی سبیل بھی کھولی تھی بعد کئی دن کے جب باغیون نے اپنا ایک پارلیمنٹ یعنی کانسل مقرر کی افسران فوج سوار و پیادہ و توپخانہ تارا کوٹھی مین بیٹھے وکلائے امرائے شہر پہونچے سب نے داد بیداد غارتگری بیان کی کہ کیا خوب سپاہ بہادر نے جہاد راہ خدا اور حمایت دین حق و حفاظت جان و مال رعایا پر کمر باندھی ہے صاحبان کمیٹی نے بموجب اپنے انصاف نادر کے بہت رحم کھایا موافق ہر ایک کی درخواست کے گارد سوار و پیدل ہر ایک کے گھر پر تعینات کیا چنانچہ نواب کی ڈیوڑھی پر بھی گارد سوار و پیدل مقرر کیا اونکا یومیہ خوراک و قربانیات لوٹ سے زیادہ تھی ایک دن تلنگے عنایت باغ مین آتے کچھ لوٹ کر لیگئے اوسکے بعد مرزا قاسم بیگ داروغہ جا کر ضریح نقرہ یک روپیہ کی جو غلام حسین داروغہ کے گھر سے ضبط ہو کر آئی تھی اور حضرت محل منزل نے نواب ملکہ زمانیہ کو عنایت فرمائی تھی اوسے توڑ کر لاتے تھے چھڑا لائے ورنہ تلنگون سے نہ بچتی اسکے سوا اور اسباب بھی لے آئے معظم الدولہ نواب باقر علی خان نواب مجاہد الدولہ کے گھر سے خوب لدمیج و سفید اسباب لوٹا بلکہ لونڈیون سے زیور نقرئی بھی لیلیا

نواب مالکہ جہان کا گھر اس لوٹ سے محفوظ رہا اس جہت سے کہ وہ ہر روز ہندو مسلمان کو کھانا

پکوان مٹھائی بہت کثرت سے بٹتی تھیں کچھ زر نقد بھی بنٹ دیا تھا صدہا اگر تفصیل ہر گھر کی لوٹ کی لکھی جاوے تو ایک دفتر ہو جاوے سپاہ باغی نے کسی گھر کو نہ چھوڑا ارباب بھی خاطر خواہ لیا ہوگا بیچ کا اندازہ نہ تھا کہ کان کھودنے کی کرتے تھے جب وہ کھودتے تھے جو چیز چاہی لیلی یا کسی کو کچھ خیرات سے دیدیا اسکے سوا تمام شہر پر واقف ہینکر وہ جانتے تھے کہ یہ بڑے خیر خواہ لیا انگریز ہیں ہمارے جہاد راہ خدا میں شریک نہیں ہوتی خلاصہ ہر گلی کوچہ میں طرفہ ہنگامہ فساد برپا کر دیا تھا اس کے سوا جتنے افسر تھے اکثر ارباب نشاط سے گرفتار ہو گئے تھے بعض لونڈوں سے گرفتار ہو گئے تھے

کرانی دفتر انگریزی عیسائی خوشباش ہم قلعبند ہوئے اکثر حسب الحکم چیف کمشنر بیلی گارد میں جا کر چھپے بعض وہاں رہکر نکل آئے اونکی قضا باہر لائی چنانچہ تامس ہیر سر دفتر ریزیڈنسی کا جسے جنرل سلیمن نے موقوف کیا اور کرنل بیلی صاحب کے وقت سے نوکر ہوئے تھے کئی دن بیلی گارد میں رہکر نکل آئے تھے انکا گھر شہر کے پر تھا لٹا جب متفرق ہو کر بھاگے بی بی کیین کی بیٹیاں کہیں گئیں آپ خود کئی دن کے فاقے سے عیش باغ میں کہار رہے تھے تلنگے پکڑ لائے پوچھ جان مانگنے لگے انھوں نے میر امام علی رسالدار کے پاس کچھ امانت رکھی تھی اونکے گھر لے گئے اونھوں نے ملنگوں کے خوف سے انکار کیا گولہ گنج سے جا رہے تھے چوک سے کسی مہاجن نے دلوادیں جب آتو جی کی مسجد کے پاس پہونچے کچھ سوار و تلنگے نانبائی کی دکان پر بیٹھے تھے آپس میں اشارا کر کے گولی ماری دوسرے نے تلوار ماری گر پڑے خاکروب نے پاؤں میں رسی باندھ نالے میں پھینکا کپڑے اوتار لیے انکی بی بی بیٹیاں جب رات کو گھر سے باہر نکلیں پہلے اہل محلہ نے جو کچھ پاس تھا لے لیا بہترا خرابی بی بی کی جان بچی بعد فتح بیلی گارد پچاس ہزار کا نوٹ اونکے شوہر کا تھا ملا اوسی پر بسر اوقات کرتی رہیں آخر مر گئیں مذہب عیسائی اختیار کیا تھا قوم رذیل سے تھے زیور وغیرہ جسکے پاس رکھوا دیا تھا لوٹ کے بہانے سے لے گیا ایک بیٹی کسی پٹھان کے گھر میں رہی دوسری بالن انگریز ملازم محسن الدولہ سے قریب بیاہی گئی اوسنے جلا جلا کر مار ڈالا پوتا بھی کسیکے پاس رہا اوس نے شاید مسلمان کیا مگر مفقود ہے ۔

جوزف نشاٹ سگے بھائی سلطان مریم بیگم کا اگرچہ مذہب عیسائی تھا لیکن ہمیشہ ا

ظاہری لباس وغیرہ مثل اہل اسلام تھا حسین بخش کے مکان مین آکر رہے فوج نے گھر لوٹا
چھوڑ دیا وہ خوف سے شہر مین روپوش ہوئے جوزف جوانس انکا داماد مع اپنی بی بی کوتوالی
مین قید ہوا اسکے بیٹے کئی برس کے راہ مین چھٹ گئے اوسکی دائی اپنے گھر لے گئی نہرا
خرابی ملی اسکے بعد یہ بھی کہین روپوش ہوا۔

لیٹل نامی کرانی چند برادر ملازمان دفاتر پل بازار مہاراجہ جھاؤلال پر انکی بھی ایک چھوٹی
سی کوٹھی اور چند مکان تھے مولوی یحیی نامی ایک ہمسایہ سے نہایت اتحاد تھا اور سلوک
بھی کرتے تھے اور گھر پر ان سب کی و مرد کی وضع مسلمانی رہتی تھی مولوی یحیی نے ان سے
کہا کہ چونکہ یہ لوگ دلی دوست اور ممنون انواع پرورش آپ کے ہین آپ سب ہمارے زنانخانہ
مین آرہین ہم کسیکو آپ سے مزاحم نہ ہونے دینگے یہ لوگ باعتبار اونکے اون اہل نسا
کے انکے مکان مین رہ گئے اور اپنا گھر مال اسباب دوست معتمد جانکر اونکو سونپا تھا بلوہ
ہوتے ہی مولوی نے مع اپنے بیٹون کے وہ سب اٹھارہ تھے ایک ایک سر کاٹکر باغیونکو
بنظر فروغ جہاد اپنے دیدیا اور سب اونکے مال و اسباب و مکانات پر بڑی خوشی سے متصرف
ہوا ایک لڑکا اونمین سے کسیطرح بچا تھا اوسنے بعد غدر اپنا بدلا پایا

عملہ و تعلقات سرکار جابجا پہلے روپوش موجب فتنہ و فساد بڑھا اور ایک کا تجسس نہ
ہوا ہر ایک تبدیل لباس و شکل ہوکر شہر سے باہر نکلا قصبات و دیہات جنکے دس بارہ کوس
پر تھے پیادہ پا ہوکر بھاگے جان بچی منشی رام دیال وغیرہ بیلی گارد مین چھپے بعض نے اپنی
جان بچانیکو باہر نجا سکے فوج باغی سے آشتی کی اور باطن مین گو مید سرکار رہے
کچھ خبرین جھوٹ سچ ملاکر سرکار کسیصورت سے بھیجتے تھے اس خیال سے کہ شاید ہمکن
بعد غدر ذریعہ اقبال۔ بعد فتح بعض کامیاب ہوئے بعض ناکام رہے۔

کتب انگریزی ہزار ہا ہر کوچہ و بازار مین مثل خس و خاشاک پڑی رہتی تھین کسیکی مجال نہ تھی
اوسے اوٹھا سکے با تمام انگریزی مارا جاتا تھا خصوصاً کتب خانہ جنرل ایڈن کالج اور نہر درہا
سلطانی جلد بھی جلادیا تالاب مین ڈلوا دیا ایک لڑکا یہودی کا گلے مین اپنے باپ کی نعش سے لپٹا
رہا تھا کئی دن تک ہر ایک سے پانی مانگتا رہا کسینے خوف سے نہ دیا آخر وہین سسک کر مرگیا

کپتان سیوبری داماد جنرل مالی آزاباد صاحب پنشن دو صد روپیہ بہت قابل تحریر انگریزی مین کئی
برس سے مسلمان ہو گئے تھے صاحب رزیڈنٹ کے پاس بھی بلباس ہندوستانی جاتی تھی اگرچہ ناگوار تھا
اس شکل سے دیکھنا مگر کچھ کہہ نہ سکتے تھے بہت زبان آور تھے تلنگون نے گرفتار کیا ہرچند چاہا مخفی اسلام
بھی دکھایا آخر گھر سے مجتہد کے پاس واسطے تحقیق کے لے چلے راہ مین مار ڈالا گھر کبھی دن تک
لوٹا — غرض ایسے سوانحات فلکی کو کہان تک بیان کر سکے دل اہل درد تاب نہ لا سکے گا — اعوذ باللہ
من شر الکفار ومن غضب الجبار الواحد القہار —

مسند نشینی مرزا برجیس قدر شاہزادہ حضرت سلطان العالم

خلاصہ احوال تفصیلی مسند نشینی مرزا برجیس قدر جو بلوہ مین شریک حال سے شروع کا معلوم
ہوا ہے یہ ہے کہ جب فوج باغی شہر کی لوٹ سے مالامال ہو چکی اور داد بیداد مظلومان شہر حد سے گذری
اور پہلے سے کوئی شخص رعایا شہر سے از روے خصوصیت جہاد ایمانی یا بالطبع لوٹ فوج باغیہ سے
خلاف امر بسبب تعصب مذہب کے اوپر بہت ناگوار و شاق گذرا مثل شاہجہان آباد سب شریک
ہو گئے تھے وہان اہل سنن بہت تھے وہ اپنے مذہب سے شریک ہوئے لکھنؤ مین کثرت شیعوں کی
انکے مذہب مین جہاد بغیر امام کے حرام تھا کیونکر شریک ہوتے اور یہان کے اہل سنن بھی باہمت
انکے جہاد خودرائی وخودپسندی سے شریک ہو سکے واقف ہو چکے تھے پھر کیونکر شریک
ہوتے مگر سپاہ طعنہ زن رہی کہ ہمارے شریک ہو پھر بروقت سمجھ لینگے اب متوجہ امر ریاست
کے ہو کہ کسیکو مستحق ریاست سمجھکر نام حاکم کرنا چاہیے کہ فی الجملہ ہم بدنامی سے بچین بلکہ نیک نام
ہو جائین چنانچہ پہلے راجہ جے لال سنگہ نصرت جنگ بہادر غالب جنگ کا حسب الطلب فوج حاضر ہوا
اوسنے افسرون سے اپنے گھر لٹنے کی شکایت کی اوسکی بہت خاطر جمع کی کہ اب وہ چند تمھارا
بھلا ہو جائیگا خاطر جمع رکھو خلاصہ پہلے یہ صلاح ٹھہری کہ اولاد نواب سعادت علی خان کو مسند
وزارت آبائی پر بٹھانا چاہیے جو اصل اس خاندان مین گذرے ہین مگر رکن الدولہ نواب
محمد حسن خان اسی توہمات سے داخل پلٹی گارد ہو چکے تھے پھر راجہ سے افسرون نے کہا تم قدیم
رئیس نمکخوار سرکار خیرخواہ تمھارا باپ بڑا کارگزار تھا یہ کام دین مذہب کا ہے اسمین چاہیے بول جاؤ ان

ہر طرح سے کوشش کرو کہ سر انجام ہو اور ایسے منتظم لوگ تجویز کرو کہ جس سے انتظام شہر ہو چنانچہ بصلاح گارد بھیجکر مرزا علی رضا کو کوتوال شہر کو بہر نادر حسین صاحب رونڈ کو بلوایا تاکید کی کہ تم بندوبست شہر بدستور سابق کرو اور اوسیطرح مستعد و سرگرم رہو فوج بہادر سے تنخواہ پاؤگے انھون نے کہا کہ سبحان اللہ آپ کی فوج بہادر ایک طرف شہر کو لوٹتی پھرے ہم انتظام شہر کرین جب تک کہ کوئی حاکم قرار نہ پاے کسصورت سے انتظام ہوگا کہا ہم فوج کو منع کر دینگے بعد اسکے ایک دستہ فوج کا دس تلنگے دو افسران کے ساتھ کر کے عہدہ کوتوالی پر مامور کیا اس خیال سے کہ یہ اکثر اسسٹنٹ ملازم سرکار تھے شاید مصلحتاً ہمسے ملے ہون باطن مین انگریزون سے اس جہت سے محمد قاسم خان کو افسر کلان کیا ایک کمپنی پچاس سوار بھی متعین کیے انھون نے چارونا چار قبول کیا اگر انکار کرتے مارے جاتے اسکے پیشتر شاہ جی اولوالعزمی سے شہر مین بندوبست طفلانہ کر چکے تھے جابجا تھانے بٹھا چکے تھے شہر کے متمول محتاج نا عاقبت اندیش نے قبول کیا تھا بقول مرتا کیا نہ کرتا - اب تلنگے متعین ہو جابجا کے تھانے اوٹھا دیے شاہ جی سخت و سست کہکر چلے ہو رہے مگر انکی بساط نو چندہ تارا کوٹھی کی اولٹ دی اسباب لوٹ لیا شاہ جی کو زیر جاق کندہ ٹھیکر نکال دیا وہ ننگے پانون بھاگ کر گھناتھ سنگہ افسر دستہ کی پلٹن مین جاکر چھپ رہے -

غرض پارلیمنٹ مین صلاح ہوئی کہ صاحبو کم بن سر کا بندوبست چاہتے ہو کبھی دنیا مین ایسا نہین ہوا اور اوسکے پیشتر اولاد جنت مکان کو تجویز کیا تھا یعنی نواب ملکہ عہد صاحبہ کے بیٹے مرزا ارسطو کو بٹھائیے اونسے نذرانہ ۳ لاکھ روپیہ مانگتے تھے مگر کیا معقول جواب اونھون نے دیا نواب شجاع الدولہ انگریزون سے مقابلہ نہ کر سکے ہم سے کیا ہو سکیگا عبث عبث ہم اپنی عاقبت تنگ کرین افسرون نے پھر اوسے کہا تم سب طرح سے واقف کار ہو کسی بادشاہ کے بیٹے کو تجویز کرو جو سب طرح سے لایق اور قابل ریاست ہو مثل واجد علی شاہ تغافل شعو

چوتھے دن بعد داخلہ فوج جمعہ کو بہت سویرے صبحکو راجہ نواب خاص محل کی دیوڑھی پر آکر کہنے لگے کہ مرزا نوشیروان قدر بڑے بھائی مرزا ولیعہد بہادر کے کہان ہین افسران فوج چاہتے ہین اونکو مسند نشین ریاست کرین شمشیر الدولہ داروغہ نے جواب دیا کہ وہ لڑکا

سب طرح سے معذور ریاست سے ہے اور بے حکم نواب خاص محل اور بادشاہ ہم کیونکر جرأت
ایسے امر کی کر سکتے ہین۔

غرض یہ خبر پہلے محمود خان شیخ احمد حسین نے سنی انھون نے راجہ سے مرزا برجیس قدر
کیواسطے کہا اونسے جواب دیا فوج کو یہ منظور ہے کہ اگر باتفاق سب بیگمات محلات شاہی
راضی ہون تو البتہ ممکن ہے اوسوقت ممو خان راجہ کو اپنے ساتھ خاص مکان مین لایا میر
واجد علی کو بھی بلایا اور سب بیگمات وہان جمع ہوئین ذکر ریاست شروع ہوا بعض نے کہا
ہمکو کیا غرض اور مطلب اگر واجد علیشاہ ہوتے تو کیا مضائقہ تھا بعض نے جواب شافی دینے مین
تامل کیا اور سکوت حضرت محل نے سب سے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ یہ لڑکا تمھارا ہے جیسا تم سب مناسب
حال جانو نواب خود محل نے از راہ فراست کہا کہ اگر ہم تمھارے راضی نامہ پر مہر کردین کلکتہ مین
انگریز واجد علی شاہ کو مار ڈالین تو کیا ہوا اور یہ بھی ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ رئیس نہو جیسا تم خود مناسب
وقت سمجھو کرو۔ راجہ رخصت ہو کر چلا گیا حضرت محل مایوس ہوئین ممو خان نے پھر راجہ سے
سمجھا کر کہا کہ اگر یہ سب بیگمات مہر نہ کرین تو اونسے دوسری صورت نکالی ہے یعنی ایک خط حضرت محل
کیطرف سے افسران فوج کی طلب مین بھجواتا ہون چنانچہ اوس خط کا جواب یہ آیا کہ ہم کل آئینگے لڑکے
کو دیکھین کس لیاقت کا ہے۔

۱۲۔ تاریخ شہر ذیقعدہ یکشنبہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۵ جولائی ۱۸۵۷ء اتفاقاً اوسدن پانی بہت
سے برس گیا تھا بعد ۶ بجے شام کو افسران فوج راجہ کے ساتھ قصر الخاقان مین آکر بیٹھے مرزا
رمضان علی خان الملقب مرزا برجیس قدر بامحان سوار حضور عالم پر سوار مسند جلوس خیبت اثر
پر آکر بیٹھے افسرون نے باتین شروع کین کوئی کہتا تھا لڑکا بہت چھوٹا ہے کوئی کہتا تھا خوبصورت ہے اس سے
کیا کام ہوگا کوئی آواز کرنے لگا کہ تم عیش و عشرت سے محو ہو کر غافل نہو جانا ہم تمکو سلطنت دیتے ہین پھر کہنے
لگے ہم کئی سوال کرتے ہین اگر وہ مقبول ہون تو ہم رئیس کرین۔

پہلے یہ کہ بادشاہ دہلی کو ہم اس باب خاص مین عرضداشت کرتے ہین بشرط منظوری وہان کے
یہ رئیس ہونگے خواہ بادشاہ رئیس یا وزیر تابع فرمان شاہ دہلی رہے۔

دوسرے ہماری تنخواہ دوچند ہو یعنی تلنگہ ۶ پاتا تھا اب اوسکے ۱۲ ہون۔

تیسرے جو پلٹن رکھی جاوے اوسکا افسر ہماری تجویز سے ہو۔

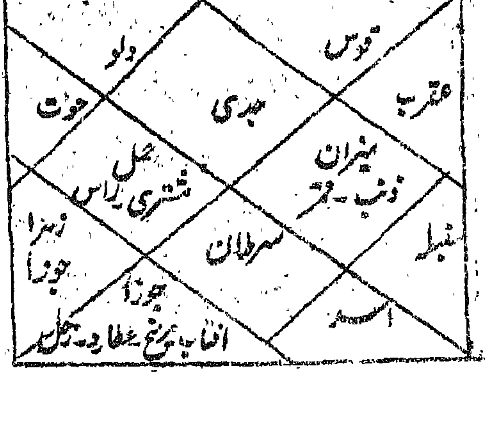
چوتھے نائب و دیوان بھی ہم اپنی تجویز سے کرینگے اوسکی بحالی و موقوفی ہمارے اختیار مین رہیگی اور کوئی امر بے صلاح و تجویز ہماری کورٹ کونسل کے نہونے پائیگا۔

پانچوین جو ہماری تنخواہ سرکار انگریزی مین چڑھی رہ گئی ہے وہ بھی ہم لینگے۔

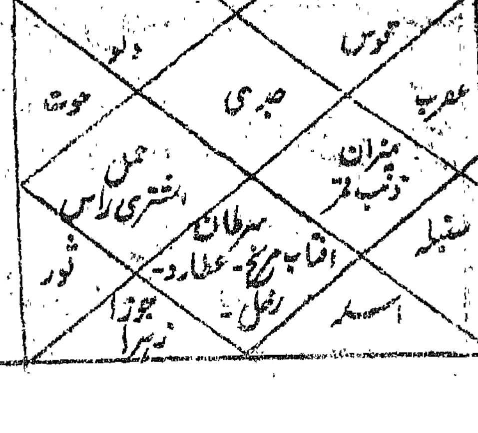
یہ سب مطلب ہوئین مہر مرزا برجیس قدر منگائی حکیم حسن رضا لینے گئے مگر اوسوقت پہلا شگون نیک یہ ہوا کہ اس ہنگامہ مین وہ مہر گم ہو گئی قرار یہ پایا کہ یہ کاغذ چھوڑ جاؤ کل مہر ہو کے تمھارے پاس پہونچیگا افسرون نے کہا کہ ایک کاغذ کافی نہوگا چاہیے کہ ہر افسر فوج کے پاس ایک نقل رہے چنانچہ مہر مدبر الدولہ دبیر الدولہ اور سب اہلکارون کی ہوئی اوسکے بعد افسرونکو دیا گیا پھر افسرون نے کہا آج ہی رئیس کرو بعض نے کہا کیا جلدی ہے فوج نے کہا کچھ احتیاج نہین ممو خان کو اوسدن کے رئیس ہونیکا یقین تھا مگر افسرون نے ایک کھیل طفلانہ سمجھکر اوسیدن کردیا ہرچند مفتاح الدولہ نے جناب عالیہ سے عرض کیا کہ آج شب دوشنبہ قمر در عقرب بھی ہے اگر ساعت نیک جلوس ہو تو بہتر ہے ممو خان نے کہا تم ہر امر مین اسیطرح کی حجت ایک شق نکالتے ہو اور وسوسہ ڈالتے ہو بہر حال چند دقیقہ اوسوقت غروب آفتاب مین باقی تھے اہل تنجیم نے کہا بس انکی مدت ریاست بھی چند دقیقہ رہیگی غرض شہاب الدین اور سید برکات احمد دو رسالے کے رسالدار نے انکو سید علی مرزا برجیس قدر کے سر پر رکھی مبارکباد دی افسرون نے تلوار نذر دکھائی جیسا دستور افسری جہانگیر بخش صوبہ دار توپخانہ فیصل آباد نے ۲ [illegible] اوسیوقت ۲۱ توپ سلامی کی سر کی شہر مین ایک غلغلہ مسندنشینی کا ہوا

زائچہ جلوس

زائچہ حسب صورتبندی



زائچہ حسب تقاطع



اسکا استخراج موقوف علم نجوم پر ہے واللہ اعلم بضرورت لکھا۔

غرض اوسوقت گرمی اس شدت سے تھی کہ مرزا برجیس قدر گھبراکر اودھر کھڑے ہوے تماجان پر سوار باہر نکل آئے تلنگے بجاے سلامی جنگی کارتوس داغنے لگے مرزا برجیسقدر خوف سے داخل محل ہوے آواز بندوق سے ایک تہلکہ پڑگیا ملنگ سنیہ زوری سے چاہتے تھے محل مین چلے جا مین قاسم خان نائب رسالدار نے پہرہ کردیا اسپر بھی کسیطرح نمانا گہان کمپنی گھمنڈی سنگہ صوبہ دار کی کلمات لاطائل بکتی ہوئی کہ کس نے انھین گدی پر بٹھایا ہے ہمارے صوبہ دار کی مرضی نہین مسند نشینی کے وقت ہمارے صوبہ دار کو کیون نہ بلایا ہم اسے بادشاہ نہ کرینگے اور اسی غصے سے اپنا صوبہ چھپربلی گارد سے اوٹھالیا ہرچند افسرون نے سمجھایا نہ مانا آخر بہت منت و سماجت سے بٹھاکر کہا تم خاطر جمع رکھو کل ہم تمھارے صوبہ دار بہادر کو راضی کردینگے پھر شہر مین منادی ہوئی کہ خلق خدا ملک بادشاہ دلی حکم مرزا برجیسقدر کا کا اب کوئی کسیکو شہر مین نہ لوٹے ورنہ سزا پائیگا ادہر یہ منادی ہوئی اودہر یہ سب لوٹتے پھرتے تھے دوسرے دن شہر مین منادی ہوئی کہ جو سپاہی سوار پیدل گولہ انداز افسر ملازم شاہی خانہ نشین معطل ہو در دولت پر حاضر ہو اپنے عہدہ قدیم پر بدستور بحال و مامور ہوگا اسمین جتنے اہل وثایق و صاحب پنشن قدیم و جدید سب کے سب مسلح ہوکر در دولت پر جان نثاری کو حاضر ہوے اگرچہ ہر ایک بظاہر محض اپنی جان و آبرو سے آیا کچھ سپاہی جو بیلی گارد سے باہر رہگئے تھے مثل سپاہ انگلشی وہ بھی بخوف سے شریک حال ہوگئے چنانچہ افسران فوج جدید و قدیم سب سے پہلے ایک اقرارنامہ لیا گیا کہ جب تک تسلط انتظام کلی نہو کوئی تنخواہ سرکار سے نہ مانگے چنانچہ توپخانہ کے لوگ اکثر مورچہ پر مامور ہوے انھون نے جابجا توپین قرینے سے لگائین اور دل کھول کے مستعد جانفشانی ہوے اور بڑی توپ نانک منہ کی چار باغ کے توپخانہ سے ہم اجوڑی بیل سے کھینچکر لے آئے گولہ گنج کے مورچہ پر لگائی آسمین یہ اثر کیا کہ یہ توپ جب چلی آئی انگریز اسے نہ لاسکے ایک دفعہ دو تین گولے اوس سے مارے اوسکے بعد پھر نہ چلی شاید اوسکے پر کٹنے سے نکمی ہوگئی تھی۔

تجویز نائب و دیوان و تقسیم خدمات وغیرہ و احکام کورٹ

الغرض باب نیابت و دیوان مین کورٹ ہوا کسی نے جنرل حسام الدولہ کا نام لیا

کسی نے نواب منور الدولہ کا انکے نام پر سب کہنا لگے کہ انسے ہمین ابھی سمجھنا ہے نواب شہنشاہ محل نے مفتاح الدولہ سے کہا کہ تم سب طرح سے لیاقت رکھتے ہو اس عہدہ کے سزاوار ہو کیون نہین قبول کرتے عرض کی مجھے منظور نہین پھر فرمایا عہدہ جرنیلی قبول کرو تمہارے چچا اقبال الدولہ آگے جرنل بھی ہو چکے ہین تمسے زیادہ کون واقفکار ہوگا جب اسکا بھی انکار کیا پھر مشورہ پوچھا کہ تمہارے نزدیک کون اس عہدہ کے لایق ہے عرض کی شرف الدولہ و محمد ابراہیم خان سے بہتر کوئی اور سزاوار اس عہدہ جلیلہ کا نہین ہے خلاصہ جب کورٹ مین نواب شرف الدولہ کا نام لیا سب نے باتفاق مانا کہ انکی کارگزاری البتہ بہ نیکنامی مشہور ہے جواہر علی خان نے کہا وہ سُنّی ہے اونکا نائب ہونا اچھا نہین قاسم خان نے تعریف کی خلاصہ مجکو جب شرف الدولہ آئے ممو خان اسپر بگڑے کہ بے مرضی میری کیون بلایا پہلے مجھسے عہد و میثاق کی شناعت ہو جاے تو کیا مضایقہ اس عرصہ مین سب ملکر گھمنڈی سنگھ صوبہ دار کو لے آئے جو کل خفا ہو گیا تھا بعد عذر معذرت ممو خان سے صفائی ہوئی اور جب عہد و پیمان ہو چکا ممو خان شرف الدولہ کو اپنے ساتھ خاص مکان مین لائے اونھون نے جا بجا لیکو ایک اشرفی نذر دین نواب حسام الدولہ نے اوٹھکر بیگم صاحبہ کے ہاتھ مین رکھدین سید برکات احمد قاسم خان اونکی تعریف کرنے لگے کہ یہ بڑے خیرخواہ سرکار اور کارگذار ہین انسے بہتر کوئی اور ہماری نظر مین نہین سماتا آگے آپ کو اختیار ہے۔

شرف الدولہ نے عرض کیا کہ مین قدیم سے اس گھر کا دولتخواہ ہون کاروبار سرکار بجا لاؤنگا مگر خلعت نیابت نہ لونگا یہ کہکر رخصت ہوے وجہ اسکی یہ تھی کہ اس ریاست و حکومت مستعار کے انجام و مآل کا کو اپنی آل اندیشی سے خوب سمجھے ہوے تھے کہ یہ سب نقش بر آب و بے ثبات ہے لیکن صورت نجات اور اپنی عافیت بھی نچاہتے تھے اور بکمال تشویش سے متردد تھے اور خوف آمد دوسری سرکار کا غالب جانتے تھے کوئی مفر اور تدبیر کسیطرح کی بن نہ پڑتی تھی دوسرے دن جب حاضر ہوے مرزا برجیس قدر نے خلعت منگوا کر عنایت کیا مجبور ہو گویا یہ خلعت آخرت تھا۔

خلعت دیوانی مہاراجہ بالکرشن کی یہ صورت ہوئی کہ اونھون نے پہلے بہت سا عذر پیش کیا کسواسطے کہ وہ اوس روسے رقم سیاق نسبت نواب کے زیادہ تر خوفناک تھے اور اپنی عافیت اور خوف آبروسے افسران فوج کو بہت کچھ دے چکے تھے اس جہت سے اونکا گھر لوٹ سے بچ رہا تھا مگر جب انکا نہ لینا خلعت دیوانی کا افسرونپر کھلا سمجھے کہ یہ انگریز سے ملے ہوے ہین خلعت کو ٹالتے ہین پس آج بہرصورت انکو خلعت دینا چاہیے اگر نہ لین گھر لوٹ لیجیے یہ خبر مہاراج کے ایک دوست نے مفصل آن کر کہی غرض جب دربار مین آئے افسرون نے کہا یا خلعت دیوانی کو قبول یا انکار کرو ہمین صاف جواب دیجیے انھین کچھ بن نہ پڑا سوا خلعت پہننے کے۔

تیسرا خلعت کوتوالی مرزا علی رضا بیگ۔ چوتھا میر نادر حسین مہتمم روندکو۔ پانچوان خلعت جرنیلی حسام الدولہ بہادر کو پھر اہل دربار نے مرزا برجیس قدر حضرت محل شہنشاہ محل کو نذر دی۔ منشی کچہری خاص میر حیدر داروغہ ڈیوڑھیات میر واجد علی ممو خان الملقب علی محمد خان بہادر داروغہ دیوان خاص ہوکے بعد چارون کے اور چار خلعت نکلے ایک اخبار ملکی دوسرا اخبار ڈیوڑھیات تیسرا حضور تحصیل چوتھا دیوانخانہ کا واسطے ممو خان کے چنانچہ اخبار ملکی محمد حسن خان داماد نواب شرف الدولہ کو حضور تحصیل محمد یعقوب خان بڑے بیٹے نواب کو اخبار شہر۔ میر واجد علی سے آغا نجف نے باصرار تمام اخبار ڈیوڑھیات لیا۔

حکمنامجات۔ تعلقدار زمیندارون کے نام اس مضمون سے جاری ہوے کہ ملک آبائی ہمارا خدا نے پھر ہمکو عطا کیا دفع کفار فرنگ اب لازم ہے کہ باہم شریک ہوکر باقیماندگان جنگی گارد کو قتل کرو داد بہادری دو انشاء اللہ تعالیٰ پیشتر سے زیادہ پرورش ہوگی انعام وجاگیرات وغیرہ ملیگا بلکہ جو اونکو قتل کریگا نصف جمع اوسکے علاقے کی معاف ہوجایگی۔

جرنل حسام الدولہ کو حکم بھرتی ۱۳ پلٹن نجیب کا ہوا کہ فی پلٹن پانسو چھہ نجیب بھرتی ہون چنانچہ خان علی خان جرنل کے بدلے جائزہ دیکھتے تھے اونکی تفصیل یہ ہے۔

خان علی خان دو پلٹن پیارے صاحب بیٹے میر یوسف داروغہ میر صفدر علی۔ ا۔ محمد تقی خان میر نادر حسین۔ جواہر علیخان۔ بلال۔ اعتماد علیخان۔ قایم علی۔ بہادر مرزا۔ اصغر علی۔ محمد حسن خان پہلے ۳ پلٹن جو نوکر ہوئین۔ ممو خان نے کئی کمیدان موقوف کرکے اپنے متوسل بھرتی کیے۔

بیلی گارد کے مورچون کا ذکر

غرض چھ دن اور رات تک طرفین سے گولے اور گولیون کا مینہ برستا رہا جمعہ کے دن وقت عصر احمد اللہ شاہ نے دھاوا کیا بیلی گارد کے دروازے پر لیوا رکھا یک بیجا پہونچا اوسوقت محصورین بیلی گارد کہتے ہین کہ اوسوقت ہم سب کو یقین اپنی ہلاکت کا ہو گیا کیواسطے سپاہی گورے ہندوستانی جتنے مورچون پر تھے کئی دن کے متواتر جاگنے سے تھک گئے تھے ہاتھ پانون کی سب کی سکت جاتی رہی تھی نہ سونا تھا ہم کا حال اضطرار و سراسیگی اسوقت کا بیان سے باہر ہے سب کی سب تمام جنرل لوہ صاحب مین خوف سے ہاتھ کہتے ہین اور موت ہر ایک کی نظر مین پھر گئی شاہ جی پھاٹک کی آڑ مین اپنے مجاہدون کو بڑھا لیجے کہ بس اس حملے مین ان سب کا کام تمام ہے مگر سپاہی جرأت نہ کر سکے قدم بڑھانے کی نہ ہمت دفعتہ ایک بم کا گولہ اوپر سے آیا لاچار پیچھے ہوئے شاہ جی بھاگے بس محصورین کو یقین فتح و نصرت کا ہو گیا پھر جو ہر سب کا دل بڑھا ہو گیا تازہ دم ہو گئے بعد کئی دن کے فوج باغی نے عذر پیش کر صرف سیکڑون ہمراہی کا کیا اگر ہم سب دفعتہ اوٹ ڈالتے ہر وقت ضرورت ہے ہمین بہتر ہو گا اور نہ کچھ کام بن پڑیگا بہتر یہ ہے کہ ایسے کرا دیے ہمین ملتے پس اب غدر اب پار بر پہلو ہی کے شروع ہوئے اور ہر روز وقت بدکے تلنگے غول کے غول ہم مر بادل کہتے جاتے تھے [illegible] بازار کی دوکانون مین جا بجا مقامات امن مین متفرق بیٹھے تھے و قلی دائیرہ بھاگ کر [illegible] لگاتے تھے زبان سے سب کو گالیان دیتے تھے بہت سے جمع ہو کر ڈیوڑھی پر آتے تھے مرزا برجیس قدر کو محل سے بلا کر تلنگے گلے لگاتے تھے کہتے تھے تم کہنا ہے باپ کی طرح عاقل ہو جانا ان اپنے شہزادون سے دور رہنا ورنہ تم خراب ہو جاؤ گے ۔

ایک دن تلنگے تیس روپیہ کا اسباب کہین سے لوٹ لائے ممو خان نے لے لیا سو روپیہ انعام دیے آفرین و شاباش کہی اوس لوٹ کو داخل سرکار کیا اسیطرح نواب ممتاز الدولہ کے گھر سے لوٹ کر تقریباً پچاس ہزار روپیہ کا لائے ممو خان کو دیا اور کہا یہ تمہارے شہدون اور مادرگیرون سے لیا ہے اسکا بھی انعام ملا مال خانہ مین رکھوا دیا اسکے نواب قدسیہ صاحبہ کے گھر کا اسباب لائے چند صاحبات محل نے سمجھایا کہ تلنگے پہلے انکا گھر لوٹ چکے ہین پھر دوبارہ قلیل ذخیرہ اوقات بسری کو رکھا ہے ممو خان نے نہ سنا دیا

انتقال چیف کمشنر بہادر

جنرل لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر اول ریذیڈنسی کی کوٹھی میں مشغول تحریر تھے صاحب سکریٹر کو کچھ تحریر دکھا رہے تھے قلی باہر کھڑی ہوئی پنکھے کی کھینچ رہا تھا کہ دفعتاً ایک گولہ قلی کے سر سے صاحب کے دونوں پانوں پر پڑ کے گوشت اعصاب لیتا چلا گیا باہر گر پڑا اس صدمہ ناگہانی سے تین دن صاحب جیتے رہے آخر ۱۔ جولائی ۱۸۵۷ء کو انتقال کیا گبنس صاحب کو اپنا قائم مقام کر گئے کہتے ہیں کہ وقت آخر صاحب نے اپنے ملازمین کو بلا کر اپنا چشم و غیط چاہا اور رخصت کیا گرجا میں دفن ہوئے بعد ہفتہ عشرہ آنری صاحب ڈپٹی کمشنر ایک صبح کو سوچتے دیکھتے پھرتے تھے ناگاہ ایک گولی قضا کی آئی مر گئے۔ محصورین بیلی گارد کو بڑا صدمہ اور حالت یاس ہوگئی کس واسطے یہ دونوں صاحب بڑے مدبر و منتظم تھے میجر بنکس صاحب نے چیف کمشنری گبنس صاحب کو قبول نہ کیا کس واسطے کہ وقت محاصرہ صاحب فوج مستحق و سزاوار عہدۂ جلیلہ ہوتا ہے صاحب سول بھی نظامت نہیں ہوتا چنانچہ طرفین سے کئی چٹھیاں رد و بدل اس باب خاص میں لکھی گئیں آخر گبنس صاحب مصلحت وقت سمجھکر مستعفی ہوئے میجر صاحب مستقل ہوئے

دھاوہ بیلی گارد وغیرہ سوانحات

ایک دن مشہور ہوا کہ کل باہر سے فوج باغی بیلی گارد پر دھاوا کریگی صاحبان محصور کو تہ تیغ کریگی اور وہاں کی زمین کو کھود کر برابر کر دیگی اور جب تک یہ نہ کریگی دوسرے کام پر متوجہ نہ ہوگی اپنا کھانا پینا حرام کیا ہے کس واسطے کہ دس دن کے عرصہ سے بیلی گارد فتح نہیں ہوتا ہے تو ایک گھڑی کا کام ہے جب یہ خبر گوشزد صاحبات محل ہوئی آپس میں کہنے لگیں کہ جس وقت یہاں سب کو قتل کیا جتنے کلکتہ میں ہیں انکی جان کا بھی کیا ٹھیک ہے ایک نے کہا اونکا کیا موقوف ہے ہم تم بھی یہ سنکر کس واسطے کہ انگریزوں کا حال مثل گہاس کی جڑ کے ہے جتنا کاٹو اتنا ہی بڑھتی ہے غرض نواب فخر محل مہدی بیگم مہندی جان نواب سلیمان محل نواب شکوہ محل نواب فرخندہ محل ۔ یاسمین محل محبوب محل ۔ اور کئی محل سب جمع ہو حضرت محل سے کہنے لگیں اور نواب خورد محل

نواب سلطان جہان محل بھی انکی شریک یقین کہا کہ تم سب طرح سے اچھی رہین تمھارا بیٹا بادشاہ
ہوا مبارک مگر ہم سب بے وارث ہوتی جاتی ہین کل فوج کا یہ ارادہ سنا ہے اب تمھین انصاف
کرو پھر بادشاہ اور محلات وغیرہ جتنے کلکتہ مین ہین زندہ بچین گے یا سب پھانسی دیے جاینگے
ایسی سلطنت کو چولھے مین ڈالو جناب عالیہ نے برہم ہو کر جواب دیا معلوم ہوا تم سب ہمارا
برا چاہتی ہو بلکہ اس سلطنت کے ہونے سے جلتی ہو مختصر یہ کہ اوس وقت آپسمین ایسی چلی
گئی ہوئی کہ جناب عالیہ برجیس قدر کو لیکر اندر کے دالان مین چلی گئین۔

دوسرے دن جب افسرون نے یہ خبر سنی بگڑے کہا یہ سب محلات انگریزون سے ملی
ہوے ہین یکبار سب جمع ہو کر ڈیوڑھی پر آئے کہ ہمین کچھ عرض کرنا ہے جناب عالیہ چلمن کے
پاس آئین حاضر الوقت نواب شرف الدولہ محمو خان میر واجد علی مولوی میر مہدی مولوی
محمد حسن جواہر علیخان مفتاح الدولہ تھے اور دو ناظر دروازے پر آنے جانے کے مانع کھڑے ہوے
افسرون نے عرض کیا یہان کے سب آدمی انگریز سے ملے ہین اوسمین ہماری تمھاری خرابی ہے پھر کہان
ٹھکانا نہین اب جسطرح بنتا ہے دھاوا کر کے بیلی گارد مین گھس جاینگے رام چاہے تو کل انگریز
نہین یا ہم نہین جب تک بیلی گارد فتح نہ کرینگے تنخواہ نہ مانگینگے مگر شربت پانی دھاوے کے وقت
پہونچنا ضرور ہے ہمارے برہمن پنڈت اپنے علم نجوم سے کہتے ہین کہ برجیس قدر کی سلطنت کلکتہ
تک ہے تمھارا صاحب اقبال ہے اچھی ساعت مین گدی پر بیٹھا ہے اوس ساعت سے پچاس برس تک
ترقی اقبال ہے زوال نہین جناب عالیہ نے فرمایا چپکے باتین کرو اور محل بھی یہان موجود ہین
اونمین سا نہ انگریز کا پایا جاتا ہے اونھین اونکا قتل ناگوار ہے افسرون نے کہا جو ایسے محل ہون
اونھین محل سے نکالو کس واسطے اونکا دوست ہمارا دشمن ہے فرمایا بعد فتح تدبیر مناسب اونکے واسطے
کیجاےگی ابھی اتنے مین ۳۰ جولائی ۱۸۵۷ء افسرون کے نام حکم پہونچا کہ سب افسر مع اپنی پلٹن
کے کل چار گھڑی رات رہے بقواعد سکس بستہ بیلی گارد مین جائین اور اپنی اپنی کمپنی کا افسر سپاہ سے
آگے وقت دھاوا رہے جو مارا جاوے تو لنگر لاش اپنے بحر کی نہ اوٹھائی کیا ڈولی تیار رہین وہ اوٹھا
اوٹھا لینگی اور سپاہی شھائی کے تو کرے وقت دھاوے کے ساتھ رہین مثل بازار ہر چیز موجود رہے
۳۱ جولائی کو سب فوج مع احمد اللہ شاہ فقیر دھاوے کو تیار ہوکر علی شاہ جی کے آگے نقیب لیتا جاتا تھا

ڈنکا ہوتا ہوا جب مورچون پر ہوپنچے روئی کے گٹھے جابجا رکھے تھے اونکی آڑ مین دھاوا کیا اور
دیوار ہلیگارد پہونچکر دیوار کھودنے لگے کہ اس راہ داخل ہونگے جب ادھر سے بم کے گولے
سینہ پر برسنے لگا ہزارہا قیمہ ہوکر چلکر بھاگے پھاٹک پر بیلی گارد کے ہزارہا بارہا پڑے سرکار مین دفعۃً
ایک ہرکارہ خبر لایا دھاوا ہیش ہوگیا سب انگریز مارے گئے تھوڑے سے گورے ایک مکان
مین چھپ کر گولیان مار رہے ہین اسباب سب وہان کا لٹ رہا ہے کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اسباب
لوٹ سے بچے ارکان دولت یہ خبر سنکر بہت خوش ہوئے آپسمین عید سمجھکر گلے ملنے لگے نامرد
تلوار پکڑ کر اکڑنے لگے موچھونکو بل دیتے بیلی گارد کو چلے آپس مین مبارکباد دینے لگے کوئی
کہتا تھا اوسے کھودکر بڑا تالاب بنایئے کوئی ممو خان سے کہتا تھا اسکا فتح باغ بنوایئے گا۔
دو سرا فتح گنج کہتا تھا کوئی کہتا تھا جیسن گڈھ نام رکھیئے گا دوسرا بھاگنے کی خبر لایا یہ سنتے ہی تلاطم
پڑ گیا ایک دوسرے کے بھاگنے مین اولجھکر گرنے لگا کوئی کوٹھری کوئی چارپائی کے نیچے چھپنے لگا
جب حکم جناب عالیہ دروازہ قیصر باغ کے بند ہوگئے گوروں کی سد راہ کو توپین لگائین ملنگے
بجنب بیان سے زیادہ مارے گئے بہت سے جھنجھلاتے غصہ کرتے گالیان بکتے شہر کو چلے
کسیکو گوئندہ کسیکو وثیقہ دار کہکر لوٹنے لگے دکانین سب خاص بازار کی لٹنے لگین سپاہی
کوتوالی کے جو محافظت کو تھے اونھین گوئندہ کہکر قید کروایا انھانے بھیجا یا مٹھائی جو گئی تھی
کھاتے جاتے تھے اور کہتے تھے شہر والے سب وثیقہ دار ہین انگریزونکو خبر دھاوے کی پہونچا
ہین ہمکو جا دو سے بھگواتے ہین اگر یہ لوگ رسد وغیرہ بیلی گارد مین نہ پہونچاتے انگریز فاقون سے
مر جاتے خیر کل ہم بیلی گارد خالی کروا لینگے کہان جاتے ہین اور طرفہ ماجرا یہ تھا کہ افسر لٹیرونکو
منع کرتے تھے گالیان دیتے تھے اور اپنا حصہ بھی اونسے لیتے تھے۔

جب لوگون نے خبر لوٹ مرزا برجیس قدر سے عرض کی ایک دن سب افسر اور تلنگونکو بلوایا آپ
گھوڑے پر سوار ہوا ۲۱ توپ سلامی کی چلی آہستہ آہستہ سمجھانے لگے کہ اے بہادرو ہم تم سے
بہت خوش ہین خوب لڑتے ہو مگر ہمین ایک بات کا رنج ہے کہ تم شہر کو لوٹ رہے ہو اسے موقوف
کردو ورنہ سب رعایا بددعا کریگی افسرون نے دست بستہ عرض کی جناب عالی اب شہر نہ لٹے گا
تلنگے جو اوسوقت حاضر تھے کہنے لگے آپ ہمارے پیٹ کی خبر نہین لیتے کہان سے کھائین تنخواہ دو

ورنہ اس سے زیادہ شہر لٹیگا اور جو اشرافون کی شکل مین سب خفیہ انگریز سے ملے ہین انکو ہم بشبک پہلے مار ڈالینگے غرض کچھہ نہ سنا ۲ - مہینے تک شہر ہر روز لٹتا رہا -

تعلقدار راجہ جو کمک کو آئے تھے

سب سے پہلے فوج بدمعاش کے ساتھہ خان علیخان شیخ حسین علی کارندہ نواب علی خان تعلقدار محمود آباد سات ہزار گنوار سے آئے چکر والی کوٹھی مین اترے ور کنجے سنگہ تعلقدار بوناء ھیر پانسو سے بموجب حکمنامہ مذکور مفتی محمد حسین قدوائی ۴ سو راجہ ٹونجے کا ۴ سو میر دولاد حسین زمیندار رسید پور ۴ سو سے آئے -

پھر افسران فوج نے حکمنامہ زمیندار تعلقدارون کو بھیجا کہ جو سرکار مین مع اپنی فوج کے حاضر ہوگا زمینداری اوسکے پشت کو ملیگی فتح ہونیکر اوسی ریخ و بنیاد کو مٹا دیگی اور جو حاضر ہوگا علاوہ معافی مستمرہ بعد فتح بلی گارد جاگیر پائیگا -

طلب خزانہ مفتاح الدولہ سے اور لوٹ خانہ نواب علی نقی خان وغیرہ

جنابعالیہ کے پاس زر نقد ۴۲ ہزار روپیہ تھا جب وہ خرچ ہوچکا مفتاح الدولہ سے طلب خزانہ کیا عرض کی مین پہلے عرض کرچکا ہون اور حسام الدولہ ممو خان کو کوٹھہ بھی دکھا دیا ہے خزانے مین سوا چاندی سونے کے اسباب زر نقد نہین ہے پھر بھی وقت خیرخواہی ہے تمھارے بزرگون سے خیرخواہی ہوتی چلی آئی ہے اگر یہ سلطنت قایم ہے روپیہ بہت سا ہو جایگا بہتر ہے اسوقت مین کام آئے خزانہ بتاؤ ورنہ ممو خان بہت تنگ کریگا عرض کی میری جان و مال سب سرکار کا ہے خدا جانتا ہے خزانہ نہین ہے البتہ اسباب چاندی سونے کا قریب ۴ لاکھہ کے ہو جایگا وہ حاضر ہے آیندہ سرکار قید یا قتل کرے ہر صورت مین حاضر ہون پھر جنابعالیہ نے بہت سا سمجھایا آخر کنجیان اونسے لیکر یہ صلاح ہوئی کہ ٹکسال جاری کرو مگر سکہ کے نام کا پڑھے کسی نے واجد علیشاہ کیلیے بہادر شاہ کیلیے جوان بخت کا نام لیا وہ یہ ہے سکہ تصاریا پہر خدائی گرا جوان بخت سلطان دہلی ہوا بعض نے یہ کہا یہان سکہ برجیس چاہیے - وہ یہ ہے

سکہ زد بر سیم و زر چون مہر و مہ + نیر دین میرزا برجیس قدر ✧ ایضاً سکہ زد از فضل حق بر اشرفی بر
مہر و مہ ✧ اختر سلطان عالم میرزا برجیس قدر + خلاصہ خوشامد سے بہت سے سکے ہوئے مگر
افسرونے نمانا کہا کہ سکہ شاہ دہلی کا پڑیگا پھر صلاح ہوئی کہ نہیں معلوم وہاں کسکا اور کونسا سکہ
پڑا ہے بہرحال قدیم سکہ شاہ عالم کا پڑنا چاہیئے پہلے اوسکے مہتمم مفتاح الدولہ ہوئے بعد اسکے آغا نجف
کشمیری داروغہ نواب معشوق محل نے ۶ ہزار پر اجارہ لیا نواب معشوق محل کا اسباب فوج اور
اہلکاروں نے ملکر خوب لوٹا —

جب قلت خرچ روپیہ کی ہوئی شہر میں مالدار گھر تاکے پہلے وزیر خان محمد بخش داروغہ حضور عالم
پکڑ آئے اونپر سختی کی کہ روپیہ بتاؤ جواب دیا کہ تمام گھر نواب کا مابین ناوری اختری نے لوٹ لیا
ہماری دانست میں اب کچھ نہیں ہے غرض یہ دونوں قید ہوئے پھر گوبندے گھر کے بھیدی
خبر لائے کہ ہم نواب کے گھر کا حال خوب جانتے ہیں جہاں روپیہ ہے ممو خان راجہ جے لال سنگھ
یوسف خان حیدر خان بھائی ممو خان کے مخبر کے ساتھ نواب کے گھر گئے تہ خانہ میں ایک صحنچی
کو کھدوایا پانچ لاکھ روپیہ نکلا - ہاتھی چھکڑے وغیرہ رکھکر لے آئے جناب عالیہ سے ممو خان اور
راجہ نے عرض کی ہمسے زیادہ کون آپکا خیرخواہ ہوگا - ابھی اس سے زیادہ خیرخواہی کرینگے
بہت خوش ہوئیں تعریف کی خلعت دیا راجہ محروم رہا ممو خان نے گوبندے کو ایک کوڑی
بھی نہ دی اپنے [illegible] وہاں پہرہ کر دیا اسمیں سب کے سب مالامال ہو گئے اور نواب
کے متوسلین کا نقد و جنس بھی سرکار میں ضبط ہو کر آیا جسکی تفصیل بموجب یادداشت مفتاح الدولہ
یہ ہے مگر بعد فتح کے ان سبکو بھیک مانگتے دیکھا معلوم نہیں اس چوری
سرزوری کا روپیہ کیا ہوا -

نواب کے گھر کا نقد و جنس وغیرہ -

نقد ۱۴ لاکھ اشرفی ... طلا ۲۰ سیر ظروف نقرہ وغیرہ ... جواہرات دو لاکھ -

متفرقات

اچھے صاحب داماد نواب

میر احسان علی خان داروغہ دیوانخانہ نواب

ننھی بیگم خواہر نواب	[illegible]
محمد بخش داروغہ ۔	[illegible]
چندی سہای گرسہای ۔ دیوان و منشی نواب ۔	[illegible] لکھ
اہل شہر سے متفرقات ۔	[illegible] لکھ

خلاصہ یہ روپیہ بیلخ خیطر فوج وغیرہ بن منت صرف ہونے لگا اور سرکار کو اوسکے بے تکلف نکلنے سے بڑی خوشی ہوئی محمد خان کی بھی بڑی قدر اس جہت سے ہوئی کہ مالک سیاہ سفید ہوکے ایسے روپے ہیں خدا کیونکر برکت دیتا

زمیندار تعلقدار ممالک محروسہ مع فوج جو کمک کو آئے

زمیندار تعلقدار اطراف لکھنؤ مع فوج کہار حاضر در دولت ہوئے ۔

راجہ دیبی بخش سنگھ گونڈہ کا راجہ ۔	۳ ہزار
آندی اور خوشحال وغیرہ زمیندار تعلقدار گوشائین گنج ۔	۲ ہزار
راجہ سکھ دیو بخش زمیندار سمرونه ۔	۱۰ ہزار
بھبوتی بخش زمیندار سمرونه وغیرہ ۔	۲ ہزار ۲ ضرب توپ
راجہ لال مادھو سنگھ بہادر تعلقدار گڑھ امیٹھی ۔	۵ ہزار ۴ ضرب توپ ۱۲ سو سوار
رانا بینی مادھو بخش سنگھ بہادر ۔ بیسواڑہ ۔	۵ ہزار ۵ ضرب توپ
حشمت علی چودھری سندیلہ ۔	۴ ہزار
ہر نسب علی چودھری رسول آباد ۔	ہزار
رگھناتھ سنگھ تعلقدار کھجور گانوں علاقہ دلمؤ بریلی	۲ ہزار ۴ ضرب توپ
کلو خان کارندہ تعلقدار نانپارہ	۱۰ ہزار

راجہ مان سنگھ بہادر کو کئی قطعہ لکھنا ئے اس مضمون سے گئے کہ تم انگریز سے ملے ہو بہت سے انگریز تمنے چھپائے تمام اسباب زر نقد جواہرات اونکا تمہارے پاس ہے فوج سرکار آتی ہے تمہاری بیخ و بنیاد اکھاڑ دیگی ورنہ جلد سرکار میں حاضر ہو ۔

جواب ۔ راجہ نے غنیمت مانا پرشاد اپنے مختار کے کہلا بھیجا کہ کئی شرائط ہیں اگر منظور
ہون تو ۔ پہلے یہ کہ شراکت تلنگون کی نہووے میں تنہا بیلی گارد فتح کرلونگا دوسرے کوئی تلنگہ بجز دستہ اندازی
کرنے کے واسطے میرے ہمراہ میں بہت سے تلنگے رہتے ہیں مجکو یقین اونکی خلش کا ہے تیسرے
جاتی فوج میں اداؤن سرکار اسکا روپیہ اور خرچ دے اسکے سوا دو تین باتیں وقت حاضر ہونے
کے خلوت میں عرض کرونگا ۔

حکم ہوا بروقت حاضر ہونے کے موافق تمہاری مرضی کے عمل میں آئیگا قصہ مختصر راجہ
سات ہزار سپاہ کو ہمراہ لیکے معتمد سے حاضر ہوے ۵ ہزار دو سے راج کمار ٹھے بہادر ہوتے ہیں فقط
تلوار باندھتے ہیں اور دو ہزار پانچ نجیب وغیرہ زمیندار ساتھ تھے آلات حربی مثل توپ کے
تھے اوسکی صورت یہ ہے کہ کمانچی کو مجوف بناتے ہیں وہ جہان پہونچا ہے پھٹ جاتا ہے بارود
بھر ایک طرف فلیتہ لگا کر گڈھی پر پھینکتے ہیں اوسکے ٹکڑون سے آدمی زخمی ہو جاتے ہیں جبکہ بیگم
حضرت جب فوج اونکے مضمون عرضی اور شرائط سے واقف ہوئی بگڑی بہت برا بھلا کہنے لگی
اور کہا کہ اگر بے مرضی و صلاح ہماری آویگا ہم سیدھے دلی چلے جائینگے اور کہینگے کہ جو لوگ انگریز
سے ساز رکھتے ہیں وہ سب رجبعلی کے پاس جمع ہیں اوسوقت راجہ نے اپنا وکیل امرو سنگہ
نیپال سنگہ رگھناتھ سنگہ گھمنڈی سنگہ کپتانون کے پاس بھیجا ۵ ہزار افسر اور سید رکاب احمد
رسالہ دار کو جو جرنیل فوج تھے بھجوا دیے ۔

پھر کورٹ ہوا آخر حکم یہ ہوا کہ راجہ جے لال سنگہ نے پڑھا کہ اگر آویگا سوا اطاعت کے دم
ہمارا کیا کر سکتا ہے اوسے بھی کوئی مورچہ دیدیا جائیگا شہر میں آنے دو غرض راجہ اپنی دھوم دھام
در دولت پر آئے حاضر حضور جنابعالیہ و مرزا برجیسقدر ہوے ۱۱ اشرفی نذر دین خلعت دوشالہ
رومال ملا ۔ راجہ نے عرض کیا اگر ارشاد ہو کوئی تیسر ہو کچھ عرض کرون جنابعالیہ نے کہا ممو خان
میر واجد علی میر خیرخواہ ہیں خلاصہ عرض کیا یہ تلنگے بیلی گارد نہین خالی کر سکتے یہ فقط میدان کی
لڑائی جانتے ہیں ہم لوگ گڑھی خالی کروانے میں مشاق ہیں ہمنے سیکڑون گڑھی قلعے خالی کروائی
ہین بیلی گارد کی کیا اصل ہے ایکدن میں خالی کروا لونگا بشرطیکہ کوئی میرے ساتھ دغا کو نہ چلے مگر
دو شرطین ہیں اول یہ کہ بیلی گارد کے ایک طرف میرا مورچہ ہو دوسرے علاقہ قیصر آباد

مجھے ملے یہ باتین از راہ فریب بیگم صاحبہ اور ممو خان کے تھین اسواسطے کہ بیلر ساز انگریزون سے بنا ہے جناب عالیہ نے فرمایا مین اسکا جواب صلاح کر کے دونگی مگر شرط یہ ہے کہ مستعدی و جانفشانی سے ان کافرون کو قتل کر کے جلد بیلیگارد خالی کروا دو اسوقت جو کہو گے کرونگی بلکہ اس سے زیادہ اتنے مین کئی کپتان بھی آگئے راجہ کو خوب ڈانٹا کہ اگر تم یہان آئے ہو اپنا مورچہ سانٹہ لگاؤ۔ چنانچہ راجہ کا مورچہ شیر دروازہ اور اصطبل شتر خانہ آہنی پر ہوا۔

حکمنامہ طلبی تعلقداران سانڈی سندیلہ وغیرہ

تین پروانے اس مضمون کے روانہ ہوے کہ فضل خدا سے بتاریخ پنجم رمضان بدولت و اقبال نے مسند آبائی پر جلوس فرمایا اکثر تعلقدار اطراف و جوانب مع اضراب توپ و سپاہ واسطے قلع قمع انگریزون کے دردولت پر حاضر ہوے لہذا تمھین بھی لکھا جاتا ہے کہ کوئی انگریز مع فوج اور اہلکار کسی گھاٹ سے تمھارے علاقے مین اترنے نپاوے جسطرح سے ہو مقابلہ کرنا اور بفور دیکھنے حکمنامہ ہذا مع فوج و توپ دردولت پر حاضر ہونا تاکید جانو۔

چنانچہ ایک پروانہ نرپت سنگہ باغی تعلقدار روئیہا۔ دوسرا ہردیو بخش سنگہ تعلقدار کٹیاری پرگنہ سانڈی ضلع ملانوان تیسرے بنیا سنگہ تعلقدار راجپور پرگنہ ضلع مذکور کو گیا نرپت سنگہ نے دور و پیہ موسیٰ در ن انعام اور حرفی سپاہی کو دیکر پروانہ لیا کہ یہ پروانہ کرامت نشانہ حضور مشعر اجلاس فرمائی آیا مسرور و ممتاز کیا اللہ تعالیٰ مبارک کرے افواج ارادت دلی پر فائز کرے خانہ زاد کی گڑھی سے علاقہ انگریزی قریب ہے فقط دریا گنگ درمیان ہے اکثر ہرکارون سے خبر عبور انگریزونکی سنی جاتی ہے خانہ زاد کا آنا مصلحت وقت نہین ہے انشاء اللہ اگر کفار قصد عبور گنگ کرینگے اقبال سرکار سے مقابلہ کر کے قتل کرونگا۔ واجب تھا عرض کیا۔

ہردیو بخش نے ۱۲ روپے دیے تین دن تک سپاہی کو رکھکر رخصت کیا لچھمن سنگہ زمیندار بانگرمئو میر غلام جعفر زمیندار عثمان پور میر عالم علی زمیندار بانون علاقہ سانڈی بھیکن خان زمیندار بھبی علاقہ سلون وغیرہ حاضر نہوے وجہ اونکی غیر حاضری کی معلوم نہوئی اور بعض راجہ نول لال ہنونت سنگہ کالے کانکر بابو گلاب سنگہ تعلقدار نول علاقہ سلطان پور وغیرہ ہمراہ جیکلہ داد دن کے ہو کر

فوج انگریزی سے خوب لڑے اور بعض راجہ اپنی فوج کو لیکر لکھنؤ آئے اپنے پاس سے خوراک
دیتے تھے بعض کو سرکار سے بھی ملتی تھی اور یہ سب فوج ممالک محروسہ زمیندار تعلقدار راجہ کی
ایک لاکھ پچاس ہزار تک پہنچے تھی اگر درحقیقت اپنی لڑائی سے لڑتے بہت تھے بشرطیکہ قسمت
باغیہ موافق ہوتی اور وبال رعایا نہوتا۔

بھیجنا فرمان بہادر شاہ دلّی اور انتظام کورٹ فوج باغی وغیرہ

۱۱ تاریخ شہر ذیحجہ چہارشنبہ کو فرمان بہادر شاہ دلّی درجواب عرضداشت سپاہ باغی آیا
کہ تمنے مرزا برجیس قدر کو مسند وزارت پر بٹھایا اچھا کیا مدولت بہت خوش ہوئے حسب دستور ا توپ سلامی
چلی اوسی دن سپاہ کو اپنے افسرونکو کچھ بنظر سازش جانب مخالف پیدا ہوا اس جہت سے بعد قیل و قال
صلاح یہ ہوئی کہ دو سپاہی پیدل سوار توپخانہ کے بھی داخل کورٹ ہوا کرین اور ان سب جماعت
سے ہم اشخاص مشخص کو اختیار کلی دیا گیا کہ جسکو جس بات کو چاہیں بااتفاق کہین وہ حکم جاری ہو
چنانچہ اس اجلاس مین ایک طرف مین افسر دوسری مین سپاہی وسط مین جرنیل اور نوابصاحب
بیٹھتے تھے ایک دن صاحبان پالیمنٹ نے یہ حکم دیا کہ جسوقت حکم جنرل بیلی گارد کے خالی کرنیکا
ملے ہمین ہزار پانسو بلدار اسلئے ادنی صبحکو ہم خالی کروا لینگے۔ دوسرے یہ کہ جو سپاہی سرکار کے کام
پر مارا جاوے بیٹے اوسکا وارث اوسکے بدلے نوکر ہو اور اگر نہو تو اوسکے عیال کی کفالت ذمہ سرکار
ہو اور اگر کوئی شہر مین لوٹے حکم کورٹ سے مارا جاوے یا اگر رعایا نالش کورٹ کرے اسکا مواخذہ ہو
نوابصاحب اور جرنیل صاحب نے ان سبکو بطیب خاطر قبول کیا
ہر روز گوئندے بیلی گارد کے طریق مخالفت سے پکڑے جاتے تھے اگرچہ تبدیل لباس ثقی
صورت سے ہوتے تھے اور انگریزی چٹھی نئے ڈھنگ سے چھپا کر اپنے پاس رکھتے تھے اور بہت سے
اشتباہ سے بھی گرفتار ہوتے تھے اور طمع زر سے اپنی جان پر کھیلتے تھے۔
۹ تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ عیال مرزا علی رضا بیگ کوتوال شہر اور مجاہد الدولہ میان احمد علی
مہتمم حسین آباد کے قریب پچاس نفس میانہ ڈولی کے باغ علی گنج کیطرف روانہ ہوئے کچھ لوگ کہا

تلنگے حسین آباد کو توالی سپاہی ساتھ تھے کسی گوئندے نے خبر مفصل فوج سے جا کر کہدی سپاہی
سوار کو حکم ہوا اسکو گرفتار کر کے در دولت پر لے آؤ جب سوار پہونچے سپاہی جتنے ساتھ تھے
صورت دیکھتے ہی بھاگے زنانی سواری کو در دولت پر لائے احمد علی اور کوتوال قید ہوئے جب
کورٹ میں روبکاری ہوتی سبب عیال کے باہر بھیجنے کا پوچھا کہ اگر بخوف انگریز کیا تو مرگ
انبوہ سے کون سی صورت نجات عافیت کی نکالی تھی یا درحقیقت تھین اونسے باطن مین سا
ہے اپنے بچاؤ کو حاضر رہتے ہو کچھ جواب شافی ندیا اور جب تلاشی اسباب کی ہوئی کچھ مسروقہ
سرکار نپایا بلکہ جو اسباب ذاتی تھا وہ سب نصیب غازیان فوج ہوگیا دو تین دن کے بعد
جناب عالیہ اور نواب کی سفارش سے دونون پھر کام پر بدستور مامور ہو مگر فوج کو انسے کھٹکا ہو گیا۔

روانگی سفیر سرکار سمت دلی اور وہانسے لکھنؤ پھر آنا

جب مجمع باغی مسند نشینی مرزا برجیس قدر سے مطمئن ہوئی اور فرمان شاہ دلی در جواب
عرضداشت فوج اس باب خاص مین آچکا افسران فوج اور ارکان دولت مین صلاح ہوئی کہ دلی
قدیم سے دار الخلافت ہے لازم ہے کہ کوئی شخص معزز معقول سرکار سے تجویز ہو کر مع عرضداشت
اور کچھ ہدیہ بھی لیکر باعزت روانہ ہو چنانچہ جناب عالیہ نے مفتاح الدولہ سے تجویز شخص معقول فرمایا۔
اونھون نے اس فقیر حقیر مولف کتاب سے کہا مین نے کہا مجھے کچھ تماشا دکھانا منظور ہے آپ
چاہتے ہین نہ دیکھون حالانکہ اس سب مآل کار آپ بھی خوب سمجھتے ہونگے مگر بنظر رفاہ و فلاح
میرے یہ امر دو مرا ہے آپکو معلوم نہین عباس مرزا بیٹے میر احمد کے داماد میرزائی بیگم تقرر
جناب عالیہ تجویز ہوے ہین وہی جاوینگے چنانچہ یہی صورت ہوئی بسفارش مرزائی بیگم عباس مرزا کو طلب کیا دو شالہ
رومال خلعت ہوا اور کہا تمھین معتمد و امین سمجھکر بعہدہ سفارت بشاہ دلی بھیجتے ہین پہلے اونھون نے نظر باسباب
ظاہر عذر کیا مگر پھر مرگ انبوہ جشنے سمجھکر قبول کیا نواب شرف الدولہ نے بالوپ رنجیدگی سے عرضداشت لکھوائی۔
حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ۔
اس خاکسار عقیدت نہاد نے کافران فرنگ کو تہ تیغ بیدریغ کیا چند کفار بد نہاد جو کہ زمین باقی

ہیں وہ بھی مارے جاتے ہیں مگر امیدوار عنایت خسروانہ کا ہون کہ جو مہربانی سرکار حضور سے میرے بزرگون کے ساتھ رہی تھی وہی پرورش حضور کو میرے حق مین بھی چاہیے اور کچھ تحفہ واسطے خدام ذوی الاحترام کے گو کہ لائق حضور نہین ہے مع عرضداشت گذرانتا ہون ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

تحویل مفتاح الدولہ سے ایک کیسۂ زرین سر بمہر مین ایک تاج مرصع عہد حضرت خلد منزل قیمتی ۔۔ مالا مروارید گلوبند جوڑی فورتن ہمت دھکدکی صمت دستبند مروارید ۔۔ ۔۔ کنٹھہ مروارید گلوبند ۔۔ جیغہ مرصع

اکیس ایک اشرفی یہ سب سپرد سفیر ہوا اور کہا جب خطاب مرزا پر جیسقدر کا لاؤ گے خلعت ۲۹ پارچہ اور انعام بہت سا پاؤ گے دو ہزار روپیہ خرچ راہ ملے ۱۲۵ سپاہی پلٹن حیدر خان تلنگیان ۲۵ سوار دو چپراسی دو چوبدار آٹھ ہرکارہ اخبار دو شتر سوار ۱۲ کہار ۴ فراش مع خیمہ وغیرہ یہ سب عملہ سفیر ہوا قدرت اللہ خان بیٹے بنیڈو خان رسالدار جنہین پروانہ شاہ دلی اخبار نویسی لکھنو کا آچکا تھا وہ بھی بسفارش نواب ساتھ ہوئے ۔

۲۳ تاریخ شہر ذیحجہ ۱۲۷۳ھ خیرآباد کی راہ سے روانہ ہوئے ۲۶ محرم ۱۲۷۴ھ دہلی پہونچے راہ مین ہر منزل و مقام پر خوف لٹنے مارے جانے کا تھا بنیداہ ہر گانون کا خود مختار ہوگیا تھا راہین سب طرف سے بند قریب مراد آباد بریلی ولیمس صاحب کے چھاپے کا بڑا خوف تھا چنانچہ ڈپٹی ولایت حسین خان نے مراد آباد مین اپنے رسوخ و خیرخواہی سرکار انگریزی سے سفیر کو دوستانہ صلاح دی کہ تم ولیمس صاحب سے ملاقات کر لو داشتہ آید بکار سمجھا و اسکو بہتر اچھا ہوگا کیا عجب ہے کہ کوئی صورت اصلاح تمہاری سرکار کیواسطے بھی نکلے سفیر نے جواب دیا کہ یہ خیانت مجھ سے نہو گی مگر وقت مراجعت البتہ مضایقہ نہین کہ اسمین کچھ حرج نہیں

غرض ان دونون صاحبان عالیشان سے لڑائی بھاری ہو رہی تھی فتح باغی نوکر اہل شہر ہو چکا تھا ستعد بھاگنے پر ہو رہی تھی اہل شہر کو یقین قتل و بربادی کا ہو چکا تھا یہ قافلہ لٹتا ہوا کالے شاہدرے مین آ اترا ایک شخص کو دلی بھیجا جب بادشاہ کو خبر ہوئی کچھ فوج و جلوس کو استقبال سفیر کیواسطے حکم ہوا سفیر بڑی دھوم دھام و تجمل سے راہ مین گولے گولی سے بچکر داخل شہر ہوئے

اور بہ سبب تعارف لکھنؤ نواب مظفر الدولہ اجل گرفتہ کے گھر اترے یہی بہانہ قتل نواب کا ہوا شہر مین شہرت ہوگئی کہ صوبہ اودھ نے خزانہ بھیجا ہے دربار شاہی آراستہ ہوا ارکان دولت حاضر ہوئے سفیر نے عذر خستگی راہ عرض کروا بھیجا بادشاہ دو پہر تک منتظر رہے خلاصہ ہر شخص اپنی طمع نفسانی سے چاہتا تھا کہ دربار شاہی مین تین واسطہ سفیر ہون آخر نواب زینت محل کے وسیلے سے تخلیے مین ملازمت سفیر ٹھہری اوسدن دربار عام برخاست ہوا مجلس مین سفیر حاضر حضور ہوا بادشاہ چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے ڈورئیے کا کرتہ پہنے دلائی اوڑھے سفیر آداب سلام بجالایا نذر دی عرضداشت اشرفیان نذر کی گذرانین بادشاہ نے پنسل سے عرضداشت پر ایک تحفہ خاص زمائی کہ فرزند ارجمند مرزا جبیقدر بہادر شاہ اودھ آفرین ہو کہ چھوٹے سن مین تمنے بڑا کام نام کیا امید ہے مجھ سے تمہارے واسطے مہر خطاب بھیجی جائیگی خاطر جمع رکھو جو ملک قدیم تمہارا تھا اس سے زیادہ عطا ہوگا بعد اسکے وہ عرضداشت دستخطی عنایت ہوئی رخصت کیا دوسرے ملازمت مین اسباب باقیماندہ تاج وغیرہ سب گذرانا اپنی خوش نصیبی سے رسید بھی اوسی دن ملگئی ورنہ بڑی خرابی ہوتی

شب سہ شنبہ رات بھر فوج انگریزی سے اس کثرت سے منہ پر گولون کا برسا کہ اہل شہر کو یاس کلی ہوگئی دو گھڑی دن چڑھے منگل کو گورون نے کشمیری دروازے سے دھاوا کیا داخل شہر ہوگئے بیگم شمرو کے باغ مین مورچہ کیا چاندنی چوک بھی لے لیا پھر آہستہ آہستہ ہر مقام مین جا پہونچے جب یہ صورت ہوئی فوج باغی نوک دم سی بھاگی اہل شہر نکلے اونکے ساتھ سفیر بھی اپنی جان بچا کر بھاگے ۲۰ محرم ۱۲۷۴ھ بادشاہ قلعہ سے مقبرہ ہمایون مین آئے اسکا ذکر تفصیلی معرکہ دلی مین آنے گا

غرض سفیر لکھنؤ ہزار خرابی بعد طے منازل خوف و بیم بہ سلامت لکھنؤ آئے جناب عالیہ کی حضور مین رسید اسباب مرسلہ دی اور جو کچھ بچا لائے تھے وہ داخل جواہر خانہ ہوا عرض کیا دلی کا خاتمہ ہوچکا ممو خان نے کہا اسکا ذکر نہ کرو فوج بیدل ہو کر بھاگ جائیگی

قید ہونا نواب منور الدولہ کا اور اون کی رہائی

نواب منور الدولہ کے گھر کا اسباب ظاہری جب تھوڑا بدمعاش لوٹ چکے اور نواب اپنی جان

بچا کر محلے بمحلے مکان در مکان چھپتے پھرے بظاہر بدمعاشوں سے جان بچنے کے لالے پڑے منشی میر قمر علی نے مفتاح الدولہ سے جا کر کہا کوئی صورت نواب کے جان و مال بچنے کی ان تلنگوں کے ہاتھ سے نکالیے ورنہ ہر طرح سے برباد و تباہ ہوئے جاتے ہیں کب تک اسیطرح چھپتے پھرینگے اور کہاں جا سکتے ہیں اونھوں نے اپنی رحمدلی نیک نہادی نیک نامی سمجھکر سید برکات احمد رسالدار کو سب طرح سے سمجھا کر کچھ دیکر رضامند کیا جب خاطر جمع ہو چکی منشی جی سے کہا نواب سے کہیے اپنے گھر بیٹھے آ جائیے دوسرے دن مجکو رسالدار کو اپنے ساتھ نواب کے پاس لے آئے پھر نواب کو درِ دولت پر لائے جناب عالیہ کو نذر دلوائی خلعت و شالہ رومال مع اہمیت بہی تشفی فرما کر رخصت کیا دربار میں مثل اور امرا جانے لگے فی الجملہ بظاہر باغیوں کی زیادتی شہر سے صورت عافیت معلوم ہوتی مگر خائف و ترسان انجام سے رہے افسر بھی اپنی گھات میں لگے ہوئے تھے۔

جب رسالدار گولی سے مارا گیا نواب مایوس ہوئے کہ جو کچھ دیگر رسالدار سے صورت عافیت کی پیدا ہوتی تھی گئی ۱۲ ذیحجہ روز سہ شنبہ نواب تالیف قلوب سمجھکر تقریب سوم رسالدار میں مع رفقا با اسلحہ جا کر شریک فاتحہ خوانی ہوئے افسران فوج اپنے تعصب مذہب اور دانش باطن سے وقت پا کر پہلے ڈھاڑی سے چھیڑ شروع کی تقریر بڑھی آخر افسر کہنے لگے ہمیں خوب معلوم ہے کہ تمھارے مورچہ اسمعیل گنج سے سب کچھ بلکہ ڈالی قلمی آم کی بھی ہلی گارد میں جاتی ہے تمنے اپنا مورچہ اسیواسطے وہاں کیا ہے بظاہر ہمیں دھوکا دیتے ہو اسی قیل و قال سے نواب کو گرفتار کر بذلت پیادہ پا اپنی پلٹن میں لیچلے اوسیوقت اونکی خوش نصیبی سے جناب عالیہ کو خبر پہونچی چوبدار نے آ کر کہا انھیں اور کہیں نہ لیجاؤ درِ دولت پر لے آؤ جب تک وہاں پہونچیں راہ میں بہت گفتگو خلاف پیدا ہوئی منشی جی نے اونکا ساتھ چھوڑا وہ بالا فش میں آ گئے جناب عالیہ نے فرمایا انھیں ہمارے مکان میں رکھو غرض جہان نما کے نیچے مکان میں رہے پہرے تلنگوں کے تھے ہر روز افسران سے گفتگو لاطائل ہوا کرتی تھی لاکھوں مانگتے تھے رفقا سے جان نثار جو ساتھ تھے سب بھاگ گئے فقط منشی جی اصحاب نماز رہ گئے مگر یہی جانتے تھے اگر نواب سے جدا ہو جائینگے جان بھی نہ بچیگی افسر سے کچھ ساز کر لیا تھا ورنہ لال باغ میں انکا گھر بھی خوب لوٹا نواب افسروں کو جواب اضطراب و حیرت تذبذبی سے دیتے تھے منشی اپنی چال سے بنا کر جواب دیتے تھے اگرچہ وہ مصلحت آمیز ہوتا تھا

مگر نواب پر شاق گذرتا تھا یہ بھی سمجھتے تھے کہ میری بھلائی کو کہتے ہیں نواب شرف الدولہ بھی بظاہر خوف اور باطن میں لپنے کینہ دیرینہ سے طرح دیتے تھے ارکان دولت بھی اونکو ایک رقم سمجھے ہوئے تھے فی الجملہ اگر یہ سب رفقا جیسے اوپچی ظاہری بنے گئے تھے اگر مرنے پر کمر باندھتے خوب تلوار چلتی بڑا گھمسان پڑتا۔

ایک دن تلنگوں نے بہت سخت سست کہکر روپیہ طلب کیا نواب کی چھاتی پر پلنگ کا پایہ رکھکر تلنگہ چڑھ بیٹھا۔ کہتے تھے ہم تجھے اسی سختی سے مار ڈالینگے سبطرح سے عافیت تنگ کی تھی حالت یاس ہوگئی تھی کہ اونسے جان نہ بچیگی۔ ہر چند تلنگوں کو ہر روز بہت کچھ دیا کرتی تھی آخر شرف الدولہ جرنل ممو خان اور چھوٹی امت کو نجیب اب رسدی دیگر مستعد سفارش جنابعا سے نجات دلوائی۔ نواب نے بود و باش مرزا ابو تراب خان کے گھر میں اختیار کی دوسرے تیسرے دن جناب عالیہ کے سلام کو جاتے تھے۔

جب سپاہ باغی نے مردم آزاری ظلم و تعدی سے ہاتھ اوٹھایا سبکو یقین ہوا کہ کبھی لیسے خالی نہوگا یہ اپنے واسطے فتوحات غیبی سمجھکر پا لیتے ہیں ورنہ یہ فوج جنگی تلنگہ سوار توپخانہ پچاس ہزار گورہا ممالک محروسہ ایک لاکھ پچاس ہزار پانسو کئی مہینے سے اکھٹی ہوتی ہیں ہر منگل کو مثل منگل داخلہ جہنٹ دھاوا کرکے رہ جاتے ہیں اور ہر جمعہ کو بعد نماز شاہجی کا جھنڈا سر پر باندھکر پہچاتے تھے اور بدھ کے دن بیلی گارد سے دھاوا ہوا کرتا تھا ہزارہا مظلوم بیگناہ کا خون ناحق ہوتا تھا اور ہر روز دھاوے پر ایک نیا غدر پیش ہوتا تھا کہتے تھے کہ ہم کیا کریں سب انگریز سے ملے ہیں اور ہر طرح کی لوٹ سے ہر شخص مالا مال ہو چکا تھا مگر ایک کو نصیب نہ ہوا۔ جب ایک سپاہی مارا جاتا تھا دوسرا اوسکا مال لے لیتا تھا اگر کوئی اپنے گانوں چلا راہ میں مارا گیا اگر گانوں میں پہونچا زمیندار نے چھین لیا فوج نے چار لاکھ روپیہ نذرانہ مسند نشینی ٹھہرایا تھا اگرچہ یکمشت نہ ملا مگر کوٹھے شاہی جو چھتر منزل میں تھے جنمیں اسباب چاندی سونے کا فقط بھرا ہوا تھا مثل ہودہ نالکی پالکی پلنگ مسہری پیچبانہ وغیرہ ہر قسم کا تقریباً ڈیڑھ کروڑ کا ہوا اوسے کئی مہینے تک لوٹا کیے سرکاری پہرے کو وقت لوٹ باہر نکالدیتے تھے وہ سب لاکر آپسمیں تقسیم کرتے تھے خزانہ سرکار جو ہر ضلع کا

لانے تھے اوسے پہلے آپس مین تقسیم کرلیا اسکے سوا فی تلنگہ ۱۲ روپے سوار ۳۰ روپے کپتان بجائے کرنل پانسو اچپٹن رسالدار ہزار روپیہ ماہواری لیا کرتے تھے اسکا حساب کچھ نہین ان وجوہات سے محاصرہ بیلی گارد کا طول محض اپنا فتوحات سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ بعد خالی ہوجانے کے سرکار کی غرض ہمسے کچھ نرہیگی تلنگون کے پاس فقط بندوق تو سداان فسرون کے پاس فقط کرچ کرمین رہ گئی تھی ان بلائون کے سوا شہر پر ایک اور آفت سماوی نازل تھی کہ ابتدا ماہ شوال سے وبا ہیضہ اس شدت سے ہورہی تھی کہ کبھی پیشتر اسکے نہوئی تھی اور اس ہنگامہ مین کئی سبب بڑھگئی تھی ایک کثافت شہر کوچہ و بازار تنگ کے متصل ہول شرقی بیلی گارد سے شہر پر چلی آتی تھی نعش مقتولین جو بابیہ مردہ تمازت آفتاب برج اسد اور در بارود کی بو اور بے احتیاطی عوام ماکولات مین بکیسون کی کثرت یہ سب اسباب ترقی و قیام وبا کے ہوگئے تھے مگر قدرت خدا کو دیکھا چاہیے اور تصور کرنا لازم ہے کہ اگر بالفرض سلیگان مین یہ فوج باغیہ داخل ہوتی غالب ہے کہ ایک کو جیتا نہ چھوڑتی پس جب ایسا خون ناحق کا دریا بہتا اور خدا کی قدرت سے تسلط صاحبان عالیشان ہوجاتا توقع تھی کہ رعایا جیتی بچتی یہ غبار نکلتا ورنہ یا شہر کی رکھتے یا برابر زمین کرکے ایسی صورت کرکے کہ کبھی گھاس تک نہ جمتی یہی مصلحت جناب باری تھی کہ محصورین تسلا منت نکل گئے خدانے غربا ہی رعایا اور بے گناہون پر رحم کھاکر یہ صورت دکھائی اور حکمت و فعل باطنی کو وہی خوب جانتا ہے اب صاحب بصیرت اس امر خاص مین بغور و تامل دیکھین کہ کیا ہوتا ہے۔

گرفتاری مرزا محمد تقی خان نبیرہ نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان تعیم

فوج بدمعاش نے پہلے لوٹ اہل وثایق و متوسلین سرکار سے شروع کی چنانچہ ۲۸ ذیحجہ روز دوشنبہ ۱۲۷۳ھ حوزت سانٹش بھائی سلطان مریم بیگم صاحبہ اور چوزف جو مانس اور ان کا دادا چودہ سب زن و مرد کو مرزا علی رضا کوتوال محمد قاسم نے قید سے چھوڑ دیا وہ دولت گنج حسن علی تھانہ دار کے مکان مین جاکر رہے واٹسن صاحب بھی اوسی مکان مین ... حسین بخش چیلے کے مکان مین تھے تلنگے خوب لوٹ چکے تھے مگر جان سے بچ ...

کچھ تسکو اپنے گھرین ملے آگئے تھے منصور نگر مین اور بطیع دنیا قریب اپنے مکان رہنے کو دیا تھا مگر وہ مفلس ہو چکے تھے کچھ اسباب زیور بیچکر بسر اوقات کرتے تھے محمد تقی خان کو بھی کچھ دیتے تھے محمد عسکری انکے بڑے بیٹے نے جوزف سارٹ سے کچھ مانگا جب نملا میر یوسف علی سے جاکر سارے احوال مخفی کہدیا کہ ہمارے محلے مین انگریز آکر چھپے ہین انھون نے ممو خان سے کہا تلنگے پلٹن کی پلٹن کے اوسکے ساتھ ہوئے اتفاقاً محمد تقی خان بھی اوسی مکان مین آکر بیٹھے تھے سبکی مشکین باندھ سر چوک بہجوم عام سے در دولت پر لائے انکا بیٹا جانتا تھا کہ میرا باپ بچ جائیگا مگر چاہ کندہ را چاہ در پیش ہونا ہی اسواسطے وہ علیحدہ ہو کر اپنے گھر مین چھپ رہا۔

غرض جب یہ اسیر صف بستہ روبروے جناب عالیہ جاکر کھڑے ہوئے تلنگون نے چاہا کہ سبکو گولی سے اڑا دین مفتاح الدولہ نے عرض کیا کہ جوزف سارٹ جسکے بھائی سلطان مریم بیگم محل حضرت خلد مکان کے ہین حاکم وقت کسی رئیس و عالی خاندان کو قتل نہین کرتا بلکہ حفظ آبرو و ناموس کرتا ہی سارا شہر جانتا ہے کہ یہ مسلمان ہین ہمیشہ سے انکا طریق ظاہری لباس وغیرہ موافق اہل اسلام رہا ہے پھر انکی بی بی کا ہاتھ پکڑ کر روبروے جناب عالیہ لے گئے کہ ملاحظہ فرمایئے انکا لباس مثل ہندوستانیون کے ہے یا نہین بعد اسکے ہاتھ دستگیری کو جناب عالیہ کے ہاتھ مین دیدیا فرمایا انکی مشکین کھولدو قید کر کے میر واجد علی کے سپرد کر دو اونھون نے ایک مکان مین لیجا کر رکھا یہ بھی غنیمت سمجھے کہ اب حمایت سرکار مین رہنا بہتر ہے ورنہ شہر مین پھر خراب ہونگے مرزا محمد تقی خان کو مرزائی بیگم نے اپنا عزیز بتا کر چھوڑوا دیا مفتاح الدولہ کے پاس رکون رکین جانکر آیا کرتے تھے ممو خان کے پاس بھی جاتے تھے بلکہ امیدوار کسی عہدے کے بھی رہے مرزا برجیس قدر کو ایک تعویذ مثل حرز جواد خاندانی انکے پاس تھا اور مختص فتح و فیروزی کا۔ خوشامد سے نذر دیکر گلے مین ڈالدیا کہ آپکی فتح ہوگی ایکدن چھوٹی تلوار نذر دی شاعر تھے قصیدہ بھی اونکی شان مین گذرانا تھا ایکدن عرض کیا میرے پاس کوئی بندوق نہین ورنہ مین بھی کسی مورچہ پر جاتا مفتاح الدولہ کو حکم ہوا مگر نہ ملی۔

میر واجد علی نے ان اسیرون کی جان بخشی کا ایک حیلہ مشہور کیا کہ جوزف جو ہانس بندوق کی ٹوپی بنانا جانتے ہین اوسکی صورت یہ تھی کہ اپنے پاس سے کئی سو ٹوپیان سرکار مین دیا کرتے تھے

کہ انکی تباہی ہین اور مکان کرایہ مین اپنی حفاظت مین رکھا ان سبنے اپنی داڑھیان منڈھا دی تھین کرتہ شائی پیش گریبان پہنتے تھے سر برہنہ عمامہ بادامی ہاتھ مین تسبیح زیتون بڑے دانون کی بہرصورت جان بچی

احوال دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر

فوج باغی جا بجا کہ قتل نواب منور الدولہ دلیر الدولہ کے بھی گھر کو لوٹنے یہ پہلے باخبر ہوکر اپنی رفقا اور ملازمین تن بہرگ دیکر مسلح گھر مین بیٹھے رہتے تھے ایک مہینے تک خاموش بیٹھے رہے یہ سامان دیکھکر پھر کیکی جرأت نہ پڑی کا شکے منور الدولہ بھی یہی صورت کرتے وہ تو ان سے زیادہ شکاری تھے مگر مرنا بہت مشکل ہے ہر شخص سے نہین ہو سکتا بعد اسکے حسب انطلاب سرکار مین گئے چنانچہ ہر روز کی طرح مسلح مع رفقا جایا کرتے تھے جہان اور امرا اہل وثیقہ صاحبان منشن بیٹھے تھے جناب عالیہ نے انکے واسطے نظامت صوبہ الہ آباد تجویز فرمائی تم فوج لیکر جاؤ وہان کا بندوبست کرو انھون نے عدم واقفیت مالی و ضعف قویٰ کے سن پیری در پیش کیا موقوف رہا بعد اسکے جب جنرل اوٹرم صاحب دھاوے کو آئے اسکے سات دن پیشتر انھین خلعت جرنیلی پلٹن نجیب ملچکا تھا جب بھی انھون نے غدر کیا تھا کچھ پیش نہ گیا خود بھی کسی مورچہ پر نہ گئے اور نہ کوئی افسر نذر دینے کو آیا بہت غنیمت سمجھے خدا نے بہرحال بچایا

احوال نواب ممتاز الدولہ بہادر

جب فوج باغی لکھنؤ مین آئی نواب ممتاز الدولہ مصلحت وقت سمجھکر عنایت باغ جو گولہ گنج مین قریب تلی گارد تھا وہان سے اپنے قدیم مکان گنگنی سنگل کے تالاب مع اسباب جا کر رہے چند روز روپوش رہے تلنگون کے شر سے بچے مگر یہ کب ایسا گھر چھوڑتے عنایت باغ سے کچھ اسباب لوٹ کر لیگئے بعد اسکے نواب نے کچھ خرچ کرکے افسران فوج سے ایک گارد سوار اپنی حفاظت کو متعین کر لیا خرچ یومیہ انھین ملتا تھا دروازے پر سبیل شربت قند کی رکھوا دی تھی مجاہدین مردان خدا بخوبی سیراب ہوجاتے تھے مرزا قاسم بیگ داروغہ عنایت باغ نے بیچ نقرہ لاکھ روپے کی توڑ کرکے آئے

آخر تلنگوں نے ایک خط جعلی اسمی آغا محمد حسین شیرازی جو انکے مکان جرنیل صاحب مین رہتے تھے یعنی نیچے
نواب کے کا بھوری بھیجا کہ اس مین مفصل احوال نواب منور الدولہ و ممتاز الدولہ کا لکھو کہ کیونکر ہین اس علت جعل کی
نواب ممتاز الدولہ کو الزام دیکر گرفتار بلا کیا اور مرزا محمد حسین کو لوٹ لیا میر احمد علی نواب کے بڑے ساعی تھے
جناب عالیہ نے کپتانون سے سفارش کر کے بڑی جد و جہد سے چھوڑوا یا جب نواب صاحب حاضر حضور جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر
ہوئے دو اشرفی نذر دی نواب سعید الدولہ نے اپنے بیٹے سے بھی نذر دلوائی دو مہر دن چھوٹی ولائتی تنچہ
اور ایک تلوار مرزا برجیس قدر کو دی چند روز مین فضل خدا سے جناب عالیہ سے ایسی موافقت ہوگئی کہ ہم پیالہ
ہم نوالہ ہوگئے ممو خان کو بڑا ناگوار گذرا جناب عالیہ نے انکی بیٹی کی نسبت مرزا برجیس قدر کی تجویز کی مگر کوئی
رسم عرفی مقرر نہوا زبانی چرچا رہا اور سارے شہر مین حال موافقت و نسبت کھل گیا ایکدن کوئی انگریز کے
کئی رومال تحفہ لائے اور ہر روز ایک تحفہ لیکر آتے تھے خالی ہاتھ نہ آتے تھے ممو خان نے انتہا کی موافقت
ناگوار بلکہ خار سمجھکر آنے جانے مین فرق کیا بلکہ تجویز کیا انکے ساتھ فوج کر کے کہین بھیجدیا چاہیے مگر
جناب عالیہ نے نجانے دیا بدستور اپنے پاس رکھا جب ممو خان کو خلش زیادہ بڑھی اور بہت خار جگر
کھٹکنے لگا جناب عالیہ کو سمجھایا یہ بڑے روپیے والے ہین انسے بھی کچھ لیجیے وگرنہ مجھسے اب کام چلتا نہین معلوم
ہوتا جب نواب کو یہ کھٹکا ہوا انسے بھی راہ رسم دنیا سازی بڑھایا چنانچہ ممو خان جب کچھ علیل ہوئے
نواب نے جا کر انکے بازو پر اشرفی باندھی جب اچھے ہوئے اپنے گھر بلایا ایک ولائتی بہت عمدہ ایک جوڑی تنچہ
میر واجد علی کو دی اور بہت دنیا داری سے کہا ہمین تم اپنا جانو تلنگے ہمارے دشمن جانی ہین انکا کہنا
نہ سننا کچھ سوار ہمارے ساتھ کر دو ممو خان نے دس سوار تعینات کر دیے بہ صورت نیچے۔

فوج انگریزی کا الہ آباد سے پہونچنا شکست رانا راؤ کا ہونا

رانا راؤ پیشوا کانپور اپنی عیش و عشرت ناچ و رنگ مین مشغول تھے اور [illegible]
پیادہ و [illegible] سندی خوگیر کی بھرتی جنگ نادیدہ فاقہ مست [illegible] لکھنؤ [illegible] جواب
[illegible] فوج جنگی سوار پیدل و توپخانہ بھی تھا انکی عادات و حرکات خلاف دیکھکر بیدل [illegible]
کچھی بلکہ [illegible] تھا اگرچہ نواب [illegible] صاحب حوصلہ اولوالعزم ہاتھ لگیا [illegible] اپنا [illegible]

مستعد کر رہیں اگر کوئی نہ ٹھہرا ناگاہ خبر آئی کہ فوج گورہ الہ آباد سے آن پہونچی ہے اسکا سبب
ہوا تھا کہ قبل از داخلہ کمپنی سو ہیم بچے وغیرہ انکے دام بلا میں گرفتار تھے اور جبتک کسیکو قتل
نہ کیا تھا فقط بندی زندان میں رکھا تھا اگر اپنی حفاظت میں رکھتے کیا عجب ہے روز بد نہ دیکھتے
بلکہ ایکدن ان سب کے لباس کثیف دیکھکر حکم کیا دھوبیوں سے انکا لباس سفید دھلوا دیا
مگر میم گوئندوں کے ہاتھ ہر طرف سے باخفا چٹھیاں اپنے احوال گذران کی لکھکر بھیجتی تھیں چنانچہ
ایک دن دو گوئندے سے جو چٹھی پکڑے گئے بس یہی ان سب کی قضا کا باعث ہوا بالا راؤ مع
فوج جنگی و نوملازم مقابلہ فوج گورہ روانہ ہوے میان نانا راؤ نے جھنجھلا کر ان سب اسیران بیگناہ
کو بہزار ذلت تہ تیغ کیا اس سبب سے ہم پر کمپنی اپنی فوج کو ہمارے قتل کو بلایا ورنہ ہم تمھیں قتل
نہ کرتے قید میں رکھتے ہم نے حالت یاس میں بہت سا عذر بیجا جبت کیا کسنے نہ سنا اور نہ
کوئی انجام کار کو سمجھا کہ قتل عورات و اطفال کس ملت مذہب میں جائز ہے اور بالفرض اگر
قتل بھی ہوے تو لندن خالی ہو گا اپنی موت یا وبا سے اس سے زیادہ تر مرجاتے ہیں یہ بھی نہ سمجھے
کہ امیر دوست محمد خان کابل نے کسطرح اپنی حفاظت میں عورات کو رکھا مردوں کو بھی محافظ کر دیے تھے
اسی طرح اگر یہاں بھی صورت شفاعت ہوتی کیسی نیکنامی ہوتی اور صورت تنزل بھی حسب دلخواہ
ہوتی یہی صورت نہوتی مگر کے حق بجانب ہوتی جتنا غصہ اسکی باداش میں سب کے واسطے کرتی بجا تھا
غرض مابین فتحپور مسول سندراجی گورہ سے مقابلہ ہوا ایک ساعت تک لڑی اسکے بعد فوج
جیسے جنگ نادیدہ پسپا ہوئی اور رہے کبھی میدان کی لڑائی کی قابلیت نہیں رکھتے خلاصہ
کانپور سے ۲۰ کوس تک فوج ٹھہرتی مقابلہ کرتی بھاگتی چلی آئی اس عرصہ میں بالا راؤ کے پانوں
میں گولی لگی توپیں چھٹ گئیں کانپور میں پہونچکر قدم نہ ٹھہر سکا بٹھور کو بھاگے اس بہانے سے کہ وہاں
سے اپنی جمعیت لیکر آتے ہیں یہاں [illegible] انتظام کیا جانا کہ نانا راؤ بھاگ گیا سبھوں نے بھی
گھر کی لی بٹھور تک چلے گئے انھوں نے نانا راؤ کا گھر لوٹا اوسوقت جب یہ صورت فوج
کی دیکھی کچھ نہ بن پڑا گنگا سے اوترکر فتحپور چوراسی میں ٹھاکر اودھ سے کے یہاں جو رئیس
فتحپور چوراسی کے تھے —
جب فوج مفرور باغی گھر لوٹ چکی ہر گھاٹ سے عبور کرنا شروع کیا اوسوقت گھاٹ پر

ہر شخص پانچ پانچ روپیہ پلاح کو دیتا تھا کہ مجھے پہلے اوتار دے کس واسطے کہ یہ سب تاعرفاقہ مست لکھنؤ کی لوٹ سے مالامال ہو چکے تھے جانتے تھے اپنے بچون مین پہونچکر خیر سے آرام سے روٹی کھائین مبادا راہ مین لٹ جائین ۔

فوج انگریزی کانپور تک پیچھا کرتی چلی آئی جب میدان خالی پایا صوبہ دار کے تالاب پر مقام کیا احمد علیخان وکیل عدالت کانپور اور کئی مہاجن شہر خبر سنکر ہولاک صاحب کے استقبال کو گئے سڑک پر کھڑے ہوے سلام کیا مہاجنون سے استفسار حال کر کے حکم رسد رسانی کا دیا اوسکی صبح فوج بھور گئی رانا راؤ اور بعض گھرونکو لوٹ کر آگ لگا دی از بسکہ گورے خستگی راہ سے بہت بھوکے تھے اشیاء ماکولات بازار پر گرے اوسکی قیمت بھی دی یہ شکست رانا راؤ ۱۵ جولائی ۱۸۵۷ء کو ہوئی ۱۶ کو صاحبان عالیشان نے بندوبست شہر کا شروع کیا بس ہنگامہ یہان سے گرم ہوا جسے پایا بے تحقیق روبکاری بے تکلف پھانسی دیدیا اسواسطے کہ شعلہ نار مقتولین بیگناہ نے جگر جلا دیا تھا کئی ہزار کی نوبت پھانسی کی پہونچی اکثر اپنے تئین بے قصور جانکر رہ گئے بھاگے ہزارون گرفتار ہوکر پھانسی دیے گئے از انجملہ اعظم علیخان کو لوگ باتفاق کہتے ہین بے قصور تھے شریک باغیون کے نہوے تھے اور اپنے بے قصور سمجھکر بھاگے نہ تھے پہلے یا آشتی جو کچھ لینا تھا لیا نقد وجنس سے بعد اسکے پھانسی دی ہر چند داد و بیداد اپنی بے جرمی کی کی نہ سنا اب سرکار نے از راہ عدالت کواغذ لوٹ جو اونکے عیال کے نام تھے دیے کہ اپنی بسر اوقات کرین ۔

فتحپور مین پھانسی شروع ہوئی کسواسطے کہ وہان کی رعایا اور ناعاقبت اندیشون نے اپنی اجل آپ بلائی تھی اور چودھری جیا سنگھ کے بھی لڑکے مارے گئے ۔

بنارس مین پلٹن والنٹیر سی اور فوج سے کچھ فساد ہوا چھاؤنی سکرور مین لیکن راجہ کی ہمت سے صورت امان ملی مگر استیصال باغیونکا ہوا اسکے بعد پلٹن لکھنؤ آئی اپنی گروہ باغی سے ملگئی الٰہ آباد مین سب سے زیادہ پھانسی ملی کہ ایک مولوی نے محمدی جھنڈا اوٹھا کے تمام رعایا کو باغی بنا دیا پہلے حکام فوج قلیل سے قلعہ بند ہوئے فوج باغی نے خزانہ سرکاری لوٹکر سید چھٹی دولی کی دریاباد کی پٹھان رعایا وغیرہ نے ملکر کچھ خزانہ لوٹا اور پھر جہاد پر کمر باندھ مقابلہ کیا مثل مشہور کمر دو یار کہنا تکی نشانی سمجھ کر کس دھوم سے مقابلہ

سرکار سے کرتے ہیں آخر فوج نے قلعے سے نکلکر ان سب کا ستیاناس کردیا گرد شہر کے آگ
لگادی بعد تسلط ۷ ہزار کو پھانسی دی بعض اولوالعزم اپنی حماقت سے لکھنؤ کمک لینے کو آئے
اگر قضائی اونہیں جانے نہ دیا کہ میں خود تمھارے پاس حاضر ہوں اتنی دور کا ہیکو تکلیف راہ اوٹھا کر
آئے بعض لکھنؤ کے صاحب بھی آمادہ الہ آباد کے ہوئے بشرطیکہ خزانہ اور فوج سرکار سے ملتی ــ

نقل عجیب

جب کانپور میں ۳ ہزار آدمی نے پھانسی پائی ہزاروں بھاگے ہزاروں بچ رہے ہر ایک
کی صورت نجات مختلف ہوئی ازانجملہ بہیل مذکور ایک سقہ رہنے والا لکھنؤ کا وہ بھی بیکار تھا
سب کے ساتھ جاکر نوکر ہوا جب شکست ہوئی ایک شخص کے گھر میں چھپ رہا بعد کئی دن کے صاحبخانہ
نے کہا تم میرے گھر سے چلے جاؤ ایسا نہو کوئی گوئندہ سرکار میں خبر کردے مجھے تمھاری صحبت سے پھانسی
ملیگی یہ سقہ مضطر ہوکر نواب گنج کی سڑک پر چلا جاتا تھا اتفاقاً ایک صاحب اکیلا سوار نواب گنج
سے آتا تھا اوس نے پوچھا کون ہے کہاں جاتا ہے اوسنے کہا لکھنؤ میں میاں احمد علی کی سبیل کربلا
پر نوکر تھا فتح آباد میں میرا بھائی ہے اوسکے دیکھنے کو جاتا ہوں کہا تو جھوٹ کہتا ہے تو ایناکا
نوکر تھا ہرچند اسنے عذر کیا اوسنے اپنے ساتھ لاکر گوروں کے پہرے میں دیا کہا ہم آج سے
تیسرے دن تجھے پھانسی دینگے اوسنے کہا میرا قصور کیا ہے کہا تیری قوم مسلمان نے ہماری میم
بچوں کو بیگناہ مار ڈالا ہے اسنے کہا میں نے تو نہیں مارا کہا ہم تمھاری سب قوم کو پھانسی دینگے
ایک کو بھی نچھوڑینگے اگر تیرے خدا میں کچھ طاقت ہوگی ہماری قید سے چھوڑا لیگا اوسنے کہا بس ہے
اب میرا آسرا اور بھروسا یہی ہے غرض اسکی مشکیں باندھ کر املی کے نیچے درخت کے بٹھا دیا کھانا
کھانا پانی کچھ نہ دیا تیسرے دن مینھ شدت سے برسنے لگا اوسیوقت بگل کوچ ہو چکنے کو رہے
سکہ تھے متوجہ تیاری سفر تھے اوسوقت سقہ نے منہ اپنا آسمان کیطرف اوٹھایا اوسکے ہاتھ کی رسی
ڈھیلی ہوکر گر پڑی یہ بہتر اندھی شیشم کے درخت پر چڑھکر ایک ٹہنے سے لپٹ کر بیٹھ گیا جب گورے
اسکے ڈھونڈھنے لگے تلاش مایوس ہوکر چلے گئے تھوڑی دیر میں ایک سائیس کسی صاحب
کا اوسی درخت کے تلے کھڑا اپنا سر اوٹھایا اوسے دیکھکر کہنے لگا یہ کوئی بڑی سودائی ہے

یہ کہکر چلا گیا سقہ نے جانا ایسا نہو یہ لشکر مین جاکر خبر کردے اپنے تئین چھپا کر دربے
کر بچا اور نواب گنج کو سیدھا بھاگا بٹھور کے گھاٹ سے اتر کر آیا سارا حال بیان کیا جیسا اوس صاحب نے کہا تھا
اسیطرح ایک چپراسی ڈاک انگریزی نقل کرتا ہے کہ جسدن فوج انگریزی داخل کانپور ہوئی تھی مین
گوشہ سڑک پر رسوئی تیار کرکے چاہتا تھا کہ کھاؤن کہ دفعۃً ایک صاحب گھوڑا پھینکے ہوئے میرے پاس آ
کہنے لگا ہم بہت بھوکا ہے ہمین اپنا کھانا دو مین نے دال روٹی سب اوٹھا دی پانی پیکر
مجھسے کہا بتاؤ میم کہان ماری گئین ہمسے کچھ خوف نہ کرو یہ کہکر رونے لگا کہا ہماری میم بھی
ماری گئی ہے مین نے کہا اوسطرف جہان وہ کنواں ہے یہ سنکر صاحب اوسیطرف چلا گیا۔

اولاد نواب معتمد الدولہ

نواب محمد علی خان عرف منجھلے نواب کا گھر پہلے فوج باغی نے خوب لوٹا گرفتار کیا
چاہتی تھی مار ڈالین بعلت ساز و چھپانے میم و صاحب کے مگر راناراؤ نے سردار اسیر فوج
سے بچایا جب انتظام کانپور ہوا بہزار خرابی بہت سی روبکاری کے بعد چھوٹے اپنی بہیری سیطرح
سب طرح سے ثابت کی وثیقہ بدستور جاری ہوا روانہ عتبات عالیات ہوکر مجاورت اختیار کی بعد
کئی برس کے وہین انتقال کیا گھوڑدوڑ کا بڑا شوق تھا ہر سال بمبئی مین آیا کرتے تھے پھر چلے جاتے تھے
نواب ولد خویش اور بھانجے نواب معتمد الدولہ اس جرم پر دھرے گئے کہ انکے دروازے پر
ایک میم ماری گئی تھی مگر بروقت روبکاری سب اہل بازار نے باتفاق گواہی دی کہ یہ اوسوقت
کانپور مین نتھے اور کسیطرح شریک فوج باغی نہین ہوے غرض جان بچی وثیقہ جاری ہوا
نواب نظام الدولہ سید علیخان اس ہنگامہ مین لکھنؤ چلے آئے تھے جب کانپور گئے بہزار خرابی
بعد کئی برس کے وثیقہ جاری ہوا۔ ایک وجہ اور بھی تھی کہ یہ فرشتن بھی تھے اس جہت سے اس
فرقہ خاص مین طریق حق برادری ایک دوسرے پر بشرط اختیار لازم ہوتا ہے۔
نواب باقر علیخان یہ بھی لکھنؤ چلے آئے تھے اور سب کے ساتھ جان بچا کر بھاگے تھے
لکھنؤ سے گرفتار ہو کر بسواری اونٹ بہزار ذلت کانپور گئے حاکم عدالت نے بعد روبکاری کے
اسباب ضبط ہوکر نیلام ہوگیا کئی مہینے تک قید رہے بہت سی تکلیف اوٹھائی اسی قید مین

انکا بیٹا بھی مرگیا جسے نواب نے چاہا کچھ مدد کرین اپنی غیرت سے قبول نہ کیا پھیر دیا اور کسی عزیز کے شرمندہ احسان ہوئے ایک مہاجن انکا بقدر کفاف یومیہ دیا کرتا تھا بامید انشاء اللہ اسی مین اپنی گذران کیا کرتے تھے اور بظاہر صاحب عدالت کے خلاف ہونے سے صورت نجات مشکل معلوم ہوتی تھی آخر احمد علی خان وکیل عدالت اور منجر صاحب نے ایک صورت نکالی اس عرصہ مین نواب خیر و محل نے کربلا سے چشمش بمبت مادری سے ۶ ہزار خرچ کو باب رہائی مین بھیجے بعد کئی مہینے کے وہ بکاری کی بحکم صدر کچھ تخفیف زندان ہوئی آخر بے جرمی ثابت ہوئی صاحب عدالت کو بسبب نافہمی مقدمہ الزام ہوا مستحق پانے اپنے وثیقے کے ہوئے ایک لاکھ کئی ہزار سب ملے پھر سامان امارت درست ہوگیا خلاصہ پھر مشرف بعتبات عالیات ہوئے پھر لکھنؤ آئے اپنے دونون بیٹون کی شادی مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کے دونون بیٹیون سے کرکے چلے گئے مزاج مین تمکنت وغرور امارت بہت تھا اور اپنی قابلیت علمی کو سب سے بہتر سمجھتے تھے آخر انتقال کیا دو بیٹے ہین آپسمین بہت اتفاق رکھتے ہین ایک صاحب کربلا بھی مشرف ہو آئے صحبت بہت معقول ہے لوگ انکے چلن کی ہر طرح سے تعریف کرتے ہین خلاصہ یہ ہے کہ اس ہنگامہ فساد مین سب بر خود غلط ہوگئے تھے تسلط صاحبان عالیشان کا یقین نہ تھا اب جسطرح سے چاہین بیان کرین

خبر شکست رانا راؤ وغیرہ

آخر ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۳۰ - جولائی سنہ ۱۸۵۷ع خبر آئی کہ رسالے اور پلٹین کانپور سے بھاگے چلے آتے ہین نانا راؤ نے شکست پائی فوج انگریزی عقب فوج منہزم چلی آتی ہے غالب ہے کہ داخل نواب گنج ہوئی ہو اسکے پیشتر ایک سوار یلغار کانپور سے چلا آیا سیدھا نواب کے پاس حاضر ہوکر چپکے سے خبر شکست کی کسیکو یقین نہوا احتمال کذب رہا جب سرچشمہ اخبار آیا یقین ہوا راجہ جیلال سنگہ نے جناب عالیہ سے عرض کیا غضب ہوا جو فوج تانتیہ وغیرہ ناکجات شہر میں متعین تھی وہ گورون کی آمد سے مارے ڈر کے بھاگی چلی آتی ہے لیکن جتنی سپر سے ہمراہی تھی وہ ٹھہر گئی ہین اس صورت مین کیا عجب ہے شام یا صبح کو گورے داخل شہر ہوجائین پس یہ خبر سنتے ہی ایک

ناظم پر گیا سبکے دل کانپنے لگے جنرل حسام الدولہ شرف الدولہ کو بلایا مشورہ ہوا لیکن اوسوقت بد حواسی
سے یہ حال تھا کہ کہا کچھ چاہتے تھے منہہ سے نکلتا کچھ تھا پھر افسر طلب ہوئے انکے سب سے زیادہ حواس باختہ
تھے مگر بظاہر دلجوئی کو کہنے لگے راناراؤ اور اوسکی فوج نامردی تھی شہر مین نہ آنے پاتے ہین کچھ خوف
نہین ہم اسی دن کی خوشی مناتے تھے کہ گورے میدان مین ہمارے مقابلے مین آئین جیسا چھپٹ
پر مارا ہی اوسیطرح ایک روز مین مارلین گے لوہے بہت تھوڑے ہین لعنت خدا کی فوج جنگی کا ہو کر
سے بھاگ آئی نواب اور جناب عالیہ نے فرمایا یہ توسب باتین ہین اب گورے قریب شہر آ پہونچے
اسکی کیا تدبیر ہے کسیکو اونکے روکنے کو بھیجو جنگیون نے جان چرا کر کہا ہم تو خواہ مخواہ جائینگے
مگر یہ نظامت کے لوگ مثل پلٹن نادری اختری بارلو وغیرہ خیر خواہ سرکار ہین انکو بھیجو کہ یہ اپنا
کام تو ہمین دکھائین ہماری ہر بات مین برابری کرتے ہین اور مقابلہ او ۱۲ روپے تنخواہ مانگتے
ہین نظامت والون نے کہا کہ تم چپکے رہو تمھارا پہلا نمبر ہے لڑنا تمھارا کام ہے ہمارا کیا جب تم
جواب دیدو گے اوسوقت ہم جائینگے ہم اس گھر کے قدیم نمک خوار ہین جان نثار سر فروش
ہین غرض اسیطرح کی تکرار کرکے باتین بناتے رہے جاتا کون تھا آخر نصرت جنگ راجہ جےلال نے
بمجبوری اپنی پلٹن لیکر ناکہ شہر پر گئے اور جابجا باغ حوالی شہر مین لوگ بٹھادیے رات دن رند
پھرنے لگی مگر فوج بہادر ایسی غیرت دار تھی اون مین سے ایک بھی نہ گیا کوئی کہتا تھا جنگی جائین
کوئی نظامت ۔

ہرکارہ مفصل خبر لایا کہ پلٹن لیوزن زفل ڈفل کا سٹر گلس فدا حسین رسالدار و سوار ترکسوار فوکات
تو پنچانہ یہ سب قریب شاداد کانپور سے آکر ٹھہرے ہین اور گورے ابھی دریا گنگ اسپار نہین آئی ہین
اسپر یہ نامرد کہنے لگے بھائیو اگر کل دھاوا کرکے ہمبلیگارد لیلیا انگریزونکو مار لیا جان انجہان سب
بچیگا ورنہ جب اونکی کمک کانپور سے آجائیگی پھر کسی سے کچھ نہو سکیگا افسرون نے جواب دیا ہم
حاضر ہین ہمکو کسیطرح اپنی جان عزیز نہین پھر سب نے باتفاق قسم لی مسلمان نے قرآن ہندو نے
گنگا ۔ برہمن گنگا جل لے آیا مسلمانون نے قرآن اوٹھایا ہندو نے گنگا ۔

الغرض اوسکی صبحکو دھاوا ہوا ابھی افسر تارے والی کوٹھی مین سب جمع تھے کہ دفعتہ بیلی گارد
سے ایک بم کا گولہ آیا کوٹھی کی چھت پر ٹوٹا افسر کھڑے ہوگئے سر پہ پاؤن رکھکر بھاگے

اوسوقت تماشائی طعنہ زن ہوئے یہ کیسی قسم تھی کہ ہم نہ بھاگینگے معلوم ہوا کل کے دھاوے
پر بھی اسیطرح بھاگو گے دوسرے دن ہر پلٹن و رسالہ اپنی جگہ پر تیار رہا سید برکات احمد جنرل فوج
باغی مع اپنے رسالے و فوج بیلی گارد پر تلے ہوئے چلے ہو گل بجتا ہوا تلنگون نے جاتے
ہی بیلی گارد کو گھیرا ہر طرف سے شاہ جی بھی ہرا سپر سوار ہو کر آتے کہنے لگے یہ دھاوا ناحق
ہوتا ہے جب تک مین نہ کہونگا پیش نہ ہوگا یہ کہکر چلے گئے تلنگے بم مہادیو کہتے ہوئے بیلی گارد
پر چلے مگر سوار و توپخانہ خدا کے فضل سے خاص بازار سے آگے نہ بڑھا کہ دفعۃً توپ دھاوے
کی چلی اور سبھون سے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب توپ چلے سب دفعۃً دھاوا کرین اور سرنگ مین آگ دین
مگر نہ اوڑی اور تلنگے قریب دیوار بیلی گارد جا پہونچے دیوار کھودنے لگے کچھ تلنگے گرجا کیطرف
سے کچھ خزانے کیطرف سے آ گئے ممو خان کے پاس ہرکارہ خبر لایا دھاوا پیش ہو گیا گوردن
سے سنگینین چل رہی ہین خزانے و میگزین پر تلنگون کا قبضہ ہو گیا سب گورے سمٹ کر اسیر
مرزا ولایتی محل کے بھائی کے مکان مین چھپے ہین مدد جلد بھیجیے ایک کمپنی ببول کی پلٹن کی
اندر ہے اور سب تلنگے بم کے گولون سے بھاگے چلے آتے ہین ایک جمعدار اسی پلٹن
کا ممو خان اور شرف الدولہ کو گالیان دیتا ہوا آیا کہ یہ سب ملے ہوے ہین ہم کہے جاتے
ہین وہان کوئی نہین جاتا یہان مسند پر بیٹھے تکیہ لگائے پاد رہے ہین ہماری کمپنی کے
تلنگے اندر پہنچے ہوئے ہین یہ کہکر روتا تھا معلوم ہوا وہ بھی بھاگ کر آیا تھا اسکا منشا یہ تھا
کہ کچھ روپے اس فریب سے لیجیے اوسوقت میر واجد علی نے بیس روپے اوسے دیے
اور کہا کہ علی محمد خان اور نواب صاحب بھی دھاوے کو جاوینگے اور مدد بھی جاتی ہے اب تم
بہت لڑ چکے آرام کرو کھاو جاکر یہ سنکر وہ چلا گیا اتنے مین خبر آئی کہ گوردن سے تلوار چل رہی
ہے اور چھوٹے سنگ کپتان کے تلنگے اندر ہین مدد نہین جاتی بھوکے پیاسے تلنگے لڑ رہے ہین
نہ باہر نکل سکتے ہین اور نہ ٹھہر سکتے ہین اور کہہ رہے ہین میگزین اور خزانہ ہم مر کر بھی نہ چھوڑینگے
کسیکو اسمین حصہ نہ دینگے جنہے وہان دیکر یہ خزانہ لیا ہے بعض کہتے تھے چلو پہلے خزانہ و میگزین لیو حصہ ملیگا
بعض گالیان دیتے تھے ہم کیون دین ہم لڑنے کیو گئے ہین اور ہرکارے دمبدم خبر لاتے تھے
سب گورے مارے گئے تھوڑے سے رہ گئے ہین وہ اودھر سے گولیان برسا رہے ہین ممو خان

خوشی خوشی سے حضرت محل کو خبر دے رہے تھے کہ آج شام تک بیلی گارد خالی ہوا جاتا ہے وگرنہ
پہر رات تک تو کچھ فرق نہین جناب عالیہ کو تمام رات نیند نہ آئی اور رنج بھی رہا کہ ہمارے تلنگے اندر
پھنسے ہوے ہین دیکھیے کیونکر نکلتے ہین صبحکو میر واجد علی نے اپنے معتبر مخبر کو بھیجکر مفصل خبر منگوائی کہ
نہ کوئی تلنگا اندر ہے اور نہ کوئی خزانہ تک گیا ہے فقط دیوار خزانہ تک جا پہنچے ہین میر صاحب نے
یہ خبر جناب عالیہ سے کہی اونھین بہت تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے سب جھوٹ و فریب ہے بعد اس
تحقیقات کے تلنگون کا اندر جانا بالکل غلط ٹھہرا زخمیون کا پرچہ آیا ۲۲۰ مارے گئے ۔ لاشین
پھنکین ۱۰۵ اسپتال رہے ہین بس اس دھاوے سے تلنگے ایسے بدحواس ہوے کہ سب کے چھوٹ
گئے اور کہتے پھرتے تھے جب تک جرنل صاحب محمود خان نہ جائینگے ہم اکیلے دھاوا نہ کرینگے ہمین
کٹوائے دیتے ہین آپ گھر مین چین کر رہے ہین

ایک شخص یہ خبر لایا کہ پلٹن لمبون ڈفل ہوٹ وغیرہ آمد کانپور کہتی ہے کہ اگر سرکار ہمین
طلب فرمائے اور دھاوے پر بھیجے دیکھیے ہم کیا کام کرتے ہین جسقدر شرمندگی سے دھوکا
کانپور مین اوٹھایا ہے وہ سب مٹ جایگا ایک دم مین انگریزونکو قتل کرینگے بیلی گارد لیلینگے
اوسوقت سرکار ہمکو تنخواہ دے یہ بات سنکر جو فوج بیلی گارد سے بھاگی آتی تھی اوسکے کان
کھڑے ہوے جناب عالیہ سے آکر عرض کیا ہم سنتے ہین جتنی فوج کانپور سے بھاگ آئی ہے آپ نے
بلوایا ہے اوسمین دغا ہے کس واسطے ہمنے سنا ہے کہ انگریز نے اونھین اپنی فوج ملا دی ہے کہ
تم پہلے بھاگنا فوج از خود بھاگ جائیگی جب وقت پانا ریاست پر قبضہ کر لینا ایسا نہو وہ باطنین
انگریز شریک ہون ہم اونھین شہر مین نہ آنے دینگے ہم سبکو مار ڈالینگے اور اگر وہ صاف ہین پہلے ہمسے
قسم اقسام کرلین ہمارے پاس آوین یہ بات سنکر سب کے کان کھڑے ہوے جناب عالیہ کو اسقدر اندیشہ
و خلجان ہوا کہ مرزا جسقدر رکا باہر کا نکلنا موقوف کر دیا غرض قاسم خان رسالدار ۱۵ رسالے کا
اونکے پاس گیا کہا اگر تم صاف ہو پہلے افسرون کے پاس چلو بعد قسم کے شریک حال ہو چنانچہ وہ سب راضی
ہو کر تارے والی کوٹھی مین آئے قرآن گنگا اوٹھی کہ ہم بدل و جان تمھارے شریک ہین انگریز
سے ہرگز ساز نہین رکھتے پھر وہان سے حضرت باغ مین چاندی والی بارہ دری مین آکر تنخواہ کا کوٹ
ہوا کہ ہم ۷ روپیے تنخواہ تمھین دینگے افسران آمد کانپور نے کہا ہم ۱۲ لینگے افسران لکھنؤ نے کہا ہمنے

مسند نشین کیا ہی اسوجہ سے ۱۲ لیتی ہین تمنے ابھی کچھ کام نہین کیا انھون نے کہا ابھی ہم کچھ نہ لینگے بعد فتح کے ۱۲ لینگے اور اگر ہمین نوکر نہ رکھو گے ہم دفعۃً شہر لوٹ لینگے بعد اوسکے اونکا ڈیرا حسین آباد شیش محل دولتخانہ کی کوٹھی کلان مین

نانا راؤ کے وکیل کا مع خط آنا

نانا راؤ کا وکیل آیا ایک خط اس مضمون کا لایا اگر اجازت ہو ہم تمھارے شہر مین آوین جنابعالیہ نے اجازت دی راجہ جے لال سنگھ کلکٹر کو حکم ہوا کہ ۲ اونٹ ۹ چھکڑے ۱۰ گاڑیان بیس پچیس ہاتھی لیکر فتحپور چوراسی کو جاؤ نانا راؤ جیا سنگھ چوہدری کی گڑھی سے عین شدت بارش مین مع عیال شہر کو چلے نصرت جنگ دو ہو سوار دو ہاتھی ہوصنہ نقرہ دو شتر سوار سے پیشوائی کو گئی اور بحکم جناب عالیہ دولتخانہ شیش محل مین اوتارا اوسکو آراستہ کر دیا تھا اور شطرنجی دس چاندنی دس پلنگ کئی کرسیان شیشہ آلات وغیرہ بقدر ضرورت مع تصویرات بھیجدیا ہے ۔ تاریخ شہر ذیحجہ ۱۲۷۳ھ نانا راؤ داخل شہر ہوئے ۱۱ ضرب توپ سلامی ہوئی حسب الحکم میر واجد علی خیر و عافیت مزاج کو گئے دو شالہ رومال خلعت پایا اور کہا ہماری ۲۱ ضرب کی سلامی ہوتی مضایقہ نہ تھا ورنہ کچھ احتیاج سلامی کی نہ تھی اونھون نے کہا ۲۱ ضرب کی سلامی فقط بادشاہ کیواسطے معمول ہی یہ کیونکر ہو سکتا خلاصہ اسیوجہ سے سلامی موقوف رہی جنابعالیہ نے پھر خلعت تجویز کیا خلعت بنانے سے نکلا ۔ ۲۵ ہزار روپے دعوت کے اور خلعت اس تفصیل سے قبا سے زرین شمشیر و سپر مالۂ مروارید دھکدھگی مرصع الماس کنٹھہ مروارید نورتن مرصع دستبند مروارید دوشالہ رومال پرتن زرین کارلبادہ کمربند شال اسپ مع ساز زرین نقرہ ہاتھی ہودج نقرہ ۱۵ سب کو پہلے جنابعالیہ نے دیکھ لیا ۔

خبر آمد فوج انگریزی کانپور سے

اس عرصہ مین ہرکارہ تعینہ گھاٹ کانپور خبر لایا کہ گورے اگنبوٹ مین سوار اس پار دریا کے آئے گھاٹ اپنی فوج کے اترنیکا دیکھکر چلے گئے تدبیر فوج کے اوتارنے مین ہین یہ خبر

سنتے ہی محلات اور فوج باغی مین ایک تہلکہ عظیم پڑگیا جرنل حسام الدولہ کو حکم ہوا کہ تم فوج لیکر گھاٹ پر سدراہ کو جاؤ جرنل بہادر ہر افسر فوج سے کہتے تھے ایک دو سر پڑا لتا تھا غرض اسی حیلہ وغفلت سے دن گذرے آخر ہزار خرابی دو توپ خانہ چار پلٹن چلنے پر مستعد ہوئی وہ بھی چلنے مین آج کل کرتی تھی اس عرصہ مین محمد مرزا الکیدان کا تھانہ بشیر گنج مین تھا خبر آئی کہ فوج انگریزی چھ کنارہ دریا درست کرکے پل باندھکر اس پار اترا چاہتی ہے اوسکی روکنے کو جلد فوج جاے تو بہتر ہے چنانچہ جنرل بہادر خود تشریف فرما ہوے مگر نواب حراز الدولہ اسسٹنٹ وکمنڈنگ فوج تھے بیچارے اپنے روانہ کیا ہرچند وہ کچھ علیل بھی تھے اور اس سفر مین خیمہ سے باہر نہین نکلے فقط اپنے بھائی کے کہنے سننے سے گئے۔ میر فدا حسین کپتان اور اونکے بھائی میر محمد حسین کلکٹر عبد الہادی خان قندھاری رفیق خاص نواب اپنے جوش جہاد ایمانی سے سب سے تیز وتند وحیست ہو کر گئے اتفاقاً ایک دن گھاٹ پر بارش شدت سے ہوئی۔ سپاہ بیسروسامان خوب ابتر ہوئی اودھر فوج انگریزی نے فرصت پاکر پل بخوبی باندھ لی ادھر سے پہلے ایک بڑی توپ لگائی تھی اوسکے گولے سے چہ نہ بندھ سکتی تھی اور شرف الدولہ اور غلام رضا خان کو حکم رسد رسانی کا ہوا۔ بیغیر بخش حکم مموخان امراو مرزا مقرر ہوے

پھر پرچہ اخبار لڑائی کا آیا کہ گھاٹ پر ایک ساعت تک خوب لڑائی ہوئی جب مینہ شدت سے برسنے لگا فوج پسپا ہوئی مگر اسپر بھی گرتی پڑتی لڑتی ہوئی دہی کی چوکی پر دو کوس گھاٹ سے ہٹتی چلی آئی ایک باغ مین آڑ پکڑکر خوب لڑی پھر مینھ اس شدت سے برسنے لگا کہ فوج مین کچھ حال نرہا جابجا متفرق ہوگئی اسمین گورے بہت مارے گئے دھاوا کرکے گروا رہ گانون مین پہونچے پھر اوسے لئے گھاٹ کو چلے گئے۔

فوج باغی کے جب پانون نہ ٹھہر سکے فوج سب طرف بھاگی جسقدر رہ گئی مع افسر بشیر گنج مین ٹھہری اور جابجا باغات مین اپنا پڑاؤ کیا حراز الدولہ اپنے خیمے مین آترے جانتے تھے کہ مین بنام اونکے ساتھ آیا ہون اب لڑائی کا انکا کام ہے جائین چاہین نجاہین دوسرے دن ایک گوئندے نے فوج سے کہا کہ فوج انگریزی ابھی بڑی دور پڑی ہوئی ہے تم جبتک بہ فراغت اپنی روٹی کیون نہین کرلیتے یہ سب اوسکے فریب مین آکر اوسکو غنیمت سمجھکر نہانے روٹی پکانے لگے اور باطمینان

روئی کر رہے تھے کہ دفعۃً سامنے سے فوج انگریزی نمود ہوئی ۔ آگے پیشتر دکھنی سو مویشی ہکے آن پہونچی زیر چھرہ توپ سبکو رکھ لیا افسران جنگ نا دیدہ وغیرہ مستعملہ نے سامنا سڑک کا چھوڑ کر توپونکو سڑک کے دہنے بائیں کھینچا ۔ اس خیال سے کہ ہم دونوں طرف سے اونپر مار کرینگے وہاں دونوں طرف سے پانی سے دلدل ہوگئی تھی پہیے توپوں کے جا کر پھنس گئے اور پھنس گئیں اس عرصہ میں گورے سر پر آ پہونچے یہ سب سر پر پانوں رکھکر بھاگے انسے پہلے سواروں کے پانوں اوکھڑ گئے اور جو پڑے اصطبل میں اگر دم لیا تھوڑی سی فوج انسے ہٹکر کچھ فاصلہ پر آمادہ کارزار ہوئی جب آگے انکا یہ حال دیکھا یہ بھی سب ملکر بھاگے نواب جرأت الدولہ نے جب یہ حال دیکھا فیس میں سوار ہو داخل دولتسرا ہوئے تھوڑی سی فوج جنگی اپنی چال سے دم لیتی ہوئی لکھنؤ پہونچی عبد الہادی خان کے ساتھی جو زیادہ کامل الایمان تھے اپنی حرارت جہاد ایمانی سے سیدھے دلی کو گئے اور یہ خود حاضر حضور نواب ہوئے فرمایا خان صاحب تم بھی بھاگے جہاد و غزا سے منہ پھرا چودھری میر منصب علی مع اپنے جان نثاروں کے پھر آئے ۔

زمینداروں کی گھات سب سے پہلے پہونچی لشکر مجاہدین میں آنا جونی انتظام رسد کے کسیکو چار ٹکلے سیر بھی میسر نہوا مگر محمد حسین کلکٹر خان علی دس ہزار سپاہ سے نواب گنج میں رہ گئے ۔

فوج انگریزی نے اونام اجگین مکرواڑہ اونگانوں جو قریب سڑک تھے خوب لوٹا اور قتل و قمع کیا ہر چند غریب رعیت بے جرم سمجھکر ہر گانوں میں کچھ رہگئی تھی باقی سب طرف بھاگ گئی تھی جب یہ صورت ہوئی افسروں نے کہا جلد تدبیر اسکی کیا چاہیے وگرنہ شہر ایکدم میں آکر لے لینگے پھر سب منہ دیکھتے رہجائینگے اسکے سننے سے سب بدحواس ہوئے دم بخود رہ گئے میر واجد علی نے اونسے کہا تم عجب بات کہتے ہو جسکا جواب دینا ضرور ہوتا ہے ہم کیا خاک تدبیر کرینگے کسواسطے تم سب جنگی ہو لڑنا لڑانا تمھارا کام ہے اسکی تدبیر تم کرسکتے ہو ہمنے مدت عمر کبھی ہتھیار نہیں باندھا نہ لڑائی دیکھی اب تم خواہ بھاگو یا لڑو یہ سب عزت تمھارے ساتھ ہے داروغہ نے کہا تم کپتان ہو پانسو پاتے ہو اپنے جرنل فوج کو ساتھ لو یا خود جاؤ لڑو اگر ہم جاویں تمکو کسواسطے نوکر رکھا ہے جسکا جو کام ہے وہی خوب کرتا ہے اسے سنکر افسر بہت بگڑے کلمات بیہودہ اہلکاروں کو سنانے لگے ۔

بعد اسکے خبر آئی کہ گورے نواب گنج تک آکر پھر کانپور کیطرف چلے گئے مگر وہ آکر وہین ٹھہرے ہین وہان دمدمے بناتے ہین جب وہ بن چکیگا پھر کچھ نہوسکیگا کسواسطے کہ پہلے سے سخت تھا اب اور بھی سخت و دشوار ہوجاویگا حکم ہوا فوج جاوے وہ دمدمے بنانے نپاوین - الغرض پلٹنین انھرہی نادری صوبہ سنگھ خان علیخان نواب جرار الدولہ توپخانہ سیکڑون اور سب پلٹنین نجیب لیکر روانہ ہوئے شہر سے عالم باغ تک ایک میلہ فوج کا ہوگیا تھا کہ ناگاہ اودھر سے تلنگے ہزارون شتر قطار اور نجیب شتر بے مہار بھاگے چلے آتے ہین جب عالم باغ مین آکر ٹھہرے ممو خان نے ایک شتر سوار گورون کی خبر کو بھیجا کہ دیکھو کہان تک آئے اور یہ فوج کہان تک جا پہونچی اگر راہ مین ہو کہنا جلد بشیر گنج پہونچو اوسنے عالم باغ مین افسرونکو حکم پہونچایا کہ ابھی یہان سے روانہ ہوجاؤ جواب دیا ہم سب بھوکے ہین جب تک ہمارے پیٹ کی خبر نہ لیجائیگی ہم مرنے نجائینگے ممو خان یا بیگم صاحبہ خود جائین -

بعد اسکے ممو خان کو معلوم ہوا کہ احمد اللہ شاہ فقیر نے فوج سے کہلا بھیجا ہے تم ہمارے نوکر ہو اور بیگم کے حکم سے لڑنے جاتے ہو اگر بیگم حکم لڑنے کا دیتی ہین تنخواہ بھی وہی دینگی اونسے ممو خان نے لاچار ہو کر ۲ ہزار روپے عالم باغ مین بھیجے میر محمد حسین کلکٹر نے علی الحساب سبکو بٹھیے تقسیم کردیا دوسرے دن حکم بھیجا کہ فوج جلد بشیر گنج سے روانہ ہو یہان سے بھی فوج تازہ دم ہوکر جائیگی چنانچہ بعد ۸ دن کے روز چہارشنبہ پھر لڑائی ہوئی توپین چھٹ گئین گورے مکرر وار کیے پھر گئے الغرض اسی طرح لڑائی ہوتی رہی کہ بھاگتے تھے کبھی کچھ لڑتے بھی تھے مگر صوبہ سنگھ کی پلٹن البتہ خوب لڑی اور اس معرکے مین ہزار سے زیادہ مارے گئے -

یہ خبر آئی کہ فوج بہادر ادھر بھاگی اودھر گورے کانپور چلے گئے اس جہت سے کہ ایک راجہ کیطرف سے اتفاقاً آپڑا گورے تھوڑے تھے بھاگ کر چلے گئے یہ خبر سنتے ہی فوج بہادر لڑنیوالون کے پیچھے بھاگنے والون کے آگے مکرر وارسے کو گئی اسباب جو گورے چھوڑ کر چلے گئے تھے لوٹا دمدمے کی لکڑی تک توڑ کر دہی کی چوکی کی طرف یہ کہتے چلے کہ یہ اقبال شاہ دلی اور حقیقت یہی کہ گورے ازخود کانپور بھاگ گئے بعض کہتے تھے ہمارا اقبال ہی ہے اونکو ہٹا دیا بعض کہتے تھے بیٹا چلو چلو گورونکو مارکر کانپور تک الو بعض کہتے تھے بیٹا بھاگ گئے کا پیچھا نہ کرو ایسا نہو کہین وہ چھپے ہون او ٹھکر مار لین غرض وہان سے پھر آگئے

کسی کی جرأت نہ پڑی باجے بجاتے مع اون چھ توپ کے جبقدر گورے توڑ کر چھوڑ گئے
تھے شہر مین لاف و گزاف بکتے ہوے لائے یہ معرکہ آخر جولائی ۱۸۵۷ء مین ہوا
جب بدمعاش اپنے زعم باطل مین بشیر گنج کی لڑائی فتح کرکے آئے پہلے بیلی گارد کے ڈھانے
کا ارادہ کیا وہی صورت اول پیش آئی چنانچہ مورچہ اسمعیل گنج پر ایک توپ بہت بڑی قریب
مسجد پہلوان خان حجام واقع ملاہی ٹولہ تلنگون نے دمدمہ جھانکی باندھکر لگائی اوسکا لقمہ
وگولہ بڑا تھا اور مشہور تھا کہ اسی توپ سے بیلی گارد مین بہت حیران و پریشان ہوکے ہار جائینگے
مین اوسکا مورچہ بسبب ہونے سپاہ راجہ و زمیندار وغیرہ نجیبون کی جمعیت سے بہت سخت
ہوگیا تھا امجد علی خان بلوچ نے اپنا پڑاؤ میر حسو کے مکان مین کیا تھا اور خبرگیری تمام اپنے
مورچہ ہای قریب کی ہردم لیتا تھا نواب علیخان کی گنار کا پڑاؤ لطف علی داروغہ کے مکان
مین تھا اونسے تاکید مستعدی وغیرہ بہت پیدا کرتے تھے اور اسی مورچے پر ہمیشہ سپاہی قریب
پانسو کے ہروقت صبح و شام حاضر رہتے تھے اور سبکو یقین تھا کہ یہ مورچہ گورون سے آسکے [illegible]
ایک دن دس گورے دو صاحب بیلی گارد سے نکلے توپ پر چلے آتے یہ سب کے سب بھاگ گئے
کچھ بدحواس ہوکر دریا مین ڈوبے کچھ قریب کے مکانون مین ہتھیار چھوڑ کر چھپ رہے چنانچہ
دس آدمی داروغہ مذکور کے مکان مین چھپے تھے کام آئے پھر کسینے ہتھیار نہ پکڑا گورون نے
توپ کو توڑ ڈالا تیس گولہ انداز مارے گئے امجد علیخان ساکن سندیلہ نے بالو پور نخیلہ کے مکان
سے آڑ مین گولیان مارین گورے زخمی ہوکر گر پڑے باقی گورے چلے گئے ایک گورے کی
لاش مع ٹوپی پڑی رہگئی تھی اوسکا سر امجد علی خان نے کاٹ کر فوراً آکر نواب سے کہا کہ سب فوج
بھاگ گئی مگر غلام نے چار رفیقون سے جاکر مقابلہ کیا تلوار چلی حضور کے اقبال سے وہ سب بھاگ گئے
یہ سر انگریز کا ہی نواب نے اُنکی مستعدی و بہادری پر تعریف کی بعد اسکے امجد علیخان نے سرکار سے
اپنے نوکرون کو ہتھیار دلواسلے اوسی دن شہر مین غل ہوگیا کہ سب گورے بیلی گارد سے نکل
پڑے کچھ توپ کو توڑ ڈالا ایک گروہ توپ کا اوٹھا کرلے گئے اب ارادہ قیصر باغ مین آنے کا ہے
بس یہ سنتے ہی قیصر باغ مین بھاگڑ پڑی غول کے غول تلنگون کے اپنا اسباب باندھ بھاگنے لگے چنانچہ [illegible]
حکم دیا پھاٹک قیصر باغ کے سب بند کرو جب اہین بند ہوئین صاحبات محل سر کھولکر دعا مانگنے لگین غرض کوئی

بھاگتا تھا کوئی روتا کوئی دعا مانگ رہا تھا کوئی نامرد دل تلوار تول کر بکتا تھا کہ اگر یہاں گورے آئینگے ہم بھی دل کھول کر تلوار کرینگے یہ سب زبانی جمع خرچ کر رہے تھے امجد علی خان کو تین مہینے تک یہی سوانگ رہا سچ ہے لڑنے سے لڑانا مشکل ہے جہاں یہ فوج منتظم برسوں تعلیم یافتہ یوں غیر منتظم ہو جائے پھر وہاں کی حالت کیا کہی جائے اسی فوج سے تو صاحبان عالیشان نے تسلط تمام ہندوستان میں کیا بلکہ یہی فوج سوائے ہندوستان کے لڑائی مصر وغیرہ پر بھی گئی تھی دوسرے سب نے ایمان کے ہاتھ اوٹھایا تھا ظلم شدید پر کمر باندھی تھی سب نے سنت چھوڑ دی تھی وہ صورت اول باقی نہ رہی تھی۔

ایکدن تلنگوں نے ممو خان سے کہا ہمسے اور انگریز سے سرنگ میں خوب باتیں ہوئیں اسطرف سے ہم سرنگ میں جاتے تھے اوسطرف سے وہ سرنگ لاتے تھے یہانتک کہ ہماری اونکی سرنگ برابر ٹوٹی اونمیں ایک تھا ہمنے کئی بندوقیں ماریں اوسکے نہ لگیں اوسنے کہا اے نمک حراموں ہمنے تمکو مثل فرزندوں کے پرورش کیا بہت سا روپیہ صرف کیا برسوں قواعد سکھائی عزت دی آدمی بنایا تم قاتل ہماری میم اور بچے کے ہوئے ہمنے تمہاری کیا خطا کی تھی ہمنے جواب دیا فی الحقیقت تم سچ کہتے ہو مگر از راہ انصاف غور کرو کہ ہمنے سرکار کمپنی کے ساتھ جان دی تمام ہندوستان میں جس سے مقابلہ ہوا جو تمنے کہا ویسا ہی کیا صدہا ملک فتح کیے کبھی کچھ غدر نہیں کیا اب تم اپنے قول سے پھرے ایمان لینے کے درپے ہوئے چربی کے کارتوس ہماری خرابی ایمان کی منگوائی پھر جبر کیا جب ہمنے یہ صورت دیکھی اوسوقت مجبوری ایمان کے واسطے ہمنے یہ خطا ہماری ہے یا تمہاری ہے اسطرح گفتگو رہی آخر پانچ چار سے اسنے سرنگ کھودنیکی وہ صاحب لیکر چلا گیا۔

ایکدن ایک شتر سوار پروانہ شاہ دہلی در جواب عرضی مخدوم بخش کپتان لایا اس مضمون کے عرضی تمہاری متعلق قتل کفار فرنگ ملاحظہ اقدس میں گذری مابدولت و اقبال بہت شاد ہوئے لکھنو کو صاف کر کے کرکے فوراً الہ آباد کو روانہ ہونا توقف نہ کرنا کافروں کے فریب میں نہ آنا یہ سنکر سب توپخانوں میں حکم ہوا کہ آج شقہ شاہی آیا ہے ۲۱-۲۱ ضرب توپ سلامی کی چلی یہاں تک کہ توپخانہ جلسے بھی سلامی چلی فوج میں جشن ہر خیمے میں ہو رہا تھا باجے انگریزی بجاتے تھے آپس میں گلے ملتے تھے کہتے تھے چلو بیلی گارد کے سیدھے الہ آباد چلے چلو واہ تو کار میں رانکو سا ۔۔۔

یہ باتیں تھیں کہ پھر خبر آئی گورون نے دوبارہ گنگا کا پل باندھا اگنبوٹ پر سوار اسپار آگے جاتے ہین اور اسپار گورون کا ہاٹ کھڑا ہوا ہے براہ گیرون سے مزاحمت کرتے ہین کوئی آنے جانے نہین پاتا توپ اس پار ہماری چھاؤنی مین لگی ہے اوسکا گولہ اوسپار نہین جا سکتا اور حکمنامہ بنام کاشی پرشاد عامل ہنڈیہ سے گیا کہ تم جلد جلد وہان پہونچو اور پل باندھنے ندو فوج مقابلہ مین رکھو وہ ابھی تک نہین آئے لیکن ظاہر حیلہ کرتے ہین اس پار فوج کم ہے گورے جب آئینگے مقابلہ نہ کرسکینگے جلد اور فوج روانہ ہو وگرنہ جب گورے اتر آئینگے پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔

اسبات کا کئی دن کورٹ رہا کوئی کہتا تھا وہ پاٹن جاوے کوئی یہ کہہ رہا تھا اتنے مین پھر خبر آئی کہ محمد حسن نامی ساکن موضع عبور علاقہ دھریرہ کا وکیل پکڑ کے انگریز اور میم اور ایک منشی بطریق تحفہ پکڑ لایا ہے اس تفصیل سے ۱۶۔ نومبر ۱۸۵۷ء کپتان پاٹرک آرا اور اونکی میم اور بیٹی مس بی جکسن صاحب مرہونٹ اشارٹ جکسن موفیہ بیٹی گرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد لفٹنٹ جی جی مرجنٹ سپاہی مارٹن وغیرہ ۸۔ آدمی تھے کوئی کہتا تھا راجہ نے خود نہین پکڑا۔ تلنگے پکڑ لاتے ہین اونکو راجہ ہر پرشاد ناظم نے پکڑ کر بھیجدیا ہے اور اپنے بھائی کو ساتھ کر دیا ہے بعد اسکے دریافت ہوا کہ یہ سچ امر ہے جانچی پرشاد اونکا بھائی پکڑ لایا ہے اور وکیل راجہ بہ مجبوری اونکے ساتھ ہے۔

جب محرم ۱۲۷۴ھ مین کئی ڈولیان مہل میانون مین ۸۔ انگریز کو در دولت پر لائے تلنگون نے ہجوم کیا کوئی کہتا تھا ابھی مار ڈالو کوئی کہتا تھا یہان کیون لائے وہین مار ڈالا ہوتا معلوم ہوا یہ راجہ دھریرہ انگریز سے ملا ہے غرض معلوم ہوا کہ ایک صاحب ڈپٹی کلکٹر رہنے والا کوٹھی شکرا کی رکھتا تھا ایک گورہ چارکرسٹان ایک میم ایک مس جکسن چیف کمشنر لکھنؤ کی سگی بھتیجی ہے ان سبکو میر واجد علی داروغہ نے ایک مکان مین اوتارا پہرہ جنگی مقرر کیا پھر کورٹ ہوا میر امداد حسین کپتان میر فدا حسین کا بھائی رگھناتھ سنگہ امراؤ سنگہ کپتان بارو صاحب نواب ممو خان میر واجد علی ایک جانب تھے۔ نواب شہنشاہ محل نواب خرد محل نے ازراہ فراست و عاقبت اندیشی فرمایا عجیب ماجرا ہے کہ واجد علیشاہ مع اہل و عیال کلکتہ مین قید اور صاحبان عالیشان اونکو عزت و توقیر سے رکھتے ہین تم ان اسیرون کے مار ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہو اور بدولت قید رکھا ہے بس تم خود قتل واجد علیشاہ چاہتے ہو نواب نے کہا بہتر ہے بالفعل قتل نہ کرو باعزت و آرام سے رکھواتے سب افسرون نے بھی قبول کیا اور

حکم دیا مکان عمدہ میں بچھاؤ اور پانؤون کی بیڑیان کٹوادو —

پھر فضل دولہ وغیرہ میر واجد علی سے نگینہ والی کوٹھی بتجویز کی مرزا حسین علی داروغہ چاہی خانہ کو بلوایا سامان چاے پانی وغیرہ منگوایا اور سب اسباب ضروری انگریزی رکھوادیا تلنگون نے اپنا پہرہ اٹھایا ہر چند واجد علی اس تدبیر و فکر مین رہا کہ انکا پہرہ اودھر چلا جاے یا قایم رہے اسکی بدلی نہو اور نہین کچھ دیگر سو اتفاق کرلیا جایگا مگر یہ تدبیر نہ بن پڑی تلنگون نے نہ مانا —

پھر غل ہوا کہ فوج انگریزی نے پل باندھ لیا اترا چاہتی ہے فوج جلد روانہ ہو چنانچہ پلٹن اختری نادری و غل گاسٹر وغیرہ جو کانپور سے بھاگ آئی تھی اور گیارہ ہزار پلٹن پھر مار وغیرہ میر محمد حسین خان علی خان کے ساتھ روانہ ہوئی قریب کنار گنگ ایک لڑائی بھی ہوئی آخر ساری فوج وہانسے بھاگ کر بنی مین آکر ٹھہری تھوڑی سی عالم باغ مین چلی آئی اس خبر سے شہر مین تہلکہ پڑا منادی کی گئی کہ سب رعایا عیسائی کیجائیگی چاہیے کہ سب ملکر عالم باغ مین جمع ہون کافرون کو مارین کسواسطے کہ یہ معرکہ دینی ہے مگر شکر خدا کا کہ اہل شہر سے کوئی نہ گیا مگر افسوس مقام تحیر ہے کہ بعد تسلط سرکار ظالم و مظلوم ایک گھاٹ اترے —

ایک اور اشتہار دیا گیا کہ سب خاص و عام بگوش ہوش سنین کہ ان کافرون نے جب دلی کو فتح کیا وہان کسیکو جیتا نچھوڑا میرٹھ - دلی - کانپور وغیرہ مین انکے بچے ہم مارے گئے اسیطرح تمھارے بھی بال بچے مارڈالے جاینگے پس یہ مقام غیرت ہے کہ اپنی آنکھون کے سامنے عورات بچے مارے جائین ذلیل ہون ابھی اور یہ گورے پانسو سے زیادہ نہین اگر انھین مار لو پھر تمام عمر چین سے رہو ۱۲۴ اشتہار جا بجا شہر مین لگائی گئی اور پلٹن لول ڈلن مع توپخانہ روانہ ہوئی —

جب گورے قریب نواب گنج آپہونچے شدت بارش مین اور ۲ پلٹن جنگی کی نجیبونکی ۱۲-۱۳-۱۴ - رسالہ روانہ ہوا اور اوسی شدت بارش مین ممو خان جرنیل حسام الدولہ یوسف خان ایک گاڑی مین سوار مع پانسو سوار اردلی فوج کے دیکھنے کو مسجد عالم باغ مین جاکر ٹھہرے ممو خان نے میر واجد علی سے کہا تم بھی چلو اونھون نے کہا مجھے تلنگون کی گالیان سننا منظور نہین اگر لڑنیکو چلتے ہو چلو مین بھی چلتا ہون اور اگر بھاگنے کو جاتے ہو مین نہین جاتا ممو خان نے کہا مین فوج کا جایزہ لینے کو جاتا ہون آخر وہی ہوا کہ ملنگے جنرل ممو خان کو ہزارون گالیان دیتے چلے جاتے تھے یہ اوسی جھپکر مسجد مین جا بیٹھے تھے —

اتنے مین قریب بنی کے توپ انگریزی چلی تلنگے جو ادھر سے گالیان دیتے جاتے تھے وہ بھاگے ممو خان اونھین گالیان دیکر غیرت دلاتے تھے اوسوقت تلنگے چپکے سر جھکائے چلے جاتے تھے جب یہ صورت ہوئی ممو خان اور جرنل صاحب نے گھر آئے فوج انگریزی نے قریب بنی مقام کیا اور اس فوج نے بھاگ کر عالم باغ مین پڑاو کیا۔

اس خبر سے شہر مین قیامت برپا ہوگئی رعایا مایوس ہو کر بھاگنے لگی تلنگے سب سے پہلے بھاگ گئے پر مستعد ہو جنابعالیہ نے انکو افسرونکو بلایا پھر کورٹ ہوا صبح کو ڈنکا شاہ فقیر ۱۲ رسالے نجیب زمیندار وغیرہ سدباب فوج انگریزی کو چلے جب پہونچے لڑائی ہونے لگی طرفین سے توپ چلتی تھی صبح سے پہر دن چڑھے تک برابر کا جنگ رہا۔ جب شاہ جی اور ۱۲ رسالے نے دھاوا کیا کئی گرانچیان ایکجا کھڑی تھین اوپر سوار جا پڑے گرد گرانچیون کے جو لوگ تھے بھاگے سوارون نے لوٹ شروع کی۔ گرانچیان کھولنے لگے کئی گورے آڑ مین کھڑے تھے گولیان مارنے لگے دو تین سوار گرے سب کے پانون اوکھڑ گئے شاہ جی ایک نالہ پر کھڑے تھے اوسمین گر پڑے سوار بھاگ کر عالم باغ مین آئے گورون نے پیچھا کیا مگر زمیندار اور تلنگون نے روکا بول سکے تلنگے خوب لڑے تقریباً پانچ تلنگ سوار مارے گئے مگر مورچہ قایم رہا۔

قتل اسیران عیسائی و محمود خان کوتوال وغیرہ

قبل اندر آنے فوج باغی جب عالم باغ کو جانے لگی اوسی دن در دولت پر قربانی ۲۵ یا ۲۶ اسیرون کی ہوئی جنمین کئی میم اور صاحب اور محمود خان کوتوال وغیرہ تھے ان سب کو رسی سے باندھ جلو خانے مین لائے پہلے ایک باڑھ ماری اوسکے بعد تیغ بے دریغ کیا ایک شخص کہتا ہے اونمین ایک میم ولایتی عجب صاحب حیا تھی کہ جب اوسکے سامنے کا دامن ہوا سے اوڑتا تھا جھک کر اپنی ساق پا کو ڈھانک لیتی تھی از انجملہ اس گلہ قربانی مین ایک سیٹھ بھی اسیر دام بلا ہو کر آئی تھی اوسکے کئی گولیان مارین ایک نہ لگی سب اوچٹ گئین ہر چند اوسنے داد بیداد کی کہ مین سیدہ ہون اور بیگناہ قتل نہ کرو ایک نہ سنا تلوارین مار کر گرا دیا درجہ شہادت پر پہونچی ربانی معتمدین دربار افسوس! دھرتی فوج مین دشمن بھی سیہ تھی جو گولیان اتر نکرتین اور سکو قتل کرتے

محمود خان کوتوال کو ۲۵ محرم سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۴ ستمبر کنول ہار سے مع اونکے ہمراہی میرزا و حسین صاحب
روندجا کر پکڑ لائی ہاتھی پر سوار سر جوک تشہیر کرتے در دولت پر لائی وہ بھی شہر یک انکین اسیرون کے تھی
اور ایک پٹھان کے گھر جاکر چھپی تھے دو بھائی تھے ایک ڈپلطیع رزدنیا سرکار مین شہر کی محمود خان کو تعصب
مذہب تھا شہر کے شیعون کا دشمن جانی تھا اور اپنی حکومت مستعار مین بہت سی ذلتین دی کفین
اور بے تحاش منہ سے کوئی بات نہ کرتا تھا اپنی حکومت پہ نازان تھا اور بہت سا مال دنیا شہر سے طرح سے
لوٹا تھا مگر اس روز بد کی خبر نہ تھی انکا حال بہت عجیب چکا ہے ظالم کا انجام اسی دنیا مین ہو جاتا ہے —

محاربہ عالم باغ و داخلہ فوج انگریزی شہر مین و مکانات شاہی وغیرہ مین

غرض ۴ تاریخ شہر صفر روز چہارشنبہ سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۳ ستمبر سنہ ۱۸۵۷ع بعد دو ساعت
زوال شمسی سے جنرل اوٹرم صاحب جنرل ہوے لاک صاحب جنرل نبل صاحب بہادر سے
بارہ بجے کے میدان مین فوج باغی سے مقابلہ ہوا ادھر کثرت سپاہ مجموع جنگی دونو ملازم نمک بعض
زمیندار راجہ تعلقدار وغیرہ سوار پیدل توپخانہ ناکہ چارباغ سے عالم باغ اور میدان جنگ تک تقریبا
۴۰ ہزار سب تھے طرفین سے پہلے بڑے زور شور سے توپ چلنے لگی جب جنرل اوٹرم قریب
پہونچی دھاوا کیا توپ ادھر سے ادھر سے سمت ہٹکر چلنے لگی ۵ بجے عالم باغ تک پہونچے
کہ دفعتہ ابر سیاہ نے سارے آسمان کو گھیر لیا اندھیرا ہو گیا بڑے زور شور سے مینہ برسنے لگا
جل تھل سب بھر گئے توپ طرفین سے چلتی رہی پس بھاگنے تلنگے اور سوار دو نکلے پانون اوٹھے
سب بھاگے اور نواب اور ممو خان اور جتنے افسر تھے سب نے میدان سے ہٹکر ناکہ چارباغ لیا اور حیران
ہو کر راجہ مان سنگہ بہادر کو بلوایا وہ جمعیت دیا ۹ ہزار سے آئے مقابلہ کیا نوبت تلوار پہونچی گورے
بھی مارے گئے ادھر بھی قریب دو ہزار کے جان سے گئے جب قریب غروب آفتاب ہوا اور ظلمت ابر
سے ہر طرف اندھیرا چھا گیا او رمینہ بھی نہ تھا فوج انگریزی مین ہو گئی تمام فوج ہوا میدان وسیع
مقابل عالم باغ کنوئی جلالپور کربلا الماس علیخان تک احاطہ فوج کیا اور باطمینان ہر طرف بکٹ
ٹھہرے ہو گئے خیمہ برپا ہوے رات بھر شبخون سے محفوظ رہے —

شام تک نہرا دون نجیب سوار جنگی نوملازم خباگت ناپید ہو کر بلای میر خدا بخش سو کٹنا نہر ہو کر
سیدھے اپنے گھر کو چلے کسواسطے ناکہ چارباغ پر توپ لگی تھی اور حکم قطعی تھا جو ادھر سے بھاگ
آئے اوڑادو۔ جہاں پناہ نے راجہ مان سنگہ بہادر کو اس جانفشانی و جان نثاری پر خطاب
فرزندی و پاغ فت دو شالہ رومال اور ملبوس خاص اپنا اوسکو عنایت کیا اونکی بہادری کی
بہت تعریف کی اور فرمایا بعد فتح بہت روپیہ جاگیر دیکر خوش کرونگا اونھون نے عرض کی کہ مین قدیم
سے نمک خوار اس سرکار کا ہون مین بھی چاہتا ہون کہ روبرو حضور تصدق ہو جاؤن اور
حق نمک سے ادا ہون اوسی دن شام کو گورون نے دھاوا کر کے عالم باغ لیلیا اور انکی فوج
بھی وہان رہی یہان کی فوج جتنی وہان تھی سب بھاگ کر باہر نکل آئی اور یہ وہی عالم باغ
ہے جسے فتح پھر نے لی بہت دنون تک ہاتھ پاؤن مارے۔

۵۔ صفر جمعہ ۱۰ بجے جب حاضر کھا چکے فوج تیار ہوئی دو پہر ایک بجے چارباغ سامنے
کے جنگل کیطرف گیا جسکے ساتھ جنرل اوٹرم صاحب تھے دوسرا قصد تھا کہ چارباغ کو کئی سو
سوشتی پیشتر و سکھے یہان جنرل حسام الدولہ صراط مستقیم چارباغ پر مع رفقائے خاص و افسران
فوج جنگی سوار و پیدل لیے بیٹھے تھے اور سپاہی کئی دن انکے فاقے سے مورچے باندھے ہوئے
تھے جتنے پونڈون کے کھیت دونون طرف نہر کے تھے سب صاف کر ڈالے تھے ہر سپاہی کا
پیٹ پھول مشک ہو گیا تھا جب کھیت والون نے بہت سی داد بیداد کی جرنل بہادر نے بڑی ہمت
فرما کر تین سو روپے اونھین عنایت فرمائے غرض یہ سب اجتماع کثیر اوس ناکہ کو ناکہ سوزن
سمجھ کر بیٹھے تھے اور جانتے تھے کہ ہم نیزار دون سے اور اس تنگ کوچے سے کیونکر بسلامت گوری نکل جائینگے
اسیطرح عیش آباد و نکا دلکشا ت کے کوٹھہ مکان پر ہمراہ سپاہ اور افسران نامرد سے بھرے ہوئے تھے
اور مقامات اس سمجھ کر بیٹھے رہے تھے کہ جب فوج ادھر سے آئیگی دونون طرف سے مار پڑیگی اور دو بڑی
توپین ناکہ پر پل کیطرف لگائی تھین ایک پر میر نجف علی داروغہ توپخانہ دوسری پر مرزا امام علی بیگ
صوبہ دار توپخانہ اپنے اسلحہ حرب سے مستعد کھڑے تھے کہ دفعۃً سامنے سے تین گوروں کا نمود ہوا
ادھر سے دونون توپین چلین گوری موافق اپنے قواعد کے رنجک کے ساتھ زمین پر لیٹ گئے
گولے اوپر سے گذر گئے اور بعد فیر کے گوری مثل عقاب جھپٹ پڑے تیسرے حملے مین مثل باد صرصر

توپون پر آ پہونچے گولا انداز سب بھاگ گئے مگر یہ دونون افسر اپنی تھوڑی سی سپاہ سے نہ ہٹے داد مردانگی
دیکر مارے گئے گورون نے توپونکو کھینچکر نہر مین گرادیا ۔ جرنل بہادر نے جب یہ حال دیکھا نا محابا
سوار ہو سیدھے دلکشا کو تشریف لے گئے افسرون نے بھی اپنی راہ لی باقی سب فوج ہر طرف منتشر ہو گئی
گورے پیلے عدم ملاحظہ راہ سے عیش باغ کی سڑک پہ چلے غلام حسین کی مسجد پہ
نبی بخش خان سگے بھائی ہادی حسن خان زمیندار بھٹوا متوا سنیے جان نثار مع فرزندون
سے وہان تھے مقابلہ ہو خوب تلوار چلی طرفین سے خون ناحق خدا کے گھر مین بہا آخر وہین
لڑ بھڑ کر سب مارے گئے ایک نام کر دیا تجمل حسین خان اونکے بھائی زخمی ہو کر بچے اس
معرکے مین پانسو اودھ کے مارے گئے اور سوا اودھ کے بس شہر مین تلاطم ہو گیا بازار
مین دوکانین بند ہو گئین رعایا نے اپنے گھر کے دروازے بند کر لیے پھر گورے گھبرا کر عیش باغ
سے سڑک آئین آباد پر آ سے تیلیون کو مارا تلنگون نے دونون طرف سے گولیان مارین
مگر وہ جیسے ٹولی باندھے چلے جاتے تھے اتفاقاً ادھر سے ممو خان گھوڑے پر سوار ننگی
تلوار ہاتھ مین کھینچے کئی سوار کمک کو آتے تھے ہر چند فوج گورون کا سامنے توپ بھی لگائی بہت سا
دھمکایا گالیان بھی دین ایک نہ سنا سب کے پانون اوکھڑ گئے گورون نے جب بھیڑ سوارون کی
دیکھی گھبرا کر توپخانے کیطرف چلے ممو خان نے اونکا پیچھا کیا اکثر گورے ہاتھیون پر تھے گولیان مارتے
جاتے تھے جب گورے برف خانے کے پل کے قریب دولہے حسین گنج پر پہونچے جنرل اوٹرم
صاحب دوسری طرف سی بہیری پورن دارو غہ ساکھو کے جنگل سے چلے آتے تھے وہان دونون
نے ملکر قندھاری بازار کی راہ لی برف خانے کو آگ لگا دی راہ مین جو سامنے آیا شکار کیا رعایا نے
پھیلکر ڈھیلے پتھر مارے گورون نے مسجد خواجہ حسین کپتان مین پہونچکر کھانا کھایا تھوڑے سے توشخانہ سلطانی
مین گئے جتنے شیر جانور وغیرہ تھے سب کو مار ڈالا الہی بخش داروغہ کو گولی ماری ایک مادہ شیر نے گورے کو
زخمی کیا بھاگی چلی گئی فوج باغی کے سوارون نے اپنے گھوڑے چھوڑ دیے میگزین خزانہ سب وہین
رہگیا گورون نے آگ لگائی پھر جو چڑے کے اصطبل مین آئے جتنی چھاونی تھی سبکو جلا دیا بہت سے سوار
تلنگے گھبرا کر دریا مین ڈوبے ایک کشتی عبور اس کثرت سے چڑھے کر اپنے ساتھ سبکو لے ڈوبے
راجہ مان سنگھ مہادر نے ہرکارے سے سنکر ساکھو کے جنگل کی راہ لی تھی اس خیال سے کہ اکیلے لڑنے

بڑا نام و نمود ہوتی ہے جب راہ مین مقابلہ ہوا خوب لڑے پچاس گورے حضرت گنج کے پورب پھاٹک سے آئے نواب ملکہ عہد کے خاص بردارون نے داراب علیخان نواب ناظر کے حکم سے دونون طرف کوٹھون پر چڑھکر خوب مینھ گولیون کا برسایا پچھم کا پھاٹک بہت استحکام سے بند کر دیا تھا گورے وہان سے اولٹے پھرے خوب مار پڑی پھر حضرت مکان کے امام باڑے مین آئے سمجھے کہ بڑا پھاٹک یہی ور شاہی ہے ایک توپ بھی پھاٹک پر تھی لولا انداز بھاگ گئے تھے مفتاح الدولہ نے اپنے اردلیون کو حکم کیا توپ پر کیل لگا دو پہئے کو گھسیٹ لا و جب گورے مقبرے مین آئے ایک شخص نے کہا کہ یہ قبرستان ہے مردے گڑے ہین قیصر سلطانی آ گئے ہے گورے وہان سے باہر نکلے کچھ اس توپ کا خیال نہ کیا اوٹرم صاحب نے فرمایا کہ ہم آج بیلی گارد مین جا کر کھانا کھائینگے۔ کئی ساعت تک موتی محل مین ٹھہرے پھر دھاوا کیا کچھ گورے چھتر منزل مین آئی ایک پلٹن نجیب وہان بھی تھی بھاگی کچھ سپاہی دریا مین ڈوبے کچھ ہر جگہ چھپ رہے یہان بھی قریب دو سو کے مارے گئے

بارگاہ سلطانی سے گولے پڑ رہے تھے جنگی سب بھاگ گئے مگر بشیر الدولہ کے دروازے پر ایک ڈھاڑی کا لڑکا خدا بخش نام اور ایک سپاہی نو ملازم توپ کو کھینچکر اور ایک خلاصی نے ملکر توپ مارنی شروع کی جب چینی بازار سے آتے تھے اوسی طرف مارتے تھے جو چوپڑ کے اصطبل سے آتا تھا وسے نشانہ کرتے تھے یہان تک گراب مارے کہ گورونکو آنے نہ دیا پھر گورون نے پشت سے آکر توپ کو پیلیا در دولت پر دو توپین تھین اونکے پیالون مین کیلین ٹھونک دین اور وہ لڑکا بھاگ کر بچگیا یا نسبہ نجیبون نے بڑی جرأت سے مقابلہ کیا وہ بھی مارے گئے ایک صاحب قریب در دولت مارا گیا غرض ہر طرف ہر مکان شاہی مین ہنگامہ کارزار گرم تھا سب گورے رمنہ شاہی سے مکانات شاہی مین پھیل گئے یہ ۲۵ ماہ ستمبر ۱۸۵۷ء تھی کہ جنرل اوٹرم اور جنرل ہیولاک صاحب بہادر داخل بیلی گارد ہوئے محصورین کو راتکو گونیرے سے آمد و دخل معلوم ہو چکی تھی اوس وقت سب کا مارے خوشی کا عجب حال تھا کوئی شکر خدا بجا لاتا کوئی آپسمین مصافحہ کرتے جا بجا ناچتے تھے باجے بجاتے تھے۔

مفتاح الدولہ کہتے ہین کہ جن بروقت داخلہ فوج انگریزی مقبرۂ جنت آرامگاہ کے کوٹھے

جب کہ تماشاے قدرت خدا کر رہا تھا تقریباً تین سو گورے دو توپین آگے تین افسر گھوڑون پر
دو کالی کرتی ایک سرخ کرتی پہنے سب سے آگے سنگین باندھے دونون طرف بیگاری شاگرد
پیشہ وغیرہ رسن بستہ ایک دوسرے سے ملے ہوے قدم با قدم کس اطمینان سے
چلے آتے ہین پیچھے کرانچیان میگزین ڈولیان مجروحین کے واسطے تھین اور جلوخانے
کے کوٹھے سے دونون طرف سے مینہ گولیونکا برس رہا تھا مگر گورے صاحب سر
جھکائے بندوق ہاتھ مین لیے چلے جاتے تھے جب مقابل در دولت پہونچے ۲
گولے مارے دیوار جلوخانہ پھٹ گئی اوسوقت سبکو یقین داخلہ قیصر باغ
ہوگیا ارکان دولت جناب عالیہ کو سمجھا کر محلسراے جو لکھی ہین لیگئی کہ مقام امن ہے
خلاصہ احوال روز جمعہ تا زوال روز سہ شنبہ جو گذرا قابل بیان نہین اگر جنرل اوٹرم جس طرح
بیلی گارد کو جاتے تھے بعد ان تین گولون کے قیصر باغ مین چلے آتے اوسی دن میدان خالی
اور فتح کر چکے تھے مگر معلوم نہین کیا وجہ تھی اور کس جہت سے یہ خیال نہ گذرا خلاصہ قیصر باغ مین
سواے ۱۰-۲۰ آدمی اور سپاہی کے دوسرا نہ تھا صاحب محل سر و پا برہنہ باہر نکل پڑے ہر چند جناب عالیہ
نے منع کیا کسنے نمانا اور نہ سناپردہ کہان رہا تھا پھر جناب عالیہ نے صاحب علی خزانچی سے فرمایا کہ
یہ جسقدر ہے کو سوار کر کے موٹے کپڑے پہنا کر اپنے گانون ادھر یہ مین لیجاؤ نواب نے منع کیا
کہ ابھی مناسب نہین ہے سب بیدل ہو جائینگے جناب عالیہ سر کھولے دعا مانگ رہی تھین کہ خداوندا
ہم بیگناہ ہین تو خوب جانتا ہے تو ہی ہمین اس آفت سے بچائیگا صاحبات محل کوئی اپنے
داروغہ سے سواری منگا رہی تھی کہ ہم بھاگ کر کہین چلے جائین اوسنے کہا سواری کا کسے ہوش
ہے اور کہار کہان ہین کوئی کہتا تھا سر و پا برہنہ شہر کے باہر نکل چلو کوئی غش مین پڑی تھی کوئی سکتے
سے حیران تھی انمین سے بعض پہلے ہی نکلکر پانچ کوس گانو مین رہی تھین غرض ہر طرف سے آہ و فریاد
و بکا کی دھوم مچی تھی ممو خان کو گالیان کوسنے دیتی تھین کہ خدا اسے غارت کرے اسنے ہم سبکو
تباہ اور غارت کروایا کوئی دل کھول کر جناب عالیہ کو طعن و تشنیع کر رہی تھی کوئی آپس مین
گلے ملکر رو رہی تھی جناب عالیہ نے مضطر ہو کر محبوب خواجہ سرا کو حکم دیا کہ سب بیگمات بھاگی جاتی ہین
انکو تلاش کرو اور باقی جو رہگئی ہون وہ ہرگز باہر نجانے پاوین جب ہم بھاگینگے ہمارے ساتھ

چلین اور اس امر مین سب حیران تھے کہ اسدن گورے قیصر باغ مین نہ آئین جہان میدان سب طرح سے خالی ہوا اور دوسرے دن چلے آوین جہان ہزارون ہون چنانچہ اوس دن خان علی خان وغیرہ بھی تلوار چلی ہی ظاہر ہی مفتاح الدولہ کہتے ہین جب ہمنے دیکھا کہ قیصر باغ بالکل خالی ہی اوسوقت ملاپور کے راؤ کو بلوا بھیجا اوسکی سپاہ کے جا بجا پہرے کر دیے۔

دوسری جگہ تین توپین جو چینی بازار کے پھاٹک پر تھین گولہ انداز سب بھاگ گئے تھے مگر ایک لڑکا جوان سید زادہ فقط اپنی ہتوری سے توپ کے تخت کے نیچے چھپکر رہگیا تھا اور توپ مین چھرہ دیا ہوا تھا جب گورے سامنے آگئے نواب بھی کمال دلیری سی مع اپنے جان نثاران خاص کوٹھے سے اوترکر اون توپون پر آکر کھڑے ہوے تھے اوس لڑکے نے تینون کلو فاغا برابر سے چلائین جن چھرے سے کئی گورے گر پڑے سکن ٹوٹا اور لٹے موتی محل کو پھر گئے اوسوقت ایک ہلکی سی گولی نواب کی بازو پر لگی نواب نے دوشالہ رومال اوس سید کو دیا اور آپ نہیں مین سوار ہو دولتسرا پہونچے یا ہر گاہ باشد کہ کودکے نادان مین حساب کیا جاتا ہے۔

جنرل اوٹرم صاحب نے گوئنیرے سے فرمایا کہ یہین تیار استہ بیلی گارد کا بتاوہ وہ ناواقف تھا شیر دروازے سے ہوکر لیچلا اور زخمیون کو منشی کے امدیال کے مکان مین چھوڑا جنرل آگے آگے گھوڑے سوار پیچھے گورے سکن باندھی چینی بازار سے منگل سین کی کوٹھی کے نیچے ہوکر چلے عجب کام دلیرانہ و مردانہ کیا کہ باوجود راہ تنگ دونون طرف سے گولی برس رہی تھی کسی جگہ نہ رکے سیدھے بخط مستقیم چلے گئے۔ فی الحقیقت بہادری وجوانمردی میر میدانون کی یہی ہوتی ہی۔ جب قریب مکان عظیم اللہ خان پہونچے کپتان بارلو کی پلٹن کا مقابلہ ہوا اوسکا وہین مورچہ تھا خوب لڑائی ہوئی دو سو تلنگے پچاس گورے مارے گئے جب جنرل بہادر بیلی گارد کے پھاٹک پر پہونچے با واز بلند پکارے خبردار گولی نہ مارنا ہم اوٹرم ہے آپہونچا یہ سنکر گورون نے جھٹ پٹ کس سرعت سی مٹی ہٹا کر ایک پٹ کھولا جنرل بہادر داخل بیلی گارد کس شان وشوکت سے ہوے اوسوقت محصورین کی خوشی کیا بیان ہو تازہ جان سب مین آئی باجے بجنے لگے شادیانون کے سبھون نے باتفاق کھانا کھایا اور حیرت یہ ہے کہ کسی صاحب کے گولی نہ لگی چنانچہ محصورین کہتے تھے کہ جسدن جنرل لارنس صاحب مارے گئے عجیب طرح کا سناٹا تھا گویا سارا احاطہ ماتم سرا ہوگیا تھا اور سبکو یاس

اور افسردگی ہوگئی تھی اوسکے عوض روز داخلہ جنرل بہادر گویا صبح نوروز اور روز عید تھا اور سب لوگون کے دل مین طاقت اور ایک ولولہ پیدا ہوگیا تھا۔

اوسیدن مورچہ جو ظفر الدولہ کے مکان کیطرف اور کوٹھی کارنیگی صاحب مین تھا بیلی گارد سے دھاوا ہوا اوٹھ گیا چتر منزل مین عمل ہوگیا صبح کو جونرن اوٹرم صاحب کے ساتھ سے موتی محل مین رہگیا تھا اوس سے گولی چلنے لگی۔ ۹ بجے نواب شرف الدولہ در دولت پر ایک جانب اوتر کر کھڑے ہوئے توپ منگوائی ادھر گورون نے توپ لگائی طرفین سے گولے چلنے لگے ایک بم کا گولہ توپ پر گرا گولہ انداز زخمی ہوے باقی بھاگ گئے نواب از راہ بہادری آگے بڑھے گورے دوپہر کے ہونے سے ٹھہر گئے نواب کے زخمی ہونے سے فوج کو بہت ہراس ہوا قیصر باغ کے لوگ مارے دہشت کے بن مارے مرگئے دن بہر یہ لڑائی رہی اودھر مرزا وی کوٹھی سے گورے مارتے تھے دروازہ کی توپ سے ایک ہوٹ انگریزی ٹوٹ گیا قریب اصطبل شاہی میدان مین رہگیا ایک توپ قریب قریب موتی محل کے ٹوٹ گئی ہوٹ کو تلنگے صوبہ سنگہ کے اوٹھالائے عجیب دوسری توپ کے لانے کی فکر مین تھی جب جھپٹ کر قریب توپ کے جاتے تھے گورے گولی مارتے تھے کوئی تدبیر نہ بنتی تھی عجب تماشا ہو رہا تھا اسیطرح رات بھی گذری جبدن جنرل اوٹرم صاحب وہ لاکھ فوج جسکی لغایت تعلقدار راجہ کے بیچ مین سے داخل بیلی گارد ہو تقریبًا دس ہزار بدمعاش دریا مین ڈوبکر مرگیا بیس ہزار سوار و پیدل رہا یا شہر سے بھاگ کر دس کوس جا کر دم لیا اور سب کو یہی خوف تھا کہ فوج انگریزی ہمارا پیچھا کرتی چلی آتی ہے۔

فوج انگریزی مجموع مکانات شاہی مین مثل سیل پھیل گئی مثل مرزاوالی کوٹھی موتی محل نصرت باغ تیر فرح بخش بارہ امام امام باڑہ نواب قدسیہ محل کمرہ ہمراہ جناب عالیہ کوٹھی منگل سین۔ امام باڑہ منظر الدولہ حسن علیخان کوٹھی عظیم اللہ خان اصطبل سنچیا آہنی اور مکانات جو ملے ہوے تھے جب گورے چینی بازار سے پھرے ایک سپاہی نجیب و ملازم نے جرأت کرکے ایک صاحب کو برابر سے تلوار لگائی گھوڑے سے گر پڑا مرا اوسکا کاٹ کر علی محمد خان کے پاس ہدیۃً لایا ۲ اشرفی انعام دیا کمیدان صاحب نے اپنا حق سمجھکر لیلیا جب یہ دیکھا ری ہوئی سپاہی نے داد بیداد کی انصاف یہ ہوا کہ کمیدان کی تنخواہ اوسے کاٹ کرا سے دیدیا۔

گرفتاری صاحبزادہ ہائے جنرل مرزا اسکندر حشمت

گورے جب جنرل مرزا اسکندر حشمت کی ڈیوڑھی پر آئے سپاہیوں نے پہلے پھاٹک بند کر لیا تھا جب جلوخانے میں آئے اندر ین سے گولی چلنے لگی صاحب میر داروغہ خواجہ میر ا حبشی محمد تقی خان حکمت الدولہ کا بیٹا میر صفدر علی میر نواب مخدوم بخش تمندار وغیرہ یہ سب باہم اور رفیق جنرل صاحب مارے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہوئے مگر تین آدمی دریا کے کنارہ کی کوٹھری میں چھپ رہے تھے جان سے بچے تین دن تک بے آب و طعام رہے جب باہر نکلے دریا میں کود پڑے گولیاں ہر طرف سے پڑنے لگیں یہ تیر کر اوس پار ہوئے ایک گولی بھی نہ لگی سپاہیوں کے مورچے بر دھرے گئے در دولت پر آئے بعد تحقیقات چھٹ گئے باقی سپاہی جا کر دریا میں گرے گورے داخل محل سرا ہوئے دونوں شاہزادے اور صاحبزادی اور حبشیہ حبشن لاڈو خانم داروغہ محل اور خواص یہ سب ۴۴ تھیں کیونکہ جان سے نہ مارا جنرل اوٹرم صاحب کے سامنے لے گئے اونھوں نے شاہزادوں کی بہت تشفی دلجوئی فرما کر کوپر صاحب کے سپرد کیا اونھوں نے کارنیگی صاحب کے حوالے کیا انھوں نے میجر گنبس صاحب کے خانساماں کے گھر میں بغیر پہرہ رکھا اب سرکار عالی کی ہمت مردانہ اور رحم رعایا پروری کو دیکھا چاہیے اور حفظ خاندان رئیس عدل و انصاف کو بجا لاتے سلوک فوج باغی اور اہلکاران جدید سرکار جابی –

غرض یاقوت علیخان نواب ناظر روتے ہوئے جناب عالیہ کے پاس آئے عرض حال کیا جناب عالیہ نے میر واجد علی سے ارشاد کیا کہ راجہ مانسنگھ سے جا کر کہو اسکی کچھ تدبیر کریں داروغہ نے کہا کہ ابھی راجہ نے شیر دروازہ پر سے دھاوا کیا تھا اونکے سو آدمی مارے گئے بڑی جرات و بہادری کر چکے ہیں اب بہت خستہ و پریشان ہو رہے ہیں اس وقت کیونکر جا سکینگے اور کیا انتظام کر سکتے ہیں فرمایا تم حکم پہنچا دو جب راجہ سے کہا جواب دیا مجھ سے کیا ہو سکتا ہے نہیں معلوم وہ کہیں قید کیا یا مار ڈالا اب کس کی مجال ہے جو وہاں سے لاوے –

جب عورات کے سمجھانے سے شہزادوں نے کھانا نہ کھایا آخر لاڈو خانم اور دو خدمتی باجازت باہر کھانا لیکے گو نکلیں تو ابوں سے بچکر جناب عالیہ کے پاس آئیں مفصل سرگذشت بیان کی کسی نے نشا

ایاڈو خانم بیاہی اپنے گھر جاکر بیٹھ رہی ایک مہری کہ بہت مردانہ باندھ کر کھانا لیگئی دوسری جو بیت نہ گئی حسینہ حبشن کو حکم ہوا تم بھی اپنے گھر جاؤ جواب دیا مینے ان شاہزادون کو پالا ہی انکے پاس ہونگی قصور جنرل بہادر کے خاص محل کا تھا اگر وہ اپنے پاس شاہزادون کو رکھتین کاہیکو آفت آتی مگر سکی مان نہ تھین آپ سوار ہوکر چلی گئین اپنے ساتھ انکو کیون نہ لیگئین ۔

جب دوسری رات موتی محل مین ہوئی جنرل اوٹرم نے حکم دیا تھوڑے آدمی ہین مع رسد و میگزین و اسباب سب بیلی گارد مین چلے جائین حسب الحکم جتنے گورے تھے بیلی گارد مین چلے گئے سپاہ بہادر نے جب یہ حال دیکھا او سنا کہ فضل الہی سے رات بخوبی کٹ گئی اور ابھی تک سب قیصر باغ مین بیچے ہوئے ہین باوجود اس اقل قلیل سپاہ خاص بردار اور کچھ لوگ راجہ مان سنگھ اور راجہ گوربخش سنگھ کے جرنیل اڈی کے آگرے اور جہالت سے عذرات بارد پیش کیے جناب عالیہ اور ارکان دولت نے مصلحتاً طرح دی اس خیال سے کہ موجب شکستہ دلی کا ہوگا اس معرکہ مین اا افسر ادھر کے مارے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہوئے باقی مجروحین و مقتولین کا حساب نہین اور بعض امرا کے معزول خانہ نشین بھی بعد دریافت خیر و عافیت دقت سے پھر اپنی سکم بھلانے سے حاضر حضور جناب عالیہ کے ہوا اور سپاہ بہادر پھر بدستور اپنے مورچون پر قائم ہوئی اور مقابلہ عالم باغ کا کبھی خیال نہ کیا کہ وہی تاک کا جو رہی بلکہ اکثر یہ کہتے ہین کہ وہ میدان مین ہے اوسے کھڑے کھڑے لے لینگے البتہ بیلی گارد کا مشکل ہے کہ وہ شہر مین ہے مگر تعجب اس امر کا ہے کہ سب مورچون سے بھاگ گئی تھی قیصر باغ مین سوا ۶۰ آدمی کے دوسرا نہ تھا ۔ صاحبان عالیشان نے کیون ایسے وقت مین غفلت کی کچھ مفصل معلوم نہین یا جناب عالیہ کو توفیق ہوئی اوسوقت خود بیلی گارد مین چلی جاتین یا خود اوٹرم صاحب کو بلوا بھیجتین کیا خوب بات ہوتی مگر بشرطیکہ موقع ان پر تسلط نہوتا تو کیا عجب ہے کوئی صورت نکلتی ۔

۶ ۔ تاریخ ماہ صفر سنہ الیہ ۲۲ ستمبر ۱۸۵۷ء شاہ جی کو خبر ہوئی کہ گورے بیلی گارد مین چلے گئے خود دیکھ و تنہا اٹھا کہا تم سب یہان شہر مین اکیلا دھاوا کرونگا اپنی کرامات آج دکھا کر انکو بھگا دونگا یہ کہکر موتی محل مین گیا مکان خالی ایک گورہ زندہ تھا مگر ایک مردہ گورے کا ملا اوسکا سر کاٹ لیا جب فوج نے سنا کہ شاہ صاحب نے اکیلے دھاوا کیا پیچھے سے پہونچی شاہ جی کے ہاتھ مین وہ سر تھا

لاف زنی بڑھ بڑھ کے کرنے لگا یہ دیکھ جب اپنا اعادہ ہو گیا اسیطرح بلی گارد کبھی خالی کرا دونگا فوج مین چرچا
شاہ جی کی کرامات کا ہونے لگا اعتقاد ضعیف الاعتقاد سست ایمان کا دوچند ہو گیا تلنگے غسل شاہ دیکر دعوت کرنے
لگے سوا اپنا خلیفہ ایمانی جاننے لگے باہم یہ چرچا ہوتا تھا کہ اگر شاہ جی نہوتا گوروں نے شہر لیلیا تھا اب کچھ سو
بیس تین سو گوری باقی تھی ادسی روٹی کا ٹیوز تحیہ وغیرہ مین بیلے بھرتے تھی وہ بھی خبر منزل ہین بند ہے شاہ جی
اقرار کیا ہے کہ کل کے دھاوے مین سب گوروں کو مار لونگا بیس گھر رہو اور انگریزی سی رات کو مہمان ہین کل سب مارے جاینگے
دوسرا بولا شاہ جی نہین کوئی اوتار پیدا ہوا ہے اسپر کوئی گولہ گولی اثر نہین کرتی ہے غرض اسیطرح کی تعریفیت
وہ دن گذرا دوسرا دماغ عرش پر پہونچا لاف زنی زیادہ کرنے لگا جاہل مذاہب و تمروت سجدے پر جھکے
کپتان رسالدار نے بردی قدم پر سر رکھا شاہ جی نے اپنی ولولہ جوش و خروش مین یہ شعر پڑھا ؎

چون شود در عہد اینان جور و بدعت را رواج — شاہ غربی بہر قتلش خویش عنان پیدا شود
درمیان این و آن گردد بسے جنگ عظیم — قوم عیسی را شکست بیگمان پیدا شود

بھی وہ شاہ غربی مین ہون انکے قتل کو پیدا ہوا ہون میرا کوئی ہمسر نہین ہے جسقدر کیا اصل ہی شاہ
دلی میرے رتبہ سے کم ہے مجھکو حکم الہی میری ہاتھ یہ فرقہ نصارا تباہ مین انکی بیخ و بنیاد مٹا دونگا مین
ظل اللہ خلیفۃ اللہ فی الارض السر ہون لندن مین جا کر لڑونگا شاہ دہلی نے نمانا اوسکی سلطنت پھر
گوروں کے حوالے کر دی اب پھر اپنی عرضی میری حضور بھیجی ہے پھر کچھ قسمت اوسکی اچھی ہے پھر چوبدار کو
حکم دیا ممو خان کے پاس جاو ابلاغ حکم پہونچا دو کہ اب آنکھین کھول کر ہوش مین آو اسقدر بیہوشی نہو
آج تمھاری فوج اور زمینداروں سے کچھ نہو سکا مین نے چار آدمیون سے موتی محل
چھین لیا اگر تم چاہتے ہو سر گوروں کے لوٹ سے بچے اور بیلی گارد ہاتھ آجاوے
تم تومین ابھی پانچ ہزار روپیہ نقد دعوت فقرا بھیجدو سے پیشین قدر میری اطاعت
کرے آج رات کو بیگم میری بیعت کرے اور درصورت عذر کل گوروں کو قیصر باغ مین
بلا لونگا اور ابن لونڈے کو ریاست سے اوٹھا دونگا چوبدار نے ممو خان سے جا کر
کہا شد شدہ یہ خبر جناب عالیہ تک پہونچی اونھون نے منتاح الدولہ شرف الدولہ
ممو خان میر واجد علی کو بلایا سب نے کہا شاہ جی کوئی امام نہین یہ سب باتین
کفر و الحاد کی ہین اپنا رعب جبلی فقط دھمکا کر بٹھایا ہے کسیقدر خیر نقیر سے چیز سے بدہ

درویش پر امیر واجد علی نے کہا ایسی باتون سے یہ اور سر چڑھ بیٹھا بکتا ہے کتنے روز مین ہمارے
مان سنگا اور ہیر پلٹن کے کپتان سے مشورہ کیا بعض نے کہا جو وہ کہے کرو ولی نے بعض
کہا اوسکی اصل کیا ہے اوسے ہمنے سنا ہے رام نے چاہا تو کل ہم دھاوا کرینگے تیسرے
بیلی گارد کو خالی کروا لینگے ایسی باتون سے نہ ڈرو غرض ایا ایام علم دھاوا کا جاری ہوا کہ ایک
طرف گوبارہ دوسری جانب سوار تیسری جانب تلنگے چوتھی طرف شہدے ہون چنانچہ اوسوقت حکمنامے
اس مضمون کے جاری ہوے کہ صبح کو تیاری دھاوے کی ہو افسر اپنے اپنے بستر پر چلے گئے

دو گھڑی رات رہی افسر مع اپنے ہمراہی مورچون پر گئے چارون طرف جھوٹ دھاوے کا
غل کر دیا کہ عنقریب بیلی گارد کو گھیر لیا ہے مگر جب ادھر سے مار پڑنے لگی منہ پھیر کیا کچھ گورے
جناب عالیہ کے گھر سے سر راہ سے خاص بازار کی جانب گولیان مارتے تھے اور سفرمینا کے سپاہی
نے رات بھر کے عرصہ مین اوسکے نیچے سرنگ تیار کی تھی باروت اوسمین رکھ چکے تھے دفعۃً سرنگ کو
آگ دی مع کمرہ گورے اڑ گئے ایک دھنی کمرے کی سید میر کمیدان کے لگی ۔ مر گئے افسرون نے
اپنا نام کر گئے محمد سعید خان ملازم برجیسقدر مارے گئے اور بہت سے آدمی کام آئے گورے بھاگے
تلنگون نے پیچھا کیا دو گورون نے بندوق ماری نامرد با غیرت نے گولی کہائے اپنا حال غیر کیا مورچہ
چھوڑ کر بھاگ گئے گورون نے اوسی راہ سرنگ پر اپنا مورچہ قائم کیا ۔

جب لال بارہ دری کیطرف نجیبون نے دھاوا کیا لال جی محمد امین کمیدان خواجہ سرا نے افسران
مین بڑا کام کیا کہ راہ کی مصیبت جھیل کر بارہ دری لیلی پہلے گورے بھاگے پھر دھاوا کیا لال جی
ایسا بہادر مارا گیا اوسکی نعش اوٹھانے پائے ہمراہی بھاگ گئے اوسکے عزیز نے نعش اوٹھانیکا
ارادہ کیا وہ بھی کام آیا کمیدان کی جورو پانسو روپیے نعش اوٹھانے پر دیتی رہی ایک کی جرأت
نہ پڑی گورون نے پہلے بارہ دری لیلی نجیب بھاگ گئے دھاوا ایسا نہ کیا کچھ سپاہی توپخانے کی آڑ
پکڑ کر رنگنے تھے بہت سے مارے گئے اوسدن بھی بڑا کھیت ہوا گورے تقریباً ۵۰ تلنگے نجیب پانسو
مارے گئے افسر جلیل القدر بھی کام آئے دھاوا پھر آیا ۔

الغرض اسی صورت سے ہر روز گویا گھر مین لڑائی ہوا کرتی تھی تیسرے دن بہت سے لوگ فوج انگریزی
سے بھاگ آئے تلنگے اور بعضین گوئندہ کہکر تلنگے وبعضین گوئندہ کہکر پکڑ لائے اونسے پوچھا کہنے لگے عالم باغ مین

رصد نہین رہی اسواسطے ہم بھاگ کر نکل آئے ایک اونمین گوئندہ بھی پکڑا گیا ایک چٹھی انگریزی جوف پر کے قلم مین لالکہ سے نبداوسکے پاس تھی عالم باغ لیے جاتا تھا ایک شخص نے اوسے پڑھا مضمون یہ تھا کہ ہمنے پہلے راستہ سامنے بیلی گارد کے پل پر ہوکر آنے کا لیا مگر بدمعاشون کا بہت مجمع تھا دونون طرف سے مارتے تھے اوسوقت ہمنے دہنی طرف کی راہ گوئندے کے ساتھ لی حضرت گنج سے داخل موتی محل ہوے وہان سے جب بیلی گارد کو چلے راہ مین بڑی لڑائی ہوئی ایک بڑا جرنل کمی صاحب بہت سے گورے مارے گئے سب مجموع پانسو کام آئے جرنل اوٹرم زخمی ہوے اونکے بازو مین گولی لگی ہڈی بچی وہ چٹھی ممو خان نے میر واجد علی کو دی اور چوبدار کو حکم دیا کہ اس گوئندے کی ناک کٹوا کالا منہ کرکے گدھے پر سوار کر تشہیر کرو چوبدار نے قاسم خان کو ابلاغ حکم کیا وہ افسر کوتوالی تھا عمل مین لایا ولایت حسین منشی جرنل اوٹرم کا عالم باغ سے رسد لینے کو نکلا تھا پاسی پکڑ لائے انکی بھی ایک پلٹن بھرتی ہوچکی تھی ممو خان نے اونسے احوال پوچھا کہا ۳ ہزار گورے جرنل اوٹرم الہ آباد سے لائے مین بھی واسطے بیٹ کے چلا آیا ممو خان نے کہا اصل گوئندہ یہ ہے کل پانسو گورہ تھا یہ فقط ہمارے ڈرانے کو زیادہ کہتا ہے اسکا کالا منہ کرکے گدھے پر سوار تشہیر کرو میر واجد علی داروغہ نے کہا انکا اظہار مین لیلون پھر آپ کو اختیار رہے داروغہ اونکی شکل شرافت بھیا نکر بنرجی اوسے کہا اتنی گوری نہ بتاؤ وگرنہ حیرانی مین پڑو گے اونھون نے کہا مجھے کیا معلوم تھا مین پانسو بھی کم بتاتا مگر سچ یہ ہے کہ فوج انگریزی پیچھے سے اور آتی ہے اور میان مشہور یہ ہوا ہے کہ جرنل اوٹرم مارے گئے غلط ہے وہ مع فوج داخل بیلی گارد ہوے میر واجد علی نے موافق مرضی ممو خان قلت گورون کی جرنل بہادر کا مارا جانا لکھوا کر انھین تشہیر سے بچایا۔

جرنل حسام الدولہ طلب نواب معین الدولہ اور جرنیلی مظفر علی خان

جب جرنل حسام الدولہ معرکہ عالم باغ سے چلے آئے افسران فوج نے جناب عالیہ سے اونکی شکایت کی حضرت محل نے آزردہ ہوکر بہت کلمات سخت فرمائے وہ سنکر اپنے گھر بیٹھ رہے دربار مین نہ آئے جناب عالیہ نے نواب معین الدولہ میر عنایت علی ماموے حضرت جنت مکان کو طلب فرمایا وہ کبھی

کبھی بخوف جان و مال دربار مین آیا کرتے تھے ممو خان نے عہدہ جرنیلی کو اونسے کہا اونھون
نے انکار کیا جواب دیا معلوم ہوا تم بدخواہ سرکار ہو کیون دو مہینے تک اپنے گھر بیٹھے رہے
مرزا برجیسقدر کو نذر دینے بھی نہ آئے انھون نے کہا مین اقربای شاہی سے ہون بے طلب نہ آیا
جب طلب کیا حاضر ہوا ممو خان نے کہا سرکار نے تمھارے واسطے پہلے داروغگی توپخانہ تجویز
کی تمنے انکار کیا کہ میرے لایق یہ عہدہ نہین ہی اب سرکار نے جرنیلی تجویز کی ہی اس سے زیادہ کونسا
عہدہ بالاتر ہے کیون انکار کرتے ہو خلعت لو اونھون نے کہا کچھ احتیاج خلعت نہین اور نہ تنخواہ
کی ضرورت ہی بہرحال اسیوقت مہر جرنیلی حسام الدولہ سے طلب ہو کر انکے سپرد ہوئی بمجبوری وہ
بخوف کام کرنے لگے کہ اسی حیلہ سے جان و مال بچے اور شل فوج نجیب سنگہ شاگرد پیشہ جو آتی
بھی گنگا پرشاد متصدی حسام الدولہ دکھاتا تھا یہ دستخط سبل کر دیا کرتے تھے کبھی کبھی حاضر حضور
جناب عالیہ بھی ہوتے تھے مگر کچہری مین ہر روز جاتے تھے نواب شرف الدولہ سے انسے خلاف سلطنت
سابقہ چلا آتا تھا کبھی صفائی سی نباہ نہ نبا صورت نفاق باطنی چلی گئی آخر شرف الدولہ نے تنگ آکر
جناب عالیہ سے عرض کی کہ کار جرنیلی بہت ابتر ہے اسکی تدبیر مناسب ہو تو بہتر ہے فرمایا جو مستعد
اور صاحب لیاقت لایق جرنیلی ہو اوسے مقرر کرو معین الدولہ اوسکی نیابت مین کام
کرینگے نواب نے مرزائی بیگم مقرب خاص کو محل مین گانٹھ کر مظفر علیخان اپنے بھانجے کو ۱۲ پارچہ
کا خلعت جرنیلی دلوایا وہ کاروبار کرنے لگے معین الدولہ کبھی اونکی کچہری نہ گئے ہر چند جناب عالیہ نے
سمجھایا تھا نا عرض کیا مجھکو تمنا اور احتیاج روزگار کی نہین ضعیف ہو گیا ہون کبھی کبھی فقط سلام
کو حاضر ہونے کا امیدوار ہون اسیوجہ سے وہ اپنے بیٹون اور کسی رفیق یا امیدوارون سے کسیکو
دربار مین نہ لیگئے اور نہ ایک کوڑی تنخواہ کی لی کسواسطے انجام سب کا خوب سمجھے ہوے تھے فی الحقیقت
عجب حالت ضیق مین تھے کچھ نہ بن پڑتا تھا۔

ایک دن جنرل منصوب بوقت صبح بودعلی شاہ کے تکیے پر کنار شہر گئے اوس فوج کے
دیکھنے کو جو دلی سے بھاگ کر آئی تھی فوج مین سلامی توپ کی ہوئی کربلای میر خدا بخش اور
الماس علیخان مین جتنی مقابلہ عالم باغ پڑی ہوئی تھی سمجھی کہ گورا اس ناکے سے شہر مین داخل
ہوے سب بھاگ گئے پر مستعد ہوے جب مفصل ہرکارون سے سنا جان مین جان آئی۔

غرض جب اس سلامی کا پرچہ سرکار میں آیا پچاس روپیہ جرمانہ توپخانہ والوں سے - اشرفی جرنل سے تعلیما لین پھر کورٹ مین چار جنرل تجویز ہوئے کہ وہ کمانڈر انچیف کے اسسٹنٹ سوار پیدل توپخانہ مین رہین چنانچہ بنام نواب جراز الدولہ دلیر الدولہ معین الدولہ وغیرہ مقرر ہوئے مگر اجرائے احکام ایک سے ہونا بنام ہر معرکہ عالم باغ سے تمام شہر مین راجہ مانسنگہ بہادر کی لڑائی کی بڑی شہرت ہوگئی اکثر تعلقدار کہتے تھے ہمارے سپاہی بہت مارے گئے کسیکا نام ایسا ہم مین سے نہوا راجہ فقط ایک مورچہ عالم باغ پر گئے نام اونکا مشہور ہوا سرکار سے خطاب فرزندی بھی ملا پس ہر تعلقدار جو یا اپنے نام و نمود کا ہوا کوئی تنہا ہوکر نہ لڑا جس سے نام ہوتا -

پہونچنا کمانڈر انچیف کا کانپور سے عالم باغ مین وغیرہ سوانحات

۹ - نومبر کو سر کالن جی سی بی کمانڈر انچیف کانپور سے گنگا کے اس پار اترے منزل بنہر اکر بنی مین ۷ کوس لکھنؤ سے خیمہ کیا اونکے ساتھ فوج اس تفصیل سے تھی -

۸ توپین کپتان میل بریگیڈیر جہازی -

۱۰ - اسپی ۶ میدانی بھاری توپخانہ شاہی

۹ - رسالہ گوروں کا - ۸ ۵۳ ۷۵ ۹۳ رجمنٹ پیدل

۲ رجمنٹ ماسکہ پنجابی - سائی پر زمینرس تھوڑے یہ سب ۲۷۰۰ پیدل اور ۷۰۰ سوار پنجابی ہندوستانی -

۱۴ - نومبر روز شنبہ ۱۸۵۷ء مطابق ۲۵ ربیع الاول ۱۲۷۴ھ داخل عالم باغ ہوئی کئی ہزار اونٹ کرانچی چھکڑے کئی سو ہاتھی ساتھ تھے اونام بشیر گنج - نواب گنج بنی مین جابجا تھانے بٹھاتے آئے اور تار برقی بھی جابجا درست کردیا راہ مین جتنے گانون قریب سڑک تھے خوف سے وہان کی رعایا بھاگ گئی تھی

جب خبر آمد کمانڈر انچیف بہادر آئی کہ اس کثرت سے فوج ظفر موج اور سامان میگزین وغیرہ علیحدہ قریب لاکھ آدمی کی جمعیت سے چلے آتے ہین فوج کو حکم ہوا آگے بڑھکر روکے ادھر بڑھنے نپاوے

یہ سنتے ہی راجہ مادھو سنگھ بہادر تعلقدار گڑھ امیٹھی دو ہزار سپاہی اپنے لیکر بطور دھاوے کے جا پہونچے اور فوج باغیہ ابھی کوچ نہ کرنے پائی تھی کہ بنی اور فیروز گنج کے میدان میں لال مادھو سنگھ سے لڑائی شروع ہوئی سرکار میں خبر آئی کہ لال مادھو سنگھ نے دو پلٹن گوروں کے کاٹ ڈالے بڑی بہادری کی ایک پلٹن رہ گیا ہے وہ پیچھے ہٹ گیا ہے وہ بھی مار لیا جاتا ہے کوئی امر ہراس کا نہیں ہے۔

الغرض یہ خبر سنتے ہی بہت تحسین و آفرین کی اندر باہر دھوم مچی اور در اصل وہاں یہ حال گذرا کہ کسی گاؤں میں آڑ پکڑ کر راجہ کے لوگوں نے لڑنا شروع کیا تھا گوروں نے چار طرف سے گھیر لیا راجہ مادھو سنگھ جماعت قلیل سے راہ مجبوری سے بھاگ کر چلے گئے بعض کہتے تھے یہ غلط ہے وہ لڑ رہے ہیں بعض کہتے تھے وہ بہت سے مر گئے پھر خبر آئی کہ ۵۰ آدمیوں سے اپنے گھر گئے ہیں اگر سرکار سے کمک نہ جائیگی کسی طرح زندہ نہ آسکیں گے یہ خبر سنتے ہی راجہ مان سنگھ بہادر نے از راہ دوستی سرکار سے خبر کو بھیجے اثنای راہ میں دیکھا کہ راجہ دو تین آدمی سے چلا آتا ہے وہ لوگ راجہ مانسنگھ کے مکان پر لے آئے مادھو سنگھ نے قسم کھائی کہ جب تک میں گوروں کو نہ مار لونگا نہ کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا۔ آخر سبھوں نے سمجھایا کہ اگر کھانا نہ کھاؤ دودھ پی لو جب طاقت ہوگی تلوار کسکے زور و قوت سے لگاؤگے غرض خجالت سے دو دن تک کچھ نہ کھایا وجہ اسکی یہ تھی کہ ایسی مار پڑی تھی جسکے رعب اور خوف سے حواس درست نہ تھے اور پردے سے کہتے تھے کہ پھر لڑنے کو جاؤنگا سب گوروں کو مار لونگا مگر بعد اسکے پھر جنبش بھی نہ کی سچ تو یہ ہے کہ جو زمیندار تعلقدار پہلے آیا خوب لڑا دوبارہ لڑنے سے جی چورایا معلوم ہوا کہ گورے عالم باغ میں اور کمک کو پہونچی توپیں چھین لیں پھر تلنگے داخل شہر اور کمانڈر انچیف عالم باغ میں داخل ہوئے۔

تھوڑے سے گوروں نے جا کر قلعہ جلال آباد میں دخل کیا وہاں پلٹن نجیب سے تبدیلی تھی اپنی جان بچا کر نکل گئی گوروں نے کئی دن تک قلعہ میں دھس باندھنے کی تیاری کی پھر معلوم نہیں کس صبب سے موقوف رہی۔

پھر روز ممو خان کو خبر پہونچی کہ آج گورے دو سو کل تین سو داخل عالم باغ ہوتے جاتے ہیں اس خبر پر نواب اور ممو خان نے اشتہار جاری کیا کہ جو سر انگریز کا لاوے سو روپیہ انعام پاویگا

اور گوروں نے نہر کا پچاس اور حکم دیا کہ جتنے پل پختہ نہر پر ہین سب گرا دیے جائین اور نہر پر باندھ باندھو اور پلٹن نجیب و تلنگہ کو حکم دیا کہ گرد باغات عالم باغ مین اپنا پڑاو کر کے مورچہ قائم کرو۔

محاربہ وھا وا عالم باغ فوج کا جانا فوج انگریزی کا محمد باغ و دلکشا سے آنا

۱۵- ربیع الثانی روز یکشنبہ سنہ الیہ کئی رسالے جنگی پلٹن تلنگہ و نجیب نظامت ملازم قدیم و جدید و کلکٹر راجہ جے لال سنگہ لے کر آئے کربلاے میر خدا بخش الماس علیخان باغ داروغہ عاشق علی نواب خاص محل مصلح السلطان اور جو باغ قریب تھے اور مرزا مہدی علیخان کے باغ مین جو پارہ کے گانون مین ہے اور کنار شہر پشتہ باندھ کر بندکشی کی اور جا بجا توپین لگائین۔

۱۶- روز دوشنبہ صبح کو فوج باغی تیار ہو کر کنوسی جلال پور کے میدان مین مقام عالم باغ جا کر کھڑی ہوئی تھوڑے گورے ادھر سے دو توپ اسپی لیکر نکلے دو ساعت تک دو بدو کچھ رد و بدل ہوا کی آخر ناکام پھر آئے ۱۷- سہ شنبہ کو اوسی طرح پھر سامنا کیا فی الجملہ نسبت کل کے اچھے رہے اور گورے بھی حد سے زیادہ نہ بڑھے اب قرینے سے معلوم ہوا کہ فوج انگریزی کو تا کربلا سے داخلۂ شہر منظور نہین کسواسطے کہ بیلی گارد تک شہر سے گذرنا مشکل ہو جائیگا۔

۲۵- ربیع الثانی سنہ الیہ مطابق ۹- نومبر عیسوی فوج انگریزی عالم باغ سے دلکشا ہو کر بیلی گارد کو رستہ شاہی سے یا شارع عام سے جاے ایک سوار خبر لایا کہ گورے بڑھے آتے ہین فوج باغی پیچھے ہٹی آتی ہے راجہ مانسنگہ نے تصدیق خبر کو اپنا ہرکارہ بھیجا وہ بھی خبر لایا کہ سچ ہے فوج بہادر بھاگتی چلی آتی ہے یہ سنکر راجہ نے بھی اپنا سامان چلے جانے کا کیا دردولت پر تلاطم ہو گیا ممو خان نے ہر چند فوج کو مع افسر روانہ کیا مگر جو گیا خدا کے فضل سے اپنا بھاگ لیکر آیا ایک اور ہرکارہ خبر لایا کہ محمد باغ گوروں نے لے لیا وہان کی فوج سب بھاگ آئی اور جہان انگریزی تلنگے ہین وہ سب کچھ ٹھہر توپین بھی لگائین جب گورے انکی طرف بڑھے اونکی صورت دیکھکر بھاگے کوئی سامنے ٹھہرتا یقین ہے کہ دوپہر تک میہان اور شہر مین گورے داخل ہو جائین یہ سنکر ممو خان نے مجاہد الدولہ احمد علی خان عرف چھوٹے میان کو بلوا کر کہا کمپ نصیرآباد جو دہلی سے آیا تمہارے سپرد ہے تم اوسکے افسر ہو پہلے وہ لوگ سات روپیہ کی تنخواہ پر راضی نہ تھے اب اونسے ۱۲ روپیہ کا

اقرار کیا ہے چار ہزار واسطے چھینے کے دیگر جلد روانہ کرو احمد اللہ شاہ سے بھی دھاوے کو کہلا بھیجا اونہون نے بھی جواب دیا میرے سپاہی بھی بھوکے ہین دو ہزار اونھین بھی بھیجدو وہ بھی چلین اس عرصہ مین گورے میدان دلکشا مین آپہونچے مقابلہ ہوا مجد علیخان نے پانچ آدمیون سے دھاوا کیا بڑی بہادری کی جب نوبت تلوار و سنگین پہونچی یہ سب مارے گئے احمد اللہ شاہ اور احمد علی نے بھی دھاوا کیا پیش نہ گیا اوسوقت تلنگون نے کہا یہان کے کارتوس مین بہوسی بھری ہے اور بڑے گراب کے گرنج بھرے ہین یہ سبب ہے کہ سب اہلکار انگریز سے ملے ہین جو توپ ہم مارتے ہین اوسپر کچھ اثر نہین کرتی اونکی توپ سے ہمارے سب سپاہی مرے جاتے ہین اوسیوقت در دولت پر آکر داروغہ میر واجد علی کو گھیرا اونھون نے اپنی حکمت عملی سے ٹالا وہ سپاہی جو دلی سے آئے تھے چپکے چلے گئے پھر ممو خان کو گھیرا بہوسی گرابون مین کسنے بھری ہے بتادو اونھون نے میر محمد علی کارندہ کاظم علی داروغہ میگزین کو بتایا محمد علی جو گراب بناتا تھا اوسکا سامنا کردیا اور کہا دستور گراب بنانے کا یہی کہ اوس مین بہوسی پڑتی ہے تلنگون نے کہا یہ سب جھوٹ ہے تم سب انگریز سے ملے ہو ہم تم سب اہلکارونکو مار ڈالینگے غرض پھر جناب عالیہ کے حضور گئے ممو خان کو اپنے ساتھ لیتے گئے اور گالیان دیکر کہا یہ انگریز سے ملا ہے اور سب اسکے کارندے اوسوقت روبرو جناب عالیہ نواب رونے لگی ہوئی ممو خان کو بچایا اور کہا جسپر تمھارا شبہہ ہو اوسے مار ڈالو تلنگون نے میر محمد علی اور ایک متصدی جو گراب بنواتا تھا مشکین باندھ سڑک پر لیجا کر مار ڈالا اس امر مین تلنگون کا گمان غلط نہ تھا یہ کارروائی اپنی عاقبت اندیشی سمجھکر کرتے تھے کہ اگر عمل انگریزی ہوجائیگا ہم اسی خیرخواہی کو پیش کرینگے۔

بعد اسکے احمد اللہ شاہ نے اسیر اور لون مرچین لگا مشہور کیا کہ یہ گورے اور گراب آر صاحب کے بنواتے ہین جیسے سر دو صاحب تین میم ایک مس کے ساتھ متولی کے راجہ لونا سنگھ نے بھیجا ہے مار ڈالو وہ چاہتا ہے ہماری شکست ہوجاے انگریز کی فتح اور اہلکار سرکار جسقدر ہین معروف اونکے ساتھ کیا چاہتے ہین اسیواسطے آر صاحب وغیرہ کو جان سے نہین مارا بلکہ راحت آرام سے رکھا ہے اپنے بچاؤ کے واسطے جناب تلنگے بگڑ کر صاحبان موصوف کے تلاشی در دولت پر آئے۔

مشورہ بچانے اسیران فرنگ کا پھر اونکا قتل ہونا

قبل از داخلہ فوج انگریزی ہمراہ کمانڈر انچیف بہادر دیوان انت رام وکیل راجہ مانسنگھ اور داروغہ میر واجد علی مین مشورہ ہوا کہ جب تلنگے بھاگینگے غصہ مین آکر یا دہ ضعیف سمجھکر آر صاحب وغیرہ کو ضرور مار ڈالینگے پس کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ قیصر باغ سے اونھین نکالدو وجہ اسکی یہ ہے کہ جب آر صاحب کی پلٹن متعین علاقہ راجہ بہادر تھی دیوانجی سے کمال خصوصیت سے دوستی ہوگئی تھی اس صحبت سے از راہ حق دوستی اور اپنی شرافت سے ہمہ تن متوجہ اونکی رہائی کے ہوئے تھے مگر تدبیر تقدیر سے کبھی پیش نہین جاتی - غرض یہ دونون ممو خان کے پاس گئے اور کہا تمکو آر صاحب کا مار ڈالنا یا بچانا منظور ہے جواب دیا حتی الوسع بچانا میر واجد علی نے کہا کہ اس مکان سکونت مین تلنگون نے صاحب کو دیکھ لیا ہے ایسا نہو کہ زبردستی چھینکر لیجا کر مار ڈالین دوسری جگہ رکھنا چاہیے ممو خان نے کہا اسمین جو تم مناسب سمجھو اوسوقت داروغہ نے نجیب جو پہرے پر تھے کہا کہ تمکو ہم سو سو روپے دینگے اونکو دوسرے مکان مین لیچلو وہ راضی ہوگئے اور دیوان انت رام سے یہ صلاح ٹھہری کہ جب قیصر باغ سے یہ نکل آوین تم گڑھی شاہ گنج مین اونھین بھیجدو وہان سے الہ آباد کو - چنانچہ داروغہ نے مآل اندیشی سے اپنے عیال کو پہلے نکالدیا اور پانسو آدمی راجہ کے قریب امام باڑہ نواب ملکہ زمانیہ آکر کھڑے ہوئے اور یہان دو ڈولیان تیار کین اسباب بھی لد چکا فقط اسیرون کے سوار ہونے کی دیر تھی بچے خان سپاہی ساکن خیر آباد نے کہا شاید راہ مین کوئی تلنگہ ہمین لوٹ لے ہم ڈولیون کے ساتھ نہ جاینگے اور اوسنے خفیہ جاکر ممو خان سے یہ ماجرا کہدیا کہ آر صاحب کی تدبیر نکالنے کی ہو چکی ہے آپ سے ازراہ خیرخواہی عرض کیا ہے کہ اس سے جیا نے تلنگون سے جاکر یہ راز کہدیا ممو خان نے کہلا بھیجا کہ کیا کرتے ہو تلنگے سب برانگیختہ ہوگئے ہین ایسا نہو اسی حیلے سے ہم تم سب کو زیر تیغ لے ڈالین اونھون نے جواب دیا کہ ہمنے بموجب تمھارے اجازت کے اونھین قیصر باغ سے علیحدہ رکھنا چاہا ہے ممو خان نے کہا آج ملتوی رکھو کل لیجانا بعد اسکے شاہ جی کو مفصل یہ خبر پہونچی اوسنے تلنگے بول پلٹن کے بھجوا دیے اونھون نے آکر بندوقین ممو خان اور شرف الدولہ پر رکھدین اور کہا آر صاحب کہان ہے داروغہ

میر واجد علی منصور نگر مین نواب خرد محل کے پاس اسی بندوبست کر گئے تھے وہ تو اوس وقت اپنی قسمت سے نکلگئے اور جناب عالیہ اور نواب نے بھی اس امر مین بڑی کد کی مگر شاہ جی نے نہ سنا کیا ایسی رعایتون سے فتح مین دیر ہوتی چلی جاتی ہی غرض اوس دن تلنگے صبح سے آئے تھی آخر آر صاحب وغیرہ کو شاہ جی کے پاس لیگئے صاحب موصوف نے جانا کہ تلنگے آپہونچے آپ اوس مکان سے از راہ مجبوری باہر نکل آئے شاہ جی نے آر صاحب سے کہا تم تندرست اور بہت تیار ہو تمکو قید مین تکلیف نہین ہوئی ورنہ دُبلے ہوجاتے اور مکان بھی سب طرح سے میز کرسی اسباب سے آراستہ تھا تمھین کون اسطرح کے آرام سے رکھتا تھا اوسکا نام بتاؤ صاحب نے کہا مین نہین جانتا لیکن ایک مشہودار وغیرہ اور جمعدار تھا وہ اکثر میرے پاس آیا کرتا تھا تلنگون نے کہا بہتر یہی ہے سچ بتاؤ ورنہ ہم تمکو مارڈالینگے غرض جب قریب تارے والی کوٹھی پہونچے اور شاہ جی بھی متواتر یہی کہتے گئے آخر ایک تلنگے نے صاحب کے بازو مین گولی ماری اور کہا اب بھی خیر ہے تم نام اوسکا بتاؤ تمھین ہم چھوڑ دینگے ورنہ مار ڈالینگے صاحب نے کہا مین مطلق نہین جانتا خلاصہ چارون صاحبون کو محاذی صحن کوٹھی قریب سرک شارع عام واقع دروازہ سیاہ تیلی شھر باغ کے مار ڈالا کپتان آر صاحب اوس وقت بڑی بہادری سے کلمات سخت تلنگون کو کہتے جاتے تھے وہ بیچارے ظالم ابری ایک گولی مار کر ٹھہر جاتے تھے کہ انھین بہت سی تکلیف ہو آٹھ گولیان کھا کر گرے اوسکے بعد دو دن تک میر واجد علی کی تلاش رہی وہ روپوش ہوگئے تھے دیوان اننت رام چھپکر جان بچا کر بھاگے شہر مین پھرتے پھرتے ایکدن عیش باغ پہونچے جہان جب بہادر کے لوگون کا پڑاؤ تھا راجہ صاحب بھی سیدھے چلے گئے تھے ورنہ تدبیر ہو چکی تھی کہ ایک وقت خاص مین سب کہارون کی ڈاک مین شاہ گنج روانہ ہوجائے اور غیر متعارف گومتی کے گھاٹ سے اوتر سکے چنانچہ دو سو روپیہ کی کشتیان بھی عبور کو مول لے چکے تھے اور شاہ گنج تک برابر ڈاک کہار اور سپاہ کی بٹھا رکھی تھی بلکہ اس سے زیادہ تدبیر کی تھی کہ سپاہیون سے عقب کوٹھی نواب روشن سرنگہ دلوا کر ان اسیرونکو بے تکلف نکال لیجائین مگر اجل نے راز نہانی کو کھولدیا مگر اوس نیکی و حسن خدمت کا ثمرہ بقدر مقسوم قلیل یا کثیر سرکار سے بیگناہی اور باعث عزت حاصل ہوا چنانچہ دیوان جی کو اس صلہ مین ۱۴ گاؤن معافی ملے اور نام نیک خیرخواہی سرکار مین مندرج کتاب اور زبان زد حکام ہوا- میر واجد علی نے پانسو روپیہ کی

اشرفی شاہ جی کے پاس اور ایک عرضی بھیجی کہ تمہارے تلنگے ناحق درپے میری جان کے ہوگئے ہیں
چاہتے ہیں کسی حیلے سے مار ڈالیں محض مخبیر بہتان کرتے ہیں بغیر آپ کی عنایت کے میرا بچنا دشوار ہے
امیدوار ہوں ایک پروانہ امان عنایت ہو اوسکے وسیلے سے میری جان بچیگی شاہ جی نے پروانہ بھیجا
پھر آکر اپنے کاروبار میں مشغول ہوگئے پھر تلنگے متعرض نہوے شاہ جی نے بہت اسباب روپیہ اشرفی ہر طرح
سے لیا مگر نہ اونکا صحیح معلوم ہوا اور نہ اوسکا قیام کسی کے پاس معلوم ہوا سب نے اپنی گردن لیکے

محاربات مکانات شاہی

جب فوج انگریزی میدان دلکشا میں پہونچی راتکو پورن داروغہ کے مکان میں ٹھہر کر نشتہ اور پل نہر کا باندھکر صبحکو نواب مبارز الدولہ کے مکان پہونچی جو کچھ وہاں رہگیا تھا لوٹا اور نواب پیشتر اس ہنگامہ کے شہر میں چلے گئے تھے گانوں اور محلے جو قریب نہر تھے سب میں آگ لگادی سارا شہر روشن ہوگیا تھا اور باغی ہر مورچے سے کچھ لعنت بھیج کر بھاگتی اور ہٹتی چلی آتی تھی اور ہر جگہ غالب ہوتے جاتے تھے۔

جب صبح ہوئی تو شرک جو گوروں نے قریب خورشید منزل بنائی تھی تلنگوں سے لڑائی شروع ہوگئی جب گوروں نے سکندر باغ لینے کا ارادہ کیا خورشید منزل سے گولے اور گولی کی مار پڑنے لگی سکندر باغ میں اور شاہ نجف میں دو ہزار تلنگے عجب سکندر سے تھے باڑھ بندوق کی اور موتی محل سے گراب توپ کا پڑنے لگا مگر گوروں نے بڑی بہادری سے سکندر باغ کو گھیر لیا اور پھاٹک سے اندر باغ کے دھاوا کیا تلنگے جب گھر گئے راہ کسیطرف سے بھاگنے کی نپائی حوض میں گر گر کر مر گئے اور جو دیوار سے پھاند کر نکلے مارے گئے مگر بڑا کھیت پڑا ۱۲۲ افسر ہندوستانی جان سے مارے گئے ۵۴۲ زخمی نیم جان بچے انمیں سے تھوڑے زندہ رہے باقی مرگئے اور ۱۶ نومبر سے ۱۸ تک ۱۱۰ افسران سے اور ۳۲۳ زخمی ہوے اور کمانڈر انچیف بھی زخمی ہوے اور جنرل نیل صاحب کے بھی گولی لگی۔

پھر فوج انگریزی چوپڑ کے اصطبل پہونچی حضرت گنج نہ گئی اس جہت سے کہ دھاوے کے سپاہی ہر طرف

بہت ہوشیار تھے احمد اللہ شاہ بھی اپنی سپاہ سے دور دور پر لڑتا رہا حضرت گنج مین بکڑا گورے کا
اوسکے دستے ہاتھ مین لگا زخمی ہوکر بھاگے پھر گورے لڑتے فوج باغی کو بھگاتے موتی محل مین آئے
جنرل اوٹرم بہادر نے اپنی فوج سے بیلی گارد سے دھاوا کیا موتی محل تک میدان صاف کر دیا
بیچ کے گھر سے کوٹھیان گرا لیے ہین مورچے باغیون کے اوٹھ گئے جب چتر منزل مین آئے اودھر
سے کمانڈر انچیف ہویلاک صاحب بہادر فوج سے گرد پھر کر پہونچے دونون جنرل سے ملاقات ہوئی
اوس دن بھی عجیب معرکہ طرفین سے ہوا اور چتر منزل سے دلکشا تک کمانڈر انچیف کے لشکر کا پڑاو
پڑا انسرت باغ کو کھود کر سڑک لیٹ ورپا بنائی کر ایک درجہ باہر نیاز فتح بخش اور چتر منزل دریا مین
رہتا تھا ہموار زمین دوسرا درجہ ہوگیا اور رکھنے واسطے بجا دی گولہ قیصر باغ کے ہموار کر دیے تین ادمین
جھانکی باندھ کر موتی محل مین لگائین اور گراب مارنا شروع کیا پھر میدان قیصر باغ تک کوئی نہ ٹھہر
سکا گولے بم کے موتی محل اور بیار کی کوٹھی سے قیصر باغ مین علی الاتصال آنے لگے فوج باغی جو
ہر طرف پھیلی ہوئی تھی جا بجا متفرق ہوکر گوشہ امن ڈھونڈھنے لگی۔ صاحبان عالیشان کو منظور
یہ ہوا کہ بچون اور بیم کو بیلی گارد سے نکال کر بھیجا وین گورے ایک دفعہ یورش کرکے در دولت پر
آئے بچارے کہنے لگے پھاٹک کھولو ہم آپہونچا ایک توپ دروازے پر لگی تھی اوسکے گولنداز بھاگ
گئے اتفاقاً بشیر الدولہ کی دوکانون مین ایک بھٹیارا رہ گیا تھا ایک شخص اور بھی راہی پیدا ہوگیا
یہ حال دیکھکر وہ توپ جو بشیر سے بھری ہوئی تھی اوسے دور کر مہتاب دی دفعتہ سامنے سے گورے
گر گئے ان دونون نے پھر دوبارہ توپ مین دیکر داغدیا اسفلک کا کچھ خیال نہ کیا ناواقف تھے
حرارت آگ سے توپ پھٹ گئی خود بچ گئے تیسرے چھرے مین گورون کے منہ پھر گئے اس
عرصے مین حضرت گنج سے ایک پلٹن جو سب کے پہلے دلی سے آئی تھی آپہونچی اونے پیچھے
سے کمر باری گورے سیدھے رمنہ مین چلے گئے

دوشنبہ کو جب نواب نے یہ حال باغیون کا دیکھا اپنے جان نثارون سے لشکر محمدی قیصر باغ
سے اوٹھا کر بقصد جہاد ایمانی باہر نکلے شہر دو مسلمان کو غیرت دلائی کہ تمنے حمیت غیرت مذہب وہ
اس وقت مین اپنی جانکو بسر نہ کرسکے جب باہر کے چلو جانے کا علم لیے آئے بجز ازقلیل من عبادی
الشکور ایک بھی نہ تھا بلکہ جتنے تھے سب جنرل صاحب بہادر دولتخانہ کی کھڑکی سے سیدھے سر جھکائے

باہر بھاگ گئے پیچھے پھر نہ دیکھا آخر ہزاروں گالیوں کے چھرّے پڑنے لگے وہ سب سنتے
چلے گئے گویا کانوں پر جوں بھی نہ رینگی ۔

جب صاحبات محل نے غازی مردوں کا یہ حال دیکھا پابرہنہ سراسیمہ پریشان حال دامن پھٹے
پائچوں کو اپنی پتلی کمروں سے کم باندھے ہوئے باحقیقت مثل پاندان وغیرہ اشیا بیش قیمت بقدر
تحمل وقت ہمراہ اوٹھا کے ہر شخص سے پوچھتی تھیں کیوں بھائی جب گورے محل میں آئیں ہم کس
دروازے سے کس طرف کو جائیں جناب عالیہ نے اوس وقت حالت یاس میں مرزا برجیس قدر
کو تبرکاً پوشاک سبز پہنائی اور اپنے حاضرین سے کلمات یاس فرماتی تھیں کہ ہاں فوج جنگی چھوڑ کر
چلی گئی بعض ارکان دولت نے تجویز کیا کہ اگر جناب عالیہ یہاں سے شہر میں جا کر کسی مکان میں رہیں تو بہتر
ہے مگر خود جناب عالیہ نے نمانا ثابت قدم رہیں باہر کے پھاٹک میں قفل ڈلوا دیا اور سبکو یقین
ہوا کہ جس وقت صاحبات محل قیصر باغ سے باہر نکلیں بے شبہ فوج باغی سب کے سب گھر والے گھر کو
لوٹ لینگے ایک تنکا نہ چھوڑینگے ۔

غرض صبح دوشنبہ سے شام چہارشنبہ تک حالت سکرات رہی سہ شنبہ کو علی محمد خان نے پھر علم
اوٹھایا اور قرآن شریف کو مثل نشان کے نیزہ میں باندھ کر اوٹھایا ایک ساعت تک کلمات یاس منھ
سے کہتے رہے کوئی مسلمان تعظیم قرآن کو بھی اوٹھا آخر آبدیدہ ہو کر قرآن اور علم کو حجرے میں رکھ دیا
کیا سب کے دماغ میں خلل آگیا تھا کہ اونھیں سے کوئی انجام کار کو نہ سمجھا اگرچہ سب فوج مطیع
حاکم وقت ہوتی اور عدل و انصاف سے پرورش رعایا سے ہاتھ نہ اوٹھاتی تو کیا عجب ہے کہ یہ
روز بد نہ دیکھتی ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ۔

یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ گورے جو نوتی محل سے بم کا گولہ مارتے تھے جنرل صاحب نے حکم
دیا تھا کہ اس تعداد پر گولے لگا کہ اگر قیصر باغ خالی ہو جائے بہتر والا دست بردار ہو جانا اسکا شاہد
حال خود گورنمنٹ کا کلام ہے کہ انھوں نے پکار کر یہاں کے سپاہیوں سے کہا کہ ہماری بات یاد رکھو
کل ۱۰ بجے ہم قیصر باغ میں حاضری کھائینگے یا اپنی ولایت چلے جائینگے اسکو سنتے ہی صاحبات محل کو یاد آیا منظر
اب تقدیر خدا کو دیکھنا چاہیے کہ بم کے گولوں سے دیوار دولتخانہ قدیم مثل غربال ہو گئی تھی اور
قیصر باغ میں ہر مکان پر مینھ برس رہا تھا ہوا میں تھوڑا اپنے زمین سے رہ کر پھٹ جاتا تھا اگر

آدمیون کے مجمع مین گر پڑتا تھا زمین مین دھس جاتا تھا یا کوٹھے کی چھت یا دیوار پر گرتا تھا مگر
اس کثرت بارش مین فقط ۲ - آدمی مجروح اور دو جان سے گئے باقی کسیکو صدمہ نہ پہونچا اور گوندے
انگریزی ہر روز ہر طریق سے پکڑے جاتے تھے قید ہوتے تھے زر نقد روپیہ اشرفی اونکے پاس نکلتا
تھا چھین لیتے تھے اور اکثر کو تلنگے جھنجھلا کر گولی مار دیتے تھے ایک گوندے کو جنرل کی کوٹھی مین
بلا اشتباہ صاحبان عالیشان جو دوربین سے دیکھ رہے تھے بکذیب خبر پر گولی سے مار ڈالا
اسے لوگ کرامات سمجھے تھے یعنی اوسنے خبر دی کہ قیصر باغ مین بہت شمرہ لوگ رہ گئی ہین باقی سب بھاگ گئے
جاتے ہین اور جنرل کی کوٹھی سے بہت سے لوگ سبز پوش ہر مقام پر دوربین سے نظر آتے ہین
یہ اسرار بھی تھا کسواسطے کہ مفتاح الدولہ بھی کہتے تھے کہ فی الحقیقت مجموع ۶۰ - آدمی سب
رہ گئے تھے واللہ اعلم -
تلنگے سوار بھاگ کر عیش باغ آغا میر کی سرائے عیش آباد - گنشا ئین گنج پہونچے - احمد اللہ شاہ بھاگ کر
نواب علی نقی خان کے مکان گاؤ گھاٹ مین گئے باقی تلنگے شہر سے دس پندرہ کوس نکل گئے
شاہ جی نے اسباب بارہ دری نواب پر قبضہ کیا اور فقیری شر مار کر نواب سے کہنے لگا سب قتل سب
قتل - بعد اسکے انگریز قتل مطلب یہ تھا کہ مین صاحب کرامات ہون فوج نے برجیسقدر کو بادشاہ
کیا مجھے نہ کیا پہلے سب فوج قتل بعد اسکے رعایا کہ میرے شریک دین ہوئی - برجیسقدر نے
بیعت کی بعد اسکے مین اپنی کرامات سے سب گورے اور انگریز سے قتل کر دیتا جو میرے
شریک ہوتے وہ بچ جاتے اگر کوئی افسر یا تلنگہ شاہ جی سے کہتا تھا کہ آپ وعدہ کیجیے چلین تو کہتا
تھا جب برجیسقدر اور اوسکی مان میرے قدم پر سر رکھیگی بیعت کریگی اوسوقت جاکر سبکو ایک
دم مین قتل کر دونگا واہ - تو کار سے زمین را نکو ساختی -
جب فوج انگریزی نے تارہ والی کوٹھی لے لی قیصر باغ سے فوج بھاگی محلات معلی
مین تلاطم پڑ گیا جناب عالیہ نے اوسوقت مرنے پر کمر باندھکر سید الشہدا کا ماتم حلقہ عورات مین
شروع کیا جب نواب نے یہ حال سنا علم لیکر باہر آئے اور کہا جسے مرنا ہو میرے ساتھ چلے
اوسوقت قیصر باغ مین تقریباً ۵ سو آدمی تھے اونمین دو سو مرنیکو تیار ہوئے میر صفدر علی نے نواب سے
عرض کی کہ علم سید کے ہاتھ مین ہونا چاہیئے میر رضا علی اپنے وکیل کو آگے کیا کہ یہ سید ہے بہادر بھی ہے چنانچہ علم نواب سے

لیکر میر فدا علی کو، یا وہ پچیس تیس قدم آگے بڑھا جاتا تھا نواب مع اپنے جان نثار پیچھے چلے جاتے تھے بشیر الدولہ کے مکان کی طرف سے ارادہ دھاوے کا کیا ادھر سے گراب توپ چلی پھر کسیکا آگے قدم نہ بڑھا بھاگنا شروع کیا نواب بھی مع اپنے یار غار پھر کر چلے آئے

جناب عالیہ نے اپنی سواری وغیرہ جسقدر کی منگوائی تیاری بھاگنے کی کی اوسوقت ممو خان اور افسرون نے سمجھایا کہ ہم تھوڑی دیر مین فتح کیے لیتے ہین آپ کیون گھبراتی ہین آپکے چلے جانے سے سبکو ہراس ہو جاویگا گھر سب لٹ جائیگا پھر کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی -

صاحبان عالیشان نے ایک نشان جو قریب چینی بازار نصب کیا تھا اوسے فوج باغی نے لیلیا تھا کچھ نجیب مقبرہ جنت آرامگاہ مین رہگئے تھے اور گورے بیم کے محل مین متصل چلے گئے تھے چنانچہ بیم کے گورے محل مین ٹوٹے باقی کا شمار نہین اوسی رات کو ہرکارہ خبر لایا کہ مقبرہ کے نیچے سرنگ آتی ہے جتنے سپاہی سورچہ مقبرہ پر تھے وہ سب بھاگے آتے ہین بلکہ سب بھاگ گئے میری مہدی اوستاد اور محمد حسین اتالیق تصدیق خبر کو گئے زیر قدم کھٹ کھٹ کی آواز سنکر بھاگے محمد قاسم رسالدار رسالہ کو حکم ہوا کہ وہ بھی گئے اب یقین سرنگ کے آنے کا ہو گیا پھر سائیں بیس بیس کے سپاہیون نے اوس سرنگ کو کاٹ دیا گورے نے ادھر سے بندوق ماری ادھر سے تلنگون نے گولیاں مارین دونون گر پڑے محل مین ہل چل پڑ گئی رات بھر بیم کے گورے بیٹھے رہے ہوتی محل کے سامنے جو انگریزی توپین لگی تھین اوسے فوج باغی کا ناک مین دم ہو گیا تھا ادھر قیدی وغیرہ سورچے بناتے تھے وہ ایک دم مین گر جاتے تھے توپین ادھر سے بھی جھانکی باندھکر لگائی تھین ایک سورچہ جھنکارہ دو ہزار کا لاکھوں تیسرا کالا ناگ۔ چوتھی کو وہ لزان سے انکا گولہ بھی برابر چلا کیا مگر انگریزی گولہ انداز آواز پر گولہ مارتے تھے چنانچہ ایک گولہ انداز نے شست باندھکر ایسا گولہ لگایا کہ در دولت کی چھت پر سیاہ تصویر تھی اوسکا ہاتھ اوڑ گیا صبح کو ہرکارہ خبر لایا کہ گورون نے تارے والی کوٹھی لے لی محمد قاسم یعقوب خان کو حکم ہوا کہ تم جاؤ کوٹھی کو چھڑاؤ اگر یہ کوٹھی چھوٹی پھر کسی سے کچھ نہ ہو سکے کا سب کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا اگر اسمین کوشش کروگے بہت سا انعام پاؤگے چنانچہ صبح سے خوب لڑائی رہی پھر خدا جانے کیا ہوا گورے از خود کوٹھی چھوڑ کر چلے گئے جب باغیون نے بالکل قبضہ کر لیا اوسوقت گورون نے دھاوا کر کے باغیونکو گھیر لیا ایک

تھا بیس گیا تھا وہیں رہا اور دفعۃً غل ہوا کہ گوروں نے تلنگوں کو گھیر لیا ایک عجیب ماجرا یہ تھا کہ زینہ
برآمدہ کو بھی ایک گڑھا ایسی حکمت سے کھودا تھا کہ جو تلنگا اوپر سے نیچے اترا وہ مارا
گیا یہاں تک کہ ۲۰ تلنگہ وہیں اکٹھا مارا گیا اور کوٹھے پر ۴۶ ہم کام آئے اور جو بھاگ کر نکلے
وہ شاہ منزل پہونچے اب سب کو یقین ہوا کہ عنقریب قیصر باغ بھی لے لینگا اس وقت سب فوج جنگی بھاگی
بہرحال ۲۷ ربیع الاول مطابق ۱۱ نومبر ۱۸۵۷ء صاحبان عالیشان کی فتح ہو چکی تھی کس واسطے
کہ ساری فوج بھاگ گئی قیصر باغ میں شمر وہ بیگم تھی راجہ بالکشن راجہ مادھو سنگھ عیش باغ میں پہونچے ۔ خلاصہ
ادھر باغیوں کا یہ حال تھا ادھر صاحبان عالیشان کا یہ ہم اور بچوں کو بھیجنے کا ارادہ تھا شاید اسی سوچ
تامل کیا ہو ورنہ خوب یقین ہو چکا تھا اور ان بہادروں کی ساری قلعی کھل چکی تھی کہ جب چاہینگے انہیں نکال دینگے

خالی ہونا بیلی گارد کا

خلاصہ صاحبان عالیشان نے قبل از خالی کرنے بیلی گارد ایک اشتہار چتر منزل میں لگایا کہ ہم
مکانات شاہی بیلی گارد وغیرہ مقبوضہ و مفتوحہ کو نہ اس فوج باغی کے ڈر سے اور نہ اس حاکم وقت
کے خوف سے چھوڑتے ہیں بلکہ محض اپنی خوشی خاطر سے مناسب وقت سمجھکر جاتے ہیں جس
جوانمرد بہادر کا جی چاہے اپنی بہادری سے ہمارا سد راہ ہو اور ہماری لڑائی کا تماشا دیکھے
اور اسی مضمون کا اشتہار کانپور میں بھی سب کے گوش زد کر دیا تھا کہ ادھر جمعیت مخالف لاکھوں
ہے اور ان کے پیشتر مجموع خزانہ اسباب تحفہ بیگمیں وغیرہ ہاتھی اونٹ چھکڑے کرانچی پر بار کر کے
کنارہ دریا موتی محل کے رمنہ سلطان گنج سے احاطہ کوٹھی جنرل نارٹن میں باطمینان تمام
چلا جاتا تھا بعض اہلکاران ذوی الاقتدار نے مقابلہ اور سد راہ ہونے کو سرکار کو سمجھا کر منع کیا تھا کہ انکا
پیچھا کرنا مناسب وقت نہیں یہ تو از خود چلے جاتے ہیں اور باطن میں اپنا رسوخ اور خیرخواہی سرکار
انگریزی ثابت کیا چاہتے تھے بلکہ مستحق انعام و بخشش قرار خود حال تھے مگر دنیا سے ناکام پہلے چلے گئے
اور بیسن شاہ جی نے کچھ [illegible] دریافت کرکے [illegible] سے عرض کیا کہ بیلی گارد عنقریب
خالی کرکے انگریز خود چلے جائینگے کس طرح انکو نقصان نہوگا چنانچہ بیلی گارد و موتی محل خالی کر دیا اور

توپین مورچہ کو مدید سنور رکھا جب آدھی رات گئی بان اور بم کے گولے متصل برسانے لگے
گرآپ بھی خوب جلا سامان تک کر جتنے سپاہی پہرے پر تھے سب بھاگ گئے میر واجد علی اپنے بنگلہ
پر سوتے تھے اوٹھکر بچشم خود دیکھا یقین ہو گیا کہ گورے اندر چلے آتے وہان سے وہ
بھاگ جہان بیبیان قید تھین آکر کھڑے ہوے کہ انکو بھی بچائیے اور آپ بھی اونکے بدولت
بچیے خاص مکان کے سب مکاندار بھاگ گئے خزانے کے پہرے والون نے روپیہ لوٹ
لیا بھاگ گئے جو قیصر باغ مین تھے وہ محل مین جاکر چھپے رنڈی مرد سب ایکجا ہو گئے نہر ان
باغ سے باہر بھاگ گئے علی محمد خان بدحواس ہو کر بیگم صاحبہ کے پاس بیٹھ رہے اس
عرصہ مین گولہ گولی از خود موقوف ہو گئی لڑائی تھم گئی بیکی جان مین جان آئی واہ ری بہادری
۴ ۔ ربیع الثانی روز یکشنبہ مطابق ۲۲ نومبر ۱۸۵۷ء اوسی راہ کنارہ دریا سے بموجب
حکم جنرل صاحب دفعۃً بیبیان اطفال صاحبان فوج پیدل وسوار توپخانہ بیلی گارد سے
۸ بجے صبح کو سنگر باندھے نکلے اور اپنا اسباب بقدر برداشت ہر صاحب کے
کندھے اور سر پر تھا اور جسے نہ اوٹھا سکے اوسے بموجب حکم وہین چھوڑ دیا تھا اور ادھر
جابجا پچاس ہزار آدمی کا مورچہ تھا اور ہر طرف سے گولیان برستی تھین مگر سب کے سب محفوظ
رہے فقط ایک میم کے پانون مین گولی لگی تھی اور یہ سب منہ دیکھتے رہ گئے ایک بہادر کی جرأت
روکنے کی نہ پڑی اگرچہ بظاہر حکم سرکار سے تامل کیا تھا اوسی حیلہ کو غنیمت سمجھے ۔
غرض اوسدن قافلہ بیلی گارد احاطہ جنرل مارٹن کوٹھی دلکشا مین رہا بدھ کے دن عالم باغ
مین اور جب بیلی گارد سے نکلے تھے اوسکے پیشتر توپون کو خراب ناقص کر کے زمین پر ڈالدیا
تھا بارود کے پیپے صندوق جابجا کنوؤن مین ڈالدیے تھے پنجشنبہ شرک شارع عام سے
سیدھے کانپور گنبس صاحب کے ساتھ گئے راہ مین شبخون سے بھی محفوظ رہے
شاہزادہ مصطفی علیخان مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ مرزا جہانقدر وغیرہ صاحبزادہ مرزا
سکندر حشمت جنرل صاحب عالم باغ تک لائے جتنی میم تھین سب کلکتہ پہونچکر اپنی ولایت پہونچین
اور ہندوستانی آیا وغیرہ چپٹی حسن خدمت مع انعام فراخور حال لیکر رخصت ہو کر چلی آئین
۲۵ ۔ نومبر ۱۸۵۷ء جنرل ہیولاک صاحب بہادر بسبب محنت ومشقت شاقہ عالم باغ مین

بعض کہتے ہین کہ ہیضہ وبائی ہوا بہرصورت اس صاحب عالیشان کے مرنے سے صاحبان عالیشان
کو بڑا صدمہ ہوا بڑے بہادر خیرخواہ دلسوز سرکار تھے اور سرفروش جناب نواب ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے
انکی بی بی کیواسطے ہزار پونڈ سالانہ یعنی دس ہزار روپیے مقرر فرمائے اور انکے بیٹے کپتان ہنری مارٹن
ہولاک جو اپنے باپ سے خوبیون مین کم نہین پنشن سالانہ دو ہزار پونڈ مقرر ہوا فوج مین میجر اور مرتبہ
امارت مین بارنٹ ہوے از روے اخبار۔

روز دوشنبہ ۵ ربیع الثانی مطابق ۲۹ نومبر ۱۸۵۷ء قبل از طلوع آفتاب سپاہی جو مقابل
بیلی گارد مورچے پر تھے اونھون نے موافق معمول گولیان مارین اودھر سے جواب نہ آیا بلکہ ایک
سناٹا معلوم ہوا پہلے حیران تھے مگر کسیکی جرات آگے قدم بڑھانے کی نہ پڑی ایک دوسرے کا منہ دیکھنے
لگا اسخیال سے شاید کہ بلینگ حصنہ (?) باشد آخر ایک پاسی تہری نواز جرات کرکے جا کودا۔ وہان پہونچکر
تہری بجائی بس یہ آواز صوا (?) ہر ایلی سنتے ہی جتنے نامرد تھے سب مورچون سے غل مچاتے مثل
مور و ملخ بیلی گارد مین پھیلے اور رعایا شہر بھی جتنے باسید دستیابی قسمت آزمائی سمجھ کر کٹنے لوٹنے
لگے ہرچند وہان سوا لیس خوردہ اور فضلہ اسباب کے کچھ نہ رہا تھا مگر اونکے نزدیک یہ بھی داخل فتوحات
غیبی تھا۔ گودامون مین غلہ نکمہ ناقص کیڑون سے پڑا سڑا ہو گیا تھا وہ سب مال مفت سمجھکر لوٹا
توپین چھوٹی بڑی جا بجا مورچون پر یا زمین مین گاڑکر ناقص کرکے چھوڑ گئے تھے ہر پلٹن سے
سپاہی نے پہچان کر اونٹھالین اور کیسی خوشی سے لے گئے جیسے گویا آپ لڑکر میدان سے آئے
تھے ہزارون گولے گولیان شیشہ کی اور سلین لین اور کئی آلات غیر متعارف ڈاک گھر مین تھی یہ سب داخل
سرکار ہوے کھودون سے صندوق باروت اور بم کے گولے نکالنے لگے اس احتمال سے کہ شاید روپیہ ہوگا لطیفہ
یہ ہے کہ ایک تلنگا بم کا گولا اپنے دونون پانون مین رکھکر رکھانی سے توڑنے لگا اتفاقاً چوٹ سے لو ہوئی
آگ دی دفعتہ وہ پھٹا پہلے وہ تلنگا کرہ نار مین اوڑ گیا اور کئی آدمی پاس کے زخمی ہوے۔ بڑے صندوق
چوبی تہ خانے مین سامنے بر آمد کیے اور بہت سے ٹاٹ کے بورے پیسون کے بھرے ہوے
اونھین روپیہ سمجھکر آپسمین لڑنے لگے جب پیسے دیکھے بانٹ لیے پائین باغ مین اسباب چوبی وغیرہ
نکمہ و فضول جان کر جلا گئے تھے اوسکا خاکستر دور تک دور مین دیکھا اور ہر کوٹھی مین متفرق
اسباب چوبی میز کرسی کوچ تپائی الماری شیشہ آلات ظروف چینی مسی آہنی ٹن چور ہو گیا

تھا وہ سب لٹا ہزارون کتابین انگریزی لٹین فی من ایک روپیہ آٹھ آنہ بکین اور بسیارے یون ہی بکلین دو تین لاشین جا بجا پڑی تھین اور احاطہ گرجا مین مقتولین کی قبرین تھین ایک بڑی سرنگ سمت شمال جانب ودیا پہلوے کوٹھی رزیڈنسی سے اور آگے چلے گئے تھے وہ فقط حالکے رہگئی تھی بلکہ پہلے چیتر سپاہی جو لوٹ کو دوڑے جاتے تھے ۱۵ آدمی اونکے اوڑنے سے اوڑ گئے تھے اوسین کوٹھے سلطانی جو چیتر منزل فرح بخش وغیرہ مین تھی سپاہ باغی نے شمول بیلی گارد کے لوٹنا شروع کیا ہر چند سرکاری لوگون نے منع کیا ایک نے نہ سنا مثل خیمہ پشمینہ و شیشہ آلات ظروف چینی مسی نقرہ طلا وغیرہ مفتاح الدولہ نے جاکر کہا کہ یہ مال سرکاری ہے کیون لوٹتے ہو گولی مارنے کو مستعد ہوے۔

جب فوج باغی کوٹھون کا اسباب بھی لوٹ چکی رزیڈنسی کی کوٹھیون کے کھودنے پر مستعد ہوئی کئی مہینے تک وہانکی لکڑی کھود کر جلائی شہر کے تماشہ بین خیرخواہان سرکار و صاحبان دقیقہ و نشین جوق جوق کئی مہینے جتنی کوٹھیان و مکان احاطہ رزیڈنسی مین تھی سب گولے اور گولیون سے غربال ہوگئی تھین مگر کوٹھی گنبس صاحب بہ پایان اور ایک درجہ کوٹھی بخشعلی خان فی الجملہ لایق سکونت معلوم ہوتا تھا اور ہر کوٹھی کے جلوخانے مین وسعت اور گنجایش ہزار ہا آدمی کی تھی مگر ہر ایک سامان رسد وغیرہ خراب ہوچکا اور گرد ہر کوٹھی کے خندق و سرنگ بھی وہی تھی غرض صاحبان فہم کے نزدیک مقام عبرت ہے کہ اسی احاطۂ رزیڈنسی مین ایک دن نواب منتظم الدولہ کے چھپالنے اور حقہ کی ممانعت سیڈکن صاحب نے کی تھی اور زمان سابق مین اسی احاطے سے مرزا وزیر علیخان نواب ناظم محمد تحسین علیخان نکو نہ لیجا سکے تھے آج اوسی احاطے کی یہ صورت مثل خرابہ دکھلائی معلوم نہین کل کونسی صورت دکھائیگا ۵ مہینے تک صاحبان عالیشان مع کثرت بیم و اطفال وغیرہ اس بندی خانہ مین رہے اور پھر کس عظمت و شان بہادری سے لاکھون مین سے بسلامت نکلے چلے گئے۔ ~~

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

رکن الدولہ نواب محمد حسنخان ۱۲ - صفر ۱۲۷۴ھ مطابق نومبر ۱۸۵۷ء مرض اسہال سے جلی مین مرگئے اور زیر درخت برگد بپا یہ قبر شہید مرد گڑھے اونکی قبر بیادارون نے پورب کی طرف بنائی تھی فوج باغی نے اوسے دفینہ خزانہ سمجھکر کھود ڈالا تھا لاش کفن مین نظر آتی تھی کئی دن تک

قبر کھلی رہی اہل شہر نے قرینے سے بیچا ناتھا اوسکے بعد اونکی اولاد نے نوادی اونکا پنشن بھی سرکار سے جاری ہوا مرزا حیدر شکوہ کہتے تھے کہ نواب کو ہیضہ ہوا تھا دو تین دن مین فی الجملہ طبیعت ٹھہر گئی تھی صاحب مستمر سے یخنی حلوان کو طلب کیا تھا اونھون نے ایک ران بیل کی بھیجدی مین نے منع کیا کہ از برائے خدا اسکی یخنی نہ بنوانا تمانا اوسی گوشت کی یخنی پی بعد چند دقیقہ کے کہنے لگے مین تو آسمان مجھے زرد معلوم ہوتا ہے آخر ہلاک ہوے۔

راجہ بلسی پور بیمار تھے وہ اپنی قضا سے دلکشا مین مر گئے اوسی صبح کو گنگا دین ہرکارہ ملکہ کے خالی ہونے کی خبر سرکار مین لایا تھا کہ جتنے مکانات شاہی ہین سب سے فوج انگریزی چلی گئی ہے ممو خان نے اوسے روپے انعام دیے میر واجد علی مقبرہ جنت آرامگاہ پر گئے دیکھا کہ ہزارون آدمی بیلی گارد کو لوٹ رہا ہے۔

نانا راؤ نے قبل از داخلہ فوج انگریزی ہرکارے مقرر کیے تھے کہ جب فوج بیلی گارد سے اسطرف بڑھے مجھے خبر کرنا اور اپنا اسباب چھکڑا و شتر بار کرکے مستعد بھاگنے پہ ہو رہے تھے۔

اوسی دن نا عاقبت اندیش نمک حلالون سے اخبار مختلف مشہور ہوے کوئی ممو خان کوئی جناب عالیہ سے عرض کرتا تھا انگریز خوف سے بھاگ گئے اب کبھی لکھنؤ کا ارادہ نہ کرینگے جنرل لیگ صاحب نے اسیطرح قلعہ بھرت پور کو چھوڑ دیا تھا کوئی کہتا تھا ایک چھٹی جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی ولایت سے آئی کہ بمجرد دیکھنے حکم چھٹی کے لکھنؤ کو چھوڑ دو کوئی کہتا تھا نانا راؤ فوج لیکر کانپور گیا ہے اسیواسطے یہان سے چلے گئے کوئی کہتا تھا معجزہ ہوا افواج سبز پوش غیبی کے دیکھنے سے چلے گئے خوشامد سے کہتے تھے سب جناب عالیہ پہ تائید خدا انگریز پہ قہر خدا ہے اب کبھی اودھ کا رخ نہ کرینگے یہ اقبال حضور ہے اب چین سے سلطنت کیجیے۔

تیسرے دن یہ خبر آئی کہ جنرل آؤٹرم کی میمون کے پاس لاکھون کا جواہرات بیش بہا ہے اور اب وہان سے جمع کرکے لیے جاتے ہین اگر کوئی سد راہ ہو وے سب مال چھین لاوے ممو خان نے سب افسران فوج باغی سے کہا جو یہ اسباب اور میمونکو پکڑ لاوے جواہر اسباب اوسکا ہے سوا معافی جاگیر و انعام کے اوسوقت بنشی گلاب رائے منشی ستیل سنگہ ایجٹن پلٹن نادری جو بالفعل سکھدیال تھانہ دار کے ساتھ ہے اونسے عرض کی کہ اگر ستیل سنگہ کو حکم ہو وہ فوراً تعمیل حکم سرکار

کریگا جب اوسے یہ حکم پہونچا وہ ۴ کمپنی ایک کمپنی کچھ سوار ایک توپ لیکر جلے تین طرف گیا دو اونٹ مادہ گاؤ پچاس بھیڑین پکڑ لائے اور ظاہر کیا کہ ہمنے انگریزون کو مارا گورے لاشین اوٹھا کر لیگئے باقی جو ملا لے آیا اب پھر جاتا ہون ایک دوشالہ ایک ہاتھی پانسو روپیہ نقد اور جو اسباب لائے تھے اونکو دیا گلاب راے اپنے اجیٹن کی بڑی بہادری لیرہا تھا حالانکہ وہ اسباب رعایا کا لوٹ لائے تھے یا خود مول لے لیا تھا۔

جب یہ خبر عام ہوئی کہ نانا راؤ نے کانپور پھیر لیا اور یہان آیا چاہتے ہین عالم باغ سے بھی تھوڑے سے گورے چلے گئے ہین ارکان نو دولت نے یہ صلاح کی کہ اب عالم باغ کو خالی کریجیے کسواسطے کہ فوج انگریزی مع اسباب اور بیبیون کے آلہ آباد گئی ہے چند گورے زخمی بیمار سکھ وغیرہ ایکسو کئی شمار مین رہگئے ہین پھر قصد کانپور کا کرنا کہ وہ ملک قدیم سے ہے ہاتھ سے نجانے پاوے الباغ حکم بنام تعلقدار زمیندار اطراف اضلاع جونپور بریلی۔ رسول آباد وغیرہ جاری ہوا کہ فضل خدا سے بیلی گارد فتح ہوچکا چند انگریز گورے جان بچائے مع جواہرات و زر خطیر لیکر کانپور کیطرف بھاگے ہین جو انکو زندہ یا سر لائیگا جاگیر و خلعت و انعام بہت سا پائیگا اور ایک سال کا پیسا بھی معاف ہوگا

نانا راؤ دولتخانہ مین اوترے تھے اونھون نے نگاہداشت فوج شروع کی چنانچہ فوج مفرور دہلی وغیرہ ہزار کا کمپ نوکر رکھکر قریب دو ہزار یہان آئے تھی اور صرف تنخواہ وغیرہ اس روپیہ پر تھا کہ قریب لاکھ کے جواہر رہن اور فروخت لکھنؤ کے مہاجنون کے ہاتھ ہوا تھا اور دو تین توپین اور کچھ فوج اس سرکار سے طلب کی جب نہ ملی ناخوش ہوے اور اکثر اونکی سپاہ نے شہر مین لوٹ شروع کی اوسوقت سرکار سے حکم پہونچا کہ تمھاری فوج شہر کو لوٹتی ہے اسے شہر سے باہر رکھو اونھون نے جواب دیا ہماری تمھاری دونون لوٹتی ہے یہ بات خلاف طبع سرکار ہوئی اسکا کورٹ ہوا کہ آج انھون نے یہ بات کہی ہے ایسا نہو کل کوئی فتور ریاست مین ڈالین انکار ہنا مناسب نہین افسرون نے کہا اونکی کیا اصل ہے نکالا دیے جائینگے مگر مہمان سرکار ہین یہ امر خلاف ریاست ہے اس جہت سے یہ امر ملتوی رہا۔

نقل عجیب سانحۂ خاص شہر

جب فوج انگریزی شہر سے داخل مکانات شاہی ہوئی رعایا غربا جو وہان رہتی تھی سب بھاگ کر شہر مین جابجا جا رہی اتفاقاً ایک غریب اپنے مکان مین رہ لیا تھا دن کو گورون کے ڈر سے باہر نہ نکلا قریب شام گھر سے باہر نکل کر گیا ہم گورے اوسکے گھر مین چلے آئے عورتین ایک دالان مین کھانا پکاتی تھین گورون نے دیگچی سے خشکا۔ روٹی۔ گوشت ساگ دال اپنی کرتیوں کے دامن مین رکھا ایک کونڈے مین گرم گرم بیچ چاولون کی تھی اوسے ایک گورا اوٹھا کر پھینکنے لگا کہ دفعۃً فوج مین ہو گل ہوا گورے دوڑے چلے گئے اوس گورے کی پاکٹ ہمیانی گر پڑی گھر کی بی بی نے اوسے اوٹھا لیا ۱۳ اشرفی اور کئی روپے تھے شکر خدا بجالائی جب گھر کے میان آئے اونکے ساتھ رات کو شہر مین آئی —

اسیطرح ایک شخص شام کو حضرت گنج سے چلا آتا تھا دو تلنگون نے اوسے گو نیدہ کہکر پکڑ لیا ہر چند اوسنے داد و بیداد کی نسنا مختصر یہ کہ دو روپے پر تصفیہ ہوا ایک روپیہ اوسکے پاس تھا دیا دوسرے دینے کو گولہ گنج لیچلا جب عظیم اللہ خان کی کوٹھی کے نیچے پہونچے ایک تلنگے کے گولی لگی گر پڑا دوسرا اوٹھانے کو جھکا اوسے دوسری لگی اوسنے دونون کی کمر سے ۱۲ اشرفی کئی روپے لے لیے اور بندوق دونون کی لیکر اپنے گھر آیا صبح کو نخاس مین ۱۶ روپے کو بندوق بیچا اور اپنے گھر آکر چین سے رہا۔ ایک دن گورے گھیر کر بیلی گارد سے نکلے نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ مین آئے جو سامنے آیا نشانہ تفنگ کیا ایک نیل گاؤ کئی لطلیکہ باہر نکلے فیلخانہ زربخش سی کئی ڈکاندار مارے پھر شاہ پیر جلیل کے ٹیلے پر بیٹھکر راہ گیرونکو گولی مارنے لگے —

ایکدن گورے گولہ گنج مین چلے آتے دوکاندار بھاگے انکی دوکان سے جو چیزین کھانیکی تھین لیکر بارہ کنجین کی مسجد پر بیٹھکر نوشجان کیں آپسمین ہنسنے لگے میان محترم کے گھر سے بہت مرغ مرغی پکڑ لائی محبوب علیخان نواب ناظر اپنے گھر مین رہگئے تھے مسلح رہتے تھے مارے گئے —

تنجیون کی پلٹن جسکا ڈیرا نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ مین تھا گورون کے آنے سے ڈنکہ بھاگ جاتی تھی رات کو پھر اپنے ڈیرے پر آکر رہتے تھے ایکدن سپاہیون نے اسباب فراش خانہ وغیرہ سب

ہاتھ صاف کیا اسکی سرکار مین نالش ہوئی آخر نواب نے اسی الزام سے اون کے کمیدان کو موقوف کروا دیا۔

اس عرصہ مین جناب عالیہ نے ارکان دولت کے سمجھانے سے رحم کھا کر نواب منور الدولہ کو قید سے چھوڑ دیا دوسرے دن افسر پھر پکڑ لائے لیکن بسلامت گھر آئے دوسرے تیسرے دن خائف و ترسان ہو کر دربار جناب عالیہ مین سلام کو آیا کرتے تھے اور مرزا ابوتراب خان اپنے داماد کے گھر مین رہتے تھے۔

کاغذ نوٹ سرکار جنکے پاس تھے اکثروں کے کارندوں کے بہکانے سے فی صدی دس پندرہ روپے پر بیچے کلکتہ مین لکھنؤ اور جہان جہان فساد ہوا تھا وہان کے نوٹ لینے کی سرکاری ممانعت ہوگئی تھی اسپر بھی بہت سے مہاجن لکھنؤ کے اسکی خرید مین ساہو جی بنگئے اور مالک محتاج ہوگئے۔

جنرل اوٹرم صاحب کا سمت کانپور و الہ آباد بیبیون کے ساتھ جانا

جب جنرل اوٹرم صاحب قافلہ بیلی گارد لیکر کانپور پہونچے اوسوقت تانتیا اوپے نے گوالیار سے مع فوج کمپ مرار کانپور پہونچکر دوسرا ہنگامہ برپا کیا تھا اور گولہ طرفین سے چل رہا تھا وہس کو گھیر لیا تھا بیبیان یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوئین کہ عجیب ماجرا ہے ایک بلا سے خدا نے نکالا دوسری بلا مین پڑے اوسوقت بیبیون کو اس پار دریا کے اوتار دیا یہ خبر سنکر راناراو فتحپور چوراسی پہونچے وہان لوگ جمع کرکے مع فوج شیوراج پور کے گھاٹ اترے جو قریب کانپور ہے۔

کمانڈر انچیف نے اپنی فوج کے کئی برن کیے ایک پورب دوسرا پچھم تیسرا مقابل مین رکھا جب مقابلہ دونون برن مین ہوا پہلو سے مارنا شروع کیا تانتیا راو تاب مقابلہ جنگ نہ لا سکا مع فوج مرار بھاگا اوسکا ذکر کچھ تفصیل سے اپنے مقام پر آئیگا غرض جب ہر طرف فوج بھاگی راناراو قریب پانچہزار سپاہ کے یہ خبر سنتے ہی بھاگ کر صاحب سنگھ چودھری کی گڑھی مین آئی اور نتیجہ مین پڑے رہے اور کمپ مرار مع بخت خان سپہ سالار تین توپین اور پلٹن جانثار

مع ایک توپ لکھنؤ آیا رانا راؤ نے محبت نامہ مرزا برجیس قدر کو لکھا کہ ہمارے تمھارے کچھ غیریت نہین ہماری فوج بھاگ کر یہان آئی ہے اونسے توپین لیکر ہمین بھیجدو اس امر پر سرکار مین شورا ہوا کہ توپین کسیطرح دینا مناسب نہین ہے کسواسطے کہ اوس سے قوت ہوجائیگی اسکا جواب گیا کہ ہمارے تمھارے کچھ مغایرت نہین ہے آپ یہان آئیے متفق ہوکر عالم باغ پر دھاوا کرکے انگریزون کو مارلین بعد اسکے فوج کشی کانپور پر ہو تمھارا قبضہ وہان کردیا جائیگا اس جواب سے رانا راؤ منقبض ہوا اوسی پہ مین ۲ ہزار فوج نوکر رکھی -

قاسم خان رسالدار رسالہ جو فوج مفرورہ مرار سکے لینے کو فرخ آباد لیا تھا وہان کی سب رعایا بھی فوج باغی کی بدولت خاک مین مل چکی تھی بروقت مراجعت رانا راؤ نے اپنی اسی ناخوشی خاطر سے ارادہ اونکے روکنے کا کیا کہ مقابلہ کرکے توپین چھین لین مگر خان مذکور نے سخت گفتگو کی اور مستعد مقابلہ ہوا رانا راؤ نے طرح دی خان مع فوج ہمراہی داخل لکھنؤ ہوا کمپ مرار مین ۱۲ ہزار تلنگے ۵۰ توپین تھین باروالی کوٹھی مین پڑاؤ ہوا اور یہ سپرد عبدالہادی خان قندھاری رسالدار ہوا اوسکا مورچہ قلعہ جلال آباد مین مقرر ہوا

بعد اسکے جب شہر مین لوٹ ہونے لگی اور چودھری مہاجنون پر ممو خان نے تاکید کی کہ مہاجنون نے دس روپے سیکڑا نوٹ مول لیے ہین اور یہ لوگونکو دم دیتے ہین کہ کلکتہ مین بھی انگریز نہین ہین اور کلکتہ مین بدلنے پر اسی روپے پر بیچ لیتے ہین انکو بہت فائدہ ہوتا ہے کروڑ روپیہ اونسے لینا چاہیے ورنہ سب کو لوٹ لیا جائیگا جب سب مہاجن جمع ہوے عذر کیا کہ روپیہ نہین ہے جب کسیطرح جینے مفر نہ دیکھا قریب لاکھ روپیے کے سب نے ملکر دیا مگر اسپر بھی تاکید طلب زر چلی گئی اہل وثائق سے بھی روپیہ طلب ہوا اور رعایا بیچارگی کا حال یہ تھا کہ تمام کوٹھون مین گرد قنات لگا کے اور رہاون مین بھی خود چلی جاتی تھین جو روپیہ چاندی سونا اسباب ہاتھ لگتا تھا ملکسال مین بھیجدیا کرتی تھین اور باہر شہر کے بھی ممو خان یوسف خان وغیرہ نے لوٹ مچا رکھی تھی غرض رعایا سے شہر ہر طرح سے لوٹی گئی جنکی تفصیل حسب تحریر زبانی یاد تھی نہ مندرج ہے

۱- آغا علی خان ناظم آغا حسن خان کے سگے بھائی - [illegible]

۲- قیام الدولہ بخشی راجہ شیر چند متوفی اشرفی [illegible] زر نقد لکھ - جواہر [illegible]

۳ دیوان چھیدی لال مع جواہر۔	لک
۴۔ منشی جانکی پرشاد نقد و جنس۔	[illegible]
۵۔ منشی راجہ کندن لال۔	[illegible]
۶۔ مسیح الدولہ	[illegible]
۷۔ حسین آباد مع چاندی سونا۔	[illegible]
۸۔ تعلق مصاحب خاص سلطان عالم۔	[illegible]
۹۔ آغا علیخان پسر انجم الدولہ۔	[illegible]
۱۰۔ انجم الدولہ۔	[illegible]
۱۱۔ رفیق الدولہ۔	[illegible]
۱۲۔ مہاجنان لکھنو بطور رسدی۔	[illegible]
۱۳ بشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن کے بیٹے سے بے رکف طلب وصول نوٹ۔	[illegible]
۱۴۔ بیجانہ کیا نھنّے مل وغیرہ دلالون کے پاس جمع رہے۔	[illegible]
۱۵۔ اہل حرفہ شل گوٹے والے تمباکو والے تنبگ فروش باقی اور رعایا شہر۔	[illegible]
۱۶۔ آمدنی ملک ہمگی۔	[illegible]
۱۷۔ اسباب کوٹھہ جات سلطانی نقرہ و طلا وغیرہ۔	[illegible]
۱۸۔ بشیر الدولہ۔	[illegible]
۱۹ دیانت الدولہ۔	[illegible]
۲۰۔ احسن الدولہ۔	[illegible]
۲۱۔ داروغہ عاشق علی۔	[illegible]
۲۲۔ یاسمن محل۔	[illegible]
۲۳ فخر محل۔	[illegible]
۲۴۔ بدر عالم۔	[illegible]
۲۵۔ معشوق محل۔	[illegible]

۲۶۔ خاص محل	عہ لک
۲۷۔ دلدار محل	صہ لک
۲۸۔ دلدار محل	دو لک
۲۹۔ خورد محل	سہ ـــ
۳۰۔ سلطان محل	سہ ـــ
۳۱۔ خورشید محل	دہ ـــ
۳۲۔ ملکہ جہان	دہ ـــ
۳۳۔ تاج محل	لک
۳۴۔ مونس سلطان	دہ ـــ
۳۵۔ اچھے صاحب مصاحب خاص محل	عہ ـــ
۳۶۔ منجھو صاحب مصاحب ملک کشور	سہ ـــ
جمع	عللعہ لک عہ

جب یہ صورت ہوئی آخر تنگ ہو کر اکثر مہاجن و رعایائے شہر اس ظلم و ستم سے احمد علی شاہ کے پاس فریاد کو گئے کہ ہم پر یہ جور و ظلم ہو رہا ہے اگر راہ صاف ہوتی کہیں اور چلے جاتے اگر نواب سے نالش کرتے ہیں جواب دیتے ہیں کہ ممو خان کے کام میں مجھے کچھ دخل نہیں اگر اونکے پاس جاتے ہیں کوئی شنوائی نہیں کرتا بجز طلب زر کے اب کہاں سے روپیہ لادیں پہلے تلنگوں نے لوٹا اب خود سرکار لوٹتی ہے فقیر نے جواب دیا کہ اگر کوئی نوکر ممو خان۔ یوسف خان کا دوڑ لائے جسکے مکان پر وہ فوراً ہمیں خبر دے یہاں سے تلنگے جاکر گرفتار کر لائینگے ادہر شاہ جی نے پچاس ہرکارے مخبری کو نوکر رکھے کہ جب کسی رعایا کے مکان پر دوڑ جاے فوراً خبر کرو چنانچہ ہمیں دن یا ایک مہینے تک یہی صورت رہی کہ جب کہیں دوڑ جاتی تھی تلنگے پکڑ لاتے تھے اور یوسف خان خود تلنگوں کو دیکھکر بھاگ جاتا تھا آخر ممو خان نے فوج سے صلاح کی کہ یہ دو عملہ اچھا نہیں شاہ جی مقدمات ملکی میں دخل دیتے ہیں تحصیلدار وغیرہ اپنے طور پر مقرر کرتے ہیں انکے اخراج یا قتل کی تدبیر کیا چاہیے کسواسطے کہ الہی بخش اپنے منشی کو بہرام گھاٹ پر واسطے تحصیل زر محصول لکھنؤ کے

روانہ کیا ہے اسواسطے تم سے صلاح کیجاتی ہے کہ تم اپنی فوج لیجاکر زندہ یا شاہ جی کا سر لاو چنانچہ احمد علی داروغہ حسین آباد مع اپنے کمپ اور کئی ضرب توپ لیکر گئے جہان شاہ جی اوترے ہوے تھے اونسنے بھی توپین لگاوین اور حکم دیا کوئی آوے تم بھی مارو اندر نہ آنے دو جب افسرون نے اندر جانے کا قصد کیا شاہ جی نے روکا اسمین ۵ گھنٹہ تک لڑائی توپ بندوق کی طرفین سے ہی کسی افسر کو حوصلہ دھاوے کا نہ ہوا عرض گیارہ دن تک محاصرہ کرکے شاہ جی کا دانہ پانی بند کیا رسد اندر پہنچانے پاتی تھی بعد اسکے تلنگے جو محاصرہ کیے ہوے تھے افسرون سے منحرف ہوکر رات کو شاہ جی شیش محل دولتخانہ قدیم مین لائے دو دن تک وہان ٹھہرے پھر سورج منصل گڑھی کنور اودر کنوسی پر کیا محمو خان نے فوج سے کہا ہم تمہاری تنخواہ دلینگے یہ تمنے بہت برا کیا اسپر کچھ تلنگے اور سوارون نے نوکری چھوڑ دی اور شاہ جی کو وہان سے چکروانی کوٹھی مین لیگئے شاہ جی کا ارادہ فیض آباد جانے کا ہوا

تقرر تحصیلدار و عمال ملک فرخ آباد پر

۲۵ محرم سنہ ۱۲۱۱

ایک دن سورہ خاص ہوا سب اہلکار جمع ہوکر کہنے لگے یہ جلیقدر بادشاہ ہین اور تفضل حسینخان نواب فرخ آباد مرو لڑے ہے رانا راو بھی واہی ہے کانپور فرخ آباد واسن مالک اودھ مین شامل تھا وہان کسی تحصیلدار کو بھیجنا چاہیے اگر وہ از خود ندین قتل و قمع کرکے لینا چاہیے چنانچہ خان علیخان تحصیلدار نظامت تجویز ہوے اور ایک کمپ کامل مع ۵ ضرب توپ اونکے ساتھ ہوا مع ایا رچہ کا خلعت پاکے بدا ہوے اونکے ساتھ ۱۰ ہاتھی ۱۳۰ اونٹ دس چھکڑے ایک خیمہ دو چوبدار دس چپراسی مقرر ہوے جب وہ ساندی ہیو نچے ہردیو بخش تعلقدار کٹاری کو طلب کیا وہ ابتدا بلوے سے شریک بخ ثراحت صاحبان عالیشان ہرا مین رہے تھے اور احوال لکھنو کا معرفت اپنے وکیل کے مفصل معلوم کرتے رہے تھے خان مذکور نے سرکار مین عرض کیا کہ یہ تعلقدار انگریزون سے ملا ہے اور بہت سی میم و انگریز فرخ آباد کو موضع کھسوہ اپنے دیہ زمینداری مین چھپائے ہین اونکی حفاظت کو شیو سنگہ لالتا بخش اپنے چچا کو مقرر کیا ہے

اور ہر طرح سے اُنکا مددگار ہے اور تمام مال و اسباب انگریزونکا اپنی حفاظت مین رکھا ہی اُونکا
وکیل قدیم لکھنؤ سے سارا احوال بشرح ظاہر دیبی بخش کو لکھتا رہتا ہی فدویکو ایسے آدمیون کے
نزدیک رہنا خالی از نقصان نہین لہذا اوسکا وکیل گرفتار کیا جاوے اور اوسکا تدارک واجب اور
لازم ہی اور قصد خانہ زاد کا پہلے اوسکے قتل و قمع کا ہی بعد اسکے قدم آگے رکھونگا یہان سے
حکم ہوا بہتر چنانچہ جب فوج تعلقدار مذکور پر گئی اوںھون نے لڑنا مناسب نہ جانا کچھہ روپیہ
خان علی خان اور محمد مرزا چکلہ دار ساونڈی کو نذرانہ دیکر رفع شر کیا

تسلط مستعار میر محمد حسن خان ناظم غصبی گورکھپور اور اونکی شکست

میر محمد حسین خان ناظم گونڈہ و بہرائچ زمان شاہی کو تسلط مستعار گورکھپور پر محض یاوری اقبال سے ہوا
مگر افسوس یہ ہی کہ وہ اپنی قدر و منزلت نہ سمجھے اور نہ انجام کار کا خیال کیا اونکی خود پسندی اونکین خراب
کیا اصل صورت یہ ہوئی کہ جب لکھنؤ مین ہنگامۂ فساد پھانسی نے اہتمام و انتظام مفسدین اور تحقیقات
ہمراہی مبانی مبدء فساد اور صاحب ارادہ اور اولوالعزم کے شروع ہوے میر مذکور خائف و ترسان ہوکر
لکھنؤ سے باہر نکلے کہ مبادا کوئی مجھے بھی جاسوس سرکار مین کسی حیلے سے گرفتار کرواوے لہذا اسناد
وقت ہجرت بہتر ہے چنانچہ جب گونڈے پہونچے وہان اپنی اولوالعزمی اور چالاکی سے مہاجنون سے از راہ
معاملہ کچھ دھمکا کر روپیہ لیکر کئی سو سپاہی نوکر رکھکر گورکھپور کا میدان خالی دیکھکر چلے اور وہان کی
رعایا ہمیشہ سے غریب اور کمزور رہی ہی اور جب سے عملداری سرکار ہوتی ہی کئی پشت سے ہتھیار رکھنے
کے نام بھی بھول گئے ہین بلکہ یہانکا دستور یہ ہی کہ جتنے آلات قلبہ رانی کشتکاری کے ہین دن
کو کام کرکے شام کو تھانے کے سپرد تھانہ کر دیتے ہین غرض پہلے ناظم ڈک ڈوی اپنی گانون
مین کنارہ دریا جا کر رہے اتفاقاً جب یول کی پلٹن نے فیض آباد مین بلوا کیا تھا کرنل لینیکس صاحب
مع میم اپنی اور تین بچون خرد سال مع ایک خدمتگار کسی حکمت سے بدمعاشون سے
بسلامت پار دریا کے اوتر کے ادہر کے کھیت مین چھپ کر بیٹھے تھے سبحان خان نامی ایک
سپاہی ملازم ناظم ادہر سے گذرا جاتا تھا صاحب کو تنہا پاکے اسواسطے کہ سرکار سے

موافق اشتہار کے انعام پائیگا ناگاہ میر علی حسین داروغہ اور میر احمد علی ماموے میر مہدی حسین خان نے
یہ ماجرا دیکھکر ناظم سے بیان کیا وہ ایک باغ مین بیٹھے ہوے تھے حکم کیا اوس بکہ کو جلد میرے پاس پکڑ لاؤ
اور صاحب کو اپنے ساتھ لے آؤ اون دونون نے سبحان خان کو بہت سخت سست کہکر وہان
سے ہٹایا صاحب سے کہا آپ کو ناظم بلاتے ہین ہمارے ساتھ چلیے صاحب سمجھے کہ کوئی
نواب ہے جسنے ہمین بلایا ہے غالب ہے کہ وہ اپنی ناموری سمجھکر ہمین قتل کریگا غرض صاحب
ناظم کے پاس آئے میم اور بچونکو علیحدہ چھوڑا اتفاقاً صاحب نے دیکھا کہ ناظم اور میر مہدی حسینخان
دونون بیٹھے ہوی ایک تلوار کو تھوڑا میان سے کھینچکر دیکھ رہی ہین اوسوقت زیادہ یقین قتل
ہوگیا جب قریب آئے اپنے ہاتھ باندھ بہت خوف سے کہا ہمارے واسطے کیا آپ نے حکم دیا
ہے ناظم نے کرسی منگوائی کہا آپ بیٹھیے اور اوس تلوار کو صاحب کے ہاتھ مین دیکر کہا ہم چاہتے
ہین کہ اس تلوار ولایتی کو تھوڑا اوتروا ڈالین آپ کے نزدیک کیا مناسب ہے صاحب نے کہا
ہماری ولایت اسکی قیمت سات سو روپے سے کم نہین ہے اگر اوتاری جایگی بالکل خراب ہو جایگی
ناظم نے تلوار کو اپنے گھر بھیجدیا صاحب کی جان مین جان آئی بعد اسکے ناظم نے ایک پیالہ مین
سیویان اور دودھ جو اوسوقت تیار تھا منگوا کر صاحب کو دیا اور میم کو بھی بھیجا صاحب نے
کہا کہ یہ ہم بڈھون کے کھانے کی چیز ہے بعد اسکے ناظم نے صاحب سے کہا آپ ہمارے پاس
باطمینان تمام رہیے کسیطرح کا اندیشہ نکیجیے ایک مکان خاص رہنے کو دیا اور کپڑے ہندوستانی
زنانے مردانے بھجوا دیے اور جتنا سامان مہمانی ممکن ہوسکا مہیا کر دیا فی الجملہ تسکین خاطر
صاحب ہوئی مگر باطن مین خایف و ترسان بھی رہے کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے بعد سات
دن کے زمیندار و تعلقدار گردو پیش نے ایسا ہنگامہ برپا کیا کہ ناظم نے انگریزونکو چھپا یا ہے
اور اونسے موافقت رکھتا ہے ناظم نے از راہ عاقبت اندیشی لوگون کے رفع الزام کے واسطے
راتکو ایک شخص کو میم صاحب کے پڑوسے کو صاحب کے نیچا کر اپنے گھر سے نکالدیا اور پکار کر کہا مجھپر سبب کہ شبہہ
والزام تھا مین نے سب کی سامنے صاحب و میم کو اپنے گھر سے نکالدیا جہان چاہین چلے جائین اب کوئی مجھپر اتہام نکرے
تھوڑی دور جاکر وہ دونون شخص انگریزی اوتار کر چلے آئے اوسکے بعد ناظم نے صاحب سے کہا کہ اب
آپ جہان فرمایین ہم اونکو بسلامت پہونچا دین صاحب نے کہا ہماری ایک چٹھی اعظم گڈھ دوسری گورکھپور پہنچا دیجیے

ہو جائیگا ہم کہین چھپ گئے چنانچہ جب جواب باصواب آیا ناظم نے پالکیون مین سوار کرا اپنے سپاہیون کی حفاظت مین قریب اعظم گڈھ پہونچا دیا وہان سے بسلامت اعظم گڈھ پہونچکر چٹھی شکریہ ناظم کو بھیجی اور پانچہزار روپیہ انعام - ناظم نے وہ پانچہزار روپیہ پھیر دیا اور کہلا بھیجا کہ ہمین اس روپیہ کی کچھ احتیاج نہین -

جب اس کیفیت خاص اور ناظم کی جانفشانی سے برڈ صاحب ڈپٹی کمشنر گورکھپور مطلع ہوے انسے کہلا بھیجا کہ سات لاکھ روپیہ ہمارے خزانے مین موجود ہے تم یہان چلے آؤ اسے لیکر سارے علاقے مین اپنا بندوبست کرو -

بہرحال سرکار سے مطمین ہے اونکو اس ثروت ناپائدار بے ثبات دنیا کا ایک نشہ بے فروغ ہو گیا تھا اوسکا جواب کچھ بے اعتنائی سے لکھ بھیجا اوسوقت صاحب کو اونسے ایک خدشہ پیدا ہوا کہ شاید یہ ہمسے صاف نہین جب ناظم نے پانچہزار سپاہ کی جمعیت سے گورکھپور کو کوچ کیا خلیل آباد دس کوس وہان سے پہونچے برڈ صاحب مضطر ہو کر ۱۱ ہزار فوج اور کرانچی خزانہ لیکر راہی اعظم گڈھ کے ہوے راہ مین مقابلہ ہوا فوج ناظم غالب آئی برڈ صاحب خزانہ چھوڑ کر ۳ کوس لشکر سے ہٹکر جا پڑے سپاہ کم حوصلہ ناظم خزانہ کی کرانچیو نپر گری کہ پہلے اس روپئے کو غازی مردونپر تقسیم کر لین کہ یہ حق غازیان ہے اور دشمن کمین سے مطمین ہو گئے صاحب انکی خبر غفلت سُن ایک آن واحد مین آپڑے بڑا کشت وخون ہوا - ۶ سو سپاہی ناظم مارے گئے صاحب مع خزانہ اور نعش مقتولین لیکر چلے گئے - ناظم بکہ سوار فوج انگریزی مین گھر گئے کسی طرف راہ گریزگاہ نپائی فوج انگریزی نے انھین مطلق نپہچانا ورنہ اوسیوقت انکا کام تمام تھا غرض جب فوج انگریزی خزانہ لیکر اپنے لشکر مین آئی ناظم بہزار خرابی اپنی فوج کز ائی سے آکر ملے -

جب وہان سے گورکھپور مین آئے یہان میدان خالی ہو گیا تھا رعایا غریب تھی انھون نے اپنا بندوبست کیا جیلخانے کے بندوونکو چھوڑ دیا اونکے پاؤن کی بیڑیان کٹوا دین انھون نے کہا ہم سب آپکے پسینے پر اپنا لہو گرائینگے اونمین سے اکثر کبھی تھے سیکڑون قالین غالیچے سوتی اونی بنتے تھے جو شخص جس کام کو جانتا تھا اوسی پر مامور ہوا جیلخانے مین میگزین رکھا مجموعہ ۱۰ ہزار جوان ہو گئی تھین اور ۲۵ ہزار بندوقچی نوکر تھے اور کئی سو سوار ۲۶ ہزار روپیہ یومیہ

چھٹہ سپاہ وخیرات وغیرہ پر تقسیم کیا جاتا تھا۔ شیشہ آلات۔ ظروف چینی۔ چاہی پانی اور کھانے کی فرش قالین اسباب چوبی ہزارہا کتب انگریزی جوہر صاحب کی کوٹھی مین تھا چھکڑا ون پر بار کرکے فیض آباد بھیجا اور سمین سے کچھ ناظم کے گھر بار اجہ مانسنگھ لوٹ کر اپنے گھر لے لیگئے باقی جتنا اسباب تھا سب لٹا اگر بعد رفع فساد بھی استقدر اسباب کا کہین نشان بھی نہ ملا معلوم نہین کہان گیا کسکے پاس گیا رعیت کچی پکی سب نے روپیہ تحصیل بے منت دیا جب ناظم نے عرضی سرکار برجیس مین بھیجی خلعت سرفرازی مع خطاب مقرب الدولہ عنایت ہوا سیکڑون شرفا محتاجین لکھنو تا قدست جا پہنچے ہر ایک کو خدمت دی حضرات مغلیہ مفلوک کالی لمبی ٹوپی سر پر رکھ ولایتی کمر مین باندھ دھمکے یہ فرقہ خاص خدا سے ایسا دن چاہتا تھا موافق دستور ولایت ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند ناظم نے انھین بہت عزت سے نسبت ہندوستانیون کے رکھا حالانکہ مقدمہ معرکہ بکسر نواب شجاع الدولہ بھی مشہور معروف تھا اور تیاری میگزین وقاعدہ دودھس کی ہونے لگی ہزار فرد وردی روئی ہوئی اب ناظم کا نشہ اقبال حد سے زیادہ خلل دماغ سے بڑھا اور اپنی صحبت مین اکثر کہتے تھے کہ صاحب شمشیر اپنی قوت بازو سے صاحب تخت تاج ہوگئے ہین خدا نے حالت یاس مین میرے واسطے ایسی صورت نکالی ہے اس عرصہ مین متواتر چاہا کہ وکیل مہاراجہ سرجنگ بہادر وزیر اعظم وسپہ سالار ملک نیپال سے کوئی صورت موافقت نکلے مگر نہوئی

اب ادسی یاوری اقبال نے صورت ادبار پیدا کی کہ فوج باغی اور جتنے فرقہ نوملازم تھے سب نے باتفاق رعایاے غریب ومظلوم پر دست تعدی دراز کیا آخر غربا نے حالت یاس یان رجوع حاکم منتقم حقیقی سے کی ہرچند ناظم نے اسکا بندوبست چاہا ممکن تھا کیا ایک نے نہ سنتا۔

جب ونگفیلڈ صاحب کمشنر بہادر بہرایچ نے یہ حال دیکھا اور راجہ درگبجے سنگھ بلرام پور کی سے فوج باغی کے ہاتھ سے مع چند صاحب نجات پاکر بانسی گئے ۳۲ کوس گورکھپور سے ادھر پہنچے بہر تک مہمان راجہ رہے بہت احسان مند ہوے از انجملہ ایک خیر خواہی ونمک حلالی راجہ کی یہ تھی کہ مدت بلوے مین کاغذ نوٹ خرید کرکے بابت زر اقساط سرکار الہ آباد دیے اس جہت سے زیادہ تر وثوق اور مقبولی اور سفرین سرکار رہنمبر اول مین ہوے اور بظاہر شراکت فوج باغی کو

بلطائف الحیل ٹال دیا اور جب کوئی راجہ طعنہ زن ہوتا تھا کہ تم رعایا شاہی تھے مثل اوروں کے
شریک حال نہوے جواب شافی دیا کہ بادشاہ جسکے ہم ماتحت تھے اوسنے ابتدا سے عملداری
انگریزی مین ہمین سپرد سرکار گورنمنٹ کرکے حکم قطعی دیا کہ زنہار سرکار غیر سمجھکر کسی طرح کی بغاوت
نکرنا لیس ہمنے سرکار کی فرمانبرداری کی اسکا حال گبنس صاحب نے اپنی کتاب مین مفصل
لکھا ہے مگر کپل راجہ بھی دربار برجیس مین دریافت حال کو حاضر رہتا تھا۔

خلاصہ جب گورکھپور مین یہ ظلم رعایا غریب پر ہوا اور اسکی داد بیداد اور راجہ نیپال تک پہونچی
مہاراجہ جنگ بہادر مختار کار سپہ سالار سے صورت استعانت قرار پائی وجہ اوسکی یہ ہوئی کہ
مہاراج جنگ بہادر کئی برس اسکے پیشتر لندن جاکر وہان دستور سلطنت سے خوب واقف تھے اور
وہان معزز جانکر سرکار سے بہت عزت و توقیر ہوئی تھی اسکے جانے کی کیفیت اکثر اخبار کلکتہ مین
چھپی ہے غرض دو کمپو تلنگہ مع توپخانہ لے کر شریک حال سرکار دولتمدار ہنیکے اور تھوڑا سا
حصہ دوداندہ ملک اودھ مع نقد و جنس لوٹ وغیرہ سرکار سے انکا مقرر ہوچکا تھا چنانچہ
وینگفیلڈ صاحب کمشنر بہرائچ اور برڈ صاحب کلکٹر گورکھپور کو پیشتر سے پانچ افسران نثار مہاراجہ
بلرام پور مع دوسو جوانمردان دستور نہایت جری و سرفروش اونکی محافظت کیواسطے اور ہر طرح
مددہی کو ہر وقت و ہر حال اونکے شریک کوشش و ہمراہ تھے مع کمپ مہاراجہ جنگ بہادر
گورکھپور سے مقابلہ و استیصال فوج باغی شروع کیا پھر کیفیت جب ناظم کی فوج کدائی سے
مقابلہ ہوا کئی جگہ تھوڑا سا حرکت مذبوحی سے لڑے پھر بھاگے ناظم قلعے مین آئے وہان
بھی نہ ٹھہر سکے ہر چند اوسے کچھ درست کیا تھا بس ایک تلاطم حشر برپا ہوا جتنے ملازم تھے
سب لوٹ پہ جھکے ناظم ہاتھی پر سوار دریا کے پار اوترے کنار دریا تک فوج جنگ بہادر پیچھا
کرتی چلی آئی اور شہر کی رعایا جو ظالموں کے ہاتھ سے جلی ہوئی تھی اپنے کوٹھوں سے
پتھر مارتی تھی الغرض سب کے حواس کھو دیے تھے بھاگنا مشکل پڑا تھا ہزاروں دریا مین ڈوب
کر مر گئے [illegible] کثرت سے کشتیوں پر سوار ہو کر سیکو ڈوبے ہزاروں روپیہ کا
مال ذاتی ہر شخص کا جو لکھنؤ سے لیگئے تھے جھکڑے اونٹ پر بار رہگیا تھا جہان تھا وہین رہا
دونوں طرف دریا کے لاشوں کا انبار ہو گیا تھا تیسرے چوتھے دن جان بچا کر فیض آباد

ودگوتی وبکٹ بنی سے بہونچا راہ مین زمینداروں نے تشکار کیا ناظم ڈک دوسرے مین آسکے وہان بھی نہ ٹھہر سکے ٹانڈے آگئے۔

جب خبر شکست سرکار مین پہونچی نادر مرزا وثیقہ دار سرکار دولتمدار بمعیت میر دوست علی سنگی بھائی ناظم چار پلٹن تلنگہ جنگی ایکہزار رسالہ توپخانہ مع راجہ مان سنگہ مہادر اپنی کمک کو لیکر روانہ ہوئے کہ فیض آباد سے سامان جنگ درست کرکے استیصال فوج انگریزی و نیپالی کرینگے وہان راجہ کے ورغلانے سے فوج نے تنخواہ مانگی گھیر لیا کئی دن تک ناظم گرفتار و قید رہے آخر ہزار خرابی کچھ دے دیکر صورت معاملہ ٹھہری اور تیاری امروز فردا مین رہے جبتک کہ کام تمام ہوگیا کہ تیلیوں نے سید صاحب راستہ اپنے گھر کا لیا کئی دن تک ناظم مع نادر مرزا شریک حال جناب عالیہ بونڈی مین جاکر رہے جب یہاں بھی شکست ہوئی سب کے ساتھ پہاڑ کیطرف بھاگے جب کوئی صورت نہ بن پڑی اور سرکار سے مطلق امان بخشی ہوئی اوسوقت سفر زندگی مایوس ہوکر ذمیل امان سرکار کے ہوئے اوسوقت میر مہدی حسن خان ناظم۔ میر دوست علی بھی حاضر ہوئے اپنی خیر خواہی کرنل صاحب مذکور سے بیان کی۔ کلکتہ سے اونکی چٹھی بھی آئی بعد تحقیقات کے کئی مہینے روبکاری بعد لکھنؤ سے نجات پاکر روانہ ہوئے ہر چند حکام اودھ سے انکی رہائی بہت دشوار تھی مگر اوسیقدر نیکی انکے کام آئی وگرنہ پھانسی سے ہرگز نہ بچتے یا اگر کوئی جلاے وطن کی ہوتی کرنل صاحب سینہ سپر ہوئے اور نواب گورنر جنرل کو اونکے باب مین بہت کچھ لکھا۔

میر مہدی حسن خان کے واسطے اوس جلدوے حسن سلوک کے دو سو روپیہ ماہواری کا پنشن مقرر ہوا مگر حکم محکم یہ بھی ہوا کہ مع میر محمد حسن خان جاکر اپنے وطن مین رہو کہیں اور نجانا۔
نادر مرزا کیواسطے حکمنامہ طلبی کیا جب نہ آئے وثیقہ دائمی ضبط سرکار ہوا پھر آئے درخواست وثیقہ کی روبکاری کلکتہ مین ہوئی۔ استحقاق ثابت مگر انکی بے جرمی نہیں ثابت۔ نادر مرزا کی تقریر یہ تھی کہ انگریزوں کی جان یا خطا تو شاید بخش بھی دوں مگر اون ہندوستانیوں کی جان بخشی ہرگز نہ کرونگا جو کسیطرح انگریزوں کی سازش مین مشتبہ بھی ہونگے لہذا پھر تھا آخر نوبت بولایت پہونچی وہان بھی وہی صورت خاص ہوئی مایوس ہوکر رامپور گئے نواب ذکی بہن تک

انکی خدمت کی بہت فرصت سے رہے جب رخصت لیکر لکھنؤ آئے انتقال کیا انکی بہنین ناکتخدا جوان ہوگئی تھین اونھون نے دعوی کیا انگریزی سرکار نے التفات بھی کیا مگر نادر مرزا نے لکھدیا کہ یہ ہمسے باقی تھین انکا حصہ بھی اجرا نہوا۔ ضبط رہا۔

دھاوا عالم باغ

ارکان دولت اور افسران فوج باغی نے کورٹ کیا کہ کل دھاوا کرکے عالم باغ کو لیلو ہندو مسلمان نے قرآن شریف اور گنگا اوٹھائی صبحکو نواب میاں احمد علی بڑی تجمل سے مع اپنے جان نثار شہر تاکہ کربلا سے ہاتھی پر سوار چلا لیو زیرہ دلوار کربلا پہونچے جہان آتا مجان پر سوار ہوکے گرد حلقہ جان نثاران تھا توپ کے مورچے پر پہونچے خوشامد کرنیوالون نے تعریف بہادری کی شروع کی اور ہر قدم پہ زیادہ الفاظ خوشامد کہتے جاتے تھے اور پیشقدمی کو روکتے تھے کہ ہم آگے نہ جانے دینگے ہم جان نثار و نگاحفظ تماشا سرفروشی کا دیکھیں اور باطنین اپنا بچاؤ منظور تھا کہ ہم نشانہ گلہ ہوجائین۔

غرض جب ادھر سے صف سپاہ آراستہ ہوکر مقابل عالم باغ کھڑی ہوئی ادھر سے ایک گمٹی و توپ چند سوار باہر نکلے طرفین سے کئی دقیقہ تک گولی گولہ چلتا رہا جب ادھر سے سوارون نے دھاوا کیا کئی سوار گر پڑے ادھر کے سوار بڑھے ادھر کے بھاگے توپ بھی بند ہوگئی ۱۱ بجے نواب خص کی پنیس پہ سوار کربلا کے دروازے تک آئے پھر وہان سے ہاتھی پہ سوار ہوکر دولتسرا پہونچنے لگے۔ سوار جو میدان سے پھرا اہلکارون کو نام بنام گالیان دیتے ہوے اپنے ڈیرا پر پہونچے نواب حسین الدولہ بھی مع جماعت مومنین احاطہ کربلا مین سبیل پر بیٹھے رہے جب غازیان بیر دہیری نواب کو اپنی حاضری دیکر گھر گئے ہزارون خوانچہ والے مالولات تر و خشک لیے بلکہ برف والے بھی ہانڈی برف کی لیے مورچے پہ پکارتے پھرتے تھی یہ حال دیکھکر تلنگے تعجب کرتے تھے کہ دلی سے تیسری ناقہ سے نکلے جتنا تک بھر آٹا میسر نہوا یہان ہر مورچے پر بازار لگا رہتا ہے جمدار یار خان خیرخواہ سرکار انگریزی میر واجد علی کے پاس نوکر تھا اونھون نے میم اور صاحبون کی خدمت کو مقرر کردیا تھا اوسنے فوج باغی کے ۳ سو جوڑے جوتہ تولایا جب بھاگی تھی

اور اونکا نیلام کیا پھر اونھین نے مول لے لیا۔

دوسرے دھاوے مین جب فوج باغی لپسپا ہو کر چلی خدا یار خان کے نالہ کربلا پر سبیل شربت کی رکھی تھی جو بھاگ کر پہونچا خوب شربت پی کرا پنے پڑاؤ پر گیا اوسکی ہمت پر بہت متعجب ہوتا تھا اور تعریف کرتا تھا یہ جواب دیتا تھا یہ تمھاری جوتیون کا صدقہ ہے یعنی جنکا مین نے نیلام کیا ہے۔

جب صاحبان عالیشان کا قیام مستقل عالم باغ مین دیکھا اوسکا دھاوا ابھی کئی مرتبہ پیش کر چکے اہالیان سرکار کو یہ خیال ہوا کہ مبادا صاحبان عالیشان اسطرف کے آنے کا قصد کرین لہذا مناسب ہے کہ قیصر باغ سے کوٹھی جنرل مارٹن اور کربلا ہی تال کٹورے کے پل تک وہس خندق اور کوچہ بندی ہو جائے تو بہتر ہے اور دروازون پر مورچے بنین اور جو مکان سر راہ ہون اونمین رند نہین میر عابد متوسل ممو خان استاد اونکی لڑکون کے اونکو کلہ داغ سنہری منڈی حضور تحصیل بھی ہوئی تھی وہ میر عمارت اسکے ہوئی چنانچہ ایک خندق جنرل کی کوٹھی سے ظہور بخش کی کوٹھی تک دوسری چولکھی سے روشن علی خان کے مکان تک تیسری نکھی خانے سے ظہور بخش تک جانب شرق قیصر باغ سے سڑک خاص بازار تک چوتھی دروازہ کوٹھی قیصر پسند جانب مغرب ایک واسطے سرنگ کاٹنے کوٹھی منگل سین کے نیچے بصلاح پلٹن سائیرس منیرس یعنی تیرہ کہ اگر سرنگ بھی اوسکے تو آنے نپاوے اور درگا سنگھ کپتان اس پلٹن نے کئی سرنگ مخفی نکالی تھین کہ جب کوئی انگریز مع فوج آوے اڑا دیا جاوے اپنے نزدیک یہ گویا سد سکندری بنوائی تھین حالانکہ ہزارہا روپیہ اسمین صرف ہوا اور لڑنے کچھ نہو سکا۔

تفصیل سرنگ

۱ - سرنگ جانب دروازہ چینی بازار
۲ - قریب دروازہ کوٹھی تارے والی
۳ - طرف مکان بشیر الدولہ
۴ - جانب دروازہ لال بارہ دری
۵ - جانب دروازہ تاج بیگم -

۶ - جانب مکان انجم الدولہ -
۷ - جانب مکان روشن علی خان -
۸ - طرف دروازہ رکاب گنج -
۹ - طرف پل آہسنی -
۱۰ - طرف پل پختہ -
۱۱ - عقب بیلی گارد سرنگ کھودی پھر اوسے پاٹ دیا -

غرض یہ سرنگین مع باروت تیار ہو چکین حکم ہوا جہاں جسکا پہرہ ہے وہان خندق و مورچہ بندی کر کے تیار ہون اوسکا روپیہ سرکار سے ملیگا چنانچہ ہر پلٹن کے کپتان نے تعمیل حکم کیا افسر اور تلنگے یہ لاف زنی کرنے لگے کہ اب فقط پانسو گورہ عالم باغ مین ہے ہمارا کیا کر سکتا ہے اگر پانچ لاکھ آدمی اوسکے ہمراہ آوے اوسسے بھی کچھ نہو سکیگا اسلیے دھس وغیرہ تیار ہو گئے ہین اور اس تیاری مین معرفت میر عابد علی ایک لاکھ ستر ہزار اور چالیس ہزار معرفت رسالدار اور کپتان کو بلا زم خرچ ہوا اسمین بھی خوب خرد برد ہوئی -

لطیفہ یہ ہے کہ ایک سپاہی پلٹن یوں نے اظہار کیا کہ مین ہنومان ہون عالم باغ کو فتح کرونگا اوسنے اپنا نام بجرنگ بلی مشہور کیا کہنے لگا مہابیر نے مجھے خواب مین کہا ہے کہ تو ہی سب گورون کو مارےگا اور جسقدر جہاں ہو وہان درخت پر ایک جھنڈی لگا دے گورے کبھی وہان نہ آئینگے غرض اوسنے دوا رکا داس کے باغ مین مقام کیا اوسکی پوجا بڑی دھوم سے نکلنے لگی ایک دن اوسنے ہر پلٹن سے ایک ایک کمپنی لے کر دھاوا کیا اتفاقاً عالم باغ کے دروازے پر پہونچ کر زخمی ہوا تلنگے سرکار مین رو آئے کہ ہنومان جی عالم باغ مین پہونچ گئے گورون نے مار لیا اوسکی ٹوپی اوس جھنڈی پر رکھدی آخر معلوم ہوا وہ گوئندہ تھا اس فریب سے جھنڈی نشانہ بم کے گولے کے واسطے لگا دی تھی فی الحقیقت اوسی مقام پر گولے برستے تھے -

اسیطرح ارکان دولت نے کئی پنڈت بنارس کے نوکر رکھے اونھین قیصر باغ کی مقام وزارت کے پیچھے ایک مکان رہنے کو دیا جہان وہ حساب کیا کرتے تھے اونھوں نے بھی ایک

جھنڈی ایک تعویذ باندھکر لٹکائی تھی اوسی نشانے پر گولے آتے تھے آخر اوس جھنڈے کو ون
سے اوتار لیا وہ بھی درحقیقت گولندے کامل تھے مگر یہان اسپر بھی کسینے کچھ خیال نہ کیا
ایکدن ہرکارہ خبر لایا کہ فوج فرخ آباد کی بھاگ گئی اور فیروز شاہ بخت خان رسالدار بھی
مع فوج کمپ جمایا گنج علی کے تالاب پر پہونچا ہے ممو خان اور جناب عالیہ نے میر مہدی داروغہ
اخبار ملکی کو بلاکر کہا کہ کمپ بخت خان ایسا قریب پہونچا تمنے خبر نہ کی ہم کیا جانین کہ یہ فوج
غنیم ہے یا ہمارے شریک ہونیکو آیا ہے ایسی غفلت اچھی نہین ہزار ہا روپیہ اخبار پر کیون خرچ ہوتا
ہے پھر افسرونکو بلوا کر کورٹ کیا بموجب تجویز و مشورہ بخت خان کو حکم ہوا کہ تم شہر مین نہ آؤ وہین
ٹھہرو تمہارے حق مین بہتر ہے مگر وہ کب سنتا تھا اپنا کمپ لیے چلا آیا نشۂ غرور مین مست
ہو رہا تھا اوسکے کمپ مین ۵ ہزار تلنگے ۵ ضرب توپ ایک ہوٹ۔ چوبیس نیچی میگزین د
ہاتھی ۲۰۰ سو عورات اشراف رعایاے دلی و فرخ آباد اسیر تھین جنھین سے بہت سی
اوسنے بیچ ڈالی تھین بعد تین دن کے جناب عالیہ نے بخت خان کو بلوایا مثل اور افسرون
کے اوس سے قسم لی فرمایا ۱۰ روپیہ مہینا پاؤ فتح عالم باغ تک تھین ملے اور بعد فتح ۱۲ او
قبول نہ کیا جواب دیا کہ ہم موافق دلی کے تنخواہ لینگے اور اگر نوکر نہ رکھینگے شہر کو لوٹ لینگے
کئی دن تک اسکا جھگڑا رہا آخر جناب عالیہ نے فرمایا تمنے دلی مین کیا کیا جو یہان کروگے
بلکہ یہان بھی تمھاری جہت سے فوج بیدل ہو کر تمھارے پیچھے بھاگے گی۔ اسکا پھر کورٹ
ہوا افسرون نے بھی وہی تجویز کیا مگر جب شہر کی لوٹ کو سنا سب دم کھا رہے غرض دوشالہ
رومال کا خلعت ۵ ہزار دعوت کے ملے انکا مورچہ قلعۂ جلال آباد پر ہوا اس عرصے مین دو
سو رانگڑ بخت خان سے خفا ہوکر مع دو ضرب توپ علیحدہ ہوکر چکردار کوٹھی مین جا کر اوترے
اور کہا ہم اسکی اطاعت نہ کرینگے اور نہ سرکار کی نوکری بلکہ چلے جاوینگے۔

دھاوا جنرل اوٹرم صاحب عالم باغ سے

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب نے عالم باغ سے دھاوا کیا کپتان امراؤ سنگہ اور افسرون
کی پلٹنین کچھ بوچے جو متصل گانون بھدرک زیر قلعہ جلال آباد تھی اونکی توپ لیگئے فوج مین تلاطم

پڑا بہت سے بھاگ کر شہر مین آئے اونکی بر طرفی کا حکم ہوا اونکے عوض اور بھرتی ہوے اس عرصے
مین اور پلٹنون کے تلنگے اور مظفر علی خان ہاتھی پر سوار ہوکر گئے جب یہ پہونچین گورے
توپین چھین کر عالم باغ لیجا چکے تھے۔

پھر گورے قریب مسجد دیبی پرک نظر آئے اور قریب ۵ ہزار کے فوج ادھر کی سب جمع تھی
اونکے دیکھتے ہی ان سب کی روح قبض ہوئی بھاگے جنرل بہادر نے محمد باغ مین آکر دم لیا
وہان سے گھر چلے آئے اوسکے چوتھے دن پھر کورٹ ہوا قسم ہوئی ممو خان بھی فوج کے
ساتھ دھاوے کو چلے پہلے محمد حسین کمیدان پلٹن جعفری کے سر کا بھیجا اوڑ گیا خون ناحق ممو خان
پر ہوا بس یہ دیکھتے تلنگے بندوق جوتیان چھوڑ کر بھاگے یہی صورت تینون طرف کے دھاوے
کی ہوئی کہ گراب اور بم کے گولے سے کوئی نہ ٹھہر سکا دو سو تلنگے مارے گئے اس سے
زیادہ زخمی ہوے۔

جنرل اوٹرم صاحب نے پھر دھاوا کیا طرفین سے بندوق چلی ۵۰ آدمی مارے گئے
فوج بہادر بھاگی بخت خان جا کر ایک غار مین چھپ رہا ایک ہوٹ چوبین بنی ایک توپ
ایک چھوٹا گردہ گورے چھین کر لے گئے یہان تلاطم ہوگیا کہ گورے آتے ہین جسطرح بچونکو عورتین
ہوئیکے نام سے ڈراتی ہین۔ جناب عالیہ نے جنرل بہادر سے کہا تم یہان کیا کرتے ہو گورے
آپہونچے ابھی تم جاؤ عرض کیا بہت خوب مگر اپنی جان بچا کر بیٹھ رہے یہ سب احوال اگرچہ سلسلہ
بیچ ہے مگر فقط سلسلہ کتاب کی جہت سے لکھا گیا بطور روزنامچہ کے یہ کیسی لڑائی اور لڑنیوالے
کیسے اور کیسے حاکم وقت جمع ہوے ہین کچھ خیال مین نہین آتا کئی مہینے تک روز نئے غدر
پیش ہوے اور امتحان لڑنیوالونکا ہوتا رہا اور کچھ نہ سمجھے۔

پھر خبر آئی بخت خان مارا گیا دوبارا پھر خبر آئی زندہ ہے مگر توپون کے چھن جانے سے
اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہے ممو خان نے وزیر خان اپنے سالے اور امداد حسین خان داماد کو بھیجا
جب اوس کمبخت کو لے آئے جناب عالیہ نے فرمایا تم خوب لڑے اپنی توپونکا رنج نہ کرو مین تمکو اور دونگی
اوسنے کہا دلکی حسرت دلمین رہی اگر مجھے توپین ملجائین ابھی عالم باغ خالی کروا لون۔ اوسوقت
حمقا اور خوشامد خورون نے کہا کہ غفلت سے توپین گئین پھر ممو خان نے پلٹن والون سے

تو ہین دینے کو کہا کسی نے نہ دین ۔

ایکدن پرچہ اخبار ملکی آیا کہ تمام زمیندار گرد و پیش عالم باغ یاقوت گنج و نوپور کے سب انگریزون سے ملگئے ہین اونکے پاس حاضر رہتے ہین اوسوقت سکو تردد ہوا پھر یہ صلاح ٹھہری کہ کوئی ایسی تدبیر کیجئے کہ سب زمیندار گرد و پیش کے اونسے نا موافق ہوجائین پس تدبیر یہ ہی کہ جو قیدی بہ علت گوئندہ گری ساکنان نواح عالم باغ گرفتار ہین اونھین چھوڑ دو کہ اگر انگریز دیکھینگے وہ زمیندارون سے کھٹک جائینگے اور اگر زمیندار دیکھینگے وہ باطن مین ناخوش ہو کر وقت اپنا پاکر بھاگ جائینگے ۔

۱۱ مئی ابلاغ حکم واسطے زمیندار اطراف عالم باغ تا منجھا رسول آباد وغیرہ

عرضیان تمھاری ملاحظے مین گذرین جو تمنے اطاعت و فرمانبرداری اور شراکت گذاران فرنگ کی واسطے جانبری کی مصلحتاً کی ہی اور وقت مقابلہ سرکار کے بہت خیر خواہی کروگے جب حضور سے کرنا شروع کرینگے پیچھا کرکے سکو قتل کرکے حاضر حضور ہونگے اس بات کو دریافت کرکے حضور کو بہت خوشی ہوگی شاباش طریقہ دنیداری اور رعایا گیری کا یہ ہی کہ جس حیلے سے ہوسکیگا کافرون کو تیغ کرنا بہر صورت خاطر جمع رکھو کہ جب عملداری سرکار بخوبی ہوجائیگی تمھین جاگیر اور بہت سا روپیہ ملیگا مگر اپنے کام سے غافل نہونا اور ہر وقت اپنے تئین مورد عنایات و مراحم خسروانی سمجھنا یہ کہ لکھو پچاس قیدی بعلت گوئندہ گری جو محبس مین تھی پچاس قطعہ دیکر چھوڑ دیا اور مطلب اہلکار سرکار اوداس چھوڑنے اور ابلاغ حکم سے یہ تھا کہ انگریز بہادر پکڑ لینگے زمیندارونکو پھانسی دیدینگے اور زمیندار دیکھ لینگے خیال ایمان آجائیگا تو شاید بر وقت لڑائی ایسا کرینگے اور پاس لحاظ ادھر کا دیکھا اور جسکو پھانسی ہوتی باقی زمیندار فنکو یہ خیال ہوگا کہ ہمنے ساز کیا انھونے یہ کیا پھر اوسوقت بھر جائینگے ہمارا مطلب حاصل ہوگا

۱۲ مئی پہونچنا شاہزادہ فیروز شاہ

فیروز شاہ شاہزادہ مع دوسو سوار پانسو تلنگہ ہمراہی بخت خان سے شہر مین آئی سلطان جہان

محل حضرت خلد منزل مین بسبب قرابت کے نزدیکش ہوے سلطان بہو صاحبہ نے مارے خوف کے جناب عالیہ سے کہلا بھیجا کہ مین محتاج ہون مجھسے انکی خدمت کیا ہو سکے کی سرکار سے دوسرا مکان انکے رہنے کو ملے تو بہتر ہے اس جہت سے ایک اور مکان علیحدہ انکے قریب تجویز ہوا۔ شہزادہ دعوت کے آنے کئی دن کے بعد مرزا بلاقی داماد شاہ دلی اور مرزا کوچک سلطان بیٹے بہادر شاہ کے نگنج مین آئے انکے استقبال کو مولوی میر مہدی آتالیق نواب جرأت الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر گئے ۵ اشرفیان نذر مین مولوی نے دیدین اونکو قیصر باغ مین لاتے پانسو روپے دعوت کے اور کئی کشتی پوشاک پارچہ سفید کی جناب عالیہ نے دی جتر منزل رہنے کو ملا پھر مشہور ہوا کہ انکا رہنا متصل دردولت اچھا نہین یہ صاحب حوصلہ اولوالعزم ہین ایسا نہو تخت شاہی پر بیٹھ جائین اس خیال سے ہم کمپنی تلنگہ بحیلہ حفاظت بطور نظر بند مقرر کین اور تلنگے سوار جو انکے ساتھ آئے تھے اونھین نوکر رکھا۔

احوال متفرق اہلکار اور امیران دربار جیسی وغیرہ

جب فوج باغی داخل لکھنو ہوئی پہلے لوٹ نظامت کی پلٹنون سلطانی نمک حرامون نے شروع کی کسواسطے کہ یہ گھر کے بھیدی تھے شہر کے ہر وضیع و شریف و کوچہ محلہ سے واقف تھے جب بڑے آدمی اور روپے والون کے گھر لٹے ہر ایک نے مضطر ہو کر ایک صورت اپنے بچاؤ اور حفظ آبرو کی نکالی از انجملہ شرف الدولہ غلام رضا خان عرف رائے جگنا تھ اپنے گھر واقع نال دروازہ مین دروازہ بند کر کے بیٹھے اور خان علیخان کو بلا کر ۵ سو روپے دیے دو سوار اپنی حفاظت کو متعین کروائے مگر فوج باغی کب مانتی تھی اونکا گھر لوٹنے کو آئی اونھون نے پھاٹک نہ کھولا تلنگون نے کہا محمو خان کوتوال اور انگریز انکے گھر مین چھپے ہین بے تکلف گولیان مارنی شروع کین انکے سپاہی بھی بندوقون سے گولیان مارنے لگے کئی تلنگے مارے گئے جب یہ خبر پلٹن اختری اور بدل مین پہونچی اوسی وقت دونون پلٹن تیار ہو کر گھر کھودنے کو آئین۔ غلام رضا نے معرفت اپنے وکیل کے ہزار روپیہ سید برکات احمد رسالہ دار کو بھیجے اور کہلا بھیجا کہ آپ میری جان اور آبرو بچائیے اور احمد اللہ شاہ کے پاس نذر اور ایک تاج بھیجا رسالدار نے

رپیہ ایک تلنگون کو منع کر دیا رفع شر ہو گیا —

بعد ایک مہینے کے غلام رضا خان کسی چال سے ممو خان تک اور میر واجد علی سے ملے ۵ ہزار ممو خان ہزار روپے میر واجد علی کو دیے ممو خان نے خلعت گنجیات دیا کہ بسبب بے انتظامی کے شہر مین رسد غلہ کی کم آتی تھی غلہ گران ہو گیا تھا پھر چند روز مین ممو خان اور غلام رضا خان ہم پیالہ و ہم نوالہ ہو گئے ہر روز اچھا کھانا پکوا کر لاتا تھا اور نواب کے ساتھ دسترخوان پر نوشجان ہوتا تھا جب گورے قیصر گنج مین آئے غلام رضا نے امراؤ مرزا کو اپنا کار بندہ کر کے رسد رسانی فوج کو بھیجا اونھون نے تقسیم رسد تلنگون کے بہت سے کہا تھے غلام رضا از راہ خیر خواہی سرکار پندرہ ہزار روپیہ کا غلہ اپنے پاس سے خرید کر بھروا دیا —

جب جنرل اوٹرم نے اخیر دھاوا کیا کسیطرح سے رسد نہ پہنچ سکتی تھی سبھون نے انکار کیا مگر غلام رضا خان نے اقرار کر کے بخوبی رسد پہونچائی فی الحقیقت یہ بڑا کام بیان چوکھم کا تھا مسلمانون کو نان جیری ہندون کو پوری مٹھائی پہونچائی اور دس ہزار کا غلہ قیصر باغ مین نگینہ والی بارہ دری کے نیچے بھروا دیا کہ کسیکو کھانا نصیب نہوا اوسے گورون سکھ وغیرہ نے نوشجان کیا —

خلاصہ با وجود مجتمع ہونے اسقدر فوج جنگی [illegible] تعلقداران ممالک محروسہ کے جیل گاہ کسیطرح خالی نہ کر سکے آخر مہاراجہ بالکرشن نے از راہ خیر خواہی سرکار انگریزی تعلقداران کو لکھنؤ سے رخصت کروا دیا اس حیلے سے کہ اگر یہ لوگ اپنے علاقے پہونچائینگے رعایا سے وصول زر تحصیل کیونکر ہوگا بظاہر تعلقدار متمردہ لوگ اپنے گھر چھوڑ کر چلے گئے مگر اسکا جواب صاف ہے کہ ان کی شین کے مقابلے سے کیا اونسے ہو سکتا تھا کہ اب اونکے رہجانے سے توقع ہوتی عجب قدرت خدا ہے کہ گویا زمیندار اور مقابلۂ جنگ انگریزی واہ —

غرض جب اہالیان سرکار تھکے اور مضطر ہوئے آخر صلاح یہ ہوئی کوئی تدبیر ایسی کیجائے کہ سب انگریز ملیگارد مین بند مر جائین کوئی شخص ایسا ہو جو وہان جا کر سب کنوون مین زہر ڈالدے کسی نے اقرار جانے کا نہ کیا مگر شہدون کے افسر نے کہا یہ کام ہمارے سنکھیا ہین عنایت ہو ممو خان نے پانچ سیر سنکھیا شہر سے تلاش کر کے اور غلام رضا خان سے بھجوا کر

انکو دی انھون نے اگر کہا ہمارے شہدے جاکر اپنا کام کر آئے ممو خان نے سید مم خبر منگواتے تھے کہ انگریز جیتے ہین یا مر گئے۔ مگر متواتر خبر آتی تھی کہ ابھی زندہ ہین ایسے مدبران ریاست ہوئے تھے واہ۔

جنرل اوٹرم صاحب کو اسیران فرنگ کا احوال معلوم ہونا

خلاصہ جب اسیران فرنگ مرسلۂ راجہ لونا سنگہ محمدی سے آئے میر واجد علی نائب و مختار مدار المہام دیوان عام علی محمد خان کے سپرد ہوئے جسطرح سے قتل آر صاحب مین بیان کیا گیا اور بقیہ کا بچنا فقط قدرت خدا سے ہوا ورنہ جب آر صاحب کو لے گئے اونکو کیونکر چھوڑ جاتے بہرحال اسکی صورت زبانی انت رام یہ ہوئی کہ پہلے میر واجد علی کو بھی نسبت کی خبر نہ تھی اسواسطے کہ انجام کار کا یہ حال معلوم نہ تھا فی الحقیقت سکو نشہ اس ثروت و حکومت بادشاہی دو دن کا ہو گیا تھا ایکدن میرے ایک دوست نے ازراہ عاقبت اندیشی سمجھایا کہ تم کس فکر و اندیشہ نشۂ غفلت مین سو رہے ہو اگر کسی صورت سے ان اسیرونکو بچاؤ گے صورت نہایت نجات و رفاہ فلاح نیک نامی خیر خواہی سرکار انگریزی ہمیشہ حاصل ہوگی ورنہ تمپر سب سے زیادہ آفت آئیگی ہمنے تمکو خبر کر دی ہے خبردار رہو اگرچہ اسوقت بظاہر بہت مشکل اور جان جوکھم معلوم ہوتا ہے میر نے کورنگے رنگ دربار دیکھکر علی محمد خان اور جناب عالیہ کو سیطرح کے نشیب و فراز سے اور گرم و سرد سے سمجھایا کہ اگر یہ اسیر بچ جائینگے کیا عجب ہے کہ بادشاہ کی بھی اسی بہانے سے قلعہ کلکتہ سے رہائی ہو جاوے اور یہ امر کچھ جدید نہین ہے نواب شجاع الدولہ نے دو صاحب اسیر کو بڑی عزت سے رکھکر قید سے رخصت کر دیا تھا یہی مراعت وثوق شفاعت و نیکنامی کا ہوا امیر دوست محمد خان کابل نے جو اسیران فرنگ سے سلوک کیا ظاہر ہے بس یہی ہے کہ نواب شہنشاہ محل جناب عالیہ سے لڑکر شہر مین کسی مکان مین اوٹھ جائین یہ بیبیان انکے ساتھ چلی جائین اس پردے مین اپنا افشا راز ہونے پائیگا ورنہ کسیصورت سے انکی جان و نہ حمایت کرنیوالون کی بچیگی چنانچہ ایکدن جناب عالیہ و شہنشاہ محل سے خوب لڑائی ہوئی کہ خاص و عام کو چرچا اور تک مشہور ہو گئی اور انکا خفا ہو کر قیصر باغ سے اوٹھنا پیش کیا اسکی بھنک شہنشاہ محل

سلطان محل خورد محل دلدار محل دلربا محل وغیرہ مع اسباب باغ سے اٹھکر قریب اکبری دروازہ
آغا مرزا عاقل کے مکان مین یہ کہا یہ جاکر رہین یہ محبوسین بھی انھین کے پردے مین بسلامت
چلی گئین جب بیبیون سے میر واجد علی نے بحضور قلب رجوع کی کہ آیا ہمارے واسطے صورت
سفینة النجات آپکی بدولت متصور ہے یا نہین ہم امیدوار جلد وصول جزاء الاحسان
کے ہین انھون نے جواب دیا کہ ہم تمہارے اور ان صاحبات محل کے سبب احسانمند ہین
جتنا ہمسے ممکن ہوگا ہم تمہارے واسطے اور ان صاحبات کے واسطے قصور نہ کرینگے لیکن
اب مناسب ہے یہان سے کسی اور مکان مین لیجاکر رکھو ایسا نہو یہ عین شہر ہے بدمعاشون
کا ہنگامہ فساد زیادہ ہوجاوے پھر وہان سے منصور نگر مین اکبر علیخان کے مکان مین اکر
رہین اوسوقت بیبیون نے چٹھی اپنی سرگذشت کی اوٹرم صاحب کو ایک گوئندے کے ہاتھ
بھیجی کہ تو اس لشان کے بتلانے سے مورچہ انگریزی سے بسلامت گذر جائیگا چنانچہ جب وہ چٹھی جنرل
صاحب کے پاس پہونچی اوس گوئندہ کو رخصت کیا رات کو ایک گوئندہ فقیر بنا ہوا اوسکا جواب لایا اوسی
سے رسل رسائل بوسیلہ اخبار جیبی وشہر میر واجد علی کی جہت سے جاری ہوا اور دوبارہ کی جانفزا
اپنے عذرات بارد و علالت مزاج سے کم کر دیے ادھر سے مایوسی ہوتی ادھر سے امید
غرض جب جنرل اوٹرم کو قید ہونا اور زندہ رہنا میم صاحبات کا مفصل معلوم ہوا معرفت
دیوان امنت رام وکیل راجہ مان سنگھ کہلا بھیجا کہ اگر یہ اسیر بچ جائینگے تمھین سرکار سے انعام لاکھ
روپیے کا ملیگا اور جاگیری تمھاری او متعلقان کی ہوگی امنت رام نے عرض کیا کہ اگر آپکے
اس ارشاد کا اونھین یقین نہ ہو فرمایا اونکی عرضی لاؤ ہم پروانہ دینگے غرض میر صاحب
نے عرضی لکھی کہ محلات واجد علیشاہ مجھسے متعلق ہین امیدوار ہون جو ہمارے ساتھ ہو سب کی
جان بخشی ہو اور خدا چاہے تو آپ کی امانت بسلامت آپتک پہونچے جب یہ عرضی گذری
حسب المعروضہ پروانہ آیا اور یہ بھی فرمایا کہ اس جان بخشی کے سوا لاکھ روپیہ انعام
ملیگا اور اسکے دینے مین ہرگز تساہل نہوگا بشرطیکہ میم صاحبات کی جان بچاؤ گے۔
جب امنت رام نے پروانہ دیا ہوش جاتے رہے اور ڈرے کہ کبھی مبادا تلنگے دیکھ لین
یا کچھ سن لین کہا تم اسے چھپاؤ کل میرے مکان پر مجھے دینا۔

ایکدن میم صاحبات نے کہا اس مکان سے کسی اور مکان وسیع میں لیجا کر رکھو ہم بہت تنگ ہیں
چنانچہ آر صاحب مقتول کی بی بی بیٹی اوس جگہ صاحبہ قیصر باغ کے گوشۂ عافیت میں
بیج رہی تھیں محمد بیگ کمیدان کے سپاہی کچھ اذیت دیتے تھے اونکے بدلے پہرہ پر تلنگے والونکا
مقرر کیا تھا بعد قتل آر صاحب تین دن تک آدمی کنج قفس میں بے آب و دانہ رہی تھیں کیسے
خبر لی کنواسطے جو شہر تک تھے اونکو اپنی جان کی پڑی تھی جب ایک سپاہی نے اوسپر رحم کھا کر
عیش باغ میں اننت رام سے جا کر یہ اسرار زبانی میم صاحبہ بیان کیا او نہون نے کچھ میوہ مصری
روپیہ بھیجا اور بہت سی تشفی کہلا بھیجی کہ ہم کبھی ایسی اہانت نہ کرینگے اور اوس سپاہی کو بھی
کچھ دیا اور پھر کمر ہمت باندھ کے مستعد اونکی رہائی کے ہوئے دربار میں میر واجد علی کو
ہمراز سمجھکر یہ تدبیر نکالی بیٹی مس آرا کو بیمار جھوٹ موٹ سا بنا لیا اور صحت الدولہ سید علیخان کو
بھی موافق کر لیا اوسکا نام عباسی رکھا اور میر واجد علی نے اوس لڑکی کو کہہ دیا کہ جب حکیم صاحب
یا کوئی اور آوے تم اوس وقت اپنی شکل اور حالت بیمارون کی بنا لینا چنانچہ حکیم صاحب نے
بموجب مشورہ مجوزہ محمد خان سے جا کر کہا کہ عباسی ایسی بیمار ہے کہ کل تک بچتی بھی نظر نہیں
آتی محمد خان نے علاج کو کہا میر واجد علی نے اننت رام سے وعدہ کیا کہ اسے کسی حکمت سے نکال کر
عالم باغ بھیجدینا مناسب ہے دوسرے دن میر واجد علی نے معرفت حکیم صاحب
محمد خان سے کہلا بھیجا کہ وہ لڑکی جو کل بیمار تھی آج مر گئی ہے میں نے اوسے دفن کروا دیا
کہا بہتر کیا جب اننت رام اوس لڑکی کا جنازہ اپنی حکمت عملی سے بنا کر قیصر باغ سے نکلے اور
سنڈہ ہاتھی پر چھپا کر خوشی خوشی مع اپنے ہمراہیوں کے لے چلے جب چنہٹ پر پہونچے دفعتہ
پچاس سوارون نے آکر گھیر لیا پوچھا کون ہو کہاں جاتے ہو اوس وقت دیوانجی کے حواس
باختہ ہوئے ہوش اوڑ گئے مگر اوسی وقت اوس لڑکی کو ہوشیاری سے اپنے لحاف
میں لپیٹ مثل گاؤ تکیہ بنا کر اپنے کہار معتمد کو چپکے کر دیا فی الحقیقت وہ بڑا نمک حلال
تھا بھیونے کے ساتھ اپنی بغل میں دبا کر کنارہ راستے لے گیا پھر یہ ہاتھی سے اوترے
قصہ مختصر بعد بہت سی گفتگو کے پچاس اشرفی اون سوارونکو دیکر نجات پائی وہاں سے حیدرگڑھ ہوکے چلے گئے ہم
علاقہ میں پہونچ جا دین ایسا وہ میں اوس لڑکی کی خاطر سے خلیل اللہ افسوس نہیں سہی رہی محنت و مشقت باقی وہ معلوم

اوسپر کیا گذری زندہ ہے یا راہ مین گرفتار ہو گئی عجب حالت سکرات مین رہی دوسرے دن وہ کہنا دیا وفا
نظر آیا پہلے اپنی امانت کو پوچھا اوسنے کہا کوس بھر کسی گانون مین اوسے بسلامت چھوڑ آیا ہون
اور جہدا کے راہ مین ہر آفت سے بچایا یہ اوسیوقت جا کر لیلئے کھانا کھلایا پھر جنرل اوٹرم کو اس
احوال کی عرضی لکھی اوسکا جواب نیکنامی وکمال عنایت سے بھیجا بعد فتح وہ لڑکی اپنی مان سے ملی
فی الحقیقت دلیوا نجی نے بڑا کام جان جوکھم کا بڑی بہادری وخیرخواہی سے کیا۔ صوفیہ بیٹی ہم برس
کی کرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد قید قیصر باغ مین ہیضہ وباتی سے مرگئی تھی اوسی کہین دفن کردیا تھا

سالگرہ مرزا برجیس قدر

ہر روز تازہ بتازہ ایک پھول پھولتا تھا عجیب ماجرا ہے کہ عالم باغ مین لڑائی بیلی گارد
مین سر روز بنیاد ڈھاوا کیا جاتا ہے ہر طرف مورچہ بندی ہورہی ہے یہان سرکار مین مرزا برجیس قدر
کی سالگرہ کی تیاری ہورہی چنانچہ جناب عالیہ نے کوٹھی سے اپنے قدیم مکان سے متصل مکانات
بشیر الدولہ تشریف لائین آراستگی مکان کو حکم ہوا کہ سب محلات اور شاہزادونکو بلاؤ سب بلائے
ہوئی بڑی روشنی ہوتی نواب ممتاز الدولہ مموخان میر واجد علی فوج کے سب کپتان رسالدار کوتوال سب
والے حاضر تھے جناب عالیہ نے فرمایا مین نے منت مانی تھی کہ مع فوج درگاہ حضرت عباس مین جاؤن ارکان
دولت ومشیران خاص نے کہا ہرگز یہ صلاح وقت نہین کہ آپ یہان سے قدم باہر نکالین ایسا نہو
جہانگیر نگر سے دھاوا کرکے داخل قیصر باغ ہو جائین پھر فوج بہادر اونہین کیونکر روکے گی اس جہت
سے جانا درگاہ کا موقوف پر وقت نہا۔
پھر رات گئے گیا رہوین برس کی سالگرہ دیکھی جناب عالیہ نے فرمایا مین چاہتی ہون پہلے
صاحبات محل مجھے نذر دین سبھون نے اسپر بیت تھقہے آڑا دیئے اور کہا کہ اگر تم بادشاہ کی مان ہو
تو کیا مضائقہ ہمین نذر دینے مین کچھ تامل نہین یہ بات خود معنی بڑی گرنا گرمی سے کہی آخر سبھون
نے برجیس قدر کو لطریق رونمائی اپنا بچہ سمجھکر دو دو تین تین اشرفیان دینے لگے ناچ ہونے لگا
اسی جلسے مین نواب خود محل کے ساتھ بیبیان اسیر کی لباس ہندوستانی پہنے ہاتھون میں

مہندی لگائے شریک محفل ہوئین۔

مرزا برجیس قدر باہر برآمد ہوے سے پہلے نواب شرف الدولہ نے نذر دی اوسکے بعد غرضیکہ قریبا اہلکار افسران فوج نے نذر دی خلعت ہونے لگے عبدالرحیم قوم قصاب داروغہ جواہرخانہ جو بعد معزولی مفتاح الدولہ ہوا تھا صاحب علی خزانچی قوم جولاہہ کو بی چودھری باغبان جس نے پھولون کا سہرا بنایا تھا میر کاظم علی داروغہ میگزین جو آتشبازی لایا تھا اور اوسکے وکیل کو یوسف خان داروغہ توپخانہ جسنے ۲۱ فیر سلامی کی چھوڑوائی تھی محمد بنیاد آتشباز کو وہ آتشبازی لایا تھا ہر ایک کو دوشالہ رومال ملا اوسوقت لوگون نے عرض کیا کہ عجیب ماجرا ہے کہ پہلے خلعت بڑے اہلکارونکو دینا مناسب تھا اوسکے بعد چھوٹی امت کو غرض رات بھر خوب جلسہ رہا محلات کو کھانا تک نہ ملا جنھون نے اپنے گھر سے منگوا کر کھایا یا بازار سے یہ خوبی انتظام تھی کشمیری لون نے یہ غزل گائی ؎ غیرت مہتاب ہی برجیس قدر ۔ گوہر نایاب ہی برجیس قدر ۔ ادھر تقدیر نے یہ حسب حال پڑھا ۔ چھوٹتا ہی تجسے اب یہ لکھنؤ ۔ جشن شادی خواب ہی برجیس قدر ۔ دوپہر دن تک یہ صحبت رہی سہ پہر کو سب رخصت ہوے جنا بعالیہ بھی جو لکھی مین تشریف لائین۔

خبر شکست میر مہدی حسن خان وغیرہ

غرہ رجب سنہ ۱۲۷۴ھ کو خبر آئی کہ جنگ بہادر کمانڈر انچیف گورکھا اور فوج گورہ نے سنگرامپور ہوکر میر مہدی حسن خان ناظم سلطانپور سے لڑائی کی وہ تھوڑے پسپا ہوے فوج انگریزی پاشستہ کور جنسپور وہ بعد تھوڑے تک چلی آئی راجہ حسین علی خان خوب لڑا زخمی بھی ہوا تاب نہ لاسکا راہ گریز اختیار کی ممو خان نے حکمنامجات بنام راجہ مادھو سنگہ تعلقدار گڈہ امیٹھی کو اس مضمون کے بھیجے کہ تم از راہ نمک حلالی سدراہ فوج کیوں نہوے معلوم ہوا تم سازرکھتے ہو اور حکمنامی سب حاضر ہونے کو جاتے ہیں سبکو یہان کا حال اول مرحلے مین بخوبی کھل چکا تھا بالاتفاق ہمزبان ہوکر یہ جواب دیا کہ ہم اپنی اپنی حدود سے حتی الوسع روکنے مین ہرگز قصور نہ کرینگے چنانچہ گوربخش سنگہ تعلقدار رامنگر دھمیڑی حشمت علی عامل سندیلہ وغیرہ انمین سے کوئی حاضر نہوا اور فوج انگریزی کاندو کے نالے تک چلی آئی اس بیچ مین ہرجگہ انکا دبے لڑائی بھی ہوئی چھرا ایٹھی اور گوشائین گنج مین پہونچے

اور موضع دھرہرہ میں مصاحب علی زمیندار سے لڑائی ہوئی دوسرے دن اوس نے ممو خان کے آگے اپنی تعریف
کی اور کہا چودہری صمصام علی سلیم پور میر صفدر علی عامل حیدر گڑھ قمر الدین حسین عامل گشائنگنج وغیرہ
توپ پر حیدر گڑھ میں بڑی بہادری سے مارے گئے اور میں نے باوجود ہونے توپ کے ایسا معرکہ
کیا اگر میرے پاس توپیں ہوتیں ایک کو نہ چھوڑتا ممو خان نے دو توپیں میگزین دو پلٹن نجیب خلعت اا پارچہ
چکلہ داری گوشائنگنج حیدر گڑھ وغیرہ دیکر حکم دیا کہ ان ملاعنہ کو جا کر ہی زندہ لانا یا سر بھیجنا اور جب فوج
آوے اوسکے سد راہ ہونا کہتے ہیں کہ مانی صاحب نے میر مہدی حسنخان ناظم سلطان پور کو با خفا پیام بھیجا کہ
اگر فوج سرکار کی آنے کی راہ میں تم مانع نہوگے اور جدا نہو جاؤگے تمھیں سرکار سے پچیس ہزار روپیہ کا دنیا
نسلاً بعد نسل ملے جائیگا انھوں نے اوسوقت کے نشہ نخوت سے تعارض اوسپر کچھ اعتنا نہ کی بلکہ اظہار عجز
کیا اور بعض کہتے ہیں فی الحقیقت پہلو تہی کی اسپر انکا دو سو ماہواری کا پنشن سرکار سے
ہوا واللہ اعلم۔

خبر شکست فرخ آباد و بریلی

فرخ آباد میں یہ صورت ہوئی کہ جب فوج انگریزی کانپور سے پہونچی فوج جنگی نے سامنا کیا لیکن
کئی دن رد و بدل کے بھاگے گودام سرکار جسمیں طاقہ ہر قسم بانات مخمل کاشانی وغیرہ اسباب تھا سب لوٹا
توپیں لیکر اوس پار اوترے اور لکھنؤ پہونچکر عیش باغ میں پڑاو کیا جتنی بانات مخمل وغیرہ لائے تھے
رعایا کے ہاتھ کوڑیوں پر بیچی۔ نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد وہ بھی گرفتار دام فوج باغی ہو گئے
تھے آخر کچھ نہ بن پڑا مایوس ہوکر مع عیال و اسباب ضروری اسپار دریا کے اتر سیدھے بریلی کو گئے
ایک گوئندے نے اوسیوقت اونکی کوٹھی میں جاکر آگ لگا دی لاکھا روپیہ کا اسباب جلکر خاک سیاہ ہو گیا
صبحکو فوج سرکار نے جاکر شہر کا بندوبست کیا رعایا سے پہلے ہر قسم کے ہتھیار لیلیے تھے پھر کتنی لاکھ لیکر سبکی
جان بخشی کی نواب تفضل حسینخان بریلی گئے وہاں سے خفا ہوکر گونڈی میں جاکر شریک حال قافلہ منڈو لکھنؤ ہوے
جب سرکار سے امان مطلق ملی سبکے ساتھ یہ بھی آئے نواب کے عیال فرخ آباد گئے اونکو بکاری تحقیقات کی نواب کو
حکم ہوا قلمرو سرکار کے ملک سے نکل جائیں چنانچہ بحالت سرکار مقیم مکہ معظمہ ہوے جنرل ہیر و صاحب کی
بدولت بچے اسی جہت سے وہ درجہ اعلیٰ سے اپنے کچھ دنوں کم ہو گئے پھر اوسی درجے پر ہو کر

چیف کمشنر اودھ ہو کر بسبب علالت مزاج ولایت گئے —

انتظام بریلی کی صورت ہوئی کہ نواب خان بہادر خان مدت ملک عہدۂ جلیلہ سرکار پر ڈپٹی یا صدر اعلی رہے سر رشتۂ انتظام سے واقف تھے تحصیل ملک بخوبی جاری رہی فوج نمک حرام خزانہ سرکاری لوٹ و قتل کرکے دہلی چلی گئی تھی اونھین نمک حرام سرکار سمجھکر نہ رہنے دیا اونکے بدلے ہمقوم اپنے پٹھان روہیلے پہلی بھیت کے رکھے جو ہمیشہ سے نامی بھاگنے کے تھے اپنے نزدیک سپاہی سمجھکر رکھا فوج انگریزی جو نینی تال پہاڑ سے اتری مقابلہ ہوا کئی مرتبہ شکست بھی دی فی الجملہ میدان اونھین کے رہا جب مراد آباد اور ملک اودھ سے فوج پہونچی دس ہزار کی جمعیت سے بھاگ کر مع عیال ملک اودھ مین آئے ہزار کا خون ناحق ہوا اور اپنی بربادی اپنی نافہمی سے کی اگر صاحبان عالیشان سے موافقت باطنی کرتے غالب ہے کہ یہ صورت خرابی کی نہوتی ہرچند نواب یوسف علیخان رامپوری نے از راہ برادری دوستانہ سمجھایا لیکن نشہ جنگ دماغ سے نہ اترا نواب محبت خان کی اولاد نشیندار سرکار دولتمدار لکھنو کی بعزت و آرام رہتی تھی فوج باغی کے ہاتھ سے تنگ ہو کر اور از راہ حق برادری فی الجملہ روٹی کا بھی سہارا سمجھکر بریلی گئی وہان کا رنگ حکومت دیکھکر ان سب کے نشے ہرن ہوگئے اگرچہ روہیلے خان بہادر خان نے اپنا ہمسر ریاست سمجھکر بعزت استقبال کرکے داخل شہر کیا اپنا مہمان ناخواندہ سمجھا اور باطن مین متوسل سرکار رہا نکو کھٹکا رہا اپنے شوری ناموں مین نہ داخل کیا اور نہ بخوبی صاف ہونا تھا کہ قیام صورت نان نشکست بھی پیدا ہوئی بلکہ ازین سو ماندہ و ازان سو راندہ ہو کر جب سب کے ساتھ شہر سے بھاگے حکیم محمد تقی خان طبیب مستقل بہت نیک بخت شاگرد رشید حکیم مرزا محمد علی اپنی شامت اعمال قضا سے گورکھون مارے گئے — باقی قافلہ بہزار خرابی لکھنو پھر آیا بعد تحقیقات و ردبحاری کے سرکار سے کچھ پنشن واسطے مدام حیات ہو گیا داد و فریاد سرکار نے بہت کی کلکتہ مین بھی بعض نے جا کر عرض حال کیا صورت اول پیدا نہوئی

حکایت کپتان ہیرڈنگ صاحب

ایک سوار صاحب فہم رسالہ کپتان ہیرڈنگ صاحب نقل کرتا ہے کہ قبل از داخلہ فوج باغی بیگم

صاحب نے مجھپر بڑی عنایات کی اور خبر فوج کانپور و فیض آباد پوچھنے لگے مین کہا جو کچھ ہے آپ بھی سنتے ہین مین بھی سنتا ہون کہا ہم تمسے ایک بات پوچھتے ہین بشرطیکہ سچ کہو اب ہم اس معرکہ درپیش مین کیا صورت کرین مین نے کہا یہ امور سلطنت ہین جیسا حکام اپنی مصلحت وقت سمجھین لیکن مین گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ بظاہر سارا ہندوستان دشمن جان و مال سرکار ہوگیا ہی اسصورت مین جو سرکار کا خیر خواہ معتمد و وارث ریاست ہر مقام ہو اوسکا ملک اوسے دیدیجئے اور آپ مع عیال و اطفال سیدھے کلکتے چلے جایئے جب تک کمک ولایت سے کمک پہونچے یا ہندوستان مین کسی معتبر کی فوج جرار آپکے شریک ہوجاے یا ایسی قوم نوکر رکھیے جس سے انتظام بسہولت ہوسکے پھر اپنے دشمنونکی سرکوبی کیجیے اس صورت مین غالب ہی کہ بہت خونریزی ہو اور یہ ہنگامہ از خود موقوف ہوجاے اور اگر غصہ و غضب سے کام فرمایئے گا و ظالم و مظلوم کے مساوی کرنے سے اعتبار سرکار جاتا رہیگا پھر اصلاح و آبادی ملک مجروح سبب تالیف مشکل پڑیگی اور اگر یہان کے حکام پر بھروسہ کیجیگا انسے ایسا انتظام کبھی نہوسکیگا بلکہ میدان خالی دیکھکر ہر سردار و حاکم آپسمین نفاق و جدال سے کٹ مرینگے اور پھر تنگ و کمزور ہوکر آپسے ملتجی حمایت و اعانت کے ہونگے کہا تمھاری راے مناسب ہی اور اکثر ہمارے صاحبون کے نزدیک بھی طرح دینا مناسب ہی لیکن [illegible] فینانشل کمشنر کی راے اسکے خلاف ہی کہتا ہی جب ولایت سے ہماری فوج آئیگی ہم دفعتہً سارے ہندوستان کو زیر و زبر کر دینگے اسیواسطے بیلی گارد مین سامان آذوقہ کئی مہینے کا جمع کیا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہے -

حکایت جنرل لارنس صاحب

اسیطرح ایک مرد جہاندیدہ جو قافلہ شاہی کے ساتھ لندن بھی گئے تھے مدت سے بیمار ہوکر پھر آتے اونے ایکدن جنرل لارنس صاحب کو عرضی اس مضمون کی دی کہ میری عمر اسی برس سے زیادہ کی ہوچکی ذہن نظر بیش آمد فساد ہندوستان جو کچھ میری عقل ناقص مین آیا ہے عرض کرتا ہون بشرطیکہ حکام عالیشان بغور تامل انصاف سے سنین کہ ایسے ہنگامہ فساد مین اگر اہالیان سرکار مصلحت وقت سمجھکر والیان ملک اودھ کو بدستور بحال فرمائین یعنی رعایا اودھ [illegible]

کبھی سر نہ اوٹھائیگی کسواسطے کہ بنگالہ فوج مین تلنگے نسبت سے زیادہ ہے یا اودھ مین روسا تعلقداران
کی سرکوبی کو کافی ہونگے فقط مقابلہ شاہ دہلی رہجائیگا یہ انسے بھی ممکن ہی اور آپکی فوج بھی ساتھ
ہوگی دو سبب ایک تو یہ کہ یہ ساختہ پرداختہ آپکے ہین دوسرے مخالف مذہب ہی کہ انجام کار بسہولت
ہوجائیگی ورنہ بظاہر بڑی خرابیان اور نقصان ہوگا اور بنامی مشہور ہوگی کسواسطے کہ مقابلہ محض جاہل
اور باطن و ناعاقبت اندیش نافہمون سے ہوگا عرضی کو شکر فرمایا آپکو کسنے بھیجا ہی عرض کی کہ قسم ہے اور نعمت
خدا کی جسنے مجھے پیدا کیا فقط جو کچھ میری عقل ناقص مین گذرا اسے گستاخانہ عرض کیا کہ آپ خود دریافت
کرلیجیئے کا نوکر نہ متوسل ہون فقط خوشباش شہر ہون فرمایا بعد تین مہینے کے اسکے جواب میرے
پاس آنا چنانچہ صاحب نے اوس عرضی کو روانہ کونسل کلکتہ کیا بعد ہفتہ عشرہ کے ہنگامہ فساد برپا ہوا

معرکہ عالم باغ

۲۲ - رجب کو دوسری فوج نے عالم باغ سے نکلکر قبل از داخلہ فوج سلطان پور جو لڑتی
چلی آتی تھی قریب کوٹھی دلکشا و محمد باغ مورچے قائم کیے اس طرف سے بھی فوج
جمع ہوکر لڑائی ہونے لگی گورون نے محمد باغ کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا تجیب تلنگون
کے مورچے پر گورون نے ایسا مارا کہ کشتون کے پشتے کردیے اکثر باغ کے کنوئون مین گرکر مر گئے -

ایک دن فوج انگریزی قلعہ جلال آباد سے نکلکر بھنور پہونچی جو قلعے سے ایک کوس ہے
فوج باغی جو وہان تھی پہلے مقابلہ کیا بعد اسکے بھاگی گورون نے قصبہ مین جاکر مرغ انڈا بکری
بھیڑ اور سامان کھانے کا لیکر چلے آئے وہان کے رئیس عورات اطفال کو لیکر پیادہ
پا سا گھیرے جنگل سے ہوکر گرتے پڑتے امین آباد کی دوکانون مین آکر پڑے جنکو اہل
شہر سے کچھ تعارف تھا اونکے گھر جاکر مہمان ہوے -

ایک دن گورے قلعے سے ۴ کوس ہیوارے مین جاکر رسد غلہ وغیرہ قیمت دیکر لائے
وہان کے عامل اور زمیندار کو بھی پکڑ کر عالم باغ مین چیف کمشنر کے سامنے لے گئے مقید ہوے
دوسرے دن اقرار نامہ رسد رسانی دیکر نجات پائی -

نے چھپ کر جو قریب قریب قریات عالم باغ تھے رانکو رسد پہونچاتے تھے ہ سیر روپیہ کا آٹا بیچ پکر چلے آتے تھے اسیطرح اور غریبا جان جوکھم کرکے ماکولات وغیرہ کانپور سے اکثر بھیجتے تھے بعض جھوٹ سچ پرچہ اخبار بھی دیتے تھے اسی رستہ سے اکثر ونکا بھلا بھی ہو گیا سرکار سے کام بھی ملا

ایک دن کچھ مجروح گورے کرانچی چھکڑے پر سوار بنی کے ٹوٹے پل پر پھر باندھکر سلامت کانپور چلے گئے تھیر اتر چہار سالہ جسکا پڑاؤ کربلا سے میر فدا بخش میں تھا ایک دن کمپ سے سوار تیار ہو کر بنی گئے وہان کے تھانہ دار اور کچھ برقنداز کو مارا گودام سرکار میں جو کھانے کی چیز مٹھائی وغیرہ ملا لوٹا تار برقیہ کو جابجا سے توڑا ایک صاحب کمپ سواروں سے مٹک پر ملا سوار بھاگ گئے اوس صاحب کو مار کر اوسکا سر سرکار میں بخری بہادری سے لیکر گئے۔ اوسکی کمپ کرتی افسروں نے لے لی اوسنے کہا میرے قتل کرنے سے کیا لندن خالی ہو جائیگا میرے پاس اشرفیاں ہیں لیلو تمکو کہا بعد تمہارے قتل کے سوا ہمارے کون لیگا تمہارے ہاتھ سے لینا کیا ضرور ہے۔

روز شنبہ ۱۹ - رجب مطابق ۶ مارچ فوج انگریزی دلکشا سے پل باندھکر اوس پار چھاؤنی کے اوتری جانب جنوب گوروں نے مورچہ باندھا فوج باغی نے قریب کوٹھی جنرل بارٹن مورچہ قایم کیا توپ چلنے لگی اور ایک مورچہ بخت خان نے ڈیکروالی کوٹھی کی طرف لگایا اور اپنے نصف کمپ سے اجرپایین مورچہ کیا یوسف خان ممو خان کے بھائی کو حکم ہوا کہ اپنی فوج لیکر کمک کو جاؤ شرف الدولہ غلام رضا کو حکم رسد رسانی کا ہوا اوسیوقت خوانچے والے ماکولات تر و خشک لیکر جا پہونچے طرفین سے خوب لڑائی ہونے لگی - اس عرصہ مین فوج انگریزی جو سلطانپور سے آگئی تھی وہ بھی شریک معرکہ ہوئی نواب شرف الدولہ ہاتھی پر سوار ہو مع فوج وفاداری کو چلے کوکرال پر مقابلہ ہوا ایک بم کا گولہ نواب کے ہاتھی سے چھوا ایک رسالدار ہمراہ تھا اوسکا بیٹا گرا مر گیا نواب یہ سانحہ دیکھکر گھبرا کو پھرے فوج نے بھی اپنی راہ لی مگر ایک صاحب کا سر فوج کے ہاتھ لگ گیا اوسے بہ تقاضہ قریب دروازہ اکبری گیا احمد اللہ شاہ فقیر جو چکر والی کوٹھی میں اُتر رہا تھا اوس نے بھی نکل کر مقابلہ کیا اپنا مورچہ گنگا ڈال پر قایم کیا فوج باغی سے

کہنے لگا نواب سے ملا ہوا ہے اسواسطے چلا گیا پھر ساری فوج کے پانوں اوکھڑ گئے اب ہمیں لازم ہے کہ آج اپنا مورچہ یہاں رہنے دو کل ہم دھاوا کرینگے اور جب ہمارا ساتھ دینا منظور ہوا اچھا اگر انڈیل جوان الگ ہو جاوے چنانچہ ایسی دو پلٹن تلنگی جدا کین اونہین اپنی کوٹھی کے قریب رکھا اور سب سے قسم نہ بھاگنے کی لی۔

جب یہ خبر سرکار مین پہونچی اہلکاروں سے مشورہ ہوا کہ یہ لڑائی فتح کرنگا ملنگون کی شرکت سے شبہی قوت پکڑ جائیگا ریاست مین فساد ڈالیگا پس جتنی فوج اوسکے پاس ہے طلب کرنا چاہیے یہ بھی اقبال صاحبان عالیشان کا تھا کہ آپسین ہر روز بلکہ ہر وقت ایسے فساد چلے جاتے تھے اگر اجیا نا ایک بنا تا تھا دوسرا اپنی بدنفسی سے بگاڑ دیتا تھا غرض نصف شب کو چوبدار طلب فوج کو گیا کہا تم جسقدر کے نوکر ہو یا شاہ جی کے فوج نے کہا کہ ہم جسقدر کے نوکر ہین چوبدار نے کہا حکم سرکار زبانی ممو خان یہ ہے کہ اسیوقت ہمارے پاس چلے آؤ سب اوسکے ساتھ چلے آئے اونکا مورچہ گرد قیصر باغ کے ہوا۔

شاہ جی یہ حال دیکھکر مضطر ہوئے جتنے تلنگے اونکے ساتھ رہگیے تھے اونکا پہرہ گرد کوٹھی کر دیا صبحکو فوج انگریزی نے دھاوا کیا کوٹھی پر بم کے گولے مارے شاہ جی مع اصحاب بھاگ کر شہر مین مقبرہ سعادت علی خان؟ [illegible] مین اترے کچھ زخمی بھی ساتھ تھے اوسے بمنزلہ قلعہ سمجھے گلیون مین توپ لگا دی پہرے کھڑے کر دیے۔

گورون نے دریا گومتی پر پل باندھکر ایک برن اوسپار اوتارا اور چریاؤن کا مورچہ لیلیا دوسری برن نے موضع بھلوی علی گنج چاند گنج مین عمل کیا اور دوسرے دن بادشاہ باغ واقع رمنہ سلطانی لیلیا پلٹن دستے پاٹین مع بہادر علی مخدوم بخش کپتان جنگا پڑاؤ وہان تھا یہ سب اپنا اسباب چھوڑکر بھاگے گورون نے وہ لوٹ کر توپین بم کی لگا دین اوسیدن تقریباً آٹھ سو آدمی جان سے گیے زخمیون کا شمار نہین ممو خان اوسوقت بدحواس ہو تھوڑے سے والنٹیر لیکر دھس پر آکر کھڑے ہوے دیکھا گورونکا اسباب چکروالی کوٹھی سے بادشاہ باغ کو چلا آتا ہے سوارون کو بلا کر برا بھلا کہا حمید اللہ خان جو بریلی سے آیا تھا بڑا بہادر مشہور تھا اوسی حکم دیا کہ تم سوار اپنے ساتھ لیکر جاؤ پھر پکار کر کہا کون کون اونکے ساتھ جاتا ہے جو بہادر ہو جاوے

کسینے کچھ جواب نہ دیا شیخ احسان اللہ بیگ شریک ہمراہی شیخ فضل علی ڈاکو نے کہا ہم اونکے ساتھ جائینگے مگر جدا گانہ محمو خان نے کہا بسم اللہ انکے ساتھ اور سوار جائینگے پھر ۱۲ رسالہ کے سوار جیند قمر خان کے ساتھ ہوئے گھوڑوں کی باگیں لین کوئی نہ پہونچا سب گرد ہوکر رہگئے فقط اونسے جاکر گوروں مین پہونچکر پہ تپنچے خالی کیے کئی آدمیوں کو مارکر پھر آیا زخمی بھی ہوا فوج باغیہ میں واہ واہ کی دھوم مچی اور جو کام اونسے کیا وہی شیخ احسان اللہ بیگ نے بھی کیا محمو خان نے دونونکو دوشالہ و رومال دیا

گوروں نے ۸ توپیں بم وسیل کی بادشاہ باغ سے قیصر باغ اور روشن گنج کیطرف سے لگاکر شام سے مارنا شروع کی جب قیصر باغ میں گولے برسنے لگے فوج بہادر نے بھاگنا شروع کیا پھر فوج انگریزی نے دھاوا کرکے اسطرف پل آہنی کے سودیہ لگایا ابتدا اسکے کربلا نصیر الدین حیدر سے امام باغ تک اپنا عمل کرلیا۔ بہت سی رعایا او سپاہ کی بیگناہ ماری گئی مگر توپین نواب علی خان کے امام باغ میں لگی تھیں اونکی فوج کا پڑاؤ بھی اسطرف تھا کٹھہرنے نہ دیا۔

سانحہ حیرت افزاے فوج باغی

۵ رجب روز شنبہ سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۰ فروری پلٹن گرانی کے تلنگے کی ہمیانی سے سو روپیہ مین چار روپیے کم ہوے ایک لڑکے کو چوری کی علت سے پکڑ کر محمو خان کے پاس روبکاری کو لاتے حکم ہوا اس لڑکے کے وارث سے جاکر یہ روپیہ لیلو اوسنے کہا میرا باپ مرزا جنیاد علی بیگ محلہ اشرف آباد میں رہتا ہے میرے ساتھ چلو دلوادون بیس تلنگے مسلح اوسکے ساتھ آئے [illegible] کیا ان کے بیٹے سے گھر کا پتا پوچھا جنیاد علی بیگ کا کونسا گھر ہے پتا بتایا جب باہر آئے ماجرا بیان کیا انھوں نے کہا ہم اس سے واقف نہیں گفتگو بڑھی آخر مرزا کو گرفتار کرکے لیچلے مرزا علی حسن جوان رعنا یہ خبر سنتے ہی اسکے شیر بچہ تلوار لیکر چلا جب تھانہ پل اشرف آباد پہونچا جوش جرات اجل گرفتگی او رحمیت پدری سے پکارا مجھے میرے باپ کے بدلے لیچلو سپاہی ڈرے ایسا نہو کہ جیسے شیر بچہ دامن دفعۃً کئی تلنگے پھر پڑے باقی اونکو لے آگے بڑھے اس جوانمرگ نے شیر بچہ کو آگ دی نہ چلا گھبرا کرناکے کیطرف چلا تلنگون نے جھپٹ کر

وہین اوسکا کام تمام کیا بعد ایک ساعت کے چارپائی پر نعش گھر مین آئی حشر ماتم برپا ہوا اسے کس زبان سے بیان کیا جائے شام کو پہلوی مرزا عباس قلی بیگ مرحوم کے دفن ہوے باپ بھی چھوٹ کر آئے غرض یکجا دفن ہوے ایسے خون ناحق شہر مین بہت سے ہوے انصاف کون کرتا جہان ایسے ظالم بیرحم سفاک جمع ہوے ہون شرفا و نجبای شہر نے اپنے گھر سے باہر نکلنا موقوف کردیا تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ

مہاراجہ بالکرشن دیوان کا مرنا راجہ بہاری لال کو خلعت ہونا

۱۰ شہر رجب سنہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۲۵ ـ فروری مہاراجہ بالکرشن مرض اسہال سے مرگئے یہ اپنی وضع اور استقلال مزاج اور فہم سے اس زمانے مین بہت غنیمت تھے اور خیرات و مبرات ہندو بیراگی فقیر دور دور سے آکر عشق باغ مین برسات تک انکے مہمان رہتے تھے پچاس ہزار سے زیادہ انکی مہمانی مین صرف ہوتا تھا بعد دسہرے کے سب چلے جاتے تھے اور ایسے سپاہی پیشہ متصدی گری مین بہت ہوشیار رکھتے سارا ملک محروسہ نوک زبان یاد تھا اور ہر سلطنت مین ذریعہ انکا محتاج اور بے وداد شفقت و قدامت رہا او ہمیشہ تنہا بھی ایک ضبط اوقات سے کیا اس انقلاب سلطنت کے ہوجانے سے زیادہ تر آلام روحانی اوٹھایا اور اپنی سرکار سے کھٹکا بھی بازپرس کا جاتا رہا اور اپنی آبرو کی محبت سے پانچسون روپیہ بھی نذر نہ کیا اور سلطنت جیسی مین اس عہد کو بالاکراہ مجبوری قبول کیا اور گویا زمینداران ممالک محروسہ انھین کی صلاح سے اپنے اپنے علاقے پر چلی گئی تمام کچہری ٹھہرگئی تھی در پردہ سرکار انگریزی کیواسطے کی تھی اگر جیتے رہتے کیا عجب تھا اسکا ثمرہ بھی اوٹھاتے غرض جب سرکار مین خبر ہوئی پہرے بجاے حفاظت گھر پر آئے راجہ بہاری لال کو قدامت و اصلیاقتی تھی سراسیمہ ہوکر نواب سے عرض حال کیا انھون نے بنظر قدامت و سررشتہ موروثی و خیرخواہی و نمک حلالی بہت تاسف کرکے پہرے برخاست کردیے اگرچہ مہاراج جہان گذشتہ کے دشمن دانا مگر بہ صفت تھے جب نو دولت اہلکارون نے دنیا وا فند سمجھایا دو خاص بردار چپراسی دیوان خانہ بجاے حفاظت رہنے دیے جب رسومات مذہب سے فراغت ہوئی ۱۷ رجب پنجشنبہ کو راجہ بہاری لال کو خلعت دیوانی ۲۲ پارچہ ملا

اور خلعت واصلیاتی راجہ تیز کرشن مہاراج کے بیٹے کو دیا سوم خدمت جو زمان معتمد الدولہ کے ہی دولت کی بیت و پیشکش سرکار مقرر تھا وہ بھی ویا مصروف کاروبا ستعار رہے جان بھی بچی گھر بھی لٹنے سے بچا بعد فتح و تسلط سرکار مہاراجہ اور راجہ تیز کرشن سے بگڑی دونون علیحدہ ہو گئے جب حکام سے مہاراجہ بہاری لال کو صفائی زمان ماضیہ حاصل ہوئی سرکار سے ابتر ادر وہ خرچ کو لیے اینده کو امیدوار پرورش کیا عہدہ اکسٹرا اسسٹنٹی تجویز ہوا انھون نے قبول نہ کیا مگر حکام کو بدل اونپر رعایت منظور ہوئی اور ازرہ انصاف محرک حق دیوانی زمان گذشتہ راجہ تیز کرشن سے ہوے پہلے چاہا کہ آپس مین تصفیہ ہو جاوے نہوا آخر نوبت بعدالت پہونچی بعد خرچ اخراجات وحقوق وکلای عدالت دوسو ماہواری کا تصفیہ ہوا ڈگری ملی تا مدت حین حیات راجہ تیز کرشن پاکرین خیر تو مکان دیکے بعد تیز کرشن کا اونکے بسبب آزادگی مزاج اور خرچ لغویات نوبت بہ گدائی پہونچی مضطر ہو کر جب نکر بھی ہوا تے مکان خاص بازار کا نشان نرہا بھوانی گنج اور گاؤ خانے مین مکان وسیع ہوا تھا بک گیا ۱۰ لاکھ روپے کے نوٹ سرکاری مہاراج مہاراجہ گذشتہ کے پاس تھے سوا مالیت خانہ وغیرہ اوسکا بھی نشان نرہا کہان گئے اور کیونکر خرچ ہوا اب شاید راجہ گنج سنگہ کچھ کفالت قوت لایموت کرتے ہین انکے گھر کی دولت کا سبکو تعجب ہے کسی کی فہم مین نہین آتا —

فوج انگریزی کا دریا کے پار جانا اور ہنگامہ قتل ہر طرف ہونا

۲۰ رجب کو گورے ہاتھیون پر سوار مع توپ اور گارد سوارون سے دریا کے پار اوترے سپاہ باغی ہر طرف سے دوڑی اور ہر جگہ پر پک کر بھاگی رعایا بھاگ کر شہر مین اسیار آئی —

تفصیل فوج انگریزی ہمراہی کمانڈر انچیف

۵ فصلیٹیر ۱۳ لائٹ انفنٹری ۹۰ ۱۹ ۲۳ ۲۰ فصلیٹیر ۳۵ ۳۷ ۸ ۴۲ ہائی لنڈرس یعنی کوہی ملک اسکاٹلنڈ کے رہنے والے یعنی گھنگرے والی ۵۴ ۶۰ رائفل

٦٠-٤٤-٤٤-٨٠٧ ہائی لنڈرس-٢٠٨-٩٣-ہائی لنڈرس ٩٧ رائل ہارنس ملڑی ٹرین ٢٦ ہزار
نیپالی ہمراہی جنگ بہادر مع سگرین وغلہ لشکریان - ٣٠ ہزار اونٹ ٥٠٠ ہاتھی ٨ ہزار کرانچی چھکڑا
٨ ہزار کہار ڈولی وغیرہ یہ سب فوج قاہرہ جابجا ملک مین متفرق ہوگئی تھی اور پنجابی پلٹن اور
رسالون کا حساب نہین معلوم اور جب سے داخل ملک اودھ ہوئے اور جتنے ہر جگہ راہ مین
مورچون پر یا میدان مین مارے گئے یا زخمی ہوئے اونکا حساب نہین - ٢٢ رجب روز شنبہ
کوکب مریخ جلاد فلک قتال عالم برج عقرب مین طالع تھا بحساب نجوم قبل از طلوع آفتاب
ساعت مریخ مین ہنگامہ کارزار طرفین سے جوش وخروش مین آیا پہلے گورون نے چاہا کہ بادشاہی
رمنہ سے نکل کر مثل سابق در دولت پر چلے آوین لوہے کے پل سے مگر جب حیدرآباد ماہ نگر
مین پہونچے آگ لگانا شروع کیا سپاہ باغی جو پکے پل اور لوہے کے پل پر تھی رعایا اوس پار کی
شہر مین جانے کی مانع ہوتی کہ باعث ہراس رعایا شہر کا ہوگا بادشاہ باغ سے جب گورے نکلے
راجہ منوا کے لوگ سد راہ ہوئے طرفین سے مارے گئے تین توپین گورے بادشاہ باغ مین نہ
لیجا سکے آخر ۴ گورے مردانگی سے باہر نکلے دو تلنگون کی گولی سے گر پڑے باقی چار دونون
نعش کو توپ پر باندھ کر مثل برق چھتر باغ مین کھینچ کر لے گئے اسطرف دریا کی جتنی توپین مورچون
پر تھین چلنے لگین سپاہ جنگی اور افسران فوج کا در دولت پر ہجوم ہوا چودہری حشمت علی بحکم
سرکار ۵ یا ٦ ہزار گویا رستے سمت بنڈہ یا نون گئے تھے راہ مین لڑائی ہوئی گورے پسپا
ہوئے کچھ میگزین ہاتھ لگا پھر سب بھاگے بہت سوار دریا مین ڈوبے پیدل استدر کشتیون
پر سوار ہوکے کر سبکو لیے ڈوبے ۔

تکلکرال کے میدان مین پانسو سوار مسلح صف بستہ کھڑے ہوئے تھے دفعۃً انگریز نے اون پر
گھوڑے اوٹھائی جتنے نامرد بصورت سپاہی نیکر دہم کی ٹٹی کھڑے ہوئے تھے سب لوگ دم
بھاگ گئی تلنگے مین دلیرانہ نکل آئے اونمین تین گولی سے گرے اونکے سر کاٹ لائے ۔

اسیطرح ایک صاحب نے جنرل ہاتبن کی کوٹھی کے مورچے پر ولکتا سی گھوڑا دوڑایا ایک توپ پر
پہونچا ہاتھ مین چابک تھا کئی توپ پر مارے گولہ انداز بھاگ گئے ایک بڈھا کھڑا رہ گیا صاحب نے
کہا صد آفرین تو بڈھا سپاہی رہے اب یہ توپ ہماری ہے اتفاقاً ایک تلنگے نے کمین سے گولی

گولی ماری کر پڑا اسکا سر کاٹ لیا شام کو طرفین سے لڑائی مورچون کی بند ہوئی -
۲۴ - رجب پنجشنبہ پہر رات رہے سے طرفین سے پھر لڑائی ہونے لگی پل پر مورچہ جعفری
پلٹن نجیب کا تھا خوب لڑا گورون کو پل سے ادھر آنے نہ دیا اوس وقت فوج انگریزی موسی باغ
کو چلی کھیلے گانون سے پار اتری ایک پانی کے تھانے کو گڑھا سمجھکر پھرے ایک تعلقدار کی توپ
نالے مین تھی وہان سے نکلکر ایک باڑھ ماری دوسری طرف چودھری کی گھاٹ سے گورے پیا
ہوکر پکے پل پر آئے سپاہی سب بھاگے ایک تلنگہ توپ پر رہگیا اپنے ساتھیون کو پکارا
اے نمک حرامون کہان بھاگ کر جاؤگے یہ کہکر اوسنے آپ توپ کو مہتاب دی اتفاقاً وہ گولہ
انگریزی ٹٹی پر گرا آگ لگ گئی اس عرصے مین تلنگے جو بھاگ گئے تھے سمٹ کر پھر آئے گورے
پیچھے ہٹکر بانسمنڈی کے گھرون مین گھسے لوٹا جو سامنے آیا پر غضب ہوکر گولی ماری غریب
اپنے گھرون سے کچھار دریا مین چھپکر بیٹھے تھے اونھین پکڑ کر اپنے پیش رو کیا جب توپ چلی
پہلے نشانے مین اوڑے بعد اسکے گورے شاہ جی کے باغ کربلا سے مریم مکانی جیا لال کے
باغ مین چلے گئے بعض مرد سپاہی اپنی جہالت سپاہگری سے نکلکر پڑے مارے گئے گھر لٹ گیا
کنار دریا دھوبی کپڑے دھورہے تھے جب گورے گاؤگھاٹ سے پھرے ۱۴ کو گولیون سے مارا
اونکے بیل جو قریب تھے اونکا شکار کرکے لے گئے ۲۵ - رجب روز جمعہ قبل طلوع آفتاب پھر لڑائی
شروع ہوئی وقت عصر ایک صاحب یکہ سوار اوس پار دریا کے زیر درخت کے دوربین لگائے دولتخانہ
قدیم کے سیش محل کو دیکھ رہا تھا اسطرف نہر رہا تھا شبیہن شہر جمع تھا کنار دریا ایک رسالہ
تیار کھڑا تھا اونمین سے ایک شہسوار نے پرسے نکل سوارون کہا تم مین کون ایسا ہے جو اوس پار
جاکر اس صاحب کا سر لاوے سب چپ ہورہے اوسنے پکار کر کلمہ شہادت پڑھا [illegible] گھوڑیکا [illegible]
دریا مثل عقاب صاحب کے سر پر پہونچکر پہلے گولی گھوڑیکو ماری صاحب [illegible]
سوار نے گھوڑیکا دی پر لگا یا جب دونون نال خالی ہوچکے اوسنے تمنچہ مارا [illegible] اس
عرصے مین کئی سوار انگریزی صاحب کی کمک کو پہونچے پھر اوس [illegible]
سے نکلی اوسیطرح اوس پار چلا آیا واہ واہ کی دھوم تھی اون سوارون نے [illegible]
بہادری کی تعریف کی اور کہا اگر ایسی بہادری ہمارے لشکر مین ہو تو اختر کلان ہوجاتا -

قیصر باغ مین فوج کا داخل ہونا جناب عالیہ کا نکلنا

۲۶- رجب روز شنبہ پھر طرفین سے لڑائی شروع ہوئی دوپہر کو گورونکی تاکہ چار باغ سے چاہا کہ امین آباد سے چلے آئین ہر طرف سے فوج جمع ہوگئی نہ آنے پائے

۲۷- رجب روز یکشنبہ دوپہر کو گورے پہلے امامبارہ جنت مکان مین آئے کچھ باغی مقام امن سمجھکر وہان چھپ رہے تھے بعض مکان کی چھت کو باروت سے اڑادیا اوسکے گرنے سے کئی آدمی دبکر مرگئے پھر وہان سے نیر الدولہ کے امام باڑہ اور اصطبل سے ہوکر سیدھے قیصر باغ کے دروازہ پر آئے اس پھاٹک کے سامنے بڑا دمس دیکر خندق کھودی تھی برج بناکر اوسمین توپین لگائی تھین پہلے گولہ انداز بھاگے توپین بھری تھین کانٹے اونھین داغ کر اڑجاتے ممو خان نے جب یہ خبر سنی مستعد بمرگ ہوکر اپنے جان نثارون اوٹھ کھڑے ہو لیکن معشوق محل کے مکان سے کسی نے آگے قدم نہ بڑھایا آخر مایوس ہوکر پھر آئے۔

وقت صبح شرف الدولہ حاضر حضور جناب عالیہ ہوکے صلاح یہ ہوئی کہ اب جناب عالیہ کا یہان سے نکلنا مناسب ہے نواب تامجان پر سوار ہوکے اپنے گھر پہونچے قیصر باغ مین سب سے پچھم کے پھاٹک پر باغ سے جو نواب روشن الدولہ کی کوٹھی کیطرف ہے ہجوم کیا پھاٹک مقفل تھا تلنگون نے گولیان مارکر اوسے کھولا اشکل کیو تردد فوج سب کے سب گھبرا کر باہر نکلے ہر طرف اوڑ گئے میر واجد علی کو داخلہ فوج انگریزی کا معلوم ہوچکا تھا صحکو جناب عالیہ سے کہنا یہ واشارہ بہت سا سمجھایا اوسکا جواب بڑے استقلال سے دیا ممو خان کو اپنی خوبی فہم سے نشہ و شطرنج کا تھا کہکر سوار ہو اپنے گھر چپکے چلے آئے۔

جنرل اوٹرم صاحب مع صاحبان کوٹھی جنرل مارٹن مین جلسہ کمیٹی مین تھے کہ دفعتہ خبر پہونچی کہ بیچ صاحب دو کمپنی گورون کی لیکر دلکشا سے پہلے دیوار مینہ توڑکر حیات بخش کی کوٹھی مین آئے وہان سے میر فدا حسین کپتان کے مکان مین ہو قیصر باغ تک جا پہونچے اور اونکے آگے سے کچی دیوارین مکانون کی بنائی پرس سنرس گراتے چلے جاتے تھے جب گورے باغ کے پھاٹک پر پہونچے کلہاڑون سے پھاٹک توڑ داخل باغ ہوئے ہر روش پر پہلے چاندی کی

بارہ دری کے صحن میں نشان فتح گاڑ دیا اندر بارہ دری میں کرسی پر بیٹھے بڑی دھوم پائی فوج سکھ وغیرہ مسلمان اور مقبرۂ جنت آرامگاہ سے داخل ہوئی ہر طرف غل اور شور و غارت ہونا شروع ہوا اس لوٹ میں ہزارہا ملازم نمک حرام ہو کر ملگئے صاحبات محل میں قیامت برپا ہوئی لیکن یہ عجیب بات خدا دادی کہ اگر گورے اسیوقت سیدھے مکان فرحت افزا میں قریب چوکھی چلے آتے کیا عجب تھا اسیوقت جناب عالیہ برجیس قدر مع صاحبات محل سب کو گرفتار کر لیتے قصہ مختصر تھا مگر اتفاقاً نعمان علی خان اسیوقت کئی ہزار سپاہ سے داخل باغ ہو گئے ناکہ لودھی علی شاہ پر گوروں کے بھگانے سے تھوڑی دیر تک رہے تھے بہر حال گوروں سے باغ میں خوب گھمسان ہوا ہر چمن پر نہر خون جاری تھی ہر طرف لاش کا انبار تھا گورے سمٹ کر سنگین بارہ دری میں ہو رہے تھے پیچھے سے جنگ بہادر کی فوج نے آ کر باڑھ ماری سیکڑوں گر پڑے آخر سب بھاگے خان بھی زخمی ہوئے۔

جناب عالیہ سراسیمہ پریشان حال پیادہ پا مع صاحبات محل اور شاگرد پیشہ غول عورات ملازمین باغ کے کوٹھوں پر سے گھسیاری منڈی کے پھاٹک سے باہر نکلیں حلقہ عورات صف بستہ اونکے پیچھے برجیس قدر ایک سید کی گود میں کندھے سے چمٹے ہوئے اور مہاراجہ چاندنی رفع احتمال کو ڈالے ہوئے جسنے راہ میں قافلہ ناموس شاہی کو دیکھا بے اختیار پیٹنے اور رونے لگا یہ انقلاب زمانہ تھا بہر حال گلیوں میں گرتی پڑتی ٹھوکریں کھاتی ہر قدم پر الجھتی ہوئی ٹیلہ شاہ پیر جلیل سے گزر کے پل مولوی گنج پہنچیں جواہر علی خان نے اپنی پینس کہار آگے سے وہان بھیج دیئے تھے قریب زوال کشتی جناب عالیہ مع برجیس قدر دوسری پینس میں سوار ہوئیں باقی اور صاحبات محل یہاں سے متفرق ہو گئے اس عرصہ میں کچھ سوار تلنگے شاگرد پیشہ تلاشی سواری ہر طرف سے جمع ہو کر ساتھ ہوئے پھر چوک ہو کر بغل دروازے میں غلام رضا خان کے گھر میں اوتریں یہ مرد عاقبت بین تھا کچھ انجام کار سمجھکر عرض کیا یہاں گوروں کا قریب ہے خدا نخواستہ کوئی صورت خلاف پیش آنے سے باعث رسوائی تمام ہو پھر یہاں سے نواب شرف الدولہ کے گھر گئیں وہاں بھی یہی سوچ پیدا ہوا کہ شاید نواب بیا سوچ سمجھ کر صاحبان عالیشان کو بلوا کر گرفتار کروا دیں اسلئے یہ خیال خام تھا

مگر اضطرار نواب سے ایسی نمک حرامی کبھی نہوتی چنانچہ اُنھون نے تین مرتبہ اپنی حکومت مستعار مین عرضی اپنے حال کی لکھی اور پہاڑ دالی جنابعالیہ وہان سے محلسرائے حسین آباد مین گئین وہان سے پھر غلام رضا کے مکان مین مگر رات کو ساہ جی کے مکان مگر رات کو ساہ جی کے مکان قدیم مین رہتی تھین شام تک جتنا عملہ شاگرد پیشہ تھا سب جمع ہوگیا ممو خان محلسرائے حسین آباد مین رہے اور یہان چوک تک پہرہ حفاظت کے کھڑے ہوے تھے۔

پیام جنرل اوٹرم صاحب جناب عالیہ کو

زبانی اہلکاران دربار جیسی یہ ہے کہ پہلے قیصر باغ مین جنرل اوٹرم صاحب نے پیام معرفت مرزا علی رضا کوتوال بواسطۂ شرف الدولہ جنابعالیہ کو بھیجا کہ ممالک محروسہ سرکار سے موافق عہد دولت نواب شجاع الدولہ ملیگا بشرطیکہ لڑائی موقوف کرو ہم ان باغیون کے نکالنے کی تدبیر کر لینگے اور مسافران لندن وکلکتہ کو بھی بلوا دینگے یہان خود غلط ایسی بات کب سنتے تھے بعض اسے فریب وخدع سمجھے بعض نے جانا کہ اب یہ مغلوب ہو چکے ہین جب ایسی باتین کرتے ہین خدا نے چاہا تو ہم اونھین نکالے دیتے ہین اسکا جواب معقول نہ گیا اسی کشمکش و پیچ مین رہے یہ وہی صورت ہوتی ہوتی جسطرح قبل از معرکہ بکسر صاحبان عالیشان نواب شجاع الدولہ سے کہتے تھے کہ آپ صوبہ عظیم آباد لیجیے مگر قاسم علیخان کے شریک نہوجیے وہان مشیر کار ومعتمدین خاص نواب مرزا علیخان نواب سالارجنگ نواب مدار الدولہ کہتے وہ سنتے تھے اسے بھی عجز سمجھے تھے بعد اسکے دوسرا محبت نامہ غلام رضا کے مکان مین اس مضمون کا آیا کہ خیر اب ہم زمان واجد علیشاہ بدستور سابق تمھین تمھارا ملک دینگے نہ لڑو جہان ہو اوسی مکان مین رہو جب ہم فوج باغی کو بھگائینگے تم نہ بھاگنا اوسی مکان مین رہنا تیسرا پیام آخری اوسوقت آیا جب جنابعالیہ مہمان خانہ نواب تھین کہ اب سرکار سے تمھین صرف ۲۵ ہزار روپیہ درماہہ ملیگا اور چپراسی جو حکمنامہ لایا تھا اوس نے زبانی کلمات تشفی حسب الحکم صاحب کہے اور کئی بد ذات بھی لکھا آئے تھے کہ انپر اپنی مہر کرکے بھیجدو اوسوقت ممو خان اور ارکان دولت نے سمجھکر اسکا جواب دیا کہ بوقت مقابلہ ومقاتلہ ہمیشہ سے خدع وجھوٹ طرفین سے جائز ہے بعد اس عہد

عہد و میثاق کئے ہیں سب فوج سمجھکر مثل شتا جان گرفتار کرکے لیجائیں اگر صاحبان عالیشان کو بھی منظور ہے تو حسب سررشتہ اپنے اس اقرار کو تحریر فرمائیں انجیل خدا پہ مہر کردیں اور بادشاہوں کی اوسپر گواہی بھی مثل بادشاہ مصر وغیرہ جو ہمارے واسطے سند کامل ہو اسکا جواب مرزا علی رضا نے دیا سبحان اللہ کل دھاوا ہوگا یہ امر تا تریاق از عراق آج آپ چاہتے ہیں فیصل ہوجاوے مصر اور ولایت کے بادشاہ کیا آپ سے قریب ہیں گویا نواح لکھنؤ میں ہیں ممو خان نے کہا اگر گواہ بعد المشرقین پر ہیں جنگ بہادر تو شریک حال ہے وہ اپنی گواہی اور ذمہ اندر دو قسم کردے کیا مضائقہ یہ سند بھی ہمارے واسطے کافی ہوگی بعد اسکے سوال و جواب طرفین سے قطعی موقوف ہوا مرزا علی رضا بھی پابوس ہوکر اپنے گھر چلے آئے سمجھے کہ بظاہر اب ہم سبکی اجل دامنگیر ہے دیکھئے اس آفت سے خدا کیونکر بچاتا ہے۔

اوسکی صبحکو شہر میں منادی ہوئی کہ رعایا بدحواس و پریشان نہو سب گورے مارے گئے تھوڑے قیصر باغ میں ہیں وہ بھی تمام ہوے جاتے ہیں مگر اس منادی پر کسیکے کان پر جوں بھی نہ رینگی۔

شب سہ شنبہ حسین آباد میں مفتاح الدولہ اور حکیم حسن رضا نے اپنے ایک دوست کو بلاکر شہر ظفر جنگ بہادر کی دکھائی اور کہا ممو خان نے کئی افسر معتمد اسکی تصدیق کو بھیجے ہیں خدا چاہے تو یہ صورت نجات اچھی نکلی ہو مگر پھر جو دوسرے روز سہ شنبہ تک دریافت کیا تو اصل محض بالکل سراسر جعل و فریب تھا۔

غرض صبحکو فوج باغی نے ہر طرف سے جمع ہوکر گاؤ گھاٹ سے دھاوا کیا اور للکارتے ہوئے کہتے چلے کہ ہم آج گوروں کو مارے لیتے ہیں قیصر باغ بھی خالی کروائے لیتے ہیں وہ گرگیے کبھی منھہ نہ دکھائینگے جب یہ خبر جناب عالیہ نے سنی کہ فوج نے دھاوا کرکے بادشاہ باغ لیلیا چاہتے تو بھی چھین لیں اب کوئی دم میں قیصر باغ بھی خالی ہوا جاتا ہے اسپر بڑی خوشی ہوئی پھر خلاف اسکے خبر آئی کہ گوروں نے دھاوا کیا ساری فوج ہر طرف بھاگی مورچے سب چھوٹ گئے بڑا امام باڑہ بھی لیلیا جامع مسجد کے گلدستے اور امام باڑے کے کوٹھے سے گورے قصاب کے پل تک گولیاں لگاتے تھے اب قریب ہے کہ داخل حسین آباد ہوجائیں۔

احمد اللہ شاہ نے تلنگے سوار جمع کرکے فیروز شاہ سے کہا تم پیچھے پل سے دھاوا کرو میں عیش باغ
سے کرونگا وہاں بھی جنگ بہادر کی پلٹن سے خوب تلوار چلی جب اونکی اور کمک آئی شاہ جی بھاگ کر
نخاس میں آئے گورے چوک پہلی والی بارہ دری - اکبری دروازہ تک پھیل گئے پھر شام سے رات تک
ہم سے گولوں کا مینھ برستا رہا مگر قدرت خدا سے شہر میں دو تین آدمی ضائع ہوئے - آگ بھی کسی کے
گھر میں نہ لگی اور اگر کہیں لگی بھی جلد بجھ گئی خلاصہ رعایاے شہر بیگناہ پر ہر طرح آفت ہے باوجودیکہ انمیں
سے کسی نے مقابلہ نہ کیا بنسبت دلی کے کہ وہاں سب رعایا نے جہاد ایمانی پر کمر باندھی تھی آخر سب
کے سب بحال تباہ بے حواس و مضطر ہوکر بے اسباب مال و زر مثل مور و ملخ جانب مغرب تاکہ
شہر کا کوری کا کمر آباد - کسمنڈی کی راہ لی وہ دن وہ رات کچھ قیامت سے کم نہ تھی - شاہ جی
گھبرا کر ہرنا کے سے فوج کو لائے تھے کیسے پانوں نہ ٹھہرتے تھے اور گورے کے نام سے بھاگ گئے
تھے حالانکہ سب صاحب ہتھیار اور کارزار دیدہ و نشان دیکھے ہوے تھے اسکے سوا گلیوں سے کتے
شہر کے معلوم نہیں کہاں چھپ رہے تھے کوئی پرندہ آسمان پر نظر نہ آتا تھا ہر کوچے سے وحشت
برستی تھی اور خون ناحق کی بو آتی تھی اور عورات پردہ نشین کو پردے کا کب ہوش رہا تھا ذات
مسلح آگے عورات چادر اوڑھے پیچھے چلی جاتی تھیں -

جناب عالیہ کا شہر سے نکلنا

روز سہ شنبہ ۲۰ رجب ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۶ - مارچ ۱۸۵۸ء قریب شام جناب عالیہ
بر حسب قدر حالت پاس کی بین فیس میں سوار ہوئیں چار توڑے اشرفی کچھ جواہر بیش بہا زبانی
زبانی مفتاح الدولہ اور کئی دن پیشتر نکلنے قیصر باغ سے ممو خان کے کہنے سے زنانہ کروا کے اپنے
جواہر خانے میں آکر کنجیاں مفتاح الدولہ سے لیکر جتنے صندوقچے باقی بند تھے سب لیگئی تھیں انمیں
کچھ باقی معلوم نہیں کیا ہوا اور ممو خان نے کسے دیا جسکی قسمت کا تھا لیگیا اور آج تک کسی کے
پاس اوسکا نشان بھی نہ رہا اگر کسی کے پاس ہوتا غالب ہے کہ ہر طرح سے کھلا آتا یا کہیں دیکھ
[illegible] تھے [illegible] تاکہ عالم [illegible] سواری نکلی حلقہ عورات گرد و پیش تھا ممو خان [illegible]
پیچھے [illegible] حکیم حسن رضا صاحب عمدۃ [illegible] سب پیادہ و پا پیچھے [illegible]

بھی ساتھ تھے جنکو پھر اون پہونچیں اب اسوقت بھی اگرچہ سوار انگریزی پہونچے تب بے تکلف گرفتار کر لیتے اسکا سبب نہین معلوم حکام نے کیون اسکا خیال نہ کیا اور ایسی خیر عظیم سے کسوجہ سے غفلت کی راجہ ہردت سنگ زمیندار نے بہت تمردی سے ایک چوپال رہنے کو دیا اور خود حاضر ہوا جناب عالیہ بہت بھوکی تھین کھلانے کو کہلا بھیجا جب پکنے کا بھیجا جائیگا اور پھر گستاخانہ کہلا بھیجا ہم تمکو کیونکر جگہ دین اور شریک ہون تم ہر جگہ مثل مینڈک اچھلتی پھروگے اور پیچھے انگریز مثل سیلاب لہراتے پھرینگے خلاصہ یاری ہوکر خیرآباد پہونچیں ہرپرشاد ناظم قسمت اول خیرآباد مولوی عمادالدین عرف مولوی محمد ناظم بسوان باڑی جو سندیلہ مین لڑتا رہا اور بڑی ہمت سے مارا گیا خبر سنتے خیر آمد جناب عالیہ تین کوس سے استقبال کیا بڑی دھوم نقارہ و نشان جلوس سواری سے مرزا بندہ علی بیگ کے امام باڑے مین اوتارا راہ مین فقرا کو دو ہزار خیرات کیے جب داخل شہر ہوئین تو پین سلامی کی چلین ۔

وہان صلاح یہ ٹھہری کہ بریلی کو چلین اکثرون کا رجحان یہ ہوا کہ ابھی اسی جا کچھ روز مین توقف مناسب ہے کسواسطے کہ سالے کہ نکوست از بہارش پیداست + جب اور کہین گذر نہ ہوگی اور کہین پناہ نہ ملیگی ملک غیر مین بمجبوری چلے جائینگے بعد اسکے محمود آباد راجہ نواب علیخان کے گھر مین مہمان ہوتین پھر بھولی راجہ سنوا کی گڑھی مین رہین وہان وکیل راجہ ہردت سنگھ سنواتی حاضر ہوا عرض کی ہم آپ کے بہرحال شریک و فرمانبردار ہی مین رہین احتمال ہے راجہ سنوا کا انگریزون سے سازکا ہے پھر وہان سے وہان سے وکیل کے ساتھ داخل بونڈی ہوئین اور متوجہ انتظام ممالک محروسہ اور حکمرانی چند روز مین جتنے لکھنو سے بھاگے تھے اندرونی و بیرونی مع سپاہ جنگی سب جمع ہوگئے اور ملازمین قدیم و جدید مع بیگمات محلات اور امرا اور رعایا وغیرہ آ پہونچے اور جتنے اہل حرفہ تھے اور اہل بازار مع اجناس از خود جمع ہوئے مثل لکھنؤ چوک آباد ہوگیا اسکے سوا زمیندار اور تعلقدارون سے طلب زر تحصیل بھیجنا شروع کیا ایسی صورت بے منت کسی تسلط سلطنت مین ہوتی تھی اس زر تحصیل کی عدم رسی پر کہا گیا لڑائی اکثر ضلع مین رہا کرتی تھی اس امر مین سب کو استعجاب تھا کہ ایسے وقت اضطرار و مایوسی توقع امید نہین اسطرح آمدنی ملک کا بے منت پہونچنا غرض اس مدت قیام مین جتنا سامان امارت شاہی تھا

اور اسباب ایالت و ریاست سب طرح کا موجود ہوگیا تھا بلکہ اکثرون کے پاس جو اسباب سلطانی کسی طریق سے ہاتھ آگیا تھا اونھون نے بے طلب سرکار مین دیدیا اور ظاہر ہر شخص اپنے واسطے اس مرگ انبوہ کو صورت عافیت متصور سمجھا تھا اور پچھلی مصیبتین جو لکھنؤ یا میان راہ ہر طرح سے پائی تھین دل سے بھلا دی تھین اور بازار مثل چوک لکھنؤ ہوگیا۔

حکام عالیشان بندوبست و انتظام شہر اور لوگون کی روبکاری و دار و گیر قصاص مین مصروف تھے اور سرکردہ مسند علیہ اور نواب گنج بریلی تک سب نے اسی کو بندوبست پیش نظر تھا اور ایام برسات سے ندی نالے مانع راہ تھے اور خاطر جمع تھی کہ ان سب کی منتہا ہی گریزگاہ کوہ شمالی ہے وہان کا حاکم جنگ بہادر ہمسے موافق ہے یہان ان سب کو تہ اندیشون کا اوسیطرح کا نشہ پر غرور و پر غلط ہوگیا تھا کبھی اصلاح کی آشتی صاحبان عالیشان کا خیال بھی نہ آیا فوج جنگی اور آپس کا نفاق خود رائی خود پسندی پیش آئی

انتظام ممالک محروسہ و محاربات اکثر مقام

راجہ بینی مادھو بخش نظامت بیسواڑے مین مستعد و سرگرم قتال و جدال رہے سلون مین شیخ تفضل عظیم خان بدستور بحال رہے میر مہدی حسن خان نظامت سلطان پور مین مقرب الدولہ منتظم الملک میر محمد حسن خان بہادر شمشیر جنگ نظامت گورکھپور مین اور انتظام الدولہ ممتاز الملک خان علی خان بہادر فدوی افتخار جنگ جلدی سے سرکردہ قیصر باغ مین اعلا قسمت اول خیرآباد محمدی سانڈی پالی شاہ آباد مین مولوی محمد مسند علیہ خاص مین اس قدر لڑ گئے تھے کہ یا فتح کروانگا یا مارا جاؤنگا چنانچہ اس معرکے سے منہ نہ پھیرا پانچ ہزار مرنے والے سرفروش ساتھ تھے وادمردانگی دیکر خوب لڑ بھڑ کر نام کر گئے کونیا صاحب اسی معرکے مین زخمی ہوئے اور جبتک سرکردہ مسند علیہ باقی رہے تا کہ حیدر گنج جدید پر توپ خانہ اور فوج سرکار ہوشیار و تیار رہی۔

یوسف خان بھائی ممو خان کے سپہ سالار فوج ہوکر گئے کئی راجہ اونکے ساتھ تھے نواب گنج مین فوج انگریزی سے مقابلہ ہوا راجہ بلبھدر سنگھ چہلاری لوہ قتل و قمع بڑے نام و نمود سے اسی لڑائی مین مارا گیا جب اس راجہ کے گھر مین بیٹا پیدا ہوا تھا خوشی کی توپین چلین فوج

توپ کی آواز سنکے بھاگی ممو خان نے رانی سے اسکا جرمانہ لیا جب مفصل حال ہوا - لوگون نے ممو خان کو سمجھایا اسکے عوض رانی کو خلعت نپہنچے کے واسطے جوڑی کرتے وغیرہ کی بھیجی یوسف خان کمیدان مولوی نے بھی امان دی اس جہت سے بسلامت چلے آئے اسکے بعد ہردت سنگہ سوائی کے پھر پانون نہ ٹھہر سکے بھاگے -

نظامت بہرائچ مین کاظم حسین خان تجمل حسین خان زمیندار بھٹوراٹو راجہ دیبی بخش گونڈہ مین گلاب سنگہ راجہ برواں - درگ بجے سنگہ راجہ تھونا - نرپت سنگہ راجہ رہیہ - رانا مادھو بخش بہادر چودھری مصاحب علی - انندی کورمی - جوت سنگہ راجہ چہدوا - یہ سب ہر جگہ لڑتے رہے جنات ستایا بد لاسکے بھاگ کر بونڈی مین جمع ہوئے ہین اگر انصاف سے دیکھو زمینداروں کی کمار کہان اوقات کسکی فوج سے ہوا -

سرداران اور اہلکار ہمراہی جناب عالیہ - مقرب الدولہ - مفتاح الدولہ - رانا بینی مادھو بخش ہنومنت سنگہ کالاکانکر - راجہ دیبی بخش - راجہ ہردت سنگہ سوائی - راجہ جوت سنگہ چہدوا - گلاب سنگہ نرپت سنگہ درگ بجے بھیا جی چیلاری - کلن خان مختار رانی نانپارہ - رانی تلسی پور وغیرہ حاضر تھے -

اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ واسطے خاص و عام کے

حکام عالیشان نے از راہ مصلحت وقت اشتہار امان مطلق نہایت مفید واسطے خاص و عام کے جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے جاری کیا جتنے بھگیلے بیدل و مایوس حالت یاس کی پہنچ گئے تھی اور خدا سے ایسا دن امان کا چاہتے تھے بواسطہ مدفوعات حاضر حضور کمانڈنگ فوج ہوئے بعد اسکے لکھنؤ مین چیف کمشنر بہادر کی ملازمت حاصل کی اور اکثر اپنی روبکاری کو ادسی شہر کو روانہ ہوئی یعنی قضیہ زمین بہ مہر زمین -

نواب تفضل حسینخان رئیس فرخ آباد - شیخ تفضل عظیم - میر مہدی حسن خان - مرزا غلام حسین بیگ مقرب الدولہ کے عباد علی خان بھائی نواب علیخان - کاظم حسین خان - جرنل اسمعیل خان - قاضی عنایت علی خان برگیڈیر بعد انکے گروہ متوسطین متعینین جو داخل لا ابالی ہولار والا الی ہو الامر

تھے یعنی شمار مین نہ ادھر نہ اودھر تھے اور نہ سرکار کو اونکا کچھ خیال تھا برد رحاضر ہونے لگے۔ نواب نور الدولہ عرف نادر مرزا صاحب وثیقہ ہو بیگم صاحبہ جنکا سرکار پر بھی حاضر نہو تو معلوم نہین کس خواب وخیال مین تھی بعد از خرابی لیبرد آئے طالب وثیقہ ہوئے وکیل ہائیکورٹ مین لیا آخر نوبت بولایت پہونچی سیھون نے بامید اجرا مبلغ خطیر سفوائی سبت ہائقہ پا نولن مارے خاک اوڑائی کچھ نہوا آخر انتقال کیا اسکے وثیقہ کی عدم اجرا مین سکو حیرت ہے نسبت عدالت کہ منکر رئیسان بیرونی جو اپنا بچاو سمجھکر رفاقت وہمراہی جنابعالیہ مین ہوگئی تھی مرزا کو چک سلطان بھائی بہادر شاہ دلی نانا راو۔ بالا راو پیشوا نواب محمود خان نجیب آبادی۔ احمد اللہ خان شفیع خان نجیب آبادی۔ مظہر علیخان رئیس کامونہ۔ ولی داد خان رئیس بالاگڈھ سمدھی بہادر شاہ۔ غلام قادر خان رئیس شاہجہان پور۔ غنایت احمد خان رئیس پیلی بھیت وغیرہ

پہونچنا کمانڈرانچیف کا بھاگنا جناب عالیہ کا کوٹ مین

غرض جب کمانڈرانچیف جنرل کلائیڈ بہادر فوج تاہرہ لیکر بہرائچ سے لڑتے بھڑتے قریب بونڈی پہونچے فوج جنگی مع زمیندار تعلقدار دو ساعت تک خوب لڑی جب فوج انگریزی نے دھاوا کیا نہ ٹھہر سکی حدود نیپال جنگل مین ہر طرف متفرق ہوگئی ہر طرف جنگ بہادر نے اپنی حدود پر اور جا بجا گھاٹیون پر پہرے بٹھا دیے تھے گر این قافلہ مور و ملخ کو نہ روک سکے طرح دیگئی اوسوقت جنابعالیہ تھک کے تلسی پور کی گڑھی اچوا مین دو تین دن تک رہین وہان سے نیپالی پہاڑ سے ہو کر بٹکوٹ مین پہونچین جو کوہ بٹول پر ہے جہان نواب آصف الدولہ کی اتبک بارہ دری بنی ہوئی ہے۔ جب جنابعالیہ بنارسی آگے چلین جنگ بہادر کا خط کپتان نرنجن مانجھی کی معرفت اسمضمون کا آیا کہ آپ انگریزون سے صلح کیجیے یا یہان کا رہنا اختیار کیجیے تو تمہارے لشکر کا کیا حال ہوگی یا کسیطرح کی اعانت وامداد کی نہ کیجیے گا کسواسطے کہ ہم انگریزون سے کسیطرح کا مقابلہ نہین کر سکتے یا کسی اور طرف چلی جائیے آپکو اختیار ہے ممو خان نے اسکا جواب دیا کہ ہمیں صلح منظور ہے اور نہ تمہارے ملک مین قیام منظور ہے اور نہ کسی طرف جائین گے یہین ہم انگریزون سے

لڑینگے اور نہ کچھ تمھارے بھروسے پر اونسے بگاڑا ہے یہ بات کپتان کو بہت ناگوار گذری کہا
ہم اسیطرح اپنی سرکار مین کہلا بھیجتے ہین بعد اسکے جواب یہ آیا کہ اودھر سے انگریز ادھر سے
ہم نہین مارینگے تم ہمارے ملک سے نکلجاؤ اور رسد کی بھی ممانعت کردی بعد اسکے جب صورت
آشتی ہوئی اجازت رسد رسانی مگر شراکت سے از روے فہمایش انکار کیا۔
پہلے جناب عالیہ پینس مین سوار تنہا نئے کوٹ روانہ ہوئین اور کسیکو جانے کی اجازت نلی
بلکہ جسنے سینہ زوری سے جانے کا قصد کیا تھا سپاہیون نے ہٹا دیا آخر سب منہ دیکھکر
وہین رہ گئے دوسرے دن جناب عالیہ کی سفارش سے جتنی عورات لڑکے ہمراہ برجیس قدر کے
ساتھ سے فقط اونہین اجازت ہوئی۔
مرزا برجیس قدر کے ساتھ کپتان نرنجن مانجھی اور ایک سردار بہت پر سپاہی اور مفتاح الدولہ
ساتھ تھے پہلے تانگھن پر سوار ہوکر چلے پہاڑ پر نہ چل سکے کپتان کے کہنے سے ہاتھی پر سوار ہوئے پیچھے
کپتان اور مفتاح الدولہ اوسی ہاتھی پر بیٹھے کسواسطے کہ ہاتھی پہاڑ پر بہ نسبت اور سواری کے
چلنے کا مشتاق ہوتا ہے راہ مین مرزا برجیس قدر کو پیاس کی شدت ہوئی کپتان کی نارنگیان
تھین کھائین فی الجملہ تسکین ہوئی پھر وسوسہ یہ گذرا کہ مبادا کپتان دغا سے کہین اور لیجائے
کسواسطے سواری بے اختیار ہے مگر مفتاح الدولہ نے نزرگری مین کہا اگر خدانخواستہ ایسا
امر ہوگا میرے پاس تمنچہ ہے کافی ہوگا آپ مطمئن رہین پھر وہانکے مفتاح الدولہ کے واسطے
مقام صدرۃ المنتہی تھا کپتان نے کہا تمھین آگے جانے کی اجازت ہماری سرکار سے
نہین ہے ہم نہین لیجا سکتے مگر ایک صورت سے کہ جناب عالیہ اور برجیس قدر سے علیحدہ ہوکر
یہان رہو تمھاری صورت معاش بھی ہماری سرکار سے ہوجایگی یہ اونھون نے گوارا نکیا چار
و ناچار حالت یاس مین وہین سے رخصت ہوے۔
ممو خان نے کپتانون سے اپنی نخوت و غرور سے گفتگو بہت نامناسب کی تھی وگرنہ کیا
عجب تھا اونکے واسطے بھی اجازت ساتھ جانے کی ہوجاتی یہ فوج جنگی کے ساتھ رہے جب
فوج شکست کھاکر گھبراکر پہاڑ پر چڑھنے لگی تو سو گھوڑے سوارون کے گرکر مرگئے سیکڑون اونٹ
مع بار عظیم گرکر مرگئے پہلے جب مقابلہ دامن کوہ مین ہوا فوج خوب لڑی جب فوج نے بھاگ کر پہاڑ پر

قصد چڑھنے کا کیا صد ملک نیپال سمجھہ کر فوج انگریزی آگے نہ بڑھی ورگرنہ اوسیدن بدمعاشونکا کام تمام ہوجاتا بلکہ بھاگنا مشکل پڑتا —

اجمالی منشی میر قربان علی اور میجر کارنیگی صاحب سٹی مجسٹریٹ

منشی میر قربان علی ساکن وہام پور نگینہ کا احوال من الشمس ہے اور میجر کارنیگی صاحب سٹی مجسٹریٹ ان دونون نے خوب لکھنؤ مین چھاڑو دیدی صاحبان اخبار نے کچھہ کچھہ احوال چھاپا مگر بیاروہ مربہ بجور — خلاصہ جب منشی مذکور اور میجر صاحب بعلت جعل خریدی نوٹ روبکاری ڈپٹی کمشنر مین دھرے گئے میجر صاحب باطمینان تمام تشریف فرماے ولایت ہوئے جرمن کے رہنے والے تھے یہان کے رہنے والون کو احوال ولایت کشمیر وغیرہ ظاہر ہے پھر کلکتے مین بامید ترقی عہدہ جلیلہ آئے اور اضلاع لکھنؤ مین بھی مامور ہوئے منشی جی بعد روانگی میجر صاحب اپنے وطن مالوف مین بادشاہت کر رہے تھے طاؤس بیگم منجملات شاہی اونکے ساتھہ لکھنؤ سے چلی گئی تھی خلاصہ بعد ثبوت جرم ۷ برس کی قید منشی کے واسطے تجویز ہوئی جیلخانہ الہ آباد مین گئے جب اونھون نے اپیل کیا ۳ برس اور بڑھے دس برس ہوئے میجر صاحب کی تحقیقات کو کوئی صاحب اہین لکھنؤ آئے انکا قصاص منحصر بولایت رہا نوکری سرکار سے ترک ہوئی اگر ایسا صاحب متمول نوکری سے برطرف ہوجاے اوسے نوکری کی کیا پرواسے —

اب سنتے ہین کہ کسی صاحب کی رعایت و پرورش سے منشی جی کیواسطے بہت سی تخفیف عذاب ہوگئی ہے کپڑے بدلتے ہین پلنگ پر سوتے ہین فی الجملہ موافق جیلخانہ قیدیون پر حکومت بھی ہے طاؤس بیگم بھی کئی مرتبہ اونکی خدمت مین مستفید ہوئی کئی لاکھہ کے گانون زمینداری نگینے مین مول لیے ہین جب سرکار سے قرقی اونکے گھر کی نقد و جنس کی ہوئی ۲۲ لاکھہ کا تخمینہ ہوا تھا بس اسی حساب سے اونکے نصیب کا بھی ہوسکتا ہے — عیان را چہ بیان — لکھنؤ کی بربادی کے ہزارون بن گئے تگرد دیکھا چاہیے — ہیتیا المال کیونکر سرسبزی کرتا ہے —

مراجعت کمانڈر انچیف لکھنؤ مین

کمانڈر انچیف سپہ سالار فوج بونڈی سے لکھنؤ داخل ہوے رمنۂ سلطانی اس پار دریا کے مقیم خیام ہوے باقی فوج کو سرحد ملک پر جا بجا چھوڑ آئے جنرل ہپ رو صاحب بہادر اس معرکے مین نسبت اور حکام کے بہ سبب ایمان دینی رئیسون کے اور اونکے حفظ مراتب سے پیش آنے کے بہت نیک نام ہوئے خصوصاً تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد کی جان وعزت فقط صاحب ممدوح کی امان سے بچی وگرنہ دائرہ حلقۂ پھانسی سے کبھی باہر نہوتے حکام صدر کو اسی باب خاص مین بہت مناظرہ رہا بعد تنقیح تام صاحب بہادر کا ایک درجہ پایۂ منزلت سے ترقی کا گھٹ گیا بعد چند روز کے پھر اپنی منزلت پر آرہے چیف کمشنر لکھنؤ ہوکر بہ سبب عارضۂ لاحقہ ولایت کا جانا بہت ناگوار ہوا اسواسطے کہ وہ قدرشناس ممتاز شہر تھے اور ولایت پہونچکر مستوفی ہوے یہ بھی تاثیر زمین لکھنؤ ہے کہ جو ایسا حاکم ہوا اوسے قیام نہوسکے جسطرح اکثر ایسے صاحب آئے پھر بہت جلد چلے گئے —

داخلہ فوج انگریزی شہر مین بہ تسلط رعایا کا شہر سے بھاگنا شاہ جی کا نکلنا

۳۰ سلخ رجب روز چہارشنبہ فوج انگریزی نے پہلے چاہا کہ عالم باغ سے گڈھی کنہ راہ ناکہ حیدر گنج سے داخل شہر ہوجاے پلٹن جنگ بہادر عیش باغ سے احمد امیر شاہ سپہر اعتمادالدولہ سے فوج لیکر عیش باغ مین جا پہونچا خوب تلوار چلی کئی سو چھبیس مارا گیا آخر باغ سے اوسکو ہٹا دیا وہ سب سمٹ کر کنارہ شہر آئے اودھر سے فوج انگریزی آتی تھی وہان بھی شاہ جی دل کھول کر لڑے فوج انگریزی کو نہر سے اسپار اوترنے نہ دیا شاہ جی کی طرف سے تین چار توپ بھی چلی جب فوج انگریزی نے دھاوا کیا پہلے حملہ یورش مین سوار بھاگے وجہ اسکی یہ بھی تھی کہ تین دن رات سے حقیقت مین سوار ہر طرف دوڑتے رہے اور خود شاہ جی بھی فوج کو گھیر کر لائے تھے سب سے بیعت تازہ لی تھی بہت سخت سست لکر غیرت دلائی تھی قتل وقمع سے ڈرا دیا تھا مگر اون نامردون کے واسطے گو زہر گور تھا پہلے مقابل ہوے اوسکے بھاگے

اسی طرح اس معرکے سے پندرہ سو سوار شہر کی طرف سے بھاگ گئے تھے حیدر گنج نولبستہ ہوکر سعادت گنج پہونچے بعد اسکے شاہ جی پھر کر درگاہ حضرت عباس مین آئے ایک مورچہ قایم کیا دوسرا سعادت گنج کی لال کوٹھی پر اور توپ بڑھاکر تراسے پر لگائی۔

جھوٹیون نے میدان خالی پاکر حیدر بیگ کے باغ مین اپنا پڑاؤ کیا جب رات کو بہت بھوکے ہوے ایک ہندو فقیر اوس باغ مین رہتا تھا اوس سے جنس کھانے کی مانگی اوسنے ایک ہندو دستگی مہاجن جو اوسکے پاس آکر چھپا تھا وہ اشرف آباد اپنے گھر لے آیا اور جو جنس گھر مین تھی اونکو دیدی یہ اپنی جان بچاکر گھر آنا غنیمت سمجھا پھر پھر علیش باغ سے حیدر گنج نولبستہ سعادت گنج تک مینہ گولیون کا رعایا پر برستا رہا ہر گھر پر نشانک چاندماری ہوگیا اگرچہ بہت کم رعایا اپنے گھر مین رہ گئی تھی۔

نوہ شعبان پنجشنبہ کو گورے۔ چوک۔ فرنگی محل۔ نخاس۔ کاظمین۔ منصور نگر تک پھیل گئے اور مورچہ کاظمین کربلا سے دیانت الدولہ کی دروازہ مین قایم کیا ایک مورچہ سڑک سے گھنٹہ بیگ کی گڑھیا پر قایم کیا مقابل درگاہ حضرت عباس چنانچہ جب کونیا صاحب مورچون پر آئے شاہ جی نے جھنکر سعادت گنج لال کوٹھی پر مورچہ قایم کیا دونون طرف سے گولیان برس رہی تھین اس عرصے مین گورے رعایا کے کوٹھون پر سے ہوکر ہر گھر مین دستکر لوٹنے لگے میر آغا میر باقر علی رسالدار ملازم شاہی کا گھر زیر دیوار کربلا تھا کونیا صاحب مع دو افسر کوٹھے پر سے اترے پوچھا تم باغی ہو عرض کی ہم رعایا ہین مکان مین ایک گھوڑا میر باقر علی کا پسند کرکے لے لیا اوسکی قیمت دینے لگے اونھون نے نہ لی اس عرصے میر آغا کے ایک گولی زیر ناف لگی جان بچی اتفاقاً قدرت خدا سے اوسیوقت جراح بھی مل گیا بعد از خرابی صحت ہوئی کونیا صاحب پر انکی بیکسی و غربت ثابت ہوئی پہرہ گورے کا انکے گھر پر کردیا کہ لوٹنے نپائے مگر بعد فتح سرکار پھر کانگی صاحب مع ناظر کوتوالی انکے گھر مین چلے آئے سارا اسباب گھر کا لوٹ کر لے گئے بستی کی داد بیداد کی کون سنتا تھا انکا ایک گھر بیابازار مین تھا وہ مسمار ہوکر داخل دھس قایم بھی نہون ہوا دوسرا گھر اشرف آباد مین تھا نصف سے زیادہ داخل سڑک تاریخ ہوا فقط بازدوری باقی رہ گئی ہے۔

دوسری شعبان روز جمعہ دوپہر تک یہ ماجرا رہا آخر گوروں سے کوٹھوں سے داخل درگاہ حضرت
عباس ہوئے سب بھاگ گئے قریب عصر شاہ جی کو زبردستی دو مرید بغلوں میں ہاتھ دے کر محبوب گنج
تک پیادہ لے آئے وہاں سے گھوڑے پر چڑھے کچھ سوار تلنگے مرید خاص جو اصحاب عاری تھے
ہاتھیوں پر سوار ناکہ موسی باغ سے لڑتے ہوئے نکلے پیچھے فوج انگریزی تعاقب میں قریب شام
شاہ جی کمنڈی کے نالے کے اوس پار ہوئے وہاں سے فوج انگریزی پھر آئی گئی

رعایائے غریب جو شہر سے جان بچا کر نکلی تھی مابین فوج انگریزی اور شاہ جی آگئی کچھ مرہ
کسی طرف بھاگ نہ سکی وہیں جل بھن کر رہ گئی اتفاقاً جو کسی طرح بھاگ کر بچا اوسنے پیچھے پھر کر
اپنے ساتھی کو دیکھا ماں سے بچے خاوند سے جورو چھٹ کر رہ گئی جب جان بچی ہر ایک کا
نام لے کر پکارتے پھرتے تھے اسمیں شب تاریک ہو گئی صحرا میں ٹھوکریں کھا کر رہ گئے
العیاذ باللہ۔

رعایائے شہر کا یہ حال ہوا کہ جب سب کو اپنے قتل و بے غرتی کا یقین ہو گیا کسیکو کچھ نہ
بن پڑا سوائے اسکے کہ شہر سے بھاگیں ہر محلہ و کوچہ بکوچہ قیامت برپا تھی عورات پردہ نشین
میان ہجوم بلوائی عام آگے آگے اونکے وارث پیچھے قافلہ عورات اطفال خورد سال گود میں
لیکر نکلیں فوج انگریزی نے شہر کو تین طرف سے گھیر لیا تھا سوائے سمت مغرب کے وہ ناکہ حیدر گنج
اور موسی باغ کا تھا اور ہر طرف سے بم کا گولہ برس رہا تھا مگر فضل خدا یہ تھا کہ ایک گھر نہ جلا اور نہ
کوئی آدمی جان سے گیا اور قتل رعایا قتل عام میں خلاف رائے صاحبان عالیشان ہوا افسران
فوج چاہتے تھے کہ ایک کو جیتا نہ چھوڑیں مگر جنرل اوٹرم اور نواب گورنر جنرل بہادر کے نزدیک
درگذر کرنا بہتر تھا اور جنگ بہادر بھی قتل عام پر راضی نہ تھا اگرچہ مقابلہ کرے اسی جہت سے رعایا
بے گناہ کی جان بچی اور بروقت تحقیقات مجرمین پاداش قصاص میں آئے مگر گوروں نے اسپر بھی بچانا
جو سامنے آیا جسے گھر میں پایا مارا بعض نے گھر لٹا جان بچائی عورات صاحب غیرت اور
لڑکیاں بن بیاہی گوروں کی صورت دیکھتے ہی کنوؤں میں گر کر مر گئیں بعض جیتی نکلیں
بعض تمام ہو گئیں۔ نہرے میں بم کے گولے سے سلطان دولہا داماد نواب منور الدولہ
مرحوم کے میر محمد زکی نوجوان اجل گرفتہ پوتا حکیم سید حسین خان مرحوم باورچی ٹولے میں گرا

حویلی مین تھا جب بھوسے گھر مین آ گئے۔ اپنی جہالت و حماقت سے اونھین تمنچہ مار بیٹھا انھون
نے اوسکا قیمہ کر دیا نعش کو بخرابی اوس ہنگامے مین نواب ملکہ جہان کے باغ مین معلوم
نہین کسطرح سے دفن کر دیا اب نشان قبر بھی شرک کی جہت سے معلوم نہین ہوتا۔

فتح و فیروزی صاحبان عالیشان با اقبال

۳۔ شعبان روز شنبہ جب صاحبان عالیشان آشوب شہر سے مطمئن ہوے اور جمعیت خاطر
[illegible] معاش سے شہر پاک ہوا فتح و فیروزی نصیب اولیای دولت ہوئی منادی عمل سرکار کمپنی انگریز بہادر
ہوئی ۱۵ دن تک شہر برابر لٹا سوا نال دروازے کے جہان مہاجن رہتے تھے اور سعادت گنج
بھی لوٹ سے بچا شاید کوئی صورت عافیت مہاجنون نے نکالی ہو یا خود سرکار کو اونسے درگذر منظور
ہوئی ہو اور بہت کم محلے شہر کے لوٹ سے بچے مگر سکھ نیپالی گورون کو کوئی جگہ محفوظ نہ تھی پاس [illegible]
صاحب کی بدولت امیر اور شرفا کے گھر بچ گئے۔ اور اس مدت غارتگری مین صاحبان فوج بھی
البتہ رہے اور جب کوئی شخص صاحب کے پاس داد و بیداد لوٹ کی کرتا تھا خود سوار ہو کر
چلے جاتے تھے منع کرتے تھے چنانچہ درگاہ حضرت عباس مین کئی سو عورات پردہ نشین جا کر
چھپی تھین گورون کے ہاتھ سے بہت آبروریزی ہوئی بعد اسکے صاحب نے ہر ایک کو سوار کر کے ہمراہ
کے گھر بھیجدیا اور ایک ایک روپیہ کرایہ بھی ہر ایک کو دیا کئی سو دھوبی شہر کے بیچ پارچہ شست و شو
جو درگاہ مین آکر چھپے تھے وہ سب کپڑے لٹے اسباب درگاہ کا سب لٹا علم سونے کے ایک
مہاجن نے گورون کے ہاتھ سے روپیہ تولہ خریدے اور اسباب بھی اسیطرح سے بکا الا علم خاص
درگاہ جو وزن مین تیرہ سیر تھا دھات کا اوسے سب نے درگاہ سے نکلتے دیکھا کہ صحن مین زمین
درخت توت تک آیا پھر کسینے اوسکا نشان نہ دیکھا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اوسکی
بڑی کوشش کی کہتا تھا کہ مین ہزار روپیہ دونگا جسنے پایا ہو لاوے مفتاح الدولہ بھی دینے کو [illegible]
مگر مطلق اوسکا احوال نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا کون لیگیا کسکے پاس رہا اگر کسیکے پاس
ہندوستان مین ہوتا البتہ مشہور ہو جاتا۔ واللہ اعلم۔

احمد اللہ شاہ جب باڑی پہونچا پھر جمعیت مجاہدین جا بجا سے جمع کرکے مستعد جنگ و جدال کے
ہوا۔ نواب ممتاز الدولہ نواب معین الدولہ سے خاطر خواہ زرخرچ جہاد لیکر چھوڑ دیا بعض امرائے
بخوف غارتگری شاہ جی کا پیالہ بھی پیا بیعت بھی کی جب محمدی پہونچا اپنا سکہ جاری کیا فیروز شاہ
شاہزادے سے اسی امر پر بگاڑ ہوا جب اپنی جوشش و لولے سے تنہا اجل پوائین
لیگئی اپنی نخوت غرور سے تنہا مع دو تین سوار کے گیا بسبب بھروسہ اپنی کرامات کا رکھتا تھا نہ
کی گڑھی کے دروازے پر جاکر طرا ہوا پھاٹک بند تھا نہ کھولا سخت گفتگو اپنے ولولے سے کرنے لگا
بھائی نے رندے سے گولی ماری گر پڑا راجہ نے سر کاٹکر سرکار میں بھیجا بڑی خیر خواہی ثابت ہوئی
انعام و جاگیر فراخور حال ملی لشکر گذائی جو کئی کوس کے فاصلے پر تھا پادہوائی ہوگیا زر کثیر و
اسباب غارتگری جو اس مدت میں ہاتھ آیا تھا اوسکا کہیں پتا نہ لگا۔

خاص بیان راہ قصبہ کاکوری

۲۔ شعبان روز جمعہ ناکہ نئے حیدر گنج مبارک باغ نواب منور الدولہ اور باغ معتمد الدولہ
مملوکہ دیوان مہا درسنگھ میں کئی دن سے ہزار ہا شرفائے شہر مع عیال و اطفال بے سروسامان
جاکر رہے رات بھر ناکہ شہر سے ہزار ہا آدمی کی قطار تا صبح منقطع نہوئی ایکساعت رات باقی تھی کہ
ہزار ہا نکلکر راہی کسمنڈی اور کاکوری ہوا اہل فوج سب کے سب کسمنڈی گئے بعض نے راہ
کاکوری لی ناکے سے باغات قصبہ تک ہزار ہا زن و مرد مثل سیل دریا چلے جاتے تھے اکثر عورتیں
تازہ وارد افتان و خیزان اپنی ساس نند کے حلقے میں ہاتھ پانوں میں مہندی بھاری جوڑے
بہت مرد و زن اپاہج لونڈیوں کی پیٹھ پر سوار ہزار ہا تھیا رہند مگر جنگ نادیدہ عورتیں ہر
قدم پر ٹھوکریں کھا کھاکر ٹھر سے پانچوں میں گر گرا دیکھکر گرتی تھیں اور سب کے خیال میں کاکوری
مقام امن و امان تھا کسواسطے کہ روئے قصبہ سے شہر کے بہت سے لوگونکو تعارف تا بغرض
ٹھیرنے پہونچنے کہ دفعتاً کاکوری سے آواز بندوق کی آئی سبکے کان کھڑے ہوئے مگر کچھ نہ خیال
ہوا آگے بڑھے ایسا چرچا کرنے لگے کہ دفعتہً ایک باڑھ چلی اور کھیت والے اپنے گانوں میں بھاگ گئے

کہ فوج گورہ آپہونچی۔ قصبے مین قتل و غارت ہو رہا ہی بس یہ سنتے ہی ایک قیامت ہو گئی ہزار ہا آدمی کا سیل مثل فوج سمندر تلاطم مین آیا ہر طرف شور و فریاد الغیاث برپا تھی۔ ایک دوسرے کو پکارتا تھا اکثر جاہل ہتھیار بند آگے آگئے پیچھے قافلہ عورات تھا آپس مین کہنے لگے کہ ان عورات کو ہم یہان مار ڈالین مگر آگے چلین بعض فہمیدہ نے کہا اس خون ناحق کرنے سے کیا فائدہ بیابان ارہر کے کھیت مین چلتی تھین اور ہر کھونٹی سے اولجھکر گرتی تھین خلاصہ دو ساعت تک اوس میدان مین یہی صورت رہی جب لوگ ہر طرف متفرق ہو گئے میدان خالی ہوا اور فوج گورہ نے قصبے سے ہوکر ایک نالہ پر پڑاو کیا ادھر کوئی نہ آیا سب کی جان مین جان آئی اگر ایک برن اس حشر مین چلا آتا بڑی لوٹ ہوتی اور سیل خون بہتا۔

معرکۂ غارتگری خاص قصبۂ مذکور

جب رعایا شہر مع فاجعبا امر امحلات مع مجتہد العصر سلطان العلما وغیرہ کاکوری پہونچے ہر گھر وضیع و شریف احاطۂ خرابہ احاطہ مسجد خانہ باغ مین آدمی مثل دیمک کے بھر گئے وہان کے رئیسون نے بھی خدا ترسی ہمدردی یا بلحاظ شہر کسیطرح کی چشم پوشی نہ کی سبکو اپنا مہمان کیا کئی دن تک غلہ بسبب کثرت ازدحام خلایق کے بمشکل میسر آیا لیکن یہ بھی رئیسون کے خیال مین آیا کہ ان شہر والون کی بدولت ہمپر بھی خواہ مخواہ کچھ آفت اویگی چنانچہ جناب مجتہد العصر مع اپنے اہل بیت دخیل خانہ مولوی محمد خلیل الدین خان ہوکے تھے لیکن عجب حال سراسیمگی و پریشانی سے کہ قلب مومن اونکا حال دیکھکر ضبط نہین کرسکتا تھا اتفاقاً بعض زوجہ ہای سے اپنے قافلے سے بجہت داخلۂ برن گورہ بخوف ایک کھیت مین چھپ رہی تھین کسیکو جرات نہو کہ اونکی خبر کو گھر تک باہر نکلے آخر میر محمد حسین اونکی نسبتی بھائی بہزار منت و سماجت کہاران ڈولی لیکر اونکے تجسس کو چلے یہان جناب مجتہد کا عجب حال و صدمہ روحانی تھا آخر بسلامت پایا اور آئی کہارونکو انعام دیا۔

ایک اور بھی سبب اس قصبہ کی خرابی کا ہوا تھا کہ جب فوج انگریزی کسی طرف سے گذرتی تھی وہان کا زمیندار استقبال کر کے کمان افسر کو نذر دیتا تھا عرض حال کر کر امان پاتا تھا کمان افسر

پوچھتا تھا کوئی فوج باغی سے تمھارے گانون مین ہے یا نہین چنانچہ جب فوج عالم باغ سے اس
قصبہ مین آئی کوئی رئیس استقبال کو نہ گیا محض بخوف ؟ وہ سمجھے کہ از راہ تمردی حاضر نہوے
بلکہ رعایا کو سب سے شہر اور باغیون کو اپنے قصبے مین رکھا ہے۔
خلاصہ جب بنون داخل قصبہ ہوا ۵۔یا۔۶۔آدمی اس قصبے کے مارے گئے لشکر نے
باہر بستی کے ندی پر جاکر پڑاؤ کیا اوسوقت قاضی وصی علیخان وغیرہ لشکر مین جاکر حاضر
ہوے کمان افسر نے شکایت کی تم بڑے باغی ہو فوراً ہم سے پہلے ہماری خبر نہ لی اب
آئے ہو جب ہم تمھارے سر پر آپہونچے اس غضب سے قاضی صاحب نظربند ہوکے لکھنؤ
آئے بعد کئی مہینے کے بڑی تحقیقات اور رد و بکاری سے نجات پائی۔
۴۔ شعبان روز شنبہ لشکر سے گورے سکھ وغیرہ بستی مین لوٹ کو آئے نقی یاور خان۔
احمد علی خان وکیل عدالت کا بنور محمد خلیل الدین خان کے گھر کو معاف کیا گھر ایک
گھر کا حفظ ناموس کیا اوسوقت کیا عجب تھا کہ اکثر رئیس بہت غیرت لڑکر مارے جاتے
صاحبان لکھنؤ جتنے تھے اونکے آنے سے سبھون نے اپنے ہزار ہا روپے کی قیمت
کے ہتھیار زنانا ب کنوؤن مین کوٹھون پر زمین مین کھیت باغ مین پھینک کر گاڑ دیے تھے
صندوقچی۔ پاندان سی۔ زیور۔ زر نقد رکھکر جابجا فرش مین گاڑ دیے تھے چنانچہ
بعد فتح برسون تک ہتھیار سب قسم کے اس بستی سے چھکڑون پر بار ہوکر داخل سرکار ہوے
احمد علی خان وکیل مذکور کو حکم قطعی پھانسی کا دیا گیا تھا اس جہت سے کہ رانا بینی مادھو
کے دربار مین حاضر رہتے تھے عجب مصیبت مین پھنسے تھے کہ مہینون اپنے سایے سے ڈرتے رہے
اور اپنی نجات سے یاس کلی ہو چکی تھی اپنے مرشد کے گھر چھپے رہے انھون نے بھی اپنا حق پیری
ادا کیا جب فتح سرکار ہوئی میجر صاحب انکا بڑا دوست تھا صاحب کا ذکر باب سفارت مین ہو چکا وہ انکی
واسطے عدالت مین سینہ سپر ہوا اپنے ساتھ باعزت صاحب جج کا بنور کے پاس لیگیا اور بڑی
شد و مد سے رد و بکاری کی اور صفائی دلوا کر بدستور پھر عہدہ قدیم پر بحال کروا دیا انھون نے
بعد انتقال تراب علیشاہ کئی ہزار صرف کر کے اونکا مقبرہ بنوا دیا
سید محمد نقی فاضل حاجی الحرمین زائر ائمہ معصومین ع شاگرد رشید جناب مرزا علی صاحب مجتہد

اسی قصبہ مین گورون کے ہاتھ سے مارے گئے اور میر ہادی تولے ظفر الدولہ کے مارے گئے
میر صاحب کی نعش کو جلادیا بعد اس معرکے کے اونکی قبر نا کے پر ایک باغ مین بنوادی ہے
وجہ اسکی یہ ہوئی کہ گورون کے نزدیک علما ریش دراز صورت متشرع محرک جہاد جہال ہوے
یہ نہ جانتے تھے کہ مذہب شیعہ زمان غیبت امام مین جہاد حرام ہے —

امان سرکار واسطے خاص و عام اور رعایا کا شہر مین آنا

۴ شعبان روز یکشنبہ سے لکھنؤ مین منادی امان ہوئی قتل و غارت رعایا موقوف
ہوا حکم عام ہوا کہ رعایا اپنے گھر مین آباد ہون اور جو نہ آئیگا اوسکا گھر ضبط ہو کر نیلام ہو جایگا
گا پہلے مدت امان داخلہ شہر ۹ ماہ اپریل تک دی اور متواتر اشتہار دیا کہ جسکے گھر مین اسباب
ملیگا یا اسلحہ حرب ہو داخل سرکار کر کے پھر باغیون کیواسطے اور جو لوگ شہر سے نکل کر کسی منزل
چلے گئے تھے مدت امان اونمین ایک مہینے کی ہوئی اور حکمنامے معرفت کپتان آر صاحب
زمیندار تعلقدار وغیرہ کے حاضر ہونے کے جاری ہوے جنرل جنگ بہادر مع اپنی فوج کے روانہ
فیض آباد ہوے مال غنیمت جو اونکی فوج نے لوٹے اسکا حساب و شمار نہین ہو سکتا بعد اسکے
جنرل اوٹرم صاحب روانہ کلکتہ داخل ممبران سپریم کونسل ہوے رابٹ مانٹ گومری صاحب
چیف کمشنر اودھ ہوے میجر کارنیگی سٹی مجسٹریٹ انتظام کیا منشی میر قربان علی منشی قدیم بدستور سابق
بحال ہوے احمد یار خان تھانہ دار حسین آباد اور ناظم محمود خان کوتوال بمقتول کوتوال شہر مارٹن صاحب ڈپٹی
کمشنر امیٹ صاحب اسپشل کمشنر فاسٹ سابٹ صاحب سکرٹر نظامت کپتان ہچن سن صاحب ملٹری
سکرٹر خواجہ کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر اور فینانسل بھی یعنی دیوانی اور عدالت دونون کپتان
ولیسٹن صاحب اور اکثر صاحب روانہ ولایت ہوے ولیم صاحب صاحب خزانہ ہوے
اہل وثایق اور صاحبان پنشن جدید جو کسی منزل شہر سے چلے گئے تھے بعد حکم امان پہلے
عرائض ارسال کیے اور بموجب حکمنامہ سرکار ہر ایک تابع داخل شہر ہوا حسب سررشتہ
ہر ایک کی روبکاری بہ تحقیقات ہوئی سابق ایک امان ملا اور ہر ایک سے جرمانہ بقدر حال لیا گیا
جب سلطان العلما کاکوری سے گھبرا کر قصبہ سوہان مین چلے گئے عیال اور متعلق کو

غلام صفدر خان کے گھر مین چھوڑ گئے جب عرضی کی حکم داخل شہر ہوا کئی مہینے تک املاک قدیم ضبط سرکار رہی بعد خرابی بصرہ ایکدن محکمۂ کارنیگی صاحب مین گئے مکان قدیم ملا لیکن بیت المال اور کتب خانہ ہزارہا جلد کا تھا۔ مرزا وصی علیخان کے بھائی نے نیلام مین سات سو روپیہ پر سب لیا خاطر خواہ بیجا بحرالنفع ہوا بعد اسکے سرکار سے ۸ سو روپیہ ماہواری کا پنشن دائمی نسلاً بعد نسل مقرر ہوا رجوع مسائل شرعیہ اثنا عشریہ انھین سے متعلق ہے سید تقی صاحب بیٹے جناب سید العلما کئی مہینے سے وطن مالوف نصیرآباد مین جاکر رہے تھے بعد فتح آئے مسجد تحسین علیخان مین جمعہ جماعت بدستور ہونے لگی مقام استعجاب ہے کہ جب جناب مجتہد العصر سلطان العلما نے مقلدین راسخ الاعتقاد سے اپنی بیقیدی اور بے حرمتی رأفت بدمعاشان کا استشہاد چاہا چند فقراے مومنین نے حسبۃً للہ اوسپر مہر گواہی کی امراے ذوی الاقتدار اگرچہ اپنے حال مین گرفتار تھے سب نے پہلو تہی کی بلکہ بعض امراے خیرخواہ اور معتمدین سرکار تھے اور کیفیت واقعی بیان کرسکتے تھے سمجھا سکتے تھے لب بہ مہر رہے واہ

شرف الدولہ غلام رضا خان بہ علت کارفرمائی سرکار جیسی ۱۱ دن تک تارہ والی کوٹھی مین مقید ہوکر حالت سکرات مین رہے یقین پھانسی دینے کا ہوچکا تھا لیکن اونکا عمل خیر کام آیا گورے کاظمین مین اونھین مارے ڈالتے تھے جب اونھون نے دہائی کارنیگی صاحب کی دی جان بچی مگر مشکل سے نجات پائی اور بھراہی یاوری قسمت سے سرکار سے مستاجری اور کارفرمائی پر سرفراز ہوے جب کاظمین گوروں سے خالی ہوا پھر اوسکی تیاری اونہ مجلس صبحگاہی بدستور ہونے لگی عشرۂ محرم مین درگاہ حضرت عباس بھی اونکی ضمانت سے کھلی فی الجملہ اوسکی تیاری بھی کی اسباب سب لٹ گیا۔ علم خاص جس سے بناے درگاہ ہوئی تھی اوسکا کہین نشان نہ ملا امیرالدولہ میر مہدی نے کچھ شیشہ آلات وغیرہ بے مصرف جانکر درگاہ مین چڑھا دیا اب باجازت بادشاہ پیارے صاحب نبیرۂ نواب علیخان مرحوم کو دیا اس سبب سے کہ اونکی حقیقی بہن منجملہ محلات بادشاہ تھین اب وہ بھی مرگئین کلکتہ مین جو نذر نیاز درگاہ کی ہے پیارے صاحب کے اختیار مین ہے وہ تیاری اور نذر نیاز جو عہد دولت مین ہوتی تھی

اوسکا شمہ بھی نہیں ہے

صاحبان پنشن شاہی کی روبکاری ہوئی بعد تحقیقات اور منت سماجت اور بموافقت اہلکاروں سے پھر تنخواہ سبکی خزانہ سے جاری ہوئی اکثرون کی زر تجویز رہی بعض کی صدرسے نامنظور آئی بعد کئی مہینے کے موافق دستور ولایت انگلستان باہتمام منشی راندیال اکسٹرا اسسٹنٹ رعایا کے گھر پر ایک روپیہ سے چار روپیہ تک اور اہل پیشہ پر تین روپے سالانہ تجویز ہو کر تحصیل ہوا یہ امر جدید رعایا پر بہت شاق گذرا مگر حکم حاکم سمجھکر ہر طرح سے دینا پڑا بعد اسکے سنہ ۱۸۶۲ع سے محصول مکانات موقوف ہوا اور بعد دو برس کے دوسرا ٹکس بھی موقوف ہوگیا۔

موقوفی متاجری سرکار کمپنی وعملداری سلطانیہ ۱۸۵۸ع

کئی مہینے کے بعد متاجری عملداری سرکار کمپنی انگریز بہادر بالزام فساد ہندوستان سے بتجویز ارباب پارلیمنٹ ولایت موقوف ہوئی ہر چند حقوق قدامت اسکا مستلزم نتھا سلطانیہ ہوئی چنانچہ ایک دن حسب الحکم سرکار رؤسا و امراء رعایا شہر سب مچھلی والی بارہ دری چوک مین جمع ہوے اشتہار جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا پڑھا گیا حکام نے سب کی اطمینان کی کسیکو جرأت کلام نہوئی مگر نواب معین الدولہ نے کہا کہ ہم سب رعایا سرکار دولتمدار مطیع و فرمان بردار مگر ستم رسیدہ مظلوم واجب الرحم ہین فقط محتاج عزت و آبرو کے امیدوار ہین بروقت عدالت حکام نے کلمات تشفی فرما کر رخصت کیا۔

ایک دن ایک رات فرح بخش کنارہ دریا عملداری سلطانیہ کا جشن ہوا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اپنے امام بارہ واقع گولہ گنج یا ٹکریا مین جہان ۸ محرم کو حاضری حضرت عباس علیہ السلام ہوا کرتی تھی ضیافت صاحبان عالیشان فوج و نظامت کی بڑا کھانا اور خوب ناچ و رنگ صحبت شراب ہوئی وقت رخصت ہار گوٹہ دیکر رخصت کیا فقط چیف صاحب اس جلسہ مین نہ تھے بعد اسکے وہ اماماً باڑہ وغیرہ مسمار ہو کر داخل دخل قلعہ ہوا

پھر ساہ جی نے اپنے باغ مین اسیطرح ضیافت سبکی کی اوسکے بعد راجہ بالکشن نے جنرل کلائیڈ صاحب بھی اس جلسہ مین شریک ہوے پھر کسی نے حوصلہ ضیافت نہ کیا اگرچہ پہلے شاہزادے امرا اسیر آباد

آمادہ ہوئے مگر پھر موقوف رکھا۔

آراستگی شہر

حکام عالیشان صفائی و آراستگی شہر پر متوجہ ہوئے چنانچہ بیلی گارد کا جتنا احاطہ محیط کیا
تھا وہ سب چھانٹ لیا نہایت کوٹھیاں جو مثل خرابہ اور کثرت گولوں سے مثل غربال ہوگئی تھیں اون
سب کو اوسی طرح بجنسہ رکھا تیاری اور آراستگی کو مناسب وقت نہ جانا بظاہر عبرت الناظرین
رکھا ایک کمپنی گورہ رہتی ہے افتادہ زمین پر باغ درخت جنگلی یا پھول کے لگوا دیے ہیں طرف
سے شہر کی آمد و رفت کر دی ہے بیلی گارد سے تا دلکشا میدان صاف کرکے ہر طرف سڑک
دونوں طرف درخت صبح و شام آبپاشی ہوتی ہے ہر نالہ و نشیب پر پل بنوا دیے ہین جب
دلکشا کو مرمت طلب دیکھا مسمار کر دیا حیات بخش دار الشفا ظہور بخش نور بخش رصدخانہ سلطانی
خورشید منزل کنکر والی کوٹھی میر ابو القاسم خان کی کوٹھی حضرت گنج مکانات نواب ملکہ عہد
امام باڑہ نواب جرأت الدولہ۔ مبارک منزل شاہ منزل موتی محل کوٹھی دلارام حاضری باغ بادشاہ
باغ۔ سکندر باغ۔ چھتر منزل فرح بخش بارہ دری سر راہ اندراسن۔ مقبرہ جنت مکان۔ جنت آرامگاہ
سیڑھی کوٹھی مکان جنرل مرزا سکندر حشمت کوٹھی نواب روشن الدولہ۔ چولکھی قیصر باغ۔ امام باڑہ
غلام حسین بشیر الدولہ احسن الدولہ دیانت الدولہ۔ کوٹھی عنایت باغ۔ نواب مبارز الدولہ
اسکے سوا بہت سی کوٹھیاں بن گئی ہین۔ اکثر ان مین سے سراج الدولہ و راجہ تعلقدار
وغیرہ نے مول لین اور نو تعمیر بھی کین چنانچہ بادشاہ باغ جو راجہ بختاور سنگھ کے اہتمام
مین ۵ لاکھ مین تیار ہوا تھا ۵۳ ہزار روپیہ کو راجہ کپورتھلہ نے مول لے لیا اوس راجہ
نے اسکو آراستہ اور درست اپنے طور پر کیا دلارام کی کوٹھی بھی کسی راجہ نے خریدی
قیصر باغ راجہ اور تعلقہ داروں کو تقسیم ہوکر ملا اوسکی مرمت جس مین جو رہے درست کر دی
چولکھی حضرت سلطان عالم نے اعظم الدولہ سے چار لاکھ کو لی جب نیلام ہوا ساہ جی نے ۱۲ ہزار کو لی
اون سے نواب مرزا نے چالیس کو خریدی ایک کوٹھی جو اسمین تھی راجہ منوا نے لی غرض گولہ گنج
سے جانب مغرب صورت شہر قدیم باقی ہے اور جانب مشرق شکل چھاؤنی اور شہر ہائے انگریزی کی

گئی گرجے تکلف تیار ہوئے ہین۔ مکان فریمشن تیار ہوا ہے نواب ممتاز الدولہ۔ نواب عماد الملک خان وغیرہ سے عجیب وغریب سمجھکر فریمشن ہو گئی ودہ جے ملے گئے ہین اپنے برادران ایمانی کی بہت تکلف سے ضیافت کی جتنے مکان خام وغیرہ تھے سب مسمار کردیے کوٹھیون کی دیوار احاطہ موقوف کردی کہ مانع ہوا ہوتی ہے وسعت مکان مین گھاس لگادی کہ بعد برسات پاٹ جاتی ہے موتی محل کے پاس مرزا کی کوٹھی تھی اوسے مسمار کرکے دریا پر ایک پل پختہ تیار کیا ہے دریا کے دولت خانہ قدیم سے تا موتی محل دونون کنارون کو باہم پشتہ ڈھال رکھا ہے کہ دریا مثل نہر ہوگیا ہے ایک ریل کا پل زیر دلکشا بنوا دیا ہے۔ چاربا غ قدیم مین اسٹیشن ریل بہت تکلف سے بنا ہے۔ ریل کی تین دفعہ آمد ورفت ہوتی ہے ایک فیض آباد دوسری کانپور تیسری بریلی مرادآباد کی آمد ورفت ہوتی ہے۔ اسٹیشن پر مثل بازار شہر خیمہ باکولا وغیرہ ملتی ہے مسافرین سب دست بدعا ہین۔ دلکشا اور محمد باغ کی جانب ۲۲ گانون ہموار زمین کرکے چھاؤنی فوج و کمپ کی تیار کی ہے شارع عام کی سڑک کے دونو طرف درخت لگا دیے ہین جنکے سایہ سے بہت آرام چلنے والونکو ملتا ہے کئی سو خاکروب نوکر ہین سب سڑکونکو دونون وقت صاف کرتے ہین کنار دریا کے سڑک جو حسین آباد تک ہے دونون وقت آبپاشی ہوتی ہے امام باڑہ آصف الدولہ کو حصن حصین کیا اور سب طرح سے آراستہ ہے ۱۵۰ فٹ تک گرد قلعہ کے میدان کردیا ہے وہان سے دو سڑک بہت وسیع کی ہین ایک کربلا تال کٹورے سے عالم باغ تک دوسری چارباغ تک دونون سڑک کانپور سے ملی ہین مکان باولی جسمین نواب مبارک محل رہتی تھین اوسمین میگزین قلعہ مچھی بھون کو بھی شامل کردیا ہے امام باڑے کے گرد کے جتنے مکانات عالیشان اور محلے تھے تا حسین آباد داخل حصار قلعہ ہوے پیچ محلہ سنگی محل حسن باغ وغیرہ جتنی عمارات عالیشان میان حصار تھی سب ہموار زمین ہوتی چوک گول دروازے سے حد حصار ہوئی۔ نواب محسن الدولہ کا مکان دہش سے باہر تھا بچا امام باڑہ مرزا حسن رضا خان مسجد حسین جمعہ جماعت ۷۰ یا ۸۰ برس تک ہوتی ہموار زمین ہوگئی مینا بازار مین قبر شاہ مینا فقط رہگئی اور قبرین قدیم داخل حصار رہین امام باڑہ آغا باقر کا کلہ کربلا برابر ہوگیا مرزا حیدر شکوہ شاہزادے نے انجنیر صاحب کی اجازت سے قطعۂ زمین امام باڑہ

لیکن وسط مین ٹن کا بنگلا بنوا دیا اس جہت سے کہ مرزا کام بخش اونکے باپ وہان دفن تھے جب وہ روانہ کربلائے معلی ہوے اونکے بیٹے سے ایک مہاجن نے نیلام کروا کر اپنے قرضہ مین لے لیا دریا کے اوس پار بھی جو داخل حصار پڑے سب کھد گئے زمین چھاؤنی منڈیاؤن راجہ تیز کرشن نیلام مین ۲۳ ہزار روپیہ کو خریدی اگر اسکا تردد کرتے بالمینیان اوسکے محاصل سے بسر اوقات کرتی انکی بدمعاشی سے بک گئی ایک مہاجن نے لی ہے حسین آباد کی شکست ریخت کی پھر تیاری ہوئی اوسکی تولیت نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو سرکار سے ملی مصارف امام باڑہ بدستور جاری ہوا مگر انکے اختیار سے ہر کچہری مین عملہ بنگالی کشمیری کھتری۔ قصباتی مامور ہوے اہل شہر بہت کم۔ ہزارہا ہر طرف چلے گئے باقی محتاجی بے اسبابی سے رہ گئے۔ عمارت سرکار مین گنجایش ہزارہا مزدور کی ہوتی۔ اکثر اول ثانیق باجازت سرکار روانہ عتبات ہوے صفائی سے فی الجملہ کثافت نسبت سابق کے بہت کم ہوئی وسعت سڑکون سے اور اکثر محلون کے کھدنے سے فی الجملہ شہر کھل گیا باکی بھی وہ شدت نہین ہوتی۔

قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان

۲۷ رجب روز سہ شنبہ جب جناب عالیہ سوار ہوئین پہلے شرف الدولہ کے گھر مین اترین فرمایا تم بھی میرے ساتھ چلو اسیطرح مین نہین ٹھہر سکتی عرض کی حضور تشریف فرماہون غلام بھی فوج جمع کر کے حاضر ہوتا ہے اشرفیان نذر کی دیکر رخصت ہوے اقربا اور مقربان نواب نے کہا آپ نے اسوقت یہ غدر لنگ کیا سمجھکر جواب دیا کہ فوج باغی ہر شخص مجھکو متوسل سرکار جانتا ہے اور ارکان دولت کی بھی موافقت کا حال ظاہر ہے بس یہی صلاح سازش ان بیاکون کیواسطے کافی ہے میرے نزدیک اپنے گھر مین رہنا بہتر ہے اگر سرکار گرفتار کریگی مین اپنی مجبوری سرکار مین ظاہر کرونگا جو کچھ مجھپر گذرا ہے پس میرا جانا بھی باعث ثبوت حق بجانب ہو جائیگا اور اگر مین چلا جاتا دوستی اور خیرخواہی باغیون کی ثابت ہوتی۔

اس عرصے مین رات کے دس بجے عبدالباسط خان آکر کہنے لگے حضور تشریف فرما نہین نواب صاحب مین مع عیال جاتا ہون نواب نے ۳ ہزار روپے دیکر رخصت کیا بعد اسکے یہ حاضرین صحبت مین

بیٹھے تھوڑی دیر مین محلسرے سے منزل مین استراحت کو گئے بم کے گولے شام سے
برس رہے تھے اتفاقاً ایک گولا اوسی کوٹھی کی چھت پر گرا بیبیان سر و پا برہنہ باہر
نکلکر صحن خانہ مین کھڑی ہوئین منشی قدرت احمد نے کہا اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین کہین اور
چلے جاو جواب دیا تمھارے گھر مین اگ لگی ہی جلد جاکر خبر لو منشی کہتے ہین آجب اپنے گھر گیا کسیکو
نپایا معلوم ہوا کہ بم کے گولے کے خوف سے گھبرا کر چلی گئی ہین بعد اسکے چاہا کہ کچھ مال دنیا
سے لیکر گھر مین ایسا گرد و غبار بھرا تھا کہ اندھیرے مین اندر جانا مشکل تھا مایوس ہوکر باہر نکلا چراغ
جلا کر جا پاکہ پھر جاؤن دیکھا کہ نواب تن تنہا اسیدہ دروازے پر کھڑے ہین اونکے پیچھے قافلہ عورات
بیچ رہے ہو یا جاوین عرض کیا ہم ہزار روپیہ محل مین موجود ہے ایک ایک توڑہ ہم سب
اوٹھا لینگے کہا ایسے وقت مین خدا پر بھروسا کرنا چاہیے غرض اسی صورت سے گلیون ہوکر
شاہ گنج مین میر معین کمیدان کے گھر آئے پھر رات رہے حسن جان فخر الدولہ کے بیٹے کو بلوا کر
کہا کہ داروغہ عاشق علی سے جاکر کہو کہ اپنے عیال کے ساتھ میرے متعلقین کو بھی لیتے جاؤ
کہ واسطے کہ وہ کہار نوکر رکھ چکے ہین عرض کیا اونکا مزاج جانتے ہین اگر حضور خود تشریف
لیچلین اور اونسے فرمائین تو بہتر ہوگا نواب اونکے ساتھ اکیلے چلے آئے اور یکہ بال منت دارونہ سے
کہا اونھون نے بیرشتی جواب سخت دیا کہ ہم تمھاری رفاقت مین تباہ و برباد ہوگئے یہانتک
ہماری نوبت پہونچی اور میرے عیال پہلے جا چکے ہین اوسوقت نواب عجب حالت یاس مین
مایوس ہوکر پھر شاہ گنج مین آئے بیبیان اونکے آنے کے پیشتر گھبرا کر موسی باغ کے
ناکے سے کسی گانون مین چلی گئی تھین اوسوقت نواب زیادہ مضطرب ہوے آفرد ہاٹ کشمیری
محلے سے ہوکر چلے اس عرصے مین صبح صادق ہوئی جب چوراہے پہ پہونچے اتفاقاً درگاہ حضرت
عباس کیطرف سے کئی تلنگے چلے آتے تھے اونکے برابر گذرے تو نواب کی ہیئت کذائی دیکھکر کہنے لگے یہ
کون ہے کہین جاتا ہے نواب نے یہ سنتے ہی قدم کو تیز کیا پیچھے سے ایک تلنگے نے
بندوق ماری نواب زمین سے لپٹ گئے اوسکے بعد دو کر رفیق الدولہ کی سبیل سے
بند دروازہ سے جاکر لپٹ گئے دروازہ بند تھا پھر کرنال کا تیغہ ہاتھ مین تھا مارا آگے گم
اور پھینکدیا اسمین چادر سر سے گر پڑی تلنگون نے پہچانا کہا واویلا تو ہمارے بھاگ نواب ہین

پکڑ کر موسی باغ شاہ جی کے پاس لے گئے شاہ جی انھین فتح غیبی سمجھے ایک چھوٹے ٹٹو پر سوار
کیا لیکن جب وہ ٹٹو بار وزارت نہ اوٹھا سکا توپ کی پٹی پر بٹھاکر اپنے ساتھ درگاہ لائے
لاکھ روپیہ زر نقد طلب کرنے لگا نواب نے کہا دو لاکھ دونگا بشرطیکہ میرے ساتھ آدمی دو
فقیر نے کہا تو خیر خواہ نصاری ہے اب بھی اونسے ہاتھ نہین اوٹھاتا جانتا ہے گورے سارے
شہر مین پھیل گئے ہین میرے آدمی کو اپنے ساتھ لیجا کر کٹوا دیگا خود اونکی حفاظت مین بھاگے گا
نواب نے کہا مین مجبور ہون تمھین اختیار ہے۔

خلاصہ روز جمعہ ۲ شعبان جب کارنیگی صاحب گورے لیکر گھوڑون پر سے ہوکر داخل
درگاہ ہوئے شاہ جی بھاگے دو ظالم جو نواب کے سر پر ننگی تلوار لیے کھڑے تھے اونھون نے ڈر کر
پوچھا کہ اس اخیر کیا حکم ہوتا ہے کہا مار ڈالو جب وہ دونون نامرد ازلی پھرے نواب نے عنایت علی
خدمتگار کو بازو سے جوشن جلد اتار دیے کہا یہ میری نشانی میرے گھر پہونچا دینا اوس نے
خوف سے انکار کیا کہا دیکھیے وہ میرے قاتل آپہونچے یہ کہکر پہلو سے ممبر نماز کو کھڑے ہوگئے
ایک نامرد نے بندوق دوسرے نے تلوار ماری مقام سجدہ پر گر پڑے سسک رہے تھے اس
عرصہ مین کارنیگی صاحب آئے عنایت علی سے پوچھا یہ کسکی نعش ہے کہا نواب شرف الدولہ
محمد ابراہیم خان کی کارنیگی صاحب نے خاکروبون کو حکم دیا سب لاشونکو اوٹھا کر صاف کرو۔
غرض بادہ پیچانہ درگاہ مین ایک گڑھے مین مع اور نعش مقتولین پیوند خاک کر دیا۔

جب عنایت علی نے نواب کے عیال کو یہ خبر پہونچائی قافلۂ عورات مین شور ماتم برپا ہوا
خصوصاً انکی بیٹی نا کتخدا نے اپنا سر پھوڑ ڈالا۔ پھر اسیطرح روتی پیٹتی کسمنڈی پہونچی وہانسے خیر آباد
عبد الباسط خان کی کوٹھی مین رہ گئی تھی جب سرکاری اشتہار امان جاری ہوا شرف الدولہ
غلام رضا خان نے اپنی نیک نہادی سے اپنا خط مع حکمنامہ امان بھیجکر سبکو شہر مین بلوایا اعانت
وکفالت اونکے خرچ کی بھی کی۔ صد آفرین اوسکی ہمت عالی پر مقدمات ماضیہ جو دنیا مین گذر گئے
تھے اونپر صلواۃ بھیجی۔

جب ولیم صاحب نے نواب کے بیٹون سے روبکاری مین کہا تمھارا باپ متوسل سرکار تھا
رسل رسائل کیون موقوف کردیا تھا۔ جواب دیا اسکی بازپرس اگر اوس سے ہوتی غالب ہے کہ جواب شافی

دیتے ہم اوسنے بہتر نہ عرض کرسکینگے پھر مظفر علیخان سے کہا تم جنرل نوج ہوا تھا بواب دیا کہ جسطرح باغیان سرکار نے بادشاہ وزیر بنایا تھا مجھے جنرل کردیا تھا اگر آپ بخوبی دریافت فرماتے کہ کسی معرکے مین مین نے میر میدان ہوکر کسی کا خون ناحق نہین بہایا ہم سب شامل بت اونکے اختیار حکومت مین تھے جو چاہا کیا ہم ہرطرح بے بس رہے —

غرض بعد روبکاری کے انکار پورٹ نپشن معائنہ کیا گورنمنٹ نے منظور نہ کیا املاک شہر رہنے کو ملی کچھہ لوٹ شاید بسبر اوقات کو رہ گئے ہین سرطرح سے برباد ہوے وکالت حسین آباد جو نسلاً بعد نسل مقرر ہوئی تھی عدالت سپریم کورٹ مین نالش ہوئی کچھہ شنوائی نہوئی تو بیت امام بارطہ نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو از روے وراثت مقرر فرمائی

قطعۂ تاریخ قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان ۲ شعبان ۱۲۷۵ھ
شیخ بہادر علی شجاع شاعر ہندی

شرف الدولہ فلک مرتبہ ہمنام خلیل — صاحب خلق و حیا منصف فیاض حلیم
چون بدرگاہ خدا یار جناب عباس — شد قتیل ستم لشکر غدار و لئیم
ماند بے گور و کفن جسم شہ نعش بر خاک — شد روان روح لطیفش سوی فردوس نعیم
آہ آہ سے شہدا زاغنایات خدا — کفن از حلہ بود غسل ز آب تسنیم
زمزم کعبہ ازین واقعہ شد چشم پر آب — پشت محراب دوتا گشت ازین رنج عظیم
بہر چاک رقم کرد شجاعت تاریخ — شد سیہ پوش حرم از الم ابراہیم

جب شاہ جی خیرآباد پہونچے وہان بھی نواب کے عیال کی تلاش کی لیکن نپایا

بعض احوال مختلف بعد معرکۂ لکھنؤ

جب حضرت سلطان عالم نے کلکتہ مین لپنے صاحبات محل کا احوال لوٹ وغارت کا سنا دولاکھہ روپے اور زیور مع تحائف ہرایک کیواسطے عنایت فرمایا۔ بہان اوسیطرح ہرایک کو ملا شاہزادہ مصطفٰے علیخان مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ عالم باغ سے میر فدا حسین کپتان سے

مکان مین مقید رہے بعد کئی مہینے کے جب اطمینان کلی سب طرف سے ہوا مصطفیٰ علیخان
رخصت کیا اپنے مکان سعادت گنج مین آئے دس ہزار خرچ کو ملے جس سے سامان سرکار
کچھہ درست ہوا ۵ سو روپیہ ماہواری اونکے بیٹے کے نام مقرر ہوے اب شاید چھہ سو سے زیادہ
پاتے ہین حضرت سلطان عالم کی سلطنت مین فقط ۶۰ روپے ماہواری بہزار خرابی ملتے
تھے ۷ پہرے کی قید مین رہتے تھے جب حکام عالیشان نے بہت سمجھایا اونکے عذرات
بارہ کے جواب شافی دیے۔ اوسدن سے تاج یا کلاہ تاج نما زیب فرق مبارک ہوا انکے
بڑے بیٹے کی شادی نواب ممتاز الدولہ کی صاحبزادی سے بہزار خرابی ہوئی ہے صاحبزادی صاحبہ فوت ہوگئیں
مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ شاہزادے بسلامت اپنے گھر آئے ہزار روپے ماہواری کا
پنشن سلطانی خزانے سے جاری ہوا۔ انھون نے ۶ ہزار روپے ماہواری قدیم تنخواہ
کا سرکار مین دعویٰ کیا جو انکے جد امجد کو ہمیشہ سے ملتے تھے کوا غذ اسناد مع خطوط نواب
گورنر جنرل پیش کیے آخر نوبت بولایت پہونچی اس خیال سے کہ یہ لی گارد مین مقید از راہ حفاظت
رہے ہین۔ اس عرصے مین مرزا حیدر شکوہ روانہ کربلای معلی ہوے مشہد مقدس مین جاکر انتقال
کیا بعد اسکے سرکار سے پانسو ماہواری اضافہ ہوے متعلقان جد امجد پر اور انکے عیال
پر بھی عدالت سرکار سے منقسم ہوے اگر وہ جیتے ہوتے ہزار روپے معنیہ مین ۲ سو آپ لیتے
تھے چار سو مین سبکو تقسیم کرتے تھے اس پانچسو کو بھی خود لیتے اون کی حین حیات تک گھر
کی بابارت فی الجملہ صورت تھی اب بڑے بیٹے جو مرزا ولیعہد کہلاتے تھے داماد سراج الدولہ
ہین انھین کے ایک مکان مین رہتے ہین مکان مفتی گنج اور زمین امامباڑہ آغا باقر خان
بسبب بدچلنی اور قرض کے مہاجنون کے ہاتھ آیا۔

جنرل مرزا سکندر حشمت کا شہزادہ وغیرہ سپردار و نیز مرزا احمد علی ہوے تھی میر ذکور امانت
حضرت سلطان عالم کلکتہ جاکر پہونچا آگے زیر ظل داماں عم نامدار پرورش پاتے ہین

۱۵ ماہ فروری ۱۸۵۹ء مطابق ۱۱ رجب روز سہ شنبہ ۵ بجے شام کو ماٹ گمری صاحب چیف کمشنر
بہادر سمت لاہور تشریف فرما ہوے صبح چہارشنبہ ۱۲ رجب ۱۶ فروری ونگفیلڈ صاحب کمشنر بہادر
بہرائچ چیف کمشنر لکھنؤ ہوے پنجشنبہ کو دربار کیا پھر دورہ نظامت بسواڑہ مین تشریف لیگئے

اکثر صاحب جو بیلی گارد مین محصور رہے خدمات سرکاری بجا لاتے ہو علی قدر حال سبکو انعام ملا
مکان بھی بدلے اونکی املاک کے ملا تلافی مال و اموال غارت بھی ہوتی چنانچہ جیکب جوہانس کو
ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ ملا انھون نے گرجہ بنوایا مطبع اخبار کیا کئی کوٹھیان بنوائین کئی
برس تک دوکان خوب چمکی جب مرگئے اپنے گرجے مین دفن ہوے نسبتی بھائی اونکے
مختار کار ہوے کئی مہینے کے بعد سب گیا گذرا ہوا بیٹی کو ایک کوٹھی دی تھی وہ مع اپنی مان
اوس مین رہتی ہی کونیا صاحب نے بیلی گارد سے نکلکر بڑا کام جانبازی کا کیا تھا ٢٥ ہزار روپے
انعام ملے مگر نسبت علو ہمت سرکار و سے کم سمجھکر روانہ ولایت ہوے ۔ رئیس صاحب نے
انکا احوال بہت تفصیل سے لکھا ہی اب مختصر یہ ہے کہ صاحب مع کنوجی لال و ہمراہ انکو ہندوستانی
لباس سپاہیانہ پہن ہندوستانی ہتھیار لگاکر پہلے جنرل اوٹرم صاحب کے پاس گئے
اور بچاؤ احتیاط اپنی بی بی کو بھی خبر نہ کی ۔ رخصت ہو سورج کنڈ کے تالاب کے مورچے سے
نکلے وہان سے پکے پل چوک سے ہو کر بلا کے کہین کنارے کہین شہر مین اوترکر بدشواری
تمام مورچون سے گذرے دریا پر کر پار چلے سیدھی راہ بنی کی لی جہان کمانڈر انچیف کا لشکر
تھا میان راہ کئی گانون سے مشکل سے گذرے ہندوستانی جوتے سے پانون مین چھالے
پڑگئے انسے لہو بہنے لگا بہزار خرابی جب لشکر بنی مین اسی حالت سے روبرو جنرل بہادر پہونچے
بڑی تعظیم عزت سے پیش آئے دوپہر کو عالم باغ سے ایک پتنگ اوڑاکر علامت سے اہل
بیلی گارد کو اپنے سلامت پہونچنے سے آگاہ کیا ورنہ سبکو یقین انکے مارے جانے کا ہوچکا
تھا ۔ اس سرفروشی سے سرکار سے ٢٥ ہزار روپیہ انعام ملا ۔ معرکہ سندیلہ مین مولوی محمد
کے مقابلے مین زخمی بھی ہوے پھر نواب گنج سیتاپور مین ڈپٹی کمشنر یا اسسٹنٹ رہ کر روانہ
ولایت ہوے امیدوار عہدۂ جلیلہ ہوے ٥٥ ہزار روپیہ انعام وہان ملے پھر اودھ مین
ڈپٹی کمشنر ہوے اونکی رحمدلی سے رعایا بہت شکرگذار ہے ۔

راجہ جے لال سنگہ کا پھانسی پانا

راجہ جے لال سنگہ نصرت جنگ بھیا راجہ غالب جنگ و روشن سنگہ بہت قابل صاحب لیاقت تھا

اور اپنی قابلیت سے خدمت کلکٹری اور اہتمام ممالک محروسہ اور انتظام شہر کو اکثر مقرر ہوتا
تھا اس ہنگامہ فساد مین بھی اوسی عہدے پر بمعاشان سرکار اور دربار نے منصوب کیا تھا
اور فوج باغی ہر امر مین بسبب قدامت اور واقفکاری کے راجہ سے صلاح ومشورہ کر لیتی
تھی جب شہر سے سب کے ساتھہ یہ بھی بھاگے جب اشتہار امان سرکار سے ہر خاص وعام کو
اپنے گھر آنے کا ملا - یہ بھی دخیل سرکار ہوے اور اپنے گانون پر قابض ومتصرف ہوے
لیتے ہین میجر برون صاحب چیف پولیس کے دیبی پرشاد سررشتہ دار کی عداوت سے یا بعلت
طلب زر دنیا روبکاری کپتان آر صاحب کے قتل مین پکڑ دہر لیے گئے کئی مہینے تک اشد صعوبت
مین قید رہے اپنے جینے سے تنگ آگئے خلاصہ موافق تحریر رپورٹ صاحب چیف پولیس حکم صدر
قطعی انکے پھانسی دینے کا آیا - داروغہ میرزا احمد علی اور میر حسو کہتے ہین کہ ہمنے کیفیت انکی باہن
خود وخدا سرکار سے کہی واللہ علم - بہرصورت جب خون ناحق ثابت ہوا یکم اکتوبر روز دوشنبہ
۱۸۵۹ع مطابق ۳ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ اسیر کو در دولت پر اوسی مقام پر لائے جہان ٹیبرک
آر صاحب کو قتل کیا تھا اب وہان اونکی لاش بمت تکلف سے بنوادی ہی پتھر پر تاریخ وغیرہ
کندہ ہے حسب دستور ستی مجسٹریٹ آئے - ہزارہا تماشہ بین شہر جمع تھا راجہ نے اپنے ہاتھہ
سے پھانسی ڈالی - جب تختہ کھینچ کیا کام تمام ہوگیا ڈیڑہ روپیہ کا کفن دیکر دہین برابر
لاش کے خاک مین ملادیا اب دونون کا مرافعہ بڑی عدالت مین ہو رہیگا - استعجاب سبکو
یہ ہی کہ کار فرمایہ کبھی حکم قصاص جاری نہین ہوتا وگرنہ پہلے صاحب حکم کو قتل کرنا چاہیئے فاعتبروا

رونق افروزی نواب گورنر جنرل اور کماندر انچیف بہادر

رایٹ انریبل سی جی لارڈ کیننگ بہادر وہ رکلائڈ صاحب کماندر انچیف بہادر ۲۲ اکتوبر روز
شنبہ ۱۸۵۹ع مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ ۵ بجے صبحکے رونق افروز شہر ہوے ہزارون
تماشا بین شہر اور حکام عالیشان نظامت وفوج لباس وردی پر تکلف پہنے اسلحہ حرب سے
آراستہ تا کہ چارباغ پر استقبال کو گئے - ۶ بجے پہلے کماندر انچیف بہادر اور اون کے بعد
سواریگبھی پر آئے سرہوپ گرانٹ اور ونگفیلڈ صاحب چیف کمشنر اور کئی افسر

منتظر آمد نواب محتشم الیہ پل کے اسطرف کھڑے ہوے تھے اسوقت سلامی توپ ہوئی اور سبکے
بعدہ - گھوڑے کی کھلی ہوئی گاڑی مین لاٹ صاحب اونکے پہلو مین لیڈی کوئینز نمود ہوئین
لاٹ صاحب سب طرف بکشادہ پیشانی ملاحظہ فرماتے جاتے تھے جب پل پر آئے سبزے عربی
گھوڑے پر سوار ہوے سر جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر ہم پہلوی لیڈی صاحبہ ہوے -

جلوس سواری یہ تھا آگے دوسرا ڈریگون گارڈ پہلا ترپ پنجاب ۶ توپ اسی ۳۵
رجمٹ پیدل شاہی کا ونگ - پہلا رسالہ پنجاب پہلا رجمٹ پیدل سکھ ۳۵ رجمٹ پیدل
شاہی کا ونگ اونکے پیچھے کمشٹر ماسٹر اور کئی افسر پھر باڈی گارڈ گوڑے کی تپی پگڑی کلغی
لگی سر پر باندھے اونکے پیچھے چوبدار جلوس وغیرہ نواب محتشم الیہ کے دست راست کمانڈر انچیف
دست چپ چیف کمشنر سر ہوپ گرنٹ بیڈن صاحب سکرٹر اعظم اونکے پیچھے گاڑی لیڈی
صاحبہ اونکے ساتھ اسسٹنٹ جنرل اسسٹنٹ کیوٹر ماسٹر بریگیڈ میجر اور صاحبان نظامت
اور قلعہ کے صاحبان فوج ۱۲ ہاتھی ایک ہودج نقرئی پر تکلف اوسکے بعد باڈی گارڈ دوسرا
ڈریگون پہلا رسالہ سکھ ۳۲ رجمٹ شاہی توپین اسپی اور بیلون کی ۳۷ رجمٹ شاہی پیدل
دوسرا بریگیڈ پلٹن رفل رسالہ متعلق لکھنؤ -

سڑک پر اہتمام دورباش بر قبضہ از پولیس تھا - سواری سڑک جدید مچھی بھون سے
ہوکے نکلی اسیواسطے اس سڑک کا نام کیننگ روڈ رکھا سڑک کے دونون طرف اہل
شہر کا ہجوم تھا سب نے سلام کیا لاٹ صاحب نے سر پر ہاتھ رکھا پوشاک سفری پہنے
تھے مچھی بھون سے توپ سلامی کی چلی جب پہلی گارڈ کے پاس پہونچے تیسری سلامی
ہوئی چتر منزل بارہ دری شارع عام پر اکثر ارکان دولت راجہ تعلقدار سوار اسپ بستہ صف
کھڑے تھے جب قریب آئے سبھون نے گھوڑون سے اوترکر سلام کیا قریب
کوٹھی دلکشا اقربائے شاہی نے پا باندھکر سلام کیا - رخصت ہوے - لاٹ صاحب
داخل خیمہ ہوے پھر توپ سلامی چلی -

دربار خاص نواب گورنر جنرل بہادر

۲۴ اکتوبر سنہ الیہ مطابق ۲۶ ربیع الاول سنہ الیہ ۴ بجے دن کو دربار خاص ہوا چنانچہ ۱۴۱ اشخاص معززا قربائے شاہی منتخب ہوئے خیمۂ عالیشان نصب تھا فرش قالین عمدہ اوسکے طول مین کرسیان دورویہ سرے پر سنہری مسند اوسپر کرسی پرتکلف کارچوبی رکھی مسند کے پہلو و اور کرسیان اونکے پیچھے علم چوبدار وغیرہ دست بستہ کھڑے ہوئے خاندان شاہی حسب الحکم لباس دربان پرتکلف پہنے پہلے در خیمہ پر جاکر کھڑے ہوئے چیف کمشنر نے صحت الدولہ سے پہلے مرزا قمر قدر مصطفی علیخان نواب محسن الدولہ کو بمراتب خلوت مین بلالیا پھر باہر نکلے بڈن صاحب سکرٹر نے شاہزادون کو لیجاکر دہنی بٹھایا۔ سمسن صاحب ڈپٹی سکرٹر نے درجۂ دوم کو جنکے نام فرد مین تھے فاٹ صاحب سکرٹر چیف کمشنر نے درجہ سوم کو جس مین نواب ممتاز الدولہ وغیرہ تھے صاحبان نظامت لکھنؤ دست چپ کرسیون پر گارد گورون کا احتشام کو کھڑا ہوا۔ پولیس کے افسر اہتمام کر رہے تھے چیف کمشنر نے لباس اہل دربار کو بنظر تامل دیکھا سب کا لباس موافق دربار شاہی تھا لباس انگریزی کی سب کو ممانعت تھی ورنہ اکثر صاحب بتفاخر پہنکے جاتے صحت الدولہ نے نواب وزیر مرزا نام فرد شاہزادون سے نکالڈالا تھا جب اونکو خبر ہوئی کرنل ایبٹ صاحب کے پاس اپنی تحریرات صدر زمان حضرت خلد منزل بھیجدی۔ صحت الدولہ پر چشم نمائی ہوئی درجہ شاہزادون مین نام قایم ہوا انکا ہر شخص شاکی رہا۔ امام علی خان آفتاب علی خان کا لباس پرتکلف جیسا چاہیے نہ تھا کس واسطے کہ نادار بھی تھے چیف کمشنر نے نواب محسن الدولہ سے پوچھا یہ اسی طرح دربار شاہی مین آتے تھے کہا اسی صورت سے چپ ہو رہے نواب ممتاز الدولہ نے بہ تفاخر چاندی کی کرسی لاٹ صاحب کے واسطے بہت تکلف کی بنوائی تھی چیف کمشنر بہادر خلاف مرتبہ سمجھکر مانع ہوئے اور کچھ الفاظ زبان پر جیسی سے کہی از راہ طعن فرمائے۔

خلاصہ جب ساڑھی چار بجے نواب گورنر جنرل بہادر برآمد ہوئے توپ سلامی کی چلی سلامی بند ہوئی یعنی خدا جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو سلامت رکھے سب تعظیم کو کھڑے ہو گئے دہنی طرف

بیڈن صاحب سکرٹر بائین طرف کمانڈر انچیف بیٹھے مصاحبان خاص آکر بیٹھے جب توپ چل چکی بیڈن صاحب بموجب تحریر فرد اسم نویسی مرزا محمد قدر کے پاس آئے روبرو لیگئے شاہزادے نے بآداب شاہی چھوٹے ہاتھ سے جھک کر تسلیم کی لاٹ صاحب نے کمال شفقت سے ہاتھ پکڑ کر بموافق اونکے قد کے جھک کر مصافحہ کیا بعد اسکے مصطفے علی خان مرزا دارا سطوت محمد علی مرزا سلیمان قدر حسن علی شاہزادہ جنت مکان اونکے بعد مرزا خرم بخت یحیی علیخان مرزا یحیی علیخان مرزا عظیم الشان محمد تقی مرزا رفیع الشان نقی علی مرزا شاہزادۂ فردوس منزل ہر ایک اوسیطرح روبرو گیا پھر اپنی کرسی پر آکر بیٹھا نواب محتشم الیہ سب کے اوسی طرح پیش آئے۔

بعد اسکے سمسن صاحب اوٹھے نواب محسن الدولہ۔ داماد فردوس منزل نواسۂ خلد مکان جنکی خیرخواہی سرکار مین اس ہنگامۂ فساد مین حکام عالیشان پر ثابت ہے عظمت الدولہ خویش حضرت سلطان عالم۔ نواب سرفراز الدولہ داماد جنت مکان نواب امتیاز الدولہ معز الدولہ نظام الدولہ۔ اقتدار الدولہ۔ غضنفر الدولہ۔ اعزاز الدولہ۔ حشمت الدولہ۔ مرزا ابوتراب خان محمد تقی خان سگے بھانجے نواب محسن الدولہ وغیرہ ان سبکی خیر مقدم تعظیم ہوکر مصافحہ کیا۔

اسکے بعد درجۂ سوم فاسٹ سائیٹ صاحب سکرٹری چیف کمشنر اوٹھے۔ نواب ممتاز الدولہ مرزا بیدار بخت پسر مرزا خرم بخت۔ جلیل الشان۔ مرزا محمد اکبر علی پسر مرزا عظیم الشان۔ نواز مرزا شاہ مرزا بہادر مرزا بیٹے مرزا ہمایون بخت سعید الدولہ۔ محمد زکی علی خان احمد حسین خان۔ کلب حسین خان۔ پسر نواب کلب علی خان۔ امام علی خان۔ افتاب علیخان۔ امیر الدولہ علی حسین شمشیر الدولہ پسر نواب رکن الدولہ محمد حسن خان اقتدار الدولہ بیٹے نواب کاظم علیخان محمد مقیم خان پسر شارق الدولہ اکبر علیخان عم نواب محسن الدولہ۔ محمد عباس داماد رکن الدولہ مرزا علی خان پسر محتشم الدولہ محمد سلیمان مرزا پسر مظفر الدولہ زکی الدولہ پسر اقتدار الدولہ صمصام الدولہ ابوالحسن خان پسر اعزاز الدولہ مجید الدولہ پسر حشمت الدولہ یہ سب اوسیطرح آگے گئے اور ہر ایک سلام کرکے اپنی کرسی ٹکٹ پر جاکر بیٹھا کسواسطے کہ یہ سب پوتے نواسے شاہی درجۂ سوم کے تھے ایک بنگالی معززین بنگالہ مرشد آباد سے لاٹ صاحب کے ساتھ آیا تھا وہ بھی داخل زمرہ کرسی نشینان تھا اور زمرہ خلعت

وغیرہ عطیہ اوسکی مرحمت ہوے تھے اہل دربار کی کرسیان آگے بچھی تھین بعد اسکے لاٹ صاحب کھڑے ہوے کچھہ ارشاد کیا سکرٹر صاحب نے اوسکا ترجمہ سبکو سنایا کہ تم سب حفاظت وحمایت جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا مین ہمیشہ سے اور تمہارے خاندان عالیشان سے ایک زمانہ قدیم چلا آیا ہے بہت تمہاری عزت وتوقیر سرکار کرتی ہے اور کریگی پس لازم ہے کہ تم بھی سرکار کی خیرخواہی نمک حلالی فرمانبرداری مین مستعد وسرگرم رہو۔

مرزا دارا سطوت نے کچھہ طول سے بیان شکریہ چاہا اپنی تقریر مین خود اونکے سکرٹر صاحب نے روک دیا نواب محسن الدولہ نے فقط ایک ہی کلمہ انگریزی مین کہا کہ ہم پچاس برس خیرخواہی کا کرتے چلے آتے ہین آجتک ہم سے کوئی امر خلاف نہین ہوا نمک خوار سرکار ہین سکرٹر صاحب نے ان سب کا ترجمہ کیا بعد اسکے کشتی سنہری کپڑے کے ہار کی عطر سنہری گلوریان پان کی آئین لاٹ صاحب نے درجہ اول کو اپنے ہاتھ سے عنایت فرمائین نمبر دوم کو سکرٹر صاحب نے نمبر سوم کو اسسٹنٹ صاحب نے دیئے بعد سب نے اپنے ہاتھ مین لیکر ایک ساتھ تعظیم دیا سب رخصت ہوے اور دربار برخاست ہوا سلامی بارہ ضرب توپ ہوئی۔

دربار عام نواب مشار الیہ

۲۶۔ اکتوبر روز چہارشنبہ مطابق ۲۸۔ ربیع الاول ۱۲ بجے دوپہر دن سے پہلے اہل وثایق صاحبان پنشن راجہ تعلقدار معززین رئیس شہر جناب سلطان العلما سید نقی صاحب بیٹے جناب سید العلما ہی مرحوم خیمہ گورنری مین بہت دور اپنی سواری سے اتر کر بیٹھا ایک ہی سمتی مجسٹریٹ کوتوال شہر اور افسران پولیس نے انتظام واہتمام کیا پہلی سواری کو بہت دور ہٹا دیا سوارونکو حکم قطعی دیا کہ کسیکو گاڑی پر سوار نہ آنے دو بعد اسکے پیدل آکر سبکو لے گیا ہر ایک وثیقہ دار اپنا ٹکٹ دکھا اپنی کرسی ٹکٹ پر بیٹھہ جاتا تھا اکثر بڑے آدمی صاحب وثیقہ خوبی حواس جمع سے ٹکٹ برات اپنے گھر بھول آئے تھے نہ پا سکے باستثناے بعض عمدا اشتہار کی جبر سے ٹال گئے اونکے واسطے حکم قطعی ہوا کہ کبھی دربار مین حاضر ہونے پاوین اندر باہر کبھی انگریزی گاڑی پر سوار جاتے تھے چلے جائین سوارون نے منع کیا جب نہ مانا تو زمین سے

خوب چوٹ چلی آخرکاری سے اوتر گئے بعض صاحب اس اہتمام سے میان راہ سے پہونچ گئے
مہر کی اشرفی تین سے کم وہی زیادہ نہ تھین اسکے بعد پھر کچھہ زیادہ ہوگئی تھین اسکے بعد پھر کچھہ پانچ
ہوگئی تھین سب اہل دربار ۲۵۰ تھے بیٹھنے سے سلسلہ انتظام کرسیونکا درہم وبرہم ہوگیا مقدم
مئوخر ہوگئے جب نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز ہوئے اوسی طرح سلامی توپ وغیرہ
بانڈ ہوتی چیف کمشنر بہادر فرداسم نویسی سے ہر ایک کو سلام کرداکے نذر دلواتے جاتے
تھے اوسوقت دوتین راجہ کو خلعت پُرتکلف بیش قیمت مرحمت ہوا باقی سب کشتیان
خلعت کی فارن سکریٹری صاحب لیگئے حکم دیا کہ آج دیر ہوگئی کل سب کے مختار آکر ہر ایک
کے خلعت لیجائین بعد اسکے دربار برخاست ہوا —

شب جمعہ کو روشنی آتشبازی تیار کیا ہوا دلارام کی کوٹھی سے چتر منزل تک یہ سب
تیاری آراستگی بتکلف انتظام سے تھی ۲۹- اکتوبر روز شنبہ مطابق غرہ ربیع الثانی نواب
گورنر جنرل بہادر تشریف فرماے کانپور ہوے —

کمانڈر انچیف بہادر اپنے لشکر مین رہگئے نواب گورنر جنرل کو اہل شہر نے ہزارون عرضیان
بسبیل ڈاک گذرانین حسب سررشتہ ہر ایک کو جواب آئیگا — اولاد طیموریہ حاضر دربار نہوئی
چیف کمشنر نے مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کی دلجوئی اور خاطر بہت کی کسواسطے کہ بے قصور
تھے اور پہلی گارد بحفاظت سرکار رہتے تھے —

گرفتاری علی محمد خان عرف ممو خان

مختصر یہ ہے کہ جب جناب عالیہ داخل نئے کوٹ ہوئین ممو خان پہلی صحبت مین کپتان
جنگ بہادر سے گفتگو نامناسب کرچکے تھے اس جہت سے مع فوج باغی حوالی کوہ جنگل مین رہی بعد اسکے
جناب عالیہ کے پاس پیروزرن وہر روزہ نامزد باجازت جانے پائے جب خبر ہوئی کہ جنگ بہادر جناب عالیہ
کی ملاقات کو آیا چاہتے ہین مرزا برجیس قدر خود سوار ہوکر چلے داخل خیمہ ہوے کرسیونپر بیٹھے
جنگ بہادر اس سبقت سے بہت شکرگزار ہوے مرزا برجیس قدر نے کہا کہ آج ہم کس حال
سے آپ کے پاس پہونچے اب آپکو اختیار ہے اور مرزا مراد یہان حاضر رہین گے

جنگ بہادر نے مرزا امراؤ جان سے بہت نشیب و فراز دنیا ہم از راہ تہدید و تفہیم سمجھا کر یہ
صورت ٹھہرائی کہ جناب عالیہ اور مرزا برجیس قدر باطمینان تمام اور آرام یہان تشریف رکھین
مگر فوج بدمعاش جو نمکحرام اپنی سرکار کی ہوئی ہے کسیکو یہان رہنے نہ دینگے اور آنے نہ دینگے
اسواسطے کہ فیما بین سرکار انگریز بہادر اور ہمارے رابطہ دوستی اور یکجہتی دلی ہے ہم اونکے دشمنون
کو اپنا دشمن اور دوست کو اپنا دوست سمجھتے ہین اپنے قلمرو ملک مین نہین رکھ سکتے۔

ممو خان شادان و فرحان مع فوج باغی چلے اس اطمینان سے کہ جناب عالیہ
نے میرے واسطے اجازت لی ہوگی مسان راہ ایک گھاٹی پر جم بہادر بھائی مہاراجہ
جنگ بہادر کے مع ایک پلٹن پڑے ہوے تھے مانع راہ ہو کر فقط ممو خان کو ملوا بھیجا یہ
باطمینان چلے گئے جب ملاقات ہوئی کہا تم یہان ٹھہرو۔ ہم جنگ بہادر کو لکھتے ہین جب حکم
آئے گا جانے دیگا غرض بظاہر نظربند اور بباطن مین مقید کیا جب مہاراجہ جنگ بہادر خود تشریف
لائے غرض ملاقات کی اور پوچھا آپنے کسی صاحب یا میم کو اپنے ہاتھ سے مارا ہے کہا
حاشا کبھی مجھسے ایسا امر نہین ہوا یہ سنکر جواب دیا تم مطمئن ہو یہ باتین کر رہے تھے کہ میلی صاحب
کمان افسر تھوڑی فوج سے کسی پہاڑی قریب پر تھے لباس عربی پہنے تشریف
لائے خانصاحب کو لیکر روانہ لکھنؤ ہوے۔

فوج باغی جب بن سرکی ہوگئی فوج انگریزی سے مقابلہ کیا کئی ساعت تک
لعنت بھیج کر سب کو جنگل کو بھاگی پہاڑ پر کسی نے جانے نہ دیا اسواسطے کہ ہر گھاٹی
پہ فوج باغی کی عجیب شکل جنگلی بن مانس کی بن گئی تھی کسی کے پاس کپڑا درست
نہ تھا فقط بندوق تلوار توسدان سنگین رہ گئی تھی کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ یہ کبھی ملازم
رہے تھے شکستہ رسالدار وغیرہ بھی گرفتار ہوے۔ ۱۲۔ جمادی الاول روز شنبہ
سنہ ۱۲۷۶ ہجری مطابق ۷ اکتوبر سنہ ۱۸۵۹ع یہ اسیر داخل جیلخانہ لکھنؤ ہوے
موافق دستور ایک کرتہ رنگین ایک کملی ایک بوریہ فی کس ملا۔ سب جدا
جدا قید ہوے۔

جب ممو خان کی روبکاری ہوئی بہت صاف صاف جواب شافی دیے بہت سی پیشیان ہوئی

صاحبون کی جو واسطہ اور بے واسطہ علی نقی خان دکھاتے تھے اپنی حفاظت مین اسیر قیصر باغ کی بیان کی کہ میر واجد علی بہار نائب تھا میرے مشورے و حکم سے کوئی امر اوس سے ظہور مین نہین ہوا تعجب انصاف سرکار سے ہے کہ اس لاکھ روپئے کے انعام کا مین سزاوار تھا یا وہ علاوہ اوسکے سے جیلخانہ سے فرح بخش کے کمرے مین بآرام رہنے لگے سرکار سے کئی روپیہ خرچ یومیہ بھی مقرر ہوئے۔ کئی خدمتگار بھی خدمت کو رہنے لگے کئی مہینے تک روبکاری رہی آخر تجویز پھانسی ہوئی جب مرافعہ اپیل جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر نے حکم پھانسی فسخ کرکے حکم دریا شور دیا جزیرہ انڈمین کو جو قریب کلکتہ روانہ ہوئے۔ میان راہ جہاز سے اتر کر بھاگے تھی پکڑے گئے حکم دائم الحبس ہوا کہتے ہین اوسی جزیرے سے دوکان بسر اوقات کو کی تھی اب شاید وہین مر گئے۔

ذکر اجمالی جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر

ایک مصور انگریز ایک صاحب بحکم سرکار مرزا برجیس قدر کی تصویر کھینچنے کو نیپال گئے ان صاحبوں نے ملاقات کی بآداب شاہی تصویر کھینچی اور کہا حکم سرکار یہی ہے کہ آپکو فیض آباد یا لکھنو جہان رہنا منظور ہو اختیار ہے تنخواہ فراخور حال ملے گی اور وہی تعظیم و احترام شاہانہ عمل مین آئیگا مگر گشت مالہ مین آپ کے پاس نمونے پائینگی اگر آپ تشریف لیجائینگے ہمارا بھی موجب نیکنامی و تفاخر ہوگا۔

جناب عالیہ نے جواب دیا کہ جب کسیکو نوکر نہ رکھ سکینگے وہ روپیہ کس مصرف مین آئیگا مجھکو رہنے مین یہان کیا قباحت ہے آیندہ خدا کو اختیار ہے۔ اوسکے بعد وہ صاحب رخصت ہوا اور تصویر سرکار مین آئی۔ جنگ بہادر نے عرض کیا کہ یہان سے آپ کا جانا آپکی مرضی پر ہے توقف کی ہم کبھی اس امر خاص مین دخل نہ دینگے اور نہ اسکے خلاف عمل ہوگا آپ باطمینان تمام رہئے کسی طرح کا اندیشہ نہ کیجئے جو لوگ کہ نام آوران لکھنؤ تھے چلے آئے سوا مرزائی بیگم جنہے مرزا برجیس قدر کو پرورش کیا تھا سوا ب وہ بھی وہین مر گئین مشہور ہے کہ پانسو روپیہ ماہواری راجہ کی سرکار سے ملتا ہے مرزا برجیس قدر اب صاحب اولاد ہوگئے ہین۔ اکثر رویا کرتے ہین اور شستی

اور متمنی لکھنو کے ہیں مگر اب کون پوچھتا ہے پیشتر جو کچھ ہونا تھا ہوا

گرفتاری نواب خان بہادر خان بریلی

زبانی مرزا امراؤ خان یہ ہے کہ نواب بہادر خان رئیس و حاکم مستعار بریلی کسی پہاڑ کے جنگل میں ۱۱ - آدمیوں سے چھپے بیٹھے تھے کسی گوئندے نے جاکر خبر کی جنگ بہادر کے پاس آئے اور مقدمہ یوں پوچھا بہت سی تشفی کی ہیبل صاحب کے سپرد کر دیا انھوں نے چاہا کہ اپنے تئیں ہلاک کریں صاحب نے کہا کہ ہمنے تمکو امان دی ہے خاطر جمع رکھو جب لکھنو میں روبکاری ہوئی کرنل بیرو صاحب نے پوچھا تمنے مدت تک سرکار کا نمک کھایا عہدہ جلیلہ پر مامور رہے اس سن پیری میں کیوں ایسی سرکار عالیشان سے بغاوت کی جواب دیا تمنے ہمارا ملک آبائی چھین لیا تھا تمھاری فوج نے تمھارا سامنا کیا جب تم بھاگ گئے تمھارے باشندوں نے ہمیں تمام مستحق ریاست سمجھکر حاکم ریاست کر دیا ہم اسے عنایت خدا سمجھے کہ اپنے حق کو پہونچے جہاں تک ہو سکا بچایا اب تمھارے قابو میں آئے اختیار ہے صاحب نے کہا جب عملداری سرکار ہوئی پھر تمنے ملک کو بخوشی کیوں نہ دیا کہا طمع نفسانی نے نچاہا سرکار بھی یوں کیسکو ملک دیکر غرض لکھنو سے حکم ہوا کہ تمھاری روبکاری خاص بریلی میں ہوگی چنانچہ سوار پیدل کے پہرے میں مقید ہوکر بریلی گئے حکام نے بعد روبکاری پھانسی تجویز کی حکم سنایا انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم اپنی تجویز لفٹنٹ گورنر کو لکھتے ہیں جیسا وہ حکم دیں عرض کیا میرے سب اقربا بھیجے بھتیجے انکا ایک گواہ بھی بھاگ گیا دوسرا حوالات میں رہا قصہ مختصر آخر حکم پھانسی آیا شوبھا رام جو انکا نائب تھا اوسے بھی پھانسی ملی اوسے شاہ جی نے خوب لوٹا تھا جب وہ بریلی سے بھاگ کر ملک اودھ میں آیا تھا ایک دوست بریلی کا کہتا تھا جب نواب کو چوک میں پھانسی کو لائے خلقت شہر کی تماشے کو جمع تھی صاحب کمشنر مع اور صاحبان عالیشان بھی آگئے تھے نواب سے اور صاحب کمشنر سے خوب تقریر ہوئی جب صاحب کمشنر خاموش ہوئے نواب نے کہا اب دیر لگانا کیا ضرور ہے حکم حاکم مرگ مفاجات ہے حسب دستور جلادوں نے نواب کی مشکیں باندھکر ٹوپی اوتارنا کو پوچھا منع کیا قریبا ایک ہاتھ انکا کلکٹر صاحب دوسرا اور صاحب تھامے نے یہ فرما کر چلا کر دوا[illegible]

سوار ہوکر جلد چلے گئے جب پھانسی دے چکے ورثۂ نواب نے نعش طلب کی جواب دیا کہ تم اسے شہید بناکر قبر پر میلہ کیا کروگے ہماری باعث تکلیف ہوگا بعد اسکے قلعہ مین گڑوا دیا اونکے عیال کی بسر اوقات کو کچھہ سرکار سے مقرر ہوگیا ہے -

اسیران فرنگ کا بچنا اور رسوخ میر واجد علی کا ہونا

جب گورے قریب کوٹھی جنرل مارٹن محمد باغ پہونچے داروغہ میر واجد علی نے اون بیبیون امیر کو جو فوج باغی کے ہاتھہ سے محض قدرت خدا سے بچ رہی تھین نواب محسن الدولہ کے مکان واقع گلہریا مین بھیجدیا تھا پلٹن نادری کے تلنگے قیصر باغ سے بھاگ کر وہین اپنے ٹہراؤ کو آئے سپاہیون نے کہا یہان محلات واجد علی شاہ اور عیال داروغہ میر واجد علی ہین ہم نہ اترنے دینگے تلنگون نے نمانا ایک چپراسی نے داروغہ کو خبر کی اونھون نے جابجا بیبیون کو نال دروازہ مین چودھری جگناتھہ کے مکان مین بھیجدیا بعد دو دن کے گورون نے مکان نواب محسن الدولہ واقع بیناباز پیما کر گولیان مارنی شروع کین خصوصاً جس مکان مین یہ بیبیان تھین متصل گولیان آنے لگین - وہان سے محلہ منصور نگر مین جہان نواب خرد محل سلطان محل اور بہت سی عورات محل تھین بھیدیا نواب خرد محل نے احتیاطاً بیبیونکو علیحدہ کوٹھے کے کمرے مین رکھا اور اپنے ہاتھہ سے کھانا ذخیرہ لیجاکر کھلایا کرتی تھین اسواسطے کہ مبادا کسی ماما لونڈی کو خبر ہوجاے -

جب احمد اللہ شاہ نے درگاہ حضرت عباس مین آکر مورچہ کیا وہ قریب منصور نگر متصل سکونت صاحبات محل تھا میر واجد علی نے بیبیون سے ایک چٹھی لکھوائی یعنی ہم میر واجد علی داروغہ کے مکان مین ہین یہان بھی بدمعاش چارونطرف گھیرے ہوے ہین جو صاحب اس چٹھی کو دیکھے فوراً مع فوج آکر ہمکو یہان سے لیجاے داروغہ نے ایک شخص کو ۲۰ روپے دیکر مع چٹھی بھیجا - راہ مین قریب اکبری دروازہ دو افسر نیپالی ملے وہ چٹھی دی وہ دو کمپنی اپنی لیکر آئے -

نواب خرد محل نے بیبیون کیواسطے کشتی بھاری پرتکلف اور سادہ لباس کی منگوائین اور

کچھ زیور۔ بیبیون نے لباس سادہ پہن لیا اور ایک طوق گلوبند و بجلیان کانون کی اور
جہانگیریان دستی لے لین اور داروغہ کی پنس مین سوار ہو رخصت ہوئین فقط ایک گارد پلٹن کی
حفاظت کو رہ گیا بعد اسکے بدمعاشون نے باخبر ہوکر گھر کو گھیر لیا داروغہ نے پھاٹک پر قفل لگا دیا
کہ مبادا یورش کرکے داخل ہون سبکو قتل کرینگے اور گارد کو کوٹھے پر چڑھا دیا کہ سب طرف
گولیان مارو بدمعاش سمجھے کہ یہان فوج ہے رُک رہے یورش نہ کر سکے داروغہ کو یہ خیال گذرا
کہ اگر سرکار سے کمک نہ آئی یہ بدمعاش کیونکر باز رہینگے۔

جب بیبیان لشکر جنگ بہادر مین پہونچین اپنا احوال جنرل سے کہا وہان سے دو پلٹن اور کئی صاحب
اس مکان پر آئے اوسیوقت صاحبات محل اور عورات کو سوار کرکے لشکر مین جہان بیبیان
تھین پہونچا دیا جنگ بہادر نے علیحدہ خیمے مین ان سبکو اوتارا۔ بہت خاطرداری کی۔
ہزار روپے دعوت کے بھیجے میم نے جنگ بہادر سے داروغہ کی ملاقات کروائی۔ بعد
اسکے کمانڈر انچیف سے ملاقات کی اونھون نے محلات کی بہت تشفی کی۔

تیسرے دن داروغہ معرفت آر صاحب جنرل اوٹرم صاحب کے پاس حاضر ہوے
صاحب نے کھڑے ہوکر انکا مزاج پوچھا بہت تسلی کی فرمایا لاکھ روپیہ سرکار سے تمھین انعام
ملیگا اور ایسی پرورش ہوگی کہ تمھارے وہم وخیال سے باہر ہو داروغہ نے محلات کیواسطے
عرض کیا کہ جاگیر و تنخواہ نوٹ وغیرہ سب اونکو ملین اور ہر صورت اونکی رعایت کیجاوے
پھر آر صاحب سے فرماکر اونھین ایک چٹھی لکھکر دی یعنی تباکید اکید حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی
شخص فرقہ سپاہ سے میر واجد علی داروغہ کے مکان پر نجاوے اور جو اونکے متعلق ہین
اونکو بھی نستاوے کسواسطے یہ خیرخواہ اور متوسل اور حفاظت انگریز بہادر مین ہین اور
ایک چٹھی بنام افسران گورہ دی کہ جہان آر صاحب کہین پہرہ گورون کا مقرر کرین پھر محلات
کو لشکر جنگ بہادر سے مع اسباب وغیرہ گولہ گنج مین محترم اور محبوب خواجہ سرا کا مکان
آر صاحب نے خالی کروا دیا وہان جاکر رہے پہرہ گورہ کردیا۔

بعد تین دن کے میر واجد علی مرزا قمر قدر بیٹے سلطان عالم کو لیکر جنرل اوٹرم صاحب کے
پاس گئے صاحب نے حسب معمول تعظیم و تکریم کی اور بہت سی کلمات تشفی ارشاد کیے اور فرمایا صاحبِ محلات

اور ملکہ جہان کو تمہارے سپرد کیا اور سبکی داروغگی دی اور نواب خاص محل کی مان کو بھی
تم اپنے پاس رکھو اور شہزادے کو گود مین لیکر بہت پیار کیا اور وعدہ لیا تمھاری تنخواہ بھی
ہوجائیگی پھر رخصت کیا۔

میر واجد علی کے پانون مین گھوڑے سے گرنے مین چوٹ آئی تھی اس جہت سے
چیف کمشنر کے پاس نجا سکے صاحب بہادر کلکتہ تشریف فرما ہوے مونٹ گومری صاحب
رونق افروز ہوے منشی رام دیال تحصیلدار نے اس اہتمام سے کارنیگی صاحب سے کہا کہ داروغہ
نے اور محلات باغیہ کو بھی اپنے گھر مین چھپایا ہی بس چاہیے کہ اونکے گھر پر دوڑ جاے سب اسباب
گھر سے لوٹ لاتے صاحب نے کہا تم دوڑ لیجاؤ مگر اونکے گھر پر نہ لیجانا موجب بدنامی کا
ہوگا کسواسطے کہ چٹھی جنرل اوٹرم صاحب اونکے پاس ہی تحصیلدار نے کہا کوئی نہ پوچھیگا میرے
ذمہ ہے چنانچہ ایک دن ولیم صاحب مارٹنس صاحب کپتان اور خود تحصیلدار مع ایک
کمپنی گورہ آئے واروغہ اور جتنے آدمی اوس مکان مین تھے سب کو قید کرلیا دوسرے
دروازے سے گورے نواب خرد محل سلطان محل کے مکان مین بیباک چلے گئے بہت سا
اسباب اوس مکان کا لوٹ لیا کارنیگی صاحب نے آکر کہا حکم چیف صاحب یہ ہی کہ انکا
اسباب کسیطرح لوٹنا نچاہیے انکے اسباب پر مہر کرلو ہم نواب گورنر جنرل کو لکھتے ہین جیسا حکم
آئیگا عمل کیا جائیگا گورے جو لوٹ رہی تھی اونپر خفا ہوکر کچھ اسباب ظاہری اونسے چھین لیا اور جو
پہلے سے لے چکے تھے انکے پاس رہا میر واجد علی نے چٹھی جنرل اوٹرم کی دکھائی ولیم صاحب
نے تشفی کی مگر محلات مین جاکر خاکروبن وغیرہ سے تلاشی کرواکے سب اسباب لیکر نکالدیا
سب محلات احاطہ فقیر محمد خان مین گئے وہان بھی پہرہ رہا۔

دوسرے دن کارنیگی صاحب چٹھی چیف کمشنر لائے بہت تشفی کی پہرہ گورون کا اوٹھا
اسباب پر مہر کرکے کوتوالی مین رکھوا دیا۔

جب میر واجد علی چیف کمشنر کے پاس گئے بڑی خاطر کی نواب گورنر جنرل کو چٹھی لکھی وہان سے
حکم استرداد اسباب آیا اور چیف کمشنر نے بھی وہی حکم دیا کہ اوٹرم صاحب نے داروغہ کو چٹھی دیکر معاف
کیا ہی یہ داخل لوٹ نہین فوج نے اسکی اپیل کی کہ یہ حق سپاہ ہی ہم ندینگے مگر پھر اندرا پرورش

مفتاح الدولہ محمود علیخان



Miftahoodoulah.

یکم نومبر ۱۸۵۸ء محلات لو اسباب ملا میر واجد علی کو سرکار سے لاکھ روپیہ انعام ملا انھوں نے ایک دوست کے سمجھانے سے نوٹ کا بانڈ لیا اس جہت سے نذر اصل پر ۷ ہزار بابت توفیر بڑھے بہت سے دیہات زمینداری خرید کیے صاحب نصیب ہیں ہر وقت میں اچھے رہے

معرکۂ اختتام راجہ بینی مادھو بخش اور بالاجمال احوال مفتاح الدولہ

راجہ بینی مادھو بخش بہادر تعلقدار ریاست بیسواڑہ اپنی بات پر مستقل ثابت قدم رہا سرکار انگریزی سے کسیطرح رجوع نہ کی اور جناب عالیہ کی رفاقت سے ہاتھ نہ اوٹھایا اگرچہ دامن کوہ میں رہ گیا تھا اور اونکے ساتھ جانے کی کسیکو اجازت نہ تھی مجبور تھا آخر کئی سو آدمی ہمراہیوں سے فوج سرکار سے لڑکر بڑی بہادری سے مارا گیا اور اپنے علاقے سے بھی مع عیال مردانہ وار ہوکر چلا گیا تھا چنانچہ بعد رفع ہنگامہ کے سرکار انگریزی سے اوسکے متعلقین کی بسر اوقات کو کچھ علاقہ ملا ہے باقی قرق ہوکر تقسیم ہو گیا۔

مفتاح الدولہ کا احوال یہ ہے کہ جب جناب عالیہ کی رفاقت سے اور مرزا برجیس قدر کے ساتھ سے میان راہ مجبوری رخصت ہوئے سمہیہ پہاڑ پر کمنڈنگ فوج کے پاس آئے سپرد ڈپٹی خیر الدین احمد خان ہوکر مشتبہ ہوا ٹھکا دیکر پہرے میں روانہ فیض آباد ہوئے اور ایک کاغذ تحکم افسر پہرے کو دیا فیض آباد میں راسفورڈ صاحب ڈپٹی کمشنر نے روبکاری کی الماس علی خان کا مکان رہنے کو ملا اور حکم دیا کہ بے ہماری اجازت کہیں نہ جانا پھر میجر بروس صاحب چیف آف پولیس کے پاس حسب الطلب گئے فرمایا دور کو ہمارے ساتھ چلو اور تم قدیم نمکخوار اپنی سرکار کے ہو اپنی عرضی لکھکر جناب عالیہ کو بابو اوسمیں عرض کی میری کیا مجال ہے اور وہ کیونکر میرے لکھنے سے چلی آئینگی نما آخر عرضی اس مضمون کی لکھوائی کہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے سب کو امان دی قصور معاف کیا ہے از انجملہ آپ کا بھی قصور معاف ہوا آپ بے تکلف تشریف لا کسیطرح کا اندیشہ نہ کیجیے سرکار سے آپکے فی الفور حال تنخواہ مقرر ہو جائیگی جہاں چاہیے رہیے گا بلکہ کیا عجب ہے صورت قیام خاص اودھ میں ہو جاے اس عرضی کو اپنے گوئندے کے ہاتھ جناب عالیہ کے پاس روانہ کیا مگر وہان سے کچھ جواب نہ آیا مہینے بھر تک صاحب کے ساتھ دورہ پر ر

جب چٹھی چیف کمشنر در جواب مراسلہ فورڈ صاحب کے پاس گئی اوسی قصور سے لکھنؤ آنے
گلستان ارم مین کارنیگی صاحب ڈپٹی کمشنر نے روبکاری کی علت اونکے واسطے جیلخانہ
تجویز کیا مگر راجہ جے سنگھ نے کہا یہ عزت دار ہین وہان انکا بھیجنا مناسب نہین اگر جائینگے بدنام
ہوجائینگی کچہری مین بھیجین وہان سے رہائی پاجائین گے مفت مین بدنامی ہوگی منتظر حکم
چیف کمشنر رہنا چاہیے چنانچہ اوسیوقت حکم چیف کمشنر آیا کہ انھین چھوڑدو جہان چاہین چلے جاین
عرض کی ہم کہان جائین ہمارے مکان سب کھد گئے حکم ہوا انکا اسباب ٹرک پر پہنچادو
غرض وہان سے افشان وغیرہ فرنگی محل مین شیخ شفیق بھائی کے مکان مین آئے
بعد اجازت حکام اور چٹھی صفائی کرنیل ایبٹ صاحب روانہ کلکتہ ہوئے حضرت سلطان عالم
کو بھی لفٹ ملال خاطر اس ہنگامہ فساد کی جہت سے اور کچھ پیشتر سے بعض کے لگانے بجھانے
سے ہوگیا تھا مگر بگواہی صاحبات محل صفائی حاصل ہوئی اور بموافق حصہ رسدی ملازمین
ہمراہی انکے بھی واسطے وظیفہ شاہی مقرر ہوا کچھ روپیہ بھی تعمیر مکان کو ملا انکے سامنے جواہرات
اور اسباب سلطانی جو چیف کمشنر نے انکی تحویل سے قبل از دافعہ فوج باغی اپنی حفاظت
سے کلکتہ بھیجا تھا وہ بھی انکے مقابلے سے سرکار سے ملا اور بدستور قدیم انکے سپرد ہوا
جب لکھنؤ سے صحت الدولہ وغیرہ کلکتہ گئے اپنے رسوخ و خیرخواہی سے میجر بیرڈ
صاحب کو انکا نام بدمعاشان لکھنؤ لکھوا دیے تھے از انجملہ انکا بھی نام نامی اوسمین
شامل کر دیا جب میجر صاحب نے متواتر اسکی روبکاری کسیطرح انھین چٹھی صفائی نہ ملی۔ فقط
عشرہ بشرہ وہان رہگیا بادشاہ نے انسے فرمایا کہ مین تم سے کسی طرح ناراض نہین مگر جب
صفائی نہ پاوگی مین اپنے پاس نہین رکھ سکتا مجھے مصیبت اور صدمات قید کا دھیان ہے
چار و ناچار پھر لکھنؤ آئے جب یہان کے حکام سے عرض حال کیا وہی جواب صاف
پایا اوسی جہت سے انکو پنشن سرکار سے نملا بلکہ مفسدین کے ہاتھ سے گھر مین رہنا مشکل تھا
حکام کو انکی طرف سے گمان خزانہ دفینہ کا ہے یعنی انکو معلوم ہے اپنی خیرخواہی سے نہین بتاتے
ہرچند انھون نے سب طرح سے عرض کیا مگر یہ مظنۂ فاسد حکام سے نہ گیا خلاصہ
سرکار مین سے بہت ناکام رہے۔

قصیدہ حضرت سلطان عالم واسطے نواب گورنر جنرل بہادر کے

جب حضرت سلطان عالم رونق افزور قلعہ کلکتہ ہوئے تھے ایک قصیدہ نواب گورنر جنرل بہادر کی شان مین انشا فرما کر بھیجا تھا اوسکی نقل بھی عبرت الناظرین سمجھکر منضم کتاب کی جاتی ہے عبارت لفافہ یہ ہے قادر ذوالجلال ریاض دولت و اقبال اریکہ آرای سلطنت و حشمت رونق بخش سریر شوکت و عظمت بآبہای سحاب عنایت خویش مدام شگفتہ و خندان و محفوظ زمان داراد۔

بعد بر ضمیر منیر مجلی نظیر مخفی و محتجب نماند مخلص و یرینہ چند شعر در مدح ذات بابرکات آن ستودہ صفات انشا نمودہ برای ملاحظہ عالی ارسال میدارد۔ ع گر قبول افتد زہی عز و شرف

قصیدہ در بحر ہزج مثمن سالم

مشیر خاص شاہنشاہ انگلستان بحر و بر
تمہیں فرمان روائے ہند و دستور معظم ہو

وزیر صاحب تدبیر و با توقیر و با ہمت
قلمدار و قلم کش تاج بخش فرق عالم ہو

سپہ سالار و سالار سپہ آصف منش خاتم
بڑے جنرل بہادر صاحب سیف اور خاتم ہو

نگین باقی ہے نام پاک سے کیا اسکے روشن ہے
سپہر جاہ و مہر چرخ و مہر اسم اعظم ہو

ارسطو سے کسریٰ عدل رستم تن فریدون فر
بہادر اور جری ہو اور غضنفر اور مکرم ہو

سمن بر ہو سہی قد ہو وزیر ملک عالم
جہان پرور کرم گستر کرم کن ہو معظم ہو

کرے میدان مین ادنی اشارہ کوزہ پشت اسکو
نگاہ قہر سے دیکھو جو رستم ہو وہ بیدم ہو

جہاندار و جہان بخش و فلک رخش و ملک خادم
تم ایسے عہد میں عیسیٰ نفس ہو رشک حاتم ہو

ہلال و مہر و ماہ و کوکب و خور نجم و مہتاب
تمہارے قدر سے بدر دنیا سے شمس عالم ہو

سپہر رفعت و اوج سما و نور ہندستان
عقیل و نکتہ فہم و نکتہ سنج و بدر عالم ہو

سریر آرای ہفت اقلیم حکم شاہ انگلستان
سنان دست سلطان جہان ہو رشک ضیغم ہو

ظفر یاب و مظفر ہو ظفر کردار و فاتح ہو
علمدار جنود عدل و ہمت مہر عالم ہو

نہایت فکر مین تھا مدح خوان تیکو کہ کیا لکھا
ندای ہاتف غیبی سنی تو آج خستہ ہو

وہان یہ مطلع خوش جوش کلک فکر سے ٹپکا
عجب کیا ایسے مطلع کا صلہ تحسین ہر دم ہو

مطلع

سکندر جاہ و کیکاؤس و نوشیروان عالم ہو
ارسطو فہم و افلاطون فطرت حاتم سخا جم ہو

در صفت شمشیر

وہ شمشیر صفا ہی کہ جوہر جسکے انجم ہین
وہ دھار اوسکی ہی جیسے تار کا صابون کے نم ہو

جہانمین سرکشون کے حق مین سم کا کام کرتی ہی
مطیعون کے لیی نہر لبن کی دھار ہر دم ہو

شفقت سے اگر کھینچے سلیمان وقت گر تیغ
نہ ضیغم ہو نہ جن ہونے پری ہو نہ آدم ہو

تمہاری کیطرح کا سایہ صبا پر گر جو پڑ جائے
ہوا کی جان کو دوڑا اسی تلوار کا سم ہو

نکل آئے میان سے وقت رزم جنگ و قصد جم
نہ ٹھہرے سامنے کوئی تہمتن ہو کہ رستم ہو

جو قبضہ ہوی سورج کا تو پھل دست مسیحا
سپر کہکشان چرخ اس تیغ پہ ہر دم ہو

اگر تو کھینچ لے گھوڑے پہ اوسکو ہی فلک حشمت
تری کیطرح قزلگی ہی سپر افلاک تک خم ہو

عدون کیلئے بجلی کا کام اوس سے ہو دوہی
غیرمونکی دعا دست سیف صاف ہر دم ہو

محبت جان شال گل ہین چلتی ہین سمن پر
الم ہی ہو الم بدخواہ دولت کا یہ عالم ہو

دلا اک مطلع خوش وصف تو سن مین رقم کر تا
جو جوش مدحت ممدوح ہی ذرہ نہ وہ کم ہو

مطلع

چھلاوا یا پری یا حور یا صرصر ہوا دم ہو
ادب مین وہ پرستان رم مین جنگی کا عالم ہو

کہے گر شہسوار اوسکو کہ ناپ ساری عالم کو
مجال اتنی نہین گر اک قدم وہ حکم سے کم ہو

پل اک سرپٹ ہی اوسکا ہند سے مغرب و مشرق تک
فرنگستان سحر دم و شام ہو ایران و دیلم ہو

وہ آہو چشم ہی اور کان جیسے آم کی پھانکین
ہر اک آنکھ ایسی جیسے نشہ اک بوتل کا ہر دم ہو

وہ سم جیسے ہرن کے کمر وہ مثل کس تصویر
کرے جیسے ہو وقت رقص مہر و دم سی با ہم ہو

جو لیلو ہاتھ مین پانی نہ چلتی وقت وہ چھلکا
اشارہ ہو تو جھکیے پار جا مہ چرخ کا خم ہو

فنا اک لات سی اوسکی عدو سے وخستہ تن ہو جا
کسانون کی زمین کیواسطے سم اسکا ہر دم ہو

در صفت گاڑی

لگی ہین گھوڑیان اوسمین کہ پریان پُرکشادہ ہین — وہ گاڑی ہی سواری کی کہ جیسے چرخ اعظم ہو

دلا اک مطلعِ خوش مدح فیل خوش مین انشا کر — الالاہی کلک لکھنے مین نہ تو اسوقت کچھ کم ہو

مطلع در صفت فیل

سیاہی رات کی ہاتھی کی رنگت سے کہین کم ہو — جو چارون بھیٹیان اوسکی بہین تیغا تیکسا نم ہو

فلک کوہ و شکوہ و گنبد اخضر سپہر صورت — وہ سونڈ ایسی کہ جیسے زلف لیلیٰ کان پر خم ہو

وہ خرطوم اوسکی اسود ہو گھٹا ساونکی جیسی ہو — مقابل مین عدو کے اژدہا جسطرح سے خم ہو

وہ دندان اوسکے جیسے شمع کافوری اندھیرے مین — ہو یا ظلمات کے رستے مین ذوالنورین باہم ہو

بلندی اوسکی ایسی ہو کہ جیسے چرخ کی عظمت — سیاہی ایسی جیسے شکستہ تاتاری کا عالم ہو

درعرض حال خود

ترا مین کمترین اک مدح خوان ذات انور ہون — ترے لطف و عنایت کا نہ سایہ مجھسے اب کم ہو

جو دامن تیرا پکڑا ہی تو پوری دستگیری کر — کدھر جاؤن کہون کس سے جو میرا کام ہر دم ہو

جو مارو کچھ نہین چارہ جلاؤ معجزہ ہو یہ — ہمارے حق مین عیسیٰ ہو نہین اوس سے کچھ کم ہو

زن و فرزند اسباب و ریاست مال و زر دولت — تمارا راہ قومی شوکت ہوا اب دل کو کیا غم ہو

مطلع

اعانت چرخ کی قسمت سے اس مین کیون نہ حاتم ہو — مرا ہر ہر مو ہوا رطب اللسان نواب اکرم ہو

یہ چھوٹی چھوٹی بچے ننھی جانین ہیں گئین مشکل — یہی ہے آرزو مجھ پر عنایت اب نہ یہ کم ہو

مقدم سب پہ ہی میری رہائی بخشنا ہو نہین — الٰہی تیرا اسکے مہر و مہ پر بھی مقدم ہو

و لے شاہ اودھ دیتا ہی تجھکو یہ دعا ہر دم — دعا ہی انتہا نا چار مین تاثیر ہر دم ہو

رہی حکم و حکومت ملکۂ عالم کی دنیا مین — وزیر ملکہ انگلینڈ ہر دم شاد و خرم ہو

ایام جمعیت و کامرانی و بہجت و شادمانی مدام بکام باد

غرض جب بادشاہ نے یہ قصیدہ انشا فرمایا فی الحقیقت مرثیہ حال ہے اور اوسکا بھیجنا نواب گورنر جنرل بہادر
کو منظور خاطر اقدس ہوا نواب خاص محل سے مہر خاص طلب فرمائی نامناسب اور خلاف رتبہ شاہی سمجھ کر عذر فرمایا
کہ یہ در پردہ گدائی ہے اس قدر توہین اپنے ہاتھ سے کرنا کیا ضرور ہے صبر سب سے بہتر ہے بادشاہ نے میجر ہربرٹ اور کرنل
کو نیا صاحب سے فرمایا آپ اسیوقت محل میں جا کر میری مہر لے آئیے جب دونوں صاحب تشریف لائے فرمایا
بموجب حکم نواب گورنر جنرل ہم مامور ہیں تعمیل حکم بادشاہ میں بہتر یہ ہے کہ مہر عنایت فرمائیے اسوقت مجبور ہو کر حوالے کی

جب قصیدہ نواب گورنر جنرل نے ملاحظہ فرمایا حکم ہوا جو بادشاہ طلب کریں بلا تامل بھیجدو چنانچہ
دو لاکھ روپے طلب ہوئے بادشاہ کو صاحبات محل کا فساد میں لٹنا معلوم ہو چکا تھا وہ روپیہ لکھنؤ سے
تحالیت بھیجا اور حسب الحکم ہر ایک کو ملا۔

بعد رفع ہنگامہ فساد اکثر صاحبات محل مع مرزا قمر قدر کلکتہ گئے بعض حسب الحکم بادشاہ پھر لکھنؤ آئے
سرکار سے نوشہ جاگیر ہر ایک کو ملی بدستور زمان شاہی جاری ہوئے ہر ایک صاحب لکھتیا ہے بادشاہ کسی
کے مزاحم حال نہیں ہوئے سبب سست بد عاقبت خیر ہیں۔ نواب گورنر جنرل نے ازراہ علو ہمت نسبت بادشاہ فرمایا
تھا جسقدر روپیہ بادشاہ طلب کریں لیکن بعض اہلکار کم ہمت اور مقربان خاص نے خیرخواہی سے عرض کیا مبادا یہ
یہ روپیہ تنخواہ معینہ سے بروقت وصول وضع کیا جاوے اسلیے اسیقدر زر مطلوب پر
قناعت فرمائیے۔

باب چوتھا

قافلہ سیلانی راہی لندن ابتداے روانگی کلکتہ تا مراجعت مرزا

ولی عہد کلکتہ میں

١٣۔ شوال شب چہارشنبہ ١٢٧٢ھ مطابق ١٨۔ جون ١٨٥٦ء جہاز دخانی مسماۃ بنگال پر قافلہ
شاہی سوار ہوا۔ ١٤۔ روز چہارشنبہ ١٩۔ جون وقت ٧ بجے گارڈن ریچ سے جہاز نے

لنگر اوٹھایا عصری مین جاکر ارکانی مین لنگر کیا رات وہین گذری شدت ہوا اور تلاطم حرکت جہاز سے حال عورات ہندوستانی نادیدگان سفر کا دگرگون ہوا ہر ایک کا مادہ فاسدہ ہیجا یعنی آیا حق بجانب ہے اول یہ کہ خلاف موسم بے ضرورت کوئی صاحب بھی عازم ولایت نہین ہوتا بلکہ بیشتر سے تنقیۂ مزاج کر لیتے ہین کہ مادۂ فاسدہ سے باعث فساد ہو مگر یہ امور واقفیت اور اطمینان سے ہوتے ہین اسمین یہ قافلہ مجبور تھا روز روانگی لکھنؤ جو صدمہ ہوا ایسا ہی ہا سوون روح پیش آیا کہ وطن مالوف سے چھوٹے ایسے روز بد کی کاٹ ہے کو خبر تھی جو بیبیان کبھی لکھنؤ کے دریاچۂ گومتی مین سوار بجکومت نہوئی ہون وہ دفعۃً صورت بحر محیط دیکھین واعجباہ۔

غرض وہ شب اوسی اضطراب وکرب مین گزری صبح کو جہاز نے لنگر اوٹھایا خلیج بنگال سے داخل آب سیاہ ہوا کہ سوائے سطح آب اور آسمان کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ۱۸۔ شوال روز یکشنبہ بعد دوپہر داخل احاطۂ مدراس ہوا۔ جناب عالیہ اور جنرل صاحب کا حال ایسے مشاہدات نادیدہ سے دگرگون ہو چلا تھا کہ فسخ عزیمت فرمائین کسواسطے کہ جان ہے تو جہان ہے لیکن ملازمین کی فہمایش سے چار و ناچار مآل کار سمجھکر راضی برضائے الٰہی ہوئین اور بیبیان ولایتی جو جہاز مین تھین اونکے دیکھنے سے بھی فی الجملہ تسکین خاطر و اطفائے نائرہ حرارت ہوا مگر مرزا ولیعہد بہادر کا مزاج بسبب قوت شباب جوانی جادۂ اعتدال سے منحرف نہوا بلکہ ان سب مشاہدات کو تماشائے عالم سمجھتے تھے۔

۲۲۔ شوال وقت صبح جہاز سراندیپ سیلان مین پہونچا تین دن تک انتظار جہاز چین مین رہا چوتھے دن ۹ بجے جہاز آیا ۸ بجے ۲۴ کو لنگر اوٹھایا۔ ۷ شہر ذیقعدہ کو عدن مین پہونچا اتفاقاً منسا خاکروب قافلہ شاہی دفعۃً جہاز سے سمندر مین گر پڑا گورن نے فوراً رسیان جہاز سے پھینکدین جہاز کو بجنشی کیا یعنی روکا۔ کپتان نے دوربین سے دیکھا سیاہی سر کے بالون نظر آئی اور ایک میل سے زیادہ نکل گیا تھا گورے چھوٹی کشتی مثل باد صرصر کے پہونچے ایک ساعت کے بعد جہاز پر رسی سے باندھکر کھینچتے تھے کہ دفعۃً رسی ٹوٹ گئی پھر ڈوب گیا سارجن اور گورے پانی مین کود پڑے اوسے زندہ جہاز پر لائے جناب عالیہ نے خوش ہوکر ہزار روپیہ انعام دیا کپتان نے اونھین گورون غواص کو دیدیا اوسیدن شام کو عدن سے

لنگر اٹھایا ۱۵۔ ذیقعدہ شنبہ کو بعد ۸ بجے سویز پہونچے۔

جب چھوٹے دودی پر تھا فوراً شاہی سوار ہو تھوڑی دور چلا اتفاقاً خاصدان حسین ۲ عدد جواہر بیش بہا نذر جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا تھے میان ٹیلم کے آدمی کی بغل سے سمندر مین گر پڑا کنارے پہونچکر جلیس الدولہ حاجی توکل میان ٹیلم۔ نواب مہدی قلیخان۔ میان الماس کپتان برنڈن کشتی پر سوار غوطہ خور لیکر گئے بہت سے ہاتھ پانون مارے پتا نہ لگا ناکام پھر آئے اخبار کلکتہ سے اسکے خلاف سنا گیا کہ سبب غریب تھا واللہ اعلم۔

سویز کے پنچ گھر مین پچاس روپیہ یومیہ کرایہ مین جاکر اترے ۱۷۔ ذیقعدہ یکشنبہ کو دو گھڑی مین پانسو روپے کرایہ کا گھر لیکر اترے اس مسافت کا فاصلہ ۴۴ کوس کا ۱۹ ذیقعدہ یوم چارشنبہ ابراہیم پاشا کے مکان مین اڑھائی سو روپیہ کرایہ دیکر اترے وہین دن تک مصر مین رہیں مقام مشہور کہ مشہور حسینین یعنی بموجب ایک روایت کے سر مقدس جناب سید الشہداء دفن ہے دوسرے مزار جناب زینب خاتون مزار محمد بن ابی بکر جو حاکم مصر کے تھے جناب عالیہ وہان تشریف لے گئین مجلس عزا کی۔ ایک جگہ اکاون روپے دوسری جگہ پر پچیس روپے نذر چڑھائے۔ رات کو مراجعت کی داخل مصر ہوئین۔

شیخ محمد علی ذاکر وہم واعظ

شیخ محمد علی ذاکر و واعظ رفاقت جنرل صاحب مین گئے تھے لکھنؤ مین اپنے عیال کو نواب معین الدولہ کے سپرد کر گئے تھے خود ناقل تھے کہ جب ایام حج خانہ کعبہ قریب پہونچے مین نے اپنے نفس پر ملامت کر کے خیال کیا حیف ہے کہ آج تو کعبہ سے پشت کرے اور سمت لندن یہ لوگ بامید استرداد اپنی سلطنت کے جاتے ہین لوگ امید شفاعت کی پر جاتا ہے اسکے سوا راہ مین کچھ صورت خلاف مزاج بھی گذری تھی بہر حال جناب عالیہ و جنرل صاحب سے عرض کیا مجھے رخصت حج کے لیے ایام حج قریب ہین آپکے واسطے بجمعیت قلب اوقات خاص اور مقامات خاص مین دعا مانگونگا دو سو روپے نان راہ عنایت ہوئے سویز سے رخصت ہوئے دو ہزار روپیہ لکھنؤ مین پائے تھے۔

حاجی صاحب سویز سے چھوٹی کشتی پر مصریون کے ساتھ روانہ ہوئے راہ مین پہاڑ سے ٹکر کھا کر کشتی ڈو
لگی تین سو تیس آدمی دفعۃً غریق رحمت ہوئے حاجی صاحب نے وقت ڈوبنے کے ایک مُہر
زر نقد کمر سے کھول ناخدا کو دیا اوسنے اپنے ساتھ چھوٹی کشتی پر سوار کر لیا بہزار خرابی کنارے
پہونچے اوسوقت وہ روپیہ تصدق جان ہوا ورنہ یہ بھی سب کے ساتھ ڈوبتے وہان اونٹ
پر سوار ہو تین دن مین مدینہ منورہ پہونچے پھر جدے آئے ایک تاجر دوست قدیم کے ساتھ
بمبئی کو گئے ابد خرابی عدن مین آئے جب جہاز سویز سے آیا سات سو روپیہ کرایہ دیکر کلکتہ
آئے شرف ملازمت خاقانی حاصل کی ساری کہانی سفر کی تصریح بیان کی پھر لکھنؤ آئے
عیال سے ملے ایکدن امام باڑہ نواب معین الدولہ مین مجلس عزا کی مومنین جمع ہوئے
اپنی ساری داستان منزل بمنزل بیان کی —

غرض قاآن شاہی نے مصر مین بڑا اہتمام کیا فی الحقیقت خستگی راہ ہوئی عباس پاشا
مصر قاآن شاہی کے آنے سے مطلع ہوا مولوی مسیح الدین خان سے ملاقات ہوئی
متملق خاطر ہوا کہ شاہزادون کی ملاقات کیجیے اور طریق ضیافت و مہمانی فراخور حال ہو لیکن حیات
کے ضعیفہ تو بات سے مناسب وقت نجانا بلکہ شاہان کے پالیوز کچھ مدت گذرا تھا لہذا رفع کیا گیا۔

۲۹ - ذیقعدہ وہان سے منبجے ریل پر سوار ہو شام کو سکندریہ مین پہونچے مسافت
تیس کوس کی بمعرفت خدا بخش تاجر کاروانسرا مین اترے ۴ - ذیحجہ جہاز شنبہ بعد دوپہر
سے چلے ۹ ذیحجہ جہاز اندس پر سوار ہو دس دن جرأت علیخان میرزا لاد علی ہمرہی پارسی
وغیرہ مع مرسلہ خزانہ خرچ پہونچکر ہمراہ رکاب ہوئے - ۷ ذیحجہ شنبہ کو ابرا انیجے مالٹہ مین لنگر
کیا خوبی حسن عمارات عالیشان شہر قابل دید تھی لیکن اس شہر مین ہر شے ہر قسم کی بہت
خوب ہے لیکن گران حد سے زیادہ چار گھڑی رات گئے وہان سے لنگر اوٹھا کر ۱۳ ذیحجہ
۱۲۷۲ روز جمعہ جبرالٹر مین پہونچے یہان عمارات عالیشان کو پہاڑ دن کو تراش کر بنایا ہے
اور رنگ برنگ کی گلکاری اور نقش کالیجر کھودے ہین نسبت مالٹہ کے یہان ہر شے
کو ارزان پایا ۳ دن کے بعد یہان سے چلے اس دریا مین طوفان عظیم اوٹھا سب کو
یقین غرق ہو چکا تھا باری بفضل خدا سے نجات پائی ۲۰ اگست مطابق ۱۸ ذیحجہ سنہ الیہ

۵ بجے شام کو لنگرگاہ سوتھمپٹن یعنی جنوب لندن پہنچے یہ دونون بندرگاہ جنوبی و شمالی لندن واقع ہین اس شہر مین تجارت خاص ابریشم قالین وغیرہ ہوتی ہے ۳۰ کوس کا فاصلہ لندن سے راہ خشکی ہے ریل پر ۳ گھنٹے مین لندن سو پہنچتے ہین۔

منشی میر رفیع نانشی میر حسن کے بیٹے ملازم جنت آرامگاہ ضعیف البنیان اکثر لکھنؤ مین بھی ضعف قوی سے رہتے تھے وقت روانگی کربلا مین جب اس مولف کتاب سے ملاقات ہوئی کہا کہ تم قصد سفر لندن نہ کرنا تمھارے قوی بہت ضعیف ہین صدمات جہاز راہ دور دراز نہ اوٹھا سکو گے بلکہ اپنے بیٹے میر محمد شفیع کو بھیجو تو مناسب ہے وہ جوان ہے متحمل مشقت ہو جائیگا خیال مین نہ آیا تین سو روپیہ ورما ہہ کا لالچ کیا پہلا خط سیلان سے آیا کہ مرض اسہال ہو گیا ہے امید حیات منقطع ہو چکی ہے آخر ۱۳ ذیحجہ سنہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۵ اگست مقام جبل الطارق مین جہاز پر انتقال کیا بعد غسل و کفن جہاز کو روکا چھوٹی کشتی پر نعش کو رکھکر غریق رحمت کر دیا جنرل صاحب کو انھون نے وصی کیا تھا بادشاہ نے میر محمد شفیع کو سرفراز کیا خطاب دیا کچھ دنون ملازمین جدید دعا گو اور صاحبات محل لکھنؤ کی تقسیم تنخواہ اونکی اختیار مین رہی اب کلکتہ مین حاضر حضور ہین۔

داخلہ جناب عالیہ سو تھمپٹن مین اخبار لندن ہیل ۲۶ اگست سنہ الیہ ۱۸ ذیحجہ سنہ الیہ یہ سب احوال لندن مولف کتاب اور خطوط لندن جو مسیح الدین خان نے عم نامدار محمد خلیل الدین خان کو بھیجے تھے بندہ کو وہ خطوط دکھا دیتے تھے سمعی نہین لکھا اور خود مسیح الدین خان نے کتاب لکھی ہے اوسمین سب احوال بتصریح تمام ہے۔

اخبار مین لکھا ہے کہ جہاز مین جناب عالیہ و متعلقات بیرون تھین سب طرف بند تھا کہ شخص نامحرم نہ جانے پاسکے وہین مرثیہ کا نیکی آواز آتی غالب ہے کہ مرثیہ جناب

سکندریہ سے جناب عالیہ جہاز دودی پر سوار ہوئیں عجیب معاملہ پیش آیا کہ تندی و شدت ہوا سے
اور شوق جہاز کو تلاطم تھا جناب عالیہ اپنے لباس سے الجھکر سطح جہاز پر گر پڑیں۔ صاحبون نے چاہا کہ
دوڑ کر اعانت کریں لیکن بسبب رسم ہندوستان کے خواجہ سرا مانع ہوئے بہزار خرابی
عورات کی اعانت کریں لیکن بسبب رسم ہندوستان کے خواجہ سرا مانع ہوئے بہزار خرابی
عورات کی اعانت سے خاص کمرے میں داخل ہوئیں اس قافلے میں کئی منشیان دفتر
مشغول اپنی تحریر کتابت میں تھے جب جہاز سے صندوق بار لنارے اترے پرمٹ پر گودام میں رکھے
گئے جنھیں پیشتر سے خالی کر رکھا تھا و حسب الحکم گورنر خزانہ جناب ملکہ معظمہ اسباب کو بہت احتیاط
سے اوتار محصول پرمٹ نہ لیا فرش خواب و اسباب باورچی خانہ کثرت سے تھا ایک مسخرہ بھی
انکے ساتھ تھا جس سے سب ہنستے تھے۔ لوکر شاگرد پیشہ حقہ پیتے آپس میں غل مچاتی تھی اس عرصہ
میں بوجہ سواری جناب عالیہ کے نکلنے میں کچھ دیر ہوئی اس جہت سے منظور ہوا کہ پالکی میں
سوار ہوکر آترین گاریوں پر سوار ہوں جو کنارے کھڑی تھیں جب ۳ بجے دو گاڑیاں بہت
عمدہ چار گھوڑوں کی حسب الحکم کوتوال شہر آئیں اہل شہر مشتاق سواری ہزاروں جمع ہوئے کنارہ دریا
سے جہاں گاریاں کھڑی تھیں فرش قالین بچھا دیا تھا جہاز کے آگے خواجہ سرا ارکان دولت
صف بستہ قاعدے سے کھڑے ہوئے جب سامان جلوس سواری ہو چکا قنات پردہ
کھینچی جس سے فقط عکس و صورت ملفوف پارچہ مثل عورات مصر معلوم ہوتا تھا اونکے پانوں میں
جراب نہ تھی لیکن جوتے مغرق بھاری سنہرے زیب پا تھی خوب چمکتے تھی جب گاڑیوں پر
سوار ہونے لگیں ایڑیاں نظر آئی تھیں قرینے سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں بیبیاں مقرب
خاص ہیں جب گاڑی میں سوار ہو چکیں اوٹ پردے کو جلد جہاز سے اتارا دونوں طرف پردہ
اسمیں بوجہ سواری نمودار ہوا سیون سے باندھ کشتی پر اتارا نیلے رنگ کا مغرق بوجہ کا پردہ
سرخ بڑا چھاتہ مغرق مہاوی بوجہ میں تھا وہ سمیں وہ عصمت مآب پردہ نشین تھی جسپر کبھی نظر نامحرم
نہ پڑی تھی چوبدار عصا نقرہ و طلا ارکان دولت باداب شایستہ پیش پیش جلوہ سواری میں
اسوقت اہل شہر متمنی عکس ظل جناب عالیہ کے رہگئے خواجہ سرا ملازمین بدستور ہندسہر علم اہتمام
اسکو گاڑی کے پاس آئے دیکھتی تھیں اوسیطرح گرد گاڑی کی پردہ کھینچا جسمیں وہ ہما اوج اقبال نصرت

سعادت مین جلوہ افروز ہوئین اوسوقت سب خاص و عام نے باتفاق چلا کر لفظ ہرا کہا جسے حالت مسرت و سرور مین کہتے ہین ایک شخص غیر کو رتھ بخش پر جا بیٹھا اوسے اوسیوقت اُتار دیا میجر برڈ صاحب نے عرض کیا انڈر و صاحب کوتوال شہر سلام کرتے ہین حضور جہانپناہ نے بغلی سے ہاتھ نکالکر موافق رسم ولایت مصافحہ فرماتے بعد اسکے مصافت راہ طے کرکے رائیل پارک ہوٹل یعنی سرا مین داخل ہوئین کاروانسرا ے ولایت بہت عمدگی سے آراستہ ہوتی ہین جسمین امرا سلاطین اترتے ہین گھر سے زیادہ آرام ملتا ہے نہ مثل سراے خراب ہندوستان -

اسکے بعد انڈر و صاحب اور امراے ہندوستان جو کئی برس سے ہر ایک اپنی دادخواہی کو گیا تھا استقبال شاہزادون کے لیے جہاز پر گئے جنرل صاحب مرزا ولیعہد سے ملاقات ہوئی پھر جہاز سے اوترکر گاڑی پر سوار ہوکے میجر برڈ صاحب اوسی گاڑی مین پیش و بیٹھے جنرل صاحب تماشاے خلق پر کم متوجہ ہوے مرزا ولیعہد کا قد موزون تقریباً ۵ فیٹ ۱۲ - انچہ کا تن لاغر ۱۸ برس سے زیادہ سن شباب نہین معلوم ہوتا تھا - گندم گون - روشن چشم - صاحب ذہن و ذکا معلوم ہوتے تھے اونکے عم تاجدار جوان قوی ہیکل پوشاک دونون کی نہبت عمدہ شاہانہ جواہر بیش بہا پہنے تھے خلایق انکی تشریف آوری کی منتظر تھی متعجب ہوکر سبھون نے ہرا کہا مرزا ولیعہد عدم واقفیت سے چپ و راست دیکھنے لگے جنرل صاحب نے متبسم ہوکر موافق دستور ہند ہاتھ سلام کا پیشانی پر رکھا پھر داخل سرا ہوے - راہ مین خواص مگس پران تھی یہان بھی اوس سے زیادہ کثرت اژدحام تھی میجر برڈ صاحب دونون شاہزادونکو سرا کے کوٹھے پر لے گئے سب سے مخاطب ہو داستان اودھ بزبان شیرین بیان کیا یہ امر خاص اس طرح سے کسی ہندوستانی سے نہ ہوسکتا - الحق کہ وہ اپنے حق خیرخواہی سے ادا ہوے -

بیان میجر برڈ صاحب

ایہا الناس - مین ملکہ معظمہ جناب عالیہ متعالیہ اور جنرل صاحب مرزا ولیعہد کیطرف سے کہتا ہون کہ یہ حضرات تمھارے بہت ممنون و مشکور ہین جو تم اس خوبی سے پیش آئے اور کمال مسرت سے تمنے ہرا کہا لیکن تم پوچھو گے کس سبب سے انکا آنا ولایت برطانیہ مین ہوا اور اپنی ولایت

کو کیون چھوڑا اسکا جواب باعث تمھارے وفور تاسف وحیرت کا ہو گا پس ایہا الناس اپنے دل مین تصور کرو کہ سن شریف جنابعالیہ معظمہ تقریباً ۶۰ برس کا ہے اپنی ولایت مین کمال عیش وعشرت سے رہتی تھین اس مدت عمر مین کبھی انکی کف پای مبارک رفتار سطح زمین سے آشنا نہین ہوے تھے کیطرح کا خیال مین نہ لائین پانچ ہزار کوس کی مسافت راہ طے کر کے مع اپنے بیٹے پوتے کے محض طلب انصاف اہل برطانیہ کبری سے آئی ہین اور یہ خاندان عالیشان اودھ مرافعہ اپیل کو آیا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر نے انکا تخت سلطنت لیلیا ہے اسواسطے انھون نے جلاے وطن اختیار کیا اور صاحبان عالیشان سے متوقع انصاف و تحقیقات ہین یعنی دریافت فرمائین کہ کس سبب سے سرکار کمپنی نے قلمرو اودھ کو لیکر اپنے ممالک محروسہ سے شامل کر لیا ہے اور مجھے زیادہ تر افسوس اسپر آتا ہے کہ اہلکاران سلطنت جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہ نے بھی ایک طرح کی اجازت تھوڑی دیکر شریک اس امر خاص کے ہوے ہین تمسے کوئی امر چھپا نرکھونگا اور جو بات جو سرزد ہوئی ہے مطلع کرونگا پس مین مدعی تحقیقات وانصاف ہوا ہون کسواسطے کہ سالہا دراز سے درمیان سرکار کمپنی انگریز بہادر اور اس خاندان عالیہ کے روابط اتحاد ودوستی وثوق یکجہتی چلا آیا ہے اب اوسے سرکار کمپنی نے اس خاندان شاہی سے ممالک محروسہ لے لیا ہے باوجود اسکے کہ لارڈ ڈلہوسی بہادر اپنے اشتہار مین خود مقر اس بات کے ہین کہ یہ خاندان عالیشان اقوام انگلشیہ سے ہمیشہ صادق الوداد رہا ہے پس جانو کہ یہ سرکار عالی کس طریق پر رہی جسوقت کہ ملک گوالیار کی لڑائی درپیش ہوئی اور جب معرکہ ملک پنجاب ہوا اور یہ وہ وقت تھا جسکے فتح ہونے مین دغدغہ تھا اور نرخ کاغذ نوٹ سرکار کمپنی کس مرتبہ گھٹ گیا تھا اور یہ سب ریاستین ہندوستان کی مستعد وآمادہ سرکار کمپنی سے پھر جانے کی ہو چکی تھین اوسوقت دارو گیر مین شاہ اودھ نے اپنے ترکسوارون کے گھوڑے سرکار کمپنی کو دیے اور فوج کو بھی اجازت ملک کی دی یہ مخفی اسوقت نہین ہوا اسکے سوا جب کوئی مہم عظیم پیش آئی ہے سرکار شاہ اودھ نے مبالغ زر کثیر خرچ کر کے اعانت وامداد سرکار کمپنی کی کی ہے اور یہ مصارف ہزارہا روپیہ کا نتھا بلکہ کرورون کا ہوا ہے چنانچہ اب تک سرکار کمپنی دو کرور پچاس لاکھ روپے سرکار اودھ کی قرضدار ہے پس مقام انصاف ہے کہ بدلا ایسی سلوک خصوصیا کے تخت سلطنت

اپنے دوست صادق کا لے لیوے لیکن تم مستفسر ہوگے کہ کس حیلہ وحجت ظاہری سے
لے لیا جواب دیتے ہین کہ رعایاے ملک اودھ سالہاے دراز سے حکام اودھ کے جبر وتعدی
مین تھی انکی عافیت ونجات کے واسطے ہمنے لے لیا ہے۔ ایہا الناس اے میرے ہم شہریو
فرض کرو کہ اگر بادشاہ فرانس یا کوئی اور بادشاہ جو سلطنت انگلستان سے زبردست ہو عہد شکنی
کرے اور تخت وتاج ملکہ معظمہ دام اقبالہا لے لیوے اس بہانے سے کہ اونکے ملک مین بے انتظامی
ہوئی تم گوارا کروگے بلکہ تم اسکا جواب دوگے کہ ہم آپ سمجھ لین گے اور تصور کرو کہ اگر کوئی تمھارے
گھر مین مداخلت کرے یا کوئی ہمسایہ زبردست تمھارا گھر آکر چھین لے آیا اسے گوارا کروگے۔
سب نے بالاتفاق جواب دیا نہین۔
بعد اسکے میجر برڈ نے کہا ایہا الناس تمنے حفاظت دو اضلاع کوچک ترکستان کیواسطے خون
اپنا حلال جانا اسواسطے کہ جور وبدعت سے روسیون کے اور اسپر کرور ہا روپیہ خرچ کیا
اسی طرح کب گوارا کروگے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر بادشاہت اودھ کو لے لیوے اور مملکت
اودھ ملک بلجیم سے زیادہ نہین ہے جو بادشاہ وہانکا چچا ہماری ملکہ معظمہ کا ہے سبھون نے جواب دیا نہین
پھر صاحب نے کہا آیا تم اس جبر صریح کا انصاف نہ کروگے مین تمسے چشمداشت انصاف رکھتا ہون اور
یہ خاندان عالیشان تمسے اعانت وامداد چاہتا ہے پس اگر تمھین اعانت وامداد منظور ہے میرے
ساتھ سہ مرتبہ حرّا کہو خلاصہ سبھون نے حرّا کہا اور اس داستان پسندیدہ سے بہت متعجب اور معقول ہوے
میجر صاحب نے یہ داستان زمان سلطنت حال بیان کی اگر مقدمہ راجہ چیت سنگھ بنارس یا اعانت
جنگ سکھ اور نیپال لارڈ ماٹرا صاحب بیان کرتے تو اس سے زیادہ استعجاب ہوتا مگر اب جو
نتیجہ انجام کار ہوا کیا فائدہ تھا اگر اسکا فی الحقیقت انصاف ہوتا تو حرّا کہنا صادق آتا۔
میر جعفر علیخان بہادر رئیس سورت مرزا علی اکبر خان بہادر انکے منشی حیدر جنگ بہادر مندراسی
حافظ صدر الاسلام مندراسی مولوی غلام خان وکیل ناگپور سید ابراہیم ناگپوری یہ سب لندن سے
شاہزادون کی ملازمت کو آئے تھے جناب عالیہ مع اسکے درجہ اول کے کمرے مین تشریف رکھتی تھین
یہ لوگ ان طرف اوس پردے کے تھے بالاخانہ کی راہ اونھین کمرون کے دروازون سے تھی۔ چنانچہ
ان لوگون نے ملازمت چاہی لیکن اوس کے حائل ہونے سے راہ نپائی اور ایسی پردہ داری

گئی تھی کہ اگر دروازے کمرے کے کھلجاتے توبھی کچھہ نظر نہ آتا ۔ بس جناب عالیہ نے لوگون کے واسطے
اپنی تکلیف گوارا کی اور اجازت جانے کی دی آگے قنات کا پردہ کرلیا اور جھلملیان دن رات
بند رہتی تھین دروازہ پر خواجہ سرا سرگرم حفاظت رہتے تھے اور بعض اوقات محلدارین باہر آتی
جاتی تھین اہل شہر اس قرینے کے دربار ہندوستانی سے بہت متعجب ہوتے تھے اور ہر وقت
گرد مکان کے ہجوم عام رہتا تھا سب ملازم دوشالہ پوش نظر آتے تھے اور قہوہ خانہ ملازمین
خالی کردیا تھا اندر کے کمرون مین معززین رہتے تھے نوکر چاکرون بھر بازارون مین پھرتے
تھے ۔ میوہ جات مرغ وغیرہ فواکہات مول لیتے تھے ہُودون مین روپیہ رکھتے تھے ۔
۲۲ ۔ اگست مطابق ۲۱ ۔ ذیحجہ روز شنبہ مشہور ہوا کہ صاحبان عالیشان جو معززین
ہین اور ہم شاہزادون و جناب عالیہ سے ملاقات کو آئینگے دروازہ پر مجمع انبوہ خلایق ہوا
لیکن سوائے زمیندار جاگیردار اور امرا اور اعزائے ولایت دوسرے کو اجازت حضوری نہوئی اور
بعد ۳ بجے ڈنکو دربار قرار پایا اور ۴ بجے ملاقات جناب عالیہ اسمین کثرت لوگون کی عمارت
کے سامنے بہت سی ہوگئی اور پردگیان عصمت کے دروازہ بخط فارسی انگریزی لکھکر لگا دیا
کہ کوئی اندر داخل نہون چوبدار عصائے سنہری روپہلی لیکر اہتمام کو کھڑے ہوئے برنڈن صاحب جو
صاحب مترجم حاضر ہوئے اور سوائے امرا کے کسیکو اجازت داخلی نہوئی اور دربار بالاخانے پر ہوا کیواسطے
کہ شاہزادے وہین تشریف رکھتے تھے اور ملازمین زینے پر کھڑے ہوکے صاحبون کی رہنموئی کیواسطے
جب ۳ بجے میجر برڈ صاحب شاہزادون کے پاس گئے اوسوقت دونون شاہزادے
کمرے خاص مین ٹہل رہے تھے مرزا ولیعہد کا لبادہ کارچوبی طلا سے مغرق سرخ رنگ کا جنرل
صاحب کا آبی روپہلی تاج شاہانہ مکلل بجواہر سر پر شمشیر ولایتی مغرق بر تکلف زیب کمر تھی خواجہ
سرائے حبشی پیچھے کھڑے تھے جو صاحب داخل ہوتا تھا میجر صاحب اوسکا نام لیتے تھے وہ کمال
تہذیب سے سلام کرکے دوسرے کمرے مین جاکر بیٹھتا تھا جب سب بیٹھ چکے شاہزادے آکر دنگل
بیٹھے اور صاحب کرسیون پر اس مجمع مین ارل آف ہارڈوک اور اونکی لیڈی ہی یا کرنے دائے کونٹ ارسٹین
ڈمرل آس گٹ سر جارج سیل سر جارج جنرل پالک آمرا کے لکھنؤ جو زمان جنت مکان ریزیڈنٹ تھے
اور اونکی لیڈی وغیرہ شرفیاب ملازمت ہوئی جنرل صاحب اور جنرل پالک مین باتین ہندوستانی

شروع ہوئین اور صاحب کمال غور سے سنتے تھے بعد تھوڑی دیر کے شاہزادے اوٹھ کھڑے ہوے اور بہت اخلاق سے پیش آئے صاحبان عالیشان بھی اوسی تعظیم و تکریم سے موافق دستور سر جھکا کر رخصت ہوے پھر اوسکے بعد اور صاحب آئے اوسی طریق سے ملاقات کی رخصت ہوے شاہزادون کے بشرے سے تہذیب اخلاق ظاہر تھی

۸ بجے ۳۰ میم اوس شہر کی حاضر خدمت جناب عالیہ ہوئین مسٹر ندن صاحب کی بی بی اور ایک میم جو مدت تک کانپور مین رہی تھی یہ دونون مترجم تھین جب میم آئین جناب عالیہ ذیگل پر بیٹھین ۸۔ اور خواص عورات مقربہ لباس فاخرہ پہنے دوشالے بھاری اوڑھے تھین لباس جناب عالیہ سب سے زیادہ عمدہ زیب گوش ہوش و بجلیان تھین اپنے بیٹے اور پوتے سے بہت اشبہ تھین اور حسین صورت بہت اخلاق سے میم سے پیش آئین لیڈی ہارڈوک سے فرمایا افسوس ہی کہ مین تم سے انگریزی مین بات نہین کر سکتی یہ صحبت بھی ربع ساعت تک رہی اسعرصہ مین دونون شاہزادے بھی آکر شریک صحبت ہوے اور اپنی ما نکے پہلو مین بیٹھے۔ تین حکیم پانچ منشی ساتھ تھے۔ شاعر نے حسب حال وقت خاص خوب کہا ہے

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند

اگر بچشم غور انصاف کیجیے تو ایسی صحبت بھی لندن مین قابل یادگار ہی مگر افسوس ہی کہ اسکا انجام کار نہوا

سوتھمپٹن سے روانہ ہوتا لندن مین پہونچنا،

قافلہ شاہی ۳۰ اگست وقت شب مطابق ۲۸ ذیحجہ سہ شنبہ کو ریل پر سوار داخل لندن ہوا اوسی اہتمام سے پردہ داری سواری ہوئی۔ اہل شہر نے ہجوم کیا ہر چند چاہا کہ دیکھین لیکن کوئی دیکھنے نپایا جب ٹرین سے چلنے لگے لوگون نے مثل دستور ہند سر پر ہاتھ رکھا خدا حافظ کہا ایک گاڑی درجہ اول ۲۔ درجہ دوم باقی دو اور درجہ سوم کی تھین ۱۱۰۔ آدمی ساتھ تھے پانسو صندوق بارہ ہزار روپیہ کرایہ وایٹ صاحب مہتمم ٹرین کو دیا جو داخل ہارلی ہوس متصل شارع عام جدید مقام قیام ڈیوک برنسوک ہی ۵ ہزار روپے کرایہ سالانہ کا لیا اور ہالفرڈ ہوس محلہ ریجنٹ جو اس سے عمدہ دس ہزار سالانہ کا تھا نلیا ناپسند ہوا ہوگا مرزا ولیعہد جنرل صاحب کو کسی نے نہ دیکھا اگرچہ

بعض جانہ میں جہالقدری کیا کرتے تھے بین و اخلاء شہر ۳۱ اگست کو ہوا ملازمین مترجم کے ساتھ
بازار میں اسباب خریدتے پھرتے تھے دن بھر آپس میں غل مچاتے تھے مثل اپنے شہر کے
یہ نہ سمجھے کہ تمام شہر تہذیب سے بھرا ہوا ہے ڈپٹی مرزا عباس بیگ صاحب کہتے تھے کہ اپنے
اپنی مدت قیام لندن میں کسی بچے کی رونے کی آواز نہین سنی پکارنا اور چلانا کیسا انتظام شہر کی
اب تعجب اور مقام حیرت ہے کہ قریب لندن وہ اہتمام با احتشام گذر گیا ہے تھا کہ
شہر خاص یا تخت شاہی میں اوس سے زیادہ ہوتا مگر ہوا کوئی استقبال کو نہ نکلا اسکے سبب بہت
سے خیال میں آتے ہیں کہ حکام نے استقبال مناسب وقت نسمجھا ہو دوسرے میر مہدی کی توضیح و
تشریح جسکی تصدیق خاص و عام نے باتفاق کی اور رعایائے خاص شہر و آراستہ مزاج سب ہیں
اور منصف ہیں کسی پر کوئی جبر و ظلم صریح گوارا نہین کرتے تیسرا سبب یہ تھا کہ جناب ملکہ معظمہ
دام اقبالہا اور اکثر اعظم ارکان سلطنت باہر چلے گئے تھے اسیطرح اور بھی سبب باطنی ہو
ہوں واللہ اعلم یہ امور سلطنت ہیں اسکے سوا یہ سبب قریب عشرہ محرم جناب عالیہ اور
جنرل صاحب کو بھی جلدی منظور تھی چنانچہ مولوی مسیح الدین خان نے متواتر عرض
کیا کہ پہلے حضور ناکتہ شہر میں ٹھیرن فدوی داخل شہر ہو کر حکام کو بطریق مناسب تکلیف
استقبال دون اور یہ امر کچھ دشوار نہین اکثر صاحبان عالیشان کی چٹھیان میرے
پاس ہیں مگر حال منظور خاطر نہوا اور ایک اور امر ہوا کہ بعض مشیران نافہم کی صلاح سے ایک
خط اپنے احوال کا صاحبان کمپنی کے پاس بھیجا جلیس الدولہ اوسے لیکر گئے پھر منشی فی
عرض کیا کہ پہلے صاحبان کمپنی کے پاس خط بھیجنا مناسب حال نہین اور اگر یہی منظور ہو تو اوسکے
جواب کا انتظار کیجیے غرض اب اختلاف آراء اور آپس کا خلاف ہونا شروع ہوا اقبال ذی شان سے پہلو تہی کی

بعض حالات کلکتہ و لندن بطریق اجمال

بعد پندرہ دن کے روانگی قافلہ شاہی کے جب جہاز مسماۃ ہندوستان سویز کو جانے لگا
پانچ شخص عازم لندن کرنے کی تجویز ہوئی ایک میر اولاد علی منجملہ مشاہیر لکھنؤ جنھون نے اپنا
خطاب عزت نشان لوگون سے رفع اشتباہ اور منع مفسدہ خاص کیواسطے مشہور کیا تھا دوسرے

جرأت علی خان جو بسبب ناک کے چشم زخم سے قافلے کے پیچھے رہ گئے تھے تیسرے باقر علی بھائی ناخدای جہاز چوتھے شیخ علی امجد مرد مسن جہاندیدہ خواص سلاطین کی تجویز سے پانچوین ہر فرجی پارسی بادشاہ نے رفع خدشہ خاطر اقدس کو منشی میر باقر علی معتمد نواب منور الدولہ کو اپنا سمجھکے محض تحقیقات کو جہاز پر بھیجا کہ تم جاؤ بچشم خود دیکھو اون لوگون کو کون کون اشخاص متخذ سے ولایت کو جا تے اسکی وجہ یہ تھی کہ فقط میر اولاد علی کا جانا منظور خاطر نہ تھا کسواسطے کہ اونکے کردار سے خوب واقف تھے غرض منشی جی نے جہاز پر جاکر شیخ کہتے تھے کہ خود مجھسے اور میان جرأت سے میر صاحب کو پوچھا ہمنے جواب دیا یہان تو نہین ہین یعنی جہان ہم ہین منشی جی کی دم کہا رہے حالانکہ اونکو کپتان جہاز سے حسب الحکم شاہی دریافت کرنا تھا اور میر صاحب سے بامنت سمجھا چکے تھے کہ از برائے خدا میرا نام نہ بتانا ورنہ میرا سارا کام بنا بگڑ جائیگا خلاصہ ایسے امور سے درگذر کرنا بہتر ہے غرض بعد کئی دن کے شیخ جی میان جرأت بیمار ہوے میان کو شدت خارش نے جان سے تنگ کیا شیخ جی قریب مرگ پہونچے لندن سے منہ موڑا سویز سے بہزار خرابی کلکتہ آئے وہان سے ناکام بیمار لکھنؤ جیتے پہونچے میان جرأت اچھے ہوکر مع شریک چار یا جسطرح مذکور ہوا داخل قافلہ سلطانی ہوے

جب حال صحبت اغیار مولوی مسیح الدین خان نے یہ دیکھا نوسے روپیہ کرایہ کا گھر لیکر علیحدہ رہے اور اپنی آبرو عزت کو ڈرے کہ بادشاہ نے مجھے مختار معاملات فرمایا ہے مقتضای شرافت و ایمان یہ ہے کہ بدل و جان نمک حلالی نیکنامی سے ہر امر کو بجالاؤن اب حال صحبت کا یہ ہوگیا ہے مبادا اسکے واسطے کوئی صورت الزام بدنامی کی پیدا ہو لہذا ایسی صحبت سے کنارہ کرنا بہتر ہے مگر پہلے عرض حال کرنا بادشاہ سے مناسب ہے اور ابھی میرے پاس خرچ اسقدر ہے کہ کلکتہ پہونچ جاؤن پس اگر چندروز مین یہ خرچ ہوچکا تو اس سفر غربت مین کیا کرونگا خلاصہ ان وسوسون سے بادشاہ کو عرضداشت ارسال کی اس عرصہ مین میجر رضا اپنی جدو جہد سے باگ رد کی سید عبد اللہ بھی کنارے ہے اسکے پیشتر یہ بھی داخل صاحبان کونسل ہو تھی بلکہ وہین رہتی تھی بعد اسکے کچھ ایسا سبب ہوا کہ گھر سے باہر ہوکے چلیس الہ دلہ بھی الگ ہوگئی ان سبکے بدلے میر جعفر علیخان نواب سورت کے داماد پیش ہوے انکی حال سے بھی ہر شخص واقف تھا جنرل صاحب

جب یہ حال دیکھا باعث توحش خاطر ہوا اور فرمان بادشاہ متواتر احکام مختلف کے پہونچنے
لگے اس سے اور زیادہ تحیر ہوتا تھا مرزا ولیعہد بہادر سے بھی لوگون کی جہت سے امر خلاف
ہونے لگے خلاصہ بہر صورت عافیت تنگ ہوئی لیکن جنرل صاحب ازبسکہ جناب عالیہ کی اطاعت
حد سے زیادہ مثل حبت مکان کے کرتے تھے بجز سکوت کے نہ فرماتے تھے آخرکار شرح حال
عرضحال بادشاہ کو لکھا اور رفتہ رفتہ صورت نفاق خانگی بھی پیدا ہوئی اور اختلاف سے
مشیران قدیم وجدید کھل گیا حاسدین اور منافقین جو در کمین اپنی گھات مین لگے ہوے
تھے وہ شماتت کرنے لگے ایسے مقدمات کی زیادہ توضیح کی کچھ احتیاج نہین کسواسطے کہ
اسی اختلاف نے لکھنؤ سے لندن دکھایا بعد اسکے جنرل صاحب نے مسیح الدین خان
کی بہت دلجوئی فرمائی اور عرضداشت ان سب حالات اور کیفیت ملازمین اور صلاح کار
اور مشیران خاص کی بادشاہ کو روانہ کی اور تکلیف خرچ لابدیات کو بھی لکھا۔ مرزا ولیعہد بہادر
نے ہدایا تحفہ حضرت کو ارسال کیے اور باقر علی اور ہر فرجی پارسی کلکتہ پھر آئے۔

فرمان وحکمنامجات بادشاہ لندن کو

جب متواتر عرضداشت مختلف نیرنگی احوال کی نظر اقدس سے گذری ہر ایک کے فرمان
حکمنامہ بتاکید بلیغ روانہ ہوا اور جواب کتاب بلیو بک جنرل سلیمن صاحب مشعر خرابی و
بدانتظامی سلطنت بہ تصریح لکھی تھی بھیجا چنانچہ ایک جلد بہ کتاب جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی
واسطے مع محبت نامہ جسکا مضمون ظاہری یہ تھا کہ بعد حمد و نعت موافق دستور زمانہ شاہان
اور بیان شکریہ اس سلطنت نسبت اسلاف کرام اس خاندان اور کچھ احوال انتزاع سلطنت
ایسٹ انڈیا کمپنی انگریز بہادر کا بہ تجویز لارڈ ڈلہوزی صاحب بہ طبق احوال مظنون صاحبان
رزیڈنٹ لکھنؤ اور بربادی وخرابی مال واسباب خانگی اور تباہی اور پریشانی رعایا و
رئیسان شہر اور آوارہ وطن ہونا اپنا اپنی اس بے سر وسامانی سے اور نسبت علالت مزاج خود کلکتہ
مین رہنا اور جناب عالیہ جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر کو استغاثہ کو بھیجا اور جواب بلیو بک جو
صاحبان پارلیمنٹ اور ارکان دولت بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین بسبب توضیح تمام لکھا گیا

ایک زبان اردو مین جنرل صاحب کو اس مضمون سے کہ تمھارے ساکت وخاموش بیٹھنے اور عدم توجہی نسبت مرزا ولیعہد بہادر اور بعض مردم عوام کا شوری خاص مین داخل ہونا اور اشارات بعض مقدمات خاص سے سراسر باعث استعجاب وحیرت کا ہوا لہذا لازم ہے کہ حسب الحکم ہذا جو تصریح لکھا ہی بجا لاوین اور جو لوگ غیر معتمد ہین اونھین جلد روانہ کلکتہ کردیا بدولت کو جو کچھہ مناسب وقت تھا وقت روانگی سب طرح سے تمھین بخوبی سمجھا دیا ہی اور مرزا ولیعہد بہادر سے تمھارے فرزند کے ہین کسواسطے کہ بھتیجے اور بیٹے مین کچھہ فرق نہین اور غالب ہی کہ وہ بھی از راہ سعادتمندی تمھاری فرمانبرداری سے باہر نہونگے کہ سراسر موجب میری خوشی کا ہی جواب کتاب بلیو بک بہت تصریح وتوضیح سے لکھکر بھیجا ہی چاہیے کہ موافق تحریر مقدمات مندرجہ کے ہر مقدمہ کو انجام پہونچانا اور اگر احیانا کسی مقدمۂ خاص مین جوابدہی سے عاجز ہوا دے حضور اقدس پر محول رکھنا یہان سے اوسکا جواب شافی جائیگا۔

محبت نامہ اور ایک جلد کتاب جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو بھیجی ہی وزیر اعظم کے واسطے گذرانا اور ایک جلد خود وزیر اعظم کو اور ایک شاہزادہ پرنس کو دینا اور تین سو جلد اور بھیجی ہین جسے قابل اور مشتاق دیکھنا دینا۔

ایک انگریز جلیل القدر خاندانی عالی مترجم زبان فارسی واردو کمال متدین اوسمین مقرر کرو جو اپنی طرف سے کسی طرح کا دخل وتصرف نکرسکے اور ہم لاکھہ روپے جو آگے بھیجے ہین واسطے عمارات لابدیات وغیرہ کے اوسکے صرف بیجا کا خیال رہے فقط۔

ایک عریضہ اردو مین جناب عالیہ کو کہ آپ بہر صورت مالک ومختار با دولت مین اور توضیح بعض مقدمات کی تھی۔

ایک عریان مرزا ولیعہد بہادر کیواسطے مشعر اطاعت وفرمانبرداری جنرل صاحب اور ملاقات عمائد ولایت مین۔

حکمنامہ مولوی مسیح الدین خان کو کہ تمھاری بیدلی اور برخاستہ خاطری سے باعث استعجاب خاطر اقدس ہی لازم ہی کہ سب مقدمات کو حسب الحکم بتفویض منضبط کمال بامانت ودیانت خیرخواہی تکمیل کو پہونچا لاکر مستعد بجا آوری احکام مفوضہ رہین اور کسیطرح کا خدشہ اپنے دل مین نکرو

غم سے بہرحال اطمینان خاطر ہمایون ہے ۔
ایک حکمنامہ جلیس الدولہ کو اور مولوی نور الدین احمد کو بتاکید و ترتیب کو افادات او
متعمد ہونے کاروبار سرکار مین فقط ۔ ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۷۳ھ روانہ ولایت ہوا ۔
بعد روانگی جناب عالیہ بادشاہ نے محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر کو بھیجا کہ بدولت اقبال
نے بسبب علالت مزاج سفر دریا شور مناسب نہ سمجھا کلکتہ مین رہنا بہتر جانا مگر جناب عالیہ
جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر کو بمنزلہ ذات خود سمجھکر بہ جماعت ہمراہی قلیل روانہ ولایت کیا ہے
لازمہ محبت یہ ہے کہ جو مقتضائے شفقت قدیم اس سلطنت عالیہ کا چلا آیا ہے ارکین سلطنت
باحسن طریق پیش آئینگے کہ موجب تسکین شکستہ دلون کا ہوگا ۔
نواب گورنر جنرل بہادر نے اسکا جواب بکمال تہذیب بھیجا کہ نیاز مند کو روانگی قریبا
قریبہ دس والا دودمان سے مطلق آگاہی نہین ہوئی لہٰذا بموجب ایما حضرت حکام سلطنت
ولایت کو درباب حفظ مراتب و پاسداری بخوبی لکھا جاتا ہے کسیطرح کی تکلیف نہوگی ۔
کہتے ہین کہ قبل از روانگی جناب عالیہ اس خیال سے محبت نامہ نہ بھیجا کہ شاید کسی حیلہ ماہر
سے روانگی منزل مقصود مین توقف ہوجاتا ۔
جسدن سے حضور عالم کلکتہ تشریف یاب پابوس شاہی ہو جو مقتضائے تدابیر امکان بشری
تھا عرق ریزی اور جانفشانی سے قصور نہ کیا لیکن چارۂ تدبیر بشری بہرحال تقدیر سے مجبور
ہے خلاصہ دستور معظم نے محض اپنی حسن رسائی ظاہر و باطن سے بعض ہواخواہان روابط ظاہری
اور تعارف کار آمدنی اکثر حکام عالیشان کلکتہ سے پیدا کیے اور صاحب سکرٹر اعظم اور
نواب گورنر جنرل بہادر سے مقام خلوت مین ملازمت بھی حاصل کی اور بالفعل بعد
رہائی قلعہ سرہنٹہ مین صاحب سکرٹر کے پاس جانا لازم پڑا ہے بے اجازت سب کا کہین
جا بھی نہین سکتے یہی صورت فہمایش جنرل اوٹرم صاحب بادشاہ سے رہی اور سب طرح
کے نشیب و فراز دنیا سے توضیح عرض کیا لیکن مرتبہ عبودیت مرضی اقدس کے بالا نہین ہوتا
اس جہت سے مستعد ہو کنارہ کش ہو منشی صدر کشمیری منصرم [illegible]
و آخر کار نواب اقبال الدولہ [illegible]

سبحان اللہ وہی انبوہ رنگ کھلا ہیچ ہے ع - امور مملکت خویش خسروان دانند
مثل مشہور ہے جو دیتے تھے وہی دو -

حضور عالم نے آقا حسن خان جدید الاسلام یعنی موہن لال سابق قوم کشمیر ساکن شاہجہان آباد کو سفر زمین معتمدین گورنمنٹ جان کر ولایت بھیجنے کو تجویز کیا کہ یہ معرکہ کابل و قندھار میں سرکار میں بہت نیک نام اور لندن بھی گئے ہیں اراکین سلطنت سے روابط بھی رکھتے ہیں دستور ولایت سے خوب واقف ہیں ہزار روپیہ ماہوار پنشن سرکاری پاتے ہیں لیکن طرفین سے کئی سبب سے یہ صورت نہ ہوئی -

جنرل محمد حسن خان بیٹے نواب روشن الدولہ کے اکبر آباد سے کلکتہ بانیہ منصب سفارت شاہی گئے کسواسطے کہ اپنے ایام خانہ نشینی میں زبان انگریزی سے واقف ہوئے تھے اور حکام نزدیک بھی اونکا طریق رفتار نسبت ہندوستانیوں کے فی الجملہ پایہ اعتبار میں تھا لیکن بادشاہ نے بخیال مقدمات ماضیہ حضرت خلد منزل مناسب وقت نسمجھا اس جہت سے نوبت ملازمت بھی نہوئی ناکام پھرے ۱۵ سو روپیہ کی زیرباری سفر کے آنے جانے میں ہوئی زبانی میر محمد رضا داروغہ جنرل صاحب -

نظام الدولہ سید علیخان بیٹے نواب معتمد الدولہ کے کانپور سے کلکتہ فقط اپنے خلوص محبت سے گئے تھے ایک دن سید حسین میر مطلوب شاہی کو بگھی میں اپنی گاڑی میں سوار ہو کر جاتے تھے کہ داخل در دولت ہوں دربان نے منع کیا کہ آپ کیواسطے حکم حاضر ہونے کا نہیں ہے گفتگو ہوئی آخر بد دماغ ہو کر پھر گئے حضور عالم سے رخصت ہو کر کانپور چلے آئے ہر چند بادشاہ نے فرمایا کہ اونکے واسطے ممانعت نہیں تھی لیکن وضعداری نے کام فرمایا پندرہ ہزار کے عبث زیربار ہوئے -

نواب باقر علیخان تیسرے بیٹے نواب معتمد الدولہ نے بشیر الدولہ مرزا فدا حسین خان منجم سلطانی کی معرفت چاہا کہ کچھ رسوخ حسن خدمت سرکار نواب خاص محل صاحبہ میں پہنچے چنانچہ انکی معرفت کچھ تحفہ طلائی قیمت مناسب نسبت اوروں کے ہزار دو سو روپیہ اونکو بھی بتکلیف خرچ بھیجکر دیے اور بعد تشریف فرمائی بادشاہ کا کلکتہ پھرنا اور راہ سفر دیگر روانہ کلکتہ کے ہو جب ناکام پھر آئے

انسے ملاقات بھی نہ کی مرزا صاحب لکھنؤ آئے بعد اس ہنگامۂ فساد لکھنؤ پھر ارادہ کلکتہ کیا کتنی مہینے تک بنارس مین مولوی گلشن علی مہتمم سرکار راجہ بنارس رہے پھر کلکتہ پہونچے اندنون کہ بادشاہ قلعہ مین تشریف رکھتے تھے مصلح السلطان نے عرضحال کیا پنشن سلطانی مقرر ہوا ہر روز اپنے گھر مین مجلس کرتے رہے ایک دفعہ پانچہزار روپیہ بھی سرکار سے عتبات عالیات جانے کو ملا مگر اتفاق نہ ہوا وہین انتقال کیا۔

پھر عہدۂ جلیلہ سفارت حضور عالم نے مظفر حسین خان کمبوہ کو خلاف مرضی بادشاہ مقرر کیا چندروز مامور رہے ایکدن صاحب سکریٹر اعظم کو کوئی کلمہ گستاخانہ جواب مین دیا ناگوار گذرا معزول ہوے اونکو لوڈ صاحب کمشنر الہ آباد نے وقت رخصت دوستانہ سمجھایا تھا کہ تم مطمین رہوا سے غنیمت جانو بادشاہ کے روزگار کے متمنی نہونا خراب جاؤ گے انکو مع نفسانی کب چھوڑتی تھی حضور عالم نے خود ارادہ لندن بھی کیا تھا لیکن بادشاہ نے انکی مفارقت اپنے سفر دور دراز کی گوارا نہ کی بلکہ کیا عجب تھا اونکو اجازت گورنمنٹ سے نہ ملتی کسواسطے کہ کلکتہ سے باہر بے اجازت نہ جاسکتے تھے اور بالفرض اگر جاتے بھی تو اودھر ون سے کیا ہوا تھا جو انسے ہوتا۔ انجام کار تو یہ ہوتا تھا جو ہوا جیسا جینے پھر دیکھا

حاجی توکل کا لندن سے کلکتے آنا اور محبت نامہ گورنر جنرل بہادر

حاجی توکل خواجہ سرا جیشی ہمراہی جناب عالیہ سے حسب الحکم مع شقۂ خاص جناب موصوفہ کلکتہ پہونچے باریاب شرف ملازمت ہوکر خلوت مین عرضحال ولایت مشروحًا بیان کیا جو تحایف ولایت لائے تھے گذرانے نواب خاص محل صاحبہ کو دیے باقی کوئی احوال مفصل نہ کھلا کہ کیون آئے پھر وہ لکھنؤ مین آئے۔

۲۴۔ جمادی الثانی مطابق ۲ فروری روز جمعہ محبت نامۂ نواب گورنر جنرل بہادر حسب شقہ حضور شاہ مین گذرا حاصل مضمون یہ تھا کہ قبل ازین در باب مکانات چتر منزل وغیرہ تحریر فرمایا تھا کہ برقندار کوتوالی نے بہت تشدد سے ۲ ساعت مین مکانات شاہی کو خالی کروا لیا جو مختص قیام صاحبات محلات تھا اور مطلق رعایت حفظ ناموس شاہی کی نہ کی اوسکا جواب

ملتوی رہا اب واگذاشت اور براست پھر بعض مکانات خاص سے کیے اور دوستی محبت نامہ
مین تمھاری ملاقات شاہی بھی بطریق زمان ماضیہ بشرط منظوری خاطر شریف تھی اوسکا
جواب عذر علالت مزاج اقدس کیا بعد اسکے بہ فہمایش منشی امیر علی خان بطریق دوستانہ از
راہ بے تکلفی ہوا اور تین لاکھ روپیہ شاید سرکار سے بہ عمارت مکانات دیے گئے اب تک
قبضہ سرکار مین ہین —

خطوط ولایت سے سبب اس تحریک اشتیاق ملاقات کا معلوم کر صاحبان کورٹ
آف ڈائرکٹرس نے تجویز کیا تھا اگر بادشاہ اور نواب گورنر جنرل بوقت ملاقات تصفیہ گفتگو
مقدمات خاص کا بے مداخلت وشراکت غیر کے ہو تو بہتر ہے مگر یہ صورت نہوئی چنانچہ
مظفر حسین خان نے بھی بصلاح حضور عالم صورت ملاقات ٹھہرائی تھی لیکن بادشاہ نے کسیطرح
نمانا اسمین گفتگوئی گستاخانہ بادشاہ سے بالمشافہ ہوتی آخر کنارہ کش ہوے —

مصلح السلطان انجم الدولہ اپنے بیٹے کی شادی کو جو میر یوسف علی خان کی بیٹی اپنی اونکی
بھانجی سے ٹھہری تھی بادشاہ سے رخصت طلب ہوے اور اسکے سوا اپنی ماںکا دیدار آخری
منظور تھا مگر حسب الحکم فسخ عزیمت کیا اور اس باب خاص مین کچھ مرحمت بھی ہوا آخر اپنے بیٹے
کو لکھا کہ تم امر ضروری سے فراغت کر لو پھر آنا ہوگا۔ یہاں اونکی ماں حسرت دیدار مین
مرگئین اور بیٹی بھی بعد شادی کے مرگئی خلاصہ یہ ملازم خاص نے درخواست لکھنؤ جانے
کی کی بالطبع ناگوار خاطر اقدس ہوتا تھا اور جو گیا پھر نہ گیا چنانچہ شفاء الدولہ مصاحب خاص اپنے
علالت مزاج رخصت ہو کر لکھنؤ آئے پھر نہ گئے سبب بھی ایسا ہوا تھا احتشام الدولہ حسین خان
باجازت لکھنؤ آئے تھے پھر نہ جاسکے بخیال اپنی خانہ بربادی کے جب بادشاہ قلعے
سے مع الخیر والعافیہ مقیم مین تشریف لائی ان دونون کو ضبط شرف قدمبوسی کا حکم نہوا

اخبار لندن میل سے

ایلچیان شاہی کا صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس کے پاس حاضر ہونا اور ملاقات

دونون شاہزادون کی صاحبان موصوف سے اور اونکا شاہزادون کے گھر آنا اور احوال جو خطوط لندن سے معلوم ہوا

۱۱- اکتوبر ۱۸۵۶ء دنکو ایک بجے مرزا اسکندر حشمت جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر قصر بلوری شاہی اجلاس جلوس خاص جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا مقام سٹیدہم مین تشریف فرما ہوے ۸ گاڑیان سواری خاص اور ملازمین کے واسطے منگوائین نواب جعفر علیخان نواب مہدی علی خان خویش نواب احمد علی خان رئیس رامپور دو منشی ۴ خواجہ سرا باقی جلوس سواری ضروری کثرت اہل شہر سے بڑا ہجوم ہوا تماشا ے عجیب سمجھکر سب جمع ہوے —
اس مکان عالیشان کی رفعت و عظمت و نقش و نگار بوقلمون صفائی و شفافی جسے دیکھکر آئینہ کو حیرت آجاے اور زیب و زینت و آرایش اور آراستگی موزون ہر قسم کے لوازمات سے بہ تکلف تمام جسکے مشاہدہ سے حیرت و استعجاب ہو کہ کبھی کسینے کہانی یا قصہ خیالی مین بھی ایسا پر شان کارستانی نہ دیکھا ہوگا اور نہ سنا ہوگا زبان ماضیہ مین شعر مشہور شاہجہان آباد کے واسطے لکھا تھا وہ مختص ایسے مکان کے شایان ہے اور اوسکی مجموع خوبی و صنعت قابل دید نہ شنید ہر چیز کا بیان زبان حال سے ممکن نہین ہے

تراد یدہ و یوسف راشنیدہ — شنیدہ کے بود مانند دیدہ

خلاصہ فرش پشمینہ قالین کشمیر جسکے وسط مین لفظ بالمد کار زردوزی تھا جنرل صاحب نے ازراہ آداب ایمانی پانون رکھنے سے تامل تھا ایک بڑی نہر آب اوسکے صحن مین جاری اوسکی خوبی بیان سے باہر ہے اس طلسم دنیا کے دیکھنے سے شاہزادونکو کمال تفریح و مسرت حاصل ہوئی اتفاقاً جنرل اوٹرم صاحب سے بھی وہین ملاقات ہوئی ہر چند صاحب کیواسطے سے تعارفات ظاہری طرفین سے ہوئی ایک رفیق مرزا ولیعہد کہتے تھے کہ ایکدن جنرل اوٹرم صاحب اکیلے چھتری ہاتھ مین لیکر مکان پر آئے خبر کہلا بھیجی کہ اوٹرم جسنے تمہارا ملک لیا حاضر ہے جب سامنے گئے مثل دستور ولایت شاہزادہ سمجھکر کھڑے رہے کرسی پر نہ بیٹھے ہر چند فرمایا کہ مثل ملاقات لکھنو پیش آنا چاہیے مگر قبول نہ کیا بعد اسکے مرزا ولیعہد نواب مہدی علیخان

باہم تشریف لے گئے وہاں تماشائے اراضی و سماوی دونوں دیکھکر مراجعت فرمائی ۔ مہ
مدت طول خلافت وہاں نائبیہ جو پارلیمنٹ کو ہوتی جناب ملکہ معظمہ انگلستان کو تشریف فرمائی ہو
تھین یہاں جنرل صاحب مولوی مسیح الدین خان برنڈن صاحب بسبب وجوہات سابق
الذکر حالت سکوت مین تھی منتظر حکم شاہی اس عرصہ مین فرمان شاہی محررہ ۱۱ ربیع الثانی
مطلب ہو پہنچا حریف سنگر گوشہ کمین مین جا کر بیٹھے اختیار رکھی جنرل صاحب و مولوی صاحب و میجر برڈ صاحب
کو ہوا اپنا کاروائی مشورہ یہ ٹھہرا کہ صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس سے عرض حال مشروحاً کرنا چاہیے
کہ حجت تمام ہو اور انکا پہلے مکنون خاطر و مافی الضمیر دریافت کرنا بہتر ہے کہ واسطے کہ بعد انفصال بھی
انہین کے تحت حکومت و اختیار مین رہیگا بظاہر راہ راستی و صورت آشتی باقی رہیگی
چنانچہ ایکدن میجر صاحب مولوی صاحب انکے پاس گئے صاحبان عالیشان کمال اخلاق و
پاسداری سے متوجہ حال ہوا انہین تعارفات کی باتون مین مستفسر اختیار کرنے ایسے سفر دور دراز
کے ہوئے مولوی صاحب نے جواب دیا کہ نظر بوثوق مواثیق فیمابین سرکارین عالیتین مدت ممتد سے نقش کالحجر
تھا لیکن تجویز اہالیان سرکار دولتمدار سے وہی نقش کالحجر بالفعل نقش بر آب معلوم ہوتا ہے جو بنظر
عالم باعث تحیر و استعجاب کا ہوا کہ انتزاع ممالک محروسہ شاہی آیا کس طریق مواثیق ماضیہ سے
ہوا ہے چنانچہ بروقت استفسار صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ نے جواب صاف دیا کہ فقط حکم قطعی نواب گورنر جنرل
سے تعمیل اسکی ہوئی ہے اسکے بعد بادشاہ حالت سیر کی و ہمیشہ ساماقی ہین مع عیال خاص
اور جماعت قلیل ملازمین ہمراہ رکاب سے شدت حرارت موسم تابستان مین جلا وطن اختیار
کرکے کلکتہ تشریف لائے نواب گورنر جنرل نے وہی جواب فرمایا کہ حسب الحکم صاحبان
کورٹ آف ڈائرکٹرس و انہون نے باستصواب رکن رکین سلطنت ایسا حکم قطعی جاری کیا ہے
ہمیشہ حیلہ قدرت اور امکان سے باہر ہے اور قطع نظر اسکے بالاتر یہ ہوا کہ جو لوازمات
الطاف معمولی قدیم سے چلے آتے تھے خلاف رتبہ و قرب منزلت اس خاندان عالیشان
کے اہالیان سرکار سے ظاہر ہو وہ بیان سے باہر ہین پھر کیونکر موجب استعجاب جمیع وابستگان
سرکار دولتمدار نہ ہو جس وقت کہ ورود کلکتہ ایک ادنی ملازم سرکار شاہی کا نسبت زبان ما فی الضمیر
[illegible] کیا جاوے تو نظر عالم مین نسبت ایک ادنیٰ [illegible] ٹھہر گئی بس لیے آلام و مصائب

روحانی سے اس شدت حرارت تابستان مین مزاج شاہی زیادہ تر جادۂ اعتدال سے منحرف ہوا ان وجوہات سے کچھہ نہ بن پڑا سوا اسکے کہ خود کلکتہ مین قیام فرماتین اور جنابعالیہ جنرل صاحب مرزا ولیعہد کو اپنا جانشین و قایم مقام و وارث سمجھکر تھوڑے سے ملازمین سے روانہ ولایت فرمایا بس پہلے آپکی حضور مین عرض حال ضرور ہوا کہ آیا مدت دراز سے اس سرکار شاہی خلاف عہدنامجات ماضیہ آج تک کونسا امر سرزد ہوا جو باعث انتزاع ممالک محروسہ ہوا۔

جواب ہمنے بھی وزراے سلطنت کے حکم سے یہ امر کیا ہے خان موصوف نے عرض کیا کہ اگر مطابق مد ششم عہدنامہ فردوس منزل اہالیان سرکار کرتے تو البتہ تا مقام شکایت ہوتا جواب دیا کہ ہم نے اس عہدنامہ ہوا ہو تو ارشاد فرمائیے یا وہی عہدنامہ سابق چلا آیا ہی اور وہ عہدنامہ ہوا ہو تو ارشاد فرمائیے یا وہی عہدنامہ سابق چلا آیا ہی اور وہ عہدنامہ نہ تھا جو بابت ۱۶ لاکھہ روپے دفعہ دوم درخواست حضرت فردوس منزل ہوا اوسے اہالیان سرکار نے محض بپاس خاطر ہمایون بہ طریق قرض موبد قبول فرمایا ہی غرض اسی گفتگو خاص سے صاحبان موصوف نے تامل فرمایا مختارنامہ طلب کیا اور بعد مطالعہ تحریر مختاری کو منظور فرمایا بعد اسکے شاہزادون کی ملاقات کا ذکر ہوا کہ موجب تشفی شکستہ دلون کا ہوگا جواب دیا کہ اگر ہم پہلے سبقت ملاقات کرینگے موجب توہین سلاطین متفقہ مین ہوگا لیکن اگر وہ پہلے تشریف لائین خلاف اخلاق نہوگا اور ہماری ولایت کا دستور بھی یہی ہی پھر ہم اونکے مہمان ہونگے عرض کی کیا مضایقہ خلاصہ بڑی عزت و تکریم سے پیش آئے اور ہر سوال کا جواب شافی بکشادہ پیشانی دیکر رخصت کیا۔

خان موصوف نے یہ کیفیت خاص جنرل صاحب سے عرض کی اور تاریخ دن وقت خاص ملاقات تعین ہوا دوسرے دن صاحبان موصوف نے ایک جلد کتاب بلوبک جنرل سلیمن صاحب جسمین خرابی و انتظامی ملک اودھ مندرج تھی بجنسہ مع چٹھی انگریزی سے بیان تجربہ اور حریفون نے آتش افروزی کی کہ پہلے سبقت ملاقات آپکی شان و منزلت کے خلاف ہے مرزا ولیعہد کے فرمانے سے جنرل صاحب کو بھی تامل ہوا ہر چند خان موصوف نے بہت

وسماجت سے عرض کیا منظور خاطر ہوا آخر بنا چاری عرض کی کہ اب بناے مقدمہ ہاتھ سے جاتی ہے اور مشقت و عرقریزی سب میری برباد ہوئی جاتی ہے مین نے صاحبان موصوف سے وعدہ کیا ہے ان نمازون کے لگانے بجھانے سے کار سرکار ابتر وخراب ہوجائیگا اور اونکی غرض یہ ہے کہ مین صاحبون کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوجاؤن جنرل صاحب نے فرمایا سیاو اسیقت ہماری ملاقات سے اسقدر ہمارا احترام ہو تو موجب ہماری شکستہ دلی کا ہوگا عرض کی یہ ذمہ غلام کا ہے جیسا چاہیے ویسا ہی احترام سے پیش آئینگے خلاصہ بعد اسکے بنا یہ ٹھہری کہ اس تاریخ معینہ کو موقوف کروا ور دن اور وقت مقرر کرو خان موصوف نے چیٹھی صاحبان موصوف کو عذر علالت مزاج جنرل صاحب بھیجی کہ بعد افاقہ کلی مزاج عرض کیا جائیگا - ۱۶ جنوری روز جمعہ ۱۸۵۷ء جنرل صاحب مرزا ولیعہد ملازمین خاص سے بجلوس تمام بہرلی ہوس سے سوار ہوکے ۵ گاڑیان اور پہلی میں مولوی مسیح الدین خان بیجر بڑ دصاحب سوار ہوکر انڈیہ ہوس کو چلے راہ مین کثرت تماشائیون کی بہت تھی ــــ

جب گاڑی شاہزادون کی انڈیا ہوس کے پھاٹک پر پہونچی کئی صاحب پولیٹکل ڈپارٹمنٹ انڈیہ ہوس کے استقبال کو آئے سی آف شیپ اپرڈ یہ لوٹ سکرٹری چیرمین کمرہ دربار مین لے گئے جرنل سکیس چیرمن دربار ارڈی منگلس ایم پی ڈپٹی چیرمین وغیرہ ممبر مثل سر ہنری رالنسن - کرنل الفیٹ شیپ برڈ صاحب - کپتان السٹوک پرنسپ صاحب الیٹ میگنان صاحب منتظر شاہزادون کے تھے صاحبان عالیشان بعد بجالائے سلام شاہزادون سے بغلگیر ہوے ممبران دربار پہلے دالان مین لے گئے جہان ما اک دربار بیٹھے تھے مثالیت کرکے بٹھلایا بعد اسکے میوزیم یعنی عجائب خانہ مین سب باتفاق گئے جہان اجسام جانوران ہندوستان و رمانات قدیم مثل کالاصل تھے اور تصویرین شاہنشاہ فرانس و ملکۂ فرانس جو چند روز سے از راہ ہدیہ آئی تھین اور تصویرین خاندان سلطنت اودھ ابتدا سے تا زمان حال سکے بعد داخل کمرۂ لطامعقہ ہوے جہان تیاری ضیافت اقسام اطعمہ و ماکولات میوہ جات وغیرہ کمال حسن ونفاست سے آراستہ تھی باٹھہ صاحب فصحای لندن سی سرجمیس ایتھل سکرٹری کورٹ آف ڈائرکٹرس رکنس صاحب ڈپٹی سکرٹری اور امراے عظام سب جمع تھے بعض ماکولات شاہزادون نے

بلحاظ میزبانون کے کمال احتیاط سے میل فرماتے بعد ۳ بجے کے رخصت ہوئے

۱۹ - ماہ مذکور کو شاہزادے مع ملازمین خاص سر فریزر اسٹکلی کی ملاقات کو بکاڈلی مین تشریف لے گئے بعد اسکے رایٹ آنریبل پی ل ٹرکش صاحب کو طلب فرمایا دوسرے دن چیرمن ڈیرکٹس ایسٹ انڈیا کمپنی شاہزادون کی ملاقات کو آئے اور طریق ضیافت بہت تکلف سے ہوا-

خطوط ولایت سے معلوم ہوا کہ جب شاہزادے تشریف فرما تھے صاحبان سکرٹری نے راہ مین استقبال کیا اور چیرمن نے پھاٹک سے اور جب گاڑی فرودگاہ پر پہونچی سب صاحبون نے باہر آکر استقبال کیا اور حسب دستور ٹوپی اوتاری کھڑے رہے جب تک شاہزادے گاڑی سے اوترے اوسوقت چیرمن ہم پہلو سے مرزا ولیعہد اور ڈپٹی چیرمن جنرل صاحب کے پہلو باقی اور صاحب بعض آگے باہتمام اور رہبری کو مقام اجلاس تک لے گئے غرض کمال احتشام و احترام سے جو فراخور اس خاندان کے تھا بلکہ زیادہ تصور سے پیش آئے اور خوبی اور آراستگی اور زیب و زینت مکان اور شیشہ آلات اور گلدستہ نقشون اور آئینہ اور میز کرسی و مخمل - کیچنج طلائی و نقرئی اور سب لوازمات موزون اور مناسب ہر مقام کے جو بیان سے باہر ہے دیکھنے سے تعلق ہے -

صاحبان عالیشان نے پہلے میجر صاحب سے پوچھا کہ مولوی مسیح الدین خان انگریزی مین بات کرسکتے ہین کہا کہ تحریر ترجمے سے عاجز نہین مگر بولنے سے کم ربط ہے اس سے بہت خوش ہوے فرمایا ہم مین اکثر صاحب زبان فارسی عربی سے واقف ہین خلاصہ پہلے ہر صاحب سے بغلگیر ہوئے پھر مصافحہ معمولی ہوا پہلے حال سفر اور کیفیت سواری جہاز اور مصائب راہ کا ذکر ہوا مثل حال پرسی دوستان قدیم جس سے زیادہ تر موجب شگفتگی خاطر شاہزادون کا ہوا بعد اسکے مکان میوزیم مذکور مین سب گئے کہتے ہین کہ دور احاطہ مکان خاص کا ایک میل سے کم نہ تھا اور آراستگی اسکی نسبت پہلے مکان کے ہزار چند تھی اور تصویرات سلاطین ماضیہ اور تصویرین خاندان عالیشان اودھ کی اور کتب عربی و فارسی - عربی قلمی - عجائبات روزگار جو اقالیم ہند مین کسینے نہ دیکھی ہون اور کمرۂ ضیافت مین خوان نعمت کمات میوہ جات تر و خشک گلدستہ مرصع کار وہان صاحب

تکلیف دہ حاضری کے ہوئے انتظام نشست علی قدر مراتب ملازمین خاص سو توقت مرتھی مبارک شاہزادون
پڑتی چہرہ بلا دیکھا طرح دونون شاہزادون کے پہلو مین مولوی صاحب پہلوی مرزا ولیعہد بہادر
صاحبان عظام نے ازراہ دانشمندی خان موصوف سے کہا کہ تم مختار بادشاہ کے یہان بادشاہ کے
مین بیٹھو یہ خلاف دستور نہین اسمین یہ متردد ہوئے کہ شاید ناگوار شاہزادون کے ہو اور قرینے سے
معلوم ہوا کہ مرزا ولیعہد بہادر کے علیحدہ بیٹھنا منظور ہے شاید گفتگو سے معاملہ بلا واسطہ غرض رفع
خاطر کر گئے یہ اپنے طور پر گنج میز پر بیٹھے لیکن پہلے سے سمجھا دیا تھا کہ فقط لفظ استرداد ملک پر آپ
منحصر رکھیے گا خلاصہ باتین تعارفات کی شروع ہوئین ملازمین بے طبیعت ولیعہد مشغول خورش
میوہ جات ہوئے اور شاہزادے بھی بپاس خاطر کمال احتیاط اور پرہیز سے تھوڑا کھانا بطبع
نوش فرمانے لگے بعد اختتام صحبت کمرۂ خلوت مین سب صاحب گئے گفتگوی انتزاع ملک
شروع ہوئی اور خان موصوف نے ابتدا اور انتہا سے مقدمات بخوبی گذارش کیے صاحب
ساکت و خاموش رہے جواب شافی ندیا بلکہ اوسکے خلاف شکر کہنے لگے کہ خانصاحب تم
بہت تیز و تند ہو گئے ہو عرض کی آیا خلاف واقعہ یا خلاف ادب و منزلت دگر نہ انصاف تیز
ہے کسواسطے کہ اول مرحلہ یہ طے فرمایئے کہ اگر بعد عرض حال مقدمات ہمارا قصور ثابت ہو تو
ہم جب ہو رہین اور اگر نسبت اہالیان سرکار ہو تو معترف ہون اسصورت مین البتہ احتیاج ثالث
کی پڑیگی پس خواہ نخواہ مرافعہ طرفین محول پارلیمنٹ ہوگا اسکے بعد صحبت برخاست ہوئی شاہزادے
فرحان و شادان پھر آئے خلاصہ صورت مقدمہ ایک طریق سے براہ راست چلی آتی ہے

۱۲ جنوری کو صاحبان عالیشان مہمان دولتسرائے شاہزادون کے ہوئے لوازمہ
مہمانی و خاطرداری حد سے بیان زیادہ ہوا ہرچند کہ بے سروسامانی و غریب الوطنی سے خاطر
خواہ موافق مرضی ممکن نہوا لیکن طعام ہندوستانی سے جو ہر قسم کے موجود تھے صاحبان
موصوف کو بہت لذت چاشنی ہند حاصل ہوئی بہت خوش و خرم لطف صحبت اوٹھا کر رخصت
ہوئے بعد اختتام صحبت کمرہ خلوت مین بعض صاحب و مختار شاہی اور شاہزادے رونق
افروز ہوئے کہنے لگے جنرل سلیمن نے ایکو کئی خط نسبت بادشاہ لکھی ہین انمین سے کئی ہم
بھی ثابت و تحقیق ہین لہذا ۵ لاکھ روپیہ سالانہ نذرات بادشاہ کو اور عمل ۵ کوسی فی لکھنؤ بطور

باگیرہ لاکھ روپی سالانہ کا تجویز کیا ہی عرض کیا اس پکی ارشاد کو کچہ سند اور نیز المینان موکلون کے واسطے لازم ہے پس اُسی وقت موافق اقرار صاحبان عالیشان یہ تحریر ہوئی مختار شاہی نے اوسے پارلیمنٹ مین بھیدیا اور وزراے سلطنت کو بھی گذرانی یعنی اظہار مدعیون سے بے الحمد للہ کہ ہمارے موکلون کی بے قصوری کلی ثابت وظاہر ہے اِسے وزراے سلطنت اور اہل انصاف نے بھی مستحسن جانا۔

جنابعالیہ نے بضرورت خرچ لابدیات یا مناسب وقت سمجھکر ایک ہار جواہر دو لاکھ روپیہ کو لونٹ ایم ڈیمارنی کے ہاتھ بیچا اونھون نے اپنی عروسی کو لیا۔ یہ خبر لندن میل اخبار سے معلوم ہوئی ۲۱ ۔ جنوری کو جلیس الدولہ نواب مہدی قلی خان ۔ جرأت علی خان کو اونکے نوکرون نے کھانے مین زہر دیکر کھلایا ہے ۔ آدمی بہزار خرابی مرکر بچے کہتے ہین کہ یہ فکر برعکس ہوئی مثل چاہ کندہ را چاہ در پیش ہے ۔ جب تسلط و اختیار کلی جنرل صاحب کا ہوگیا اور مختار شاہی بھی روبراہ ہوے میر اولاد علی مذکور مایوس و ناکام ہوکر ایک عورت ملازم جنرل صاحب سے آشنائی کرکے کلکتہ آئے حاضر حضور ہوے تو معظم ہوے پچاس روپیہ ماہواری مقرر کرنے لگے راضی نہوے اس خیال سے جو کلکتہ مین ہین اون کے دوسو ملیں سفر لندن سے آتے مگر بیگم صاحبہ حضور عالم کی کبھی کبھی کچھ کفالت خرچ فرماتی تھین مگر بہ نسبت لکھنؤ کے بہت تکلیف سے گذرتی ہے ۔ شاید دہین انتقال کیا ۔ زمان حکام متعاہین البتہ صورت فلاح رہی ۔

اوسی اخبار مین یہ بھی مندرج تھا کہ لارڈ دالہوزی صاحب اوسی علالت و ناسازی مزاج مین اب تک صاحب فراش ہین ۔ ڈاکٹر سمسن صاحب اونکے معالج ہین اونکی بیٹیان رہتی ہین اس جہت سے انڈین گورنمنٹ مین جوابدہی کو آنا جانا بیٹھنا محکمۂ پارلیمنٹ مین دشوار ہی جب تک کہ صحت کلی نہو جنرل سلیمن صاحب بھی بسلامت ولایت نہ پہونچے انکی گھر پہونچکے یہ صورت ہوئی ۔ دعاے غرباے مومنین لکھنؤ خالی نہ گئی ۔

خلاصہ اجلاس پارلیمنٹ ہوا اگرچہ نحوست تقدیر رعایا اودھ کے پہلے مقدمۂ جنگ چین اور ہنگامہ فساد بندر بوشہر ایران در پیش ہوا بعد قیل وقال تنازع کلی میان صاحبان ہوس آف کامنس

واقع ہوا وزرائے سلطنت و رعایا و متوسلان و اکثر ممبران نے اسے کئی وجوہ سے اچھا جانا باقی تمامی رعایا غیر مستحسن و خلاف جان کر اظہار اپنی رائے کا لیا وزرائے سلطنت و رعایا بلکہ اس اجماع کو موقوف کرکے تجویز اجماع جدید کی حالانکہ حسب قانون بعد پانچ برس کے یا دہ برس میں حکم شاہی سے آسنا ہوس آف کامنز موقوف ہوکر نئے بھرتی ہوتے ہیں پس ان ممبران خاص و عام نے مشہور کیا کہ ہمیں چار سبب جارج چھیٹن ہم اپنے نزدیک اصلاح حال و نیکنامی و عدم زیرباری سرکار سمجھتے تھے - اول لڑائی چین ہم نے بقا بہی کسواسطے کہ ہمیں وہاں کی تجارت سے منفعت کلی حاصل تھا چار کروڑ کی مصری و چاہ وہاں سے آتی ہی اور اسی قدر افیون وغیرہ ہم وہاں لیجاکر بیچتے ہیں - دوسرے جنگ ایران سوائے اسکے کہ کئی برس تک لڑیں نقصان عظیم اوٹھاویں اور پھر صلح کرلیں کسواسطے کہ لینا آسان مگر تسلط تمام مشکل اسکے سوا اور سلطنت کے دائی کب راضی ہونگے کہ ہم دوسرے کی سلطنت چھین لیں تیسرے وہ امور جو خلاف مذہب و ملت کسیکے ہوں اونکا جاری کرنا اچھا نہیں کہ باعث ناراضی خاص و عام و بدنامی سلطنت ہے چوتھے نفع قلیل موہوم پر مملکت اودھ کا لینا خلاف عہد و میثاق اور سبب ساقط الاعتباری سرکار ہے -

خلاصہ تجویز اجماع جدید میں ایکسوکئی آدمی زیادہ نسبت سابق مشخص ہوئے غالب ہے کہ آخر مئی میں اجلاس جدید ہو دیکھا چاہیے کہ رائے صواب اس اجماع امت کی مقدمہ خاص اودھ میں کیا پڑتی ہے آیندہ میں در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال - شورائے خاص و عام بہت خوب ہے لیکن وزرائے سلطنت کو بہرصورت اختیار ہے -

بادشاہ کا اور حضور عالم وغیرہ کا قلعہ میں جانا وغیرہ

بشہر شوال سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق سنہ ۱۸۵۷ء جب ڈاک انگریزی بند ہوئی خبر کلکتہ بالکل مسدود ہوگئی ارکان دولت شاہی و رضا جانب محل مضطر ہوے بہت سے وسوسے اور خیالات ہر ایک کو گذرنے لگے آخر قاصد بطرز تبدیل لباس سے روانہ کلکتہ ہوے اور یہ بھی متواتر سنا گیا کہ گورنمنٹ نے منظور کرکر باحتیاط تمام استحکام قلعہ اور بارکپور سے ہتھیار لیے سپاہی فقط گورے

پہرہ دیتے ہین اور جتنے صاحب ہین فوج کے خوف سے رات کو جہازون پر استراحت کرتے ہین
اور جتنے جہاز دلایتیا سے دور دراز کے لنگرگاہ مین ہین وہ سب باہر نہین جا سکتے ہین
سواے جہاز دودی یا ڈاک سرکار کے -

اب مرثیہ حال مصیبت حضرت سلطان عالم سنا چاہیے کہ آخر ماہ ذیقعدہ مفصل احوال
کلکتہ کھلا کہ ماہ مبارک مین مزاج اقدس بہت ناسازہ ہوگیا جب شافی حقیقی نے شفاے کلی عطا فرمائی
انہین ایام عید مین غسل صحت فرمایا ملازمین کو خلعت وانعام ملا نذر ونیاز دسترخوان وغیرہ
اوسی شب ہوا مگر یہ کسی خیراندیش کے ذہن ناقص مین نہ گذرا کہ مبادا اس جشن شاہی سے
حکام عالیشان کے خیال مین گذرا ہو کہ بظاہر حیلۂ صحت ہے اور باطن مین ہمارے غدر وفساد کا
جشن شادی کیا ہے سب سے خواب غفلت مین بیہوش وبیخبر رہے اسکے سوا اور کئی امر
ایسے ہوے جس سے سرکار کو شبہ ہوا اوسکی تدبیر مناسب وقت یہی بھی جو عمل مین
آئی چنانچہ بجرہ دخانی مال بادشاہ جو لکھنو سے پہونچا تھا بادشاہ نے پانچہزار روپیہ خرچ کرکے
درست کروایا تھا حضور عالم اوسپر اکثر سوار ہوکر تفریحاً کیلا کاجیہ تک جایا کرتے تھے ایک
خیراندیش نے عرض کیا ایسے وقت فساد مین آپکا اتنی دور جانا اچھا نہین مبادا
سرکار کو احتمال آپکے نکل جانے کا ہو دوسرے کہ قراین سے ہمین دریافت ہوتا ہے کہ کیا عجب ہے
ہم سب چند روز کے واسطے نظر بند ہو جائین پس مناسب اور مصلحت قلبی مقتضی اسکی ہے کہ آپ
خود نواب گورنر جنرل سے عرض کیجیے کہ اس شورش ہنگامۂ فساد سے جو سارے ہندوستان پر افروختہ
ہو رہا ہے ایسا نہو کہ جھوٹے اقسام سے الزام سرکار نسبت ہمارے ہو لہذا مناسب یہی ہے کہ ہم چند
تا رفع ہنگامہ آپکے قریب کسی کوٹھی مین آکر رہین تو بہتر ہے - یہ بھی حضور عالم نے اور خود بادشاہ
نے گوارا نہ کیا فرمایا دیدہ و دانستہ از خود قید فرنگ مین اپنا پھنسانا کیا ضرور ہے اور خلاف
ہماری شان ومنزلت کے بھی ہے اسکے سوا نواب مخدرۂ عظمی نے کئی لاکھ روپیہ بنگال بنک مین
دیا تھا سلیے خود قصد روانگی لکھنو کیا تھا پھر اپنے دیوان ٹکیٹ راے کو اوسکے زر منافع لینے کو بنگالہ
مین بھیجا کہ شاید ضرورت اپنے ملازمین کی تنخواہ کی ہے اس سے ثابت ہوا کہ لکھنو جا کر تقسیم تنخواہ
بدمعاشان سرکار کرینگی - خلاصہ جب ایسے اسباب ظاہری اپنی نافہمی اور بداقبالی سے پیدا ہوان

تو عقلاے صاحب فہم کیونکر نہ اسکے سدباب کی تدبیرین یا اوسیطرح غافل بیٹھے رہین خیالیکہ
بشیر الدولہ مرزا فدا حسین خان نجومی کہتے تھے کہ ہندوستانی افسران فوج نے مجھے عرضداشت
بادشاہ کی لاکر دی مگر بادشاہ نے تاکید و تہدید فرمایا کہ زنہار ایسے امور رکیک و فساد میرے
سامنے پھر ذکر نہ کرنا مین یہان سرکار کی قید مین ہو کر ایسی حرکت کرون اپنے گھر مین جب تھا
کبھی مجھے ایسا خیال فاسد نہ گذرا یہان ایسی حرکت کا مرتکب ہون۔

غرض ۲۳ ماہ شوال ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء پہلے سرکار نے یہ انتظام کیا کہ
شہر کلکتہ سے کوئی شخص باہر نہ نکلنے پاوے اور جو جاوے تلاشی لے لو قریب صبح صادق
تھی کہ لشکریان شاہی نماز گزار متوجہ و مشغول نماز و اوراد صبحگاہی ہوا چاہتے تھے اور اکثر
خواب غفلت یا عیش و راحت مین غلطان اپنے اپنے بستر آرامگاہ پر سو رہے تھے کہ ناگاہ
دو پلٹن گورہ ۴ سو برقنداز نے احاطہ خاص کوٹھی کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا ۱۲ توپین ہر ہر
پھاٹک پر اور چار چار دونون پھاٹک پر لگا کر مہتاب ہر توپ پر روشن میجر میجر
صاحب اون میجر کونیا صاحب قلعدار نے تکلف بیباکانہ داخل کوٹھی ہو کر درجۂ اول
کوٹھی مین کرسی نشین ہوے اور تین جہاز جنگی سمت دریا لگا دیے اونپر ہر توپ پر مہتاب
روشن تھی بادشاہ غسل کر کے مشغول نماز تھے کنز الدولہ مصلح السلطان کمر مین ولایتی
لگائے آئے بادشاہ سے صورت حال عرض کی بادشاہ نے بعد فریضہ نماز تبدیل پوشاک
زیبا کی حمائل قرآن شریف کو حمائل کیا تلوار و چوب دست مبارک مین لیکر فرمایا میجر صاحب کو
بلالو میجر صاحب بکمال نمایش غرور سامنے آئے اسکا سبب یہ تھا کہ اسکے پیشتر کبھی بادشاہ
نے انسے ملاقات نہ کی تھی فقط مصلح السلطان کے پاس آکر خبر خیریت پوچھکر چلے جاتے تھے
اب اس حکومت پر آئے کہا حکم نواب گورنر جنرل یہ ہے کہ آپ چندے قلعہ مین ہماری
حفاظت مین رہیے تو بہتر ہے فرمایا مجھ اسیر بے گناہ پر کس جرم پر یہ قید جدید ہوتی ہے
یہان بھی تو مین تمہاری قید مین تھا سنو یہ قرآن ہمارا ایمان ہے ہم بقسم شدید دل
کہتے ہین کہ بجز اطاعت و فرمانبرداری سرکار ذرہ بھر کوئی امر فاسد مقصود کبھی نہ تھا اور
نہ ہے جو دشمن سرکار ہوا ہے اپنا دشمن جان و مال و آبرو جانتے ہین خیر اب اگر یہی منظور ہے

بسم اللہ حکم حاکم لیکن جہاز پر سوار نہ ہونگا میجر صاحب نے ایک سوار کو حکم دیا نواب گورنر جنرل
کی جلد گاڑی لاؤ بادشاہ سوار ہوئے میجر صاحب اور لون میجر روبرو بیٹھے نواب مجاہد الدولہ بھوپھا
بادشاہ کے مسلح پہلو میں بیٹھے ایک افسر انگریز نے چاہا میں بھی پہلو میں بیٹھوں نواب نے منع
کیا ترک ادب ہے کہنے لگا پھر کہاں بیٹھوں کہا کوچ بکس پر ایک خواص نے چاہا گاڑی کے
پیچھے کھڑا ہو یاور عنایت الدولہ نے کہا آج یہ مقام ہم غلاموں کا ہے میر نواب مخاطب عنبر الدولہ
جوان نورسیدہ ملازم مجاہد الدولہ بھی اونکے برابر جا کھڑا ہوا بادشاہ نے وقت سوار
ہونے کے عنبر الدولہ سے فرمایا ہماری جان اب تمھارے اختیار میں ہے او مصلح السلطان
فرمایا میرے گھر سے خبردار غرض کچھ سوار جلو سواری میں ہوئے قلعہ کے مکان مجوزہ میں
داخل ہوئے کراحت السلطان کربلائی خدمت گذار شاہی بیتاب و بے قرار ہوکر قلعہ کے
دروازے پر پہونچی گورون نے روکا سنگین سے دھمکایا اس عورت مردو سیرت نے جواب بہت
سخت دیے کہ ہم خود یہاں اپنی جان دینے کو آتے ہیں دھمکاتے کیوں ہو گولی ماردیں
ہرگز یہاں سے نہ سرکوں گی غرض دترانہ بادشاہ کے پاس چلی گئی امین الدولہ بھی قنات خیزاں پہونچے
اسدن بادشاہ کے پاس فقط ۱۶ آدمی حاضر رہے بعد کئی دن کے ۲۴ آدمی خدمت کو اجازت ہوئی تفصیل
حضور عالم نماز فریضہ پڑھکر پوشاک بدل باہر برآمد ہوے احسان حسین خان مع احمد علیخان
منشی میرن خان رفیق قدیم یہ سب جہاز پر سوار ہوئے میرن جان سے تلوار مانگی انھون نے
جھنجھلا کر دریا میں پھینکدی توپ میں ڈانٹ دیکر احسان حسین خان کو اوسکے سامنے کھڑا
کیا پوچھا ہم کس جرم و خطا پر اسکے سزاوار ہوئے ہیں کہا اگر بادشاہ قلعہ کے جانے میں مگش
کرتے ہم تم سبکو اس احاطے میں تھے توپ سے ہر چہار طرف سے اڑادیتے رضینا بقضا
سمجھکر حالت سکرات میں رہی ۱۲ اسو آدمی مجموع اوس وقت احاطہ کوٹھی میں تھی سوا صاحبات محل وغیرہ
جب بادشاہ سوار ہوگئے فوج مع توپ اپنے مقام پر پھر گئی لیکن جتنے آدمی باقی رہ گئے تھی
میں شمار کرکے لکھے اور ہر روز ان سب کا جائزہ لیا جاتا تھا محلات میں ہر طرف قیامت برپا
ہوئی شاگرد پیشہ خوف جان سے ہر طرف کی دیواریں پھاندگے اور تبدیل لباس
فقیر بنکر ہر طرف کو چلے گئے کئی مہینے میں راہ غیر متعارف سے ننگے بھوکے پیاسے افتان و
خیزاں لکھنؤ پہونچے انمیں سے بہت سے راہ میں گرفتار ہوکر کلکتے گئے قید ہوئے ہر ایک کیواسطے ایک

مدت ہوئی تھوڑے سے آشنائے پھانسی بھی ہوے صاحبات محل مین عجب کہرام مچا تھا اور
حالت یاس و بیم مین تھی کہ دیکھیے اب کس بلا مین گرفتار ہوتے ہین کوٹھیان ماتم سرا
ہوگئی تھین اسکے بعد میجر صاحب نے سب کے نام کتاب مین درج کیے کہ انکے سوا کوئی آدمی غیر
باہر سے نہ آنے پاوے اور جائزہ ہر ایک کا ہوتا تھا شام کو جہاز دریا کیطرف اکثر لنگر کیے
تمام شب رہتا تھا سپاہیون نے خوف سے اپنے ہتھیار دریا مین پھینکدیے تھے —

جب وہ یوسف کنعان زندان مصر یعنی داخل قلعہ ہوا گورے اور ہر افسر نے زبان
طعن و تشنیع کھولی اور شکایت قتل عام زن و مرد و اطفال جو ہر مقام ہندوستان مین ہوئی
تھی اور اپنے زعم باطل مین فقط انکا باعث سمجھے ہوتے تھے اپنے دل سوختہ کے پھپھولے پھوڑے
تھے خلاصہ ۹ پہر تک طعام خاصہ بادشاہ تک نہ پہونچا آخر مصلح السلطان نے میجر صاحب سے کہا کہ خون
کو آب و طعام نہ دینا آپ کے خلاف قانون بھی نہین ہے جب حکم نواب گورنر جنرل ہوا خوان
طعام گئے گورے نے تلاشی کیواسطے ہاتھ کھانے مین ڈالدیا بادشاہ نے بکمال غیظ وہ
دو ماحضر نوشجان نہ فرمایا خوان پھر آئے۔ مصلح السلطان نے پھر صاحب سے کہا کہ اب ۱۲ پہر گذرے
ہین حکم ہوا گورون کے سامنے خواص بادشاہ تلاشی طعام لیا کرین —

احسان حسین خان کو کمرۂ قید مین آٹھ دن تک کھانا نصیب نہوا فاقہ کیا پہرے کا گورہ کہتا
تھا جتنے سخت ضروری ہین سب ہمارے سامنے کرو اسوقت ہین جب سنڈرن صاحب سکرٹر اعظم اور صاحب
قلعہ نے دوسرے کمرے کی اجازت دی لیکن سب سے زیادہ یہ امر عجیب ہوا کہ میجر صاحب اور سکرٹر
صاحب نے ان سے پوچھا کہ تم راجہ مانسنگہ کے بادشاہ کے پاس آنے سے واقف ہو ہمسے کہو
ورنہ تمہارے واسطے بہت برا ہوگا اسمین سب طرح سے زمین آسمان جھکائی سنگین بندوق
پھانسی وغیرہ سے بھی ڈرایا عرض جانتا بھی مطلق نہین معلوم اور قتل منظور ہے ہم بھی موجود ہین
پھر دیر کرنا کیا ضرور ہے ہم اپنی جان سے ہاتھ دھو کر آئے ہین غرض متواتر اسی خبر کی تصدیق
چاہی وہی جواب صاف دیے گئے بظاہر غالب ہے کہ یہ خبر باعث بلاے ناگہانی ان سب
کیواسطے ہوئی ہو دوسرا سبب شاید یہ ہو کہ میجر صاحب سے بادشاہ سے ملاقات نہوتی تھی اور
بادشاہ نے کانپور سے صاحبون کی ملاقات سے کنارہ کیا تھا چنانچہ چیف کمشنر پنجاب لارنس صاحب بھی

کانپور مین ملاقات بادشاہ سے چاہتے تھے متوفی عذر ناسازی مزاج کہا گیا کمشنر صاحب کو بہت
ناگوار ہوا اب بحکومت آنے لگے بہر حال کسی مخبر مفسد نے میجر صاحب کو یہ خبر پہونچائی
ایسے تھے اور وسوسے جب گذرے میجر صاحب نے نواب گورنر جنرل سے عرض حال
کیا کہ بغاوت و سرکشی سپاہ باغی کی ظاہر ہے ایسا نہو کہ بادشاہ مفسدون کو لیجا کر اپنا
سرپرست بناوین پھر ہمسے کچھہ نہ ہو سکے گا لہذا اگر چندے قیام بادشاہ قلعہ مین ہو تو
بہتر ہے نواب معظم الیہ نے باستصواب رائے میجر صاحب اسے منظور کیا تھا از راہ
مال اندیشی باور خارج سے اکثر معتبرین لکھنو کو بھی راجہ کا جانا نقیر نیکا اور بادشاہ کے پاس
جانا اور عدم منظوری بادشاہ بخوبی معلوم ہوئی تھی ۔ زبانی اون کے جنھون نے بچشم خود دیکھا
غرض بعد کئی دن کے فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق مقرب خاقان مرزا جعفر اونکے بھائی
شریک حال ملازمین شاہی ہوے بعد کئی مہینے کے جب عوارض لاحقہ سے اونکا حال غیر ہوا
مردہ بدتر زندہ ہو کر کوٹھی سونچی کھمولے مین آتے دو تین دن کے بعد مرگئے میر احمد سوداگر کے
باغ مین دفن ہوے جب لکھنو سے چلے تھے اکثر دوستون سے ازراہ تعقل کہتے تھے کہ ہماری
مشت استخوان مشتاق خاک کلکتہ سوری ہے بہر حال اپنے حقوق ولی نعمی سے ادا ہو بادشاہ
نے اونکا در ماہہ اونکے عیال کیواسطے مقرر کردیا تھا بعد اسکے اونکی بی بی نے بھی انتقال کیا اب
سوای مرزا جعفر کے کوئی نہین رہا مرزا آغا جان اونکے بڑے بھائی نے بھی وہین انتقال کیا لکھنو
کی املاک امام باڑہ وغیرہ بہت دعا مانگ مانگ کر بنوایا تھا وہ بھی گیا گذرا اسکے بعد انہین لیلہ و
عذر بار دگر کے کوٹھی قیام مین چلے آئے دیانت الدولہ نا موافقت نواب مجاہد الدولہ سے اور
کم التفاتی بادشاہ سے اور اپنی منہ زوری سے بتوفیق جبری راہی عتبات عالیات ہوے
بعد شرف زیارت پھر کلکتہ آئے باریاب شرف ملازمت ہوے جب مرگئے اونکی نعش بر سبیل
ریل لکھنو آئی اپنی کربلا مین مدفون ہوے کئی لاکھ کے نوٹ گورنمنٹ کے تھے کچھ تلف ہوا اونکا
وصی داراب خواجہ سرا تھا اوسکے اختیار مین کربلا تھی ہر مہینہ کی پانچوین کو مجلس عزا بھی مقرر ہے
میر خورشید علی نفیس تخلص بیٹے میر انیس مرحوم کے پڑھتے ہین کچھ اونکے واسطے بھی ملتا ہے
کربلائی راحت السلطان بھی رخصت ہو کر روانہ مشہد مقدس ہوئی ۔ ہزار روپیہ اوسے عنایت

ہوے اب پارلیمنٹ قدیم سلطانی برہم ہوئی دوسری جدید برپا ہوئی ذوالفقار الدولہ
میر محمد سجاد بھائی نواب نشاط محل حاضر حضور ہوے مرزا کاظم علی سواروں مین نوکر تھے اتفاقاً
قلعے مین ملازمین حاضرین سے ایک دو واسا زکی احتیاج ہوئی اور یہ خبر کوٹھی قیام قدیم مین
مشہور ہوئی مرزائی مذکور نے بنظر سجدہ آستانے دلی سے کمر ہمت باندھا اور رنگ ابنائے زمانہ دیکھکر
اس اسیری کو مفتاح فلاح سمجھکر شرفیاب خدمت سلطانی ہوئے انجام کا خدا نے اونکے اس ارادۂ
صادق مین برکت دی طبیب الدولہ بھی قلعے سے چلے آئے تھے اس حیلۂ شرعیہ سے کہ مجھے
قلعہ مین رہنے کو استخارہ منع آتا ہے مسیح الدولہ بوقت ضرورت بدستور سابق حاضر ہوتے
رہے جب تک کہ صحیح رہے آخر اپنے عارضۂ مزمنہ سے انتقال کیا میر احمد سوداگر کے باغ مین
دفن ہوے مشیر الدولہ سب سے پہلے مر چکے تھے خلاصہ سبکو یہ گمان تھا بلکہ بمنزلہ یقین کہ یہ قید دائمی
ہے سیاست سے نجات تا حین حیات معلوم نہین دیتی اس قید کو قید وزیر علیخان سمجھے ہوے تھے

اس مدت قیام قلعے مین مزاج اقدس اعلیٰ بسبب اختلاف آب و ہوا و تردات صبح و مسا
جادۂ اعتدال سے منحرف ہوا تجویز قلعہ چنار گڈھ ہوئی اور شاید سوار ہونے کو تبدیل ہوا کو
لکھا گیا ہو مگر بادشاہ نے منظور نہ کیا محض تفریح بعض کتابت منظوم جو صاحبات محل کو بنوا
کے بھجوا حسب الطلب فرمایا چنانچہ مدخوات ۲ لاکھ روپے اوسمین سے کچھ صاحبات لکھنؤ کو مع تحائف
بھیجے علی قدر حال سبکو تقسیم کیے مگر اس بلوۂ فساد سے صاحبات محل کا یہ حال ہوا کہ جسطرح
شیرازہ جلد کتاب ٹوٹکر متفرق ہوکر ہر کس و ناکس کے ہاتھ پڑجاتا ہے بادشاہ نے اپنے عطیۂ
عالیہ کو کچھ خیال نہ کیا مبدء فیاض سے بخل نہین ہوتا بہرحال سب دعاگوے حشمت و اقبال
شاہی رہتے ہین اور اپنی جاگیر مین بسر اوقات کرتے ہین۔

نواب دلدار محل کا کلکتہ مین انتقال ہوا ۲۵ ہزار روپے تعمیر مقبرہ کو عنایت
ہوے منظور تھا کہ تابوت کربلاے معلی روانہ کرین مگر اتفاق نہ ہوا۔

احسن الدولہ خواجہ سرا جسوقت کہ بادشاہ داخل قلعہ ہوے یہ بھی
بعوارض عارضی سے قافلۂ شاہی کے پیچھے رہ گئے راہی کربلاے معلی
ہوے نہین اب تک مجاور ہین اندوختہ سرکار شاہی سے بسر اوقات

کرتے ہین خلاصہ ایک ہفتہ عشرہ تک سب طرح کی تشدد و سختی رہی جب نالش سپریم کورٹ
مین ہوئی حکام نے عذر مصلحت وقت پیش کیا بعد اسکے صورت عافیت تبدیج و
بفیض جود ہمت ہونے لگی پہلے بہت دنون تک جب رونڈ گورون کی افسر کے
ساتھ پہرہ بدلنے آتی تھی سنگین چھوکر ہر ایک کو جگاتی تھی تم سوتا ہے یا مرگیا او زرات
شاہی کیواسطے نام زندان کیا کم تھا اگرچہ بند در بند تھے مصلحت وقت سے معاذ اللہ
اگر اختیار مین بدمعاشان سرکار کے آتے بعد فتح کیا صورت ہوتی یہ بھی مصلحت خدا و
بقاے نام خاندان تھا اور قطع نظر اور سب تکلیف کے آگ قلعہ مین نہین لیجا سکتے تھے اس
جہت سے حامد طعام مین کیفیت آب سرد تھی اور نیز افسر اور گورہ ہر ایک کو بچشم غضب
سے دیکھکر رہ جاتا تھا یعنی اس خیال سے ہماری قوم کی قتل و قمع خود انکی قید سے ہوئی ہے
آخر رفتہ رفتہ بعد تحقیقات اور ظہور حال تنبیہ ہوئی چنانچہ پہلے بھی کونسل ہوئی کہ بادشاہ او وزیر
خدا نخواستہ جو کچھ منظور ہو کیجیے تین مرتبہ باتفاق جمہور بھی مشورہ تجویز ہوا مگر خداوند عادل کے
سے ہونے نہ پایہ زبانی اون معتمدین کے ہے جو قلعے مین شریک حال تھے ۔

نواب مجاہد الدولہ انیس جلیس مہا زندان مقرب خاص ہوے ہزار روپیہ ماہ
ملتا تھا اور رفع زیرباری کو ایک مرتبہ ۲۲ ہزار عنایت ہوے اتفاقات گردش
ایام سے قول بزرگان صادق آیا نزدیکان را بیش بود حیرانی وہی تقریب بی تکلفی
باعث حجاب نظر رحمت ہوئی اور آثار و قراین سے یہ بھی سمجھے اس عرصہ مین انکا جوان
بیٹا داماد نواب معتظم الدولہ لکھنؤ یہ سب اسباب برخاستہ خاطری کے ہوے آخر
کی رخصت لیکر قلعے سے اپنی کوٹھی مین رہنے لگے

جب میدان مقربان شاہی سے خالی ہوا ذوالفقار الدولہ مرزا کاظم
مسبوق الذکر پایہ تفوق پہونچے انکی صحبت سے امر خیر یہ ہوا کہ سو مومنین محتاجین
کے واسطے علی قدر حال وظیفہ شاہی مقرر ہوا کہ باعث افتتاح و انجاح مرام ہوا چنانچہ
منشی میر محمد شفیع اون سبکو تنخواہ دیا کرتے تھے جب ہندوی کلکتہ سے آتی تھی آخر
دعا سو مومنین سے بادشاہ قلعہ رونق افروز کوٹھی قیام ہوے بعد اسکے نظر تخفیف یہ سب

موقوف ہوے اور پھر کوئی مقربان شاہی سے محرک اس امر خیر کا نہوا اور نواب شہاب الدولہ
کے قلعہ سے نکلنے سے ایک مہینے کے عرصے مین بادشاہ تشریف لائے بظاہر ساری محنت اور
حسن خدمت و رفاقت کا ثمرہ جاتا رہا الک الدولہ کو ۲۵ ہزار روپیے انعام مرحمت ہوے تھے
مگر اونھون نے لیے موقوف بروقت رکھا بادشاہ نے اسے استغنا ہر ایک کی مرضی پر رکھا
مگر حال دنیا اور اہل دنیا کا دیکھکر خاطر اقدس کو زیادہ تر باعث افسردگی اور تاسف کا ہوتا تھا
یعنی ہر شخص بظاہر حالت یاس و مایوسی سمجھکر بلا لیت الحال سے کنارہ کش ہوا ہی مگر مصلح السلطان
انجم الدولہ محض اپنے خلوص ارادت و عقیدت خاص سے یکہ تاز رہے رفاقت شاہی سے ہاتھ
نہ اوٹھایا اور لکھنؤ مین جیسی انکے گھر کی بربادی ہوئی ظاہر ہے بعد اطمینان کلی اپنے بیٹے کی
شادی کرنے لکھنؤ آئے بعد فراغ کلکتہ گئے وہین انتقال کیا باغ اور کرشنہ گانون وغیرہ
لکھنؤ مین باقی ہے بیٹے کو تنخواہ باپ کی سرکار شاہی سے ملتی ہے۔

اب حیرت افزا مقدمہ مظفر حسین خان یہ ہے جسے بگوش ہوش سنا چاہیے اور تماشا
قدرت خدا کو دیکھیے مثل مشہور ہے کہ کی ناؤ پیدل چڑھتی ہے اسکی حبیب اللہ لکان
خانسماں صاحب پر وگیان عصمت مآب دستور معظم دونون صاحبزادون کی نسبت سے مرشد آباد
مین فراغت کرکے روانہ کلکتہ ہوے راہ مین حکم سرکار گوش ہوش خان مین پہونچا کہ جہان
ملین گرفتار کیے جائین اور بلے تامل بدرجہ اعلا پھانسی پر اس دار دنیا سے پہونچین اسکا
سبب یہ ہوا کہ سرکار کو گمان قوی یہ ہوا کہ فساد تمام ہندوستان مین جس سے ہماری ساری فوج
نے بغاوت پر کمر باندھی سب نواب یا ایک جنرل سلیمن صاحب کا خوابین نے لکھا غرض اسی
حالت اضطرار و یاس کلی مین متحیر تھے اتفاقاً ایک خبر اونہین جانب اللہ سے پیدا ہوا کہ تم جلد
ریل پر سوار ہوکر چندے تا گذراں فتنہ انکی عمل شاہنشاہ فرانس مین چلے جاؤ وہان کوئی صورت
گرفتاری پیدا نہوگی اور بجز ہمراہ نکا سلامتی تھا نہ دارا باد سے کچھ رکھ رہا مند کر دیا خلاصہ
جب وہان گئے پہلے وہان کے قاضی سے ملاقات کی اسکے ساتھ وہانکے گورنر کے
پاس جاکر اپنی سرگذشت بیان کی اس آفت ناگہانی سے آگاہ کیا اور بموافق وہان کے
قانون کے ایک کوٹھی ۱۲ سو روپیے کی ... باکرا اوس گھر مین جا بیٹھے

جب یہ خبر کلکتہ مین پہونچی صبحکو بہت سویرے سکرٹر اعظم مع توپ و کمپنی لیکر سرحد پر اپنی آکر
کھڑے ہوے یہان گورنر کے پاس ہم پہرے تلنگے کے تھے وہ بھی تیار ہوا اپنی حد پر
کھڑے ہوے گورنر تنہا جاکر پرسان حال ہوے کہا کہ سرگروہ باغی ہمارے ملک کا مع اسلحہ حرب
تمہارے شہر مین آکر ٹھہرا ہے اوسکے سبب سے ہمارے سب زن ومرد قتل بے گناہ ہوے ہین
ہم اوسے گرفتار کرکے لیجائینگے جواب دیا اوسکے پاس اسلحہ حرب نہین ہے اور ہمارا ملک
رعیتی اوسنے پایا ہے اور زنہار قدم اپنی حد سے نہ بڑھانا اگر لندن ہماری ولایت سے
دور ہے ان ہمارے چالیس تلنگون کو چہل تن ابدال سے کم نہ سمجھنا غرض اسمین بہت
گفتگو ہوئی آخر سکرٹر تنہا خان موصوف کے گھر مین تلاشی اسلحہ لی یہان سب کے پاس
آلات بیاض ربانی تھے اور جو کچھ تھے کوٹھے پر پھینکدیے تھے صاحب تلاشی لیکر چلے گئے خانصاحب
کی جان بچی باطمینان رہنے لگے بعد اسکے اکثر صاحب کلکتہ اپنی سرحد پر کھڑے ہوکر انھین
دم دیتے تھے یہ بھی جواب درست مردانہ وار نڈر ہوکر دیتے تھے جب کلکتہ مین سب کو
نجات ملی یہ بھی ٹنگ عدم مزاحمت گورنر لیکر مردانہ وار داخل کلکتہ ہوے خلاصہ دشمن چہ کند
چو مہربان باشد دوست ٭ یہ کیفیت اونکی زبانی مندرج ہوئی ٭ لوگ پیشتر تا امین حیات
صاحب ارادہ رہے قانع نہوے حالانکہ اونکی اوقات کو علاقہ جو ترید اٹھا دہ کچھ کم نہ تھا
سرکار نواب مرشد آباد مین جو صورت گذری ظاہر ہے ـ رامپور چند روز کیواسطے گئے وہان
کے نواب سے نہ بنی آخر احسان حسین خان نا اتفاقی مظفر حسین خان سے کربلا معلا
گئے بعد مشرف زیارت وہین انتقال کیا ـ
مظفر حسینخان نے سنہ ۱۲۹۲ھ مین انتقال کیا اوسی علاقے پر جو جاگیر اونکی اولاد ازواج پر
سہم شرعی جاری ہوا اب اولاد سبحان علیخان مین فقط رضا حسین خان ذاکر حدیث خوان باقی ہین

ملاقات جنابعالیہ ملکہ معظمہ دام اقبالہا حسب تحریر خطوط لندن

اب لندن کی کہانی سنا چاہیے کہ صورت ملاقات جنابعالیہ ملکہ معظمہ ٹھہری کہ جنابعالیہ لباس
مصری یا عربی سے تشریف لے چلین مگر وہ صاحب جا ضر حضور جنابہ ملکہ معظمہ مثل کا نجز حسب دستور
رہینگے باقی کوئی اور صاحب سوا عورات کے نہوگا چنانچہ جنابہ مع مقربان خاص

جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر و مولوی مسیح الدین خان سفیر شاہی بہ تکلف گاڑی مین
سوار ہوکر چلے جب گاڑی جناب عالیہ مقام فرودگاہ خاص پر پہونچی ہ میم جو زبان ہندوستانی
سے واقف تھین استقبال کو آئین بعد ادائے سلام شاہانہ مقام خاص مین لیجاکر بہ تکلف
کرسیون پر بٹھایا آب آراستگی و زیب و زینت اس دولتسرائے شاہی کی اور ہر کمرۂ خاص
کی کس زبان سے بیان کیجائے جس سے سننے والونکا موجب تسکین ہوا اور غلبۂ شوق
نظارہ بڑھے بعد چند دقیقہ کے انہین سے ایک میم نے حضور جناب ملکہ کو خبر کی ملکۂ دولت
لباس سادہ غیر تکلف سے رونق افروز ہوئین اور بعد ادائے سلام تہنیت بخش کرسی عد
ہوئین جناب عالیہ نے اشرفیان نذر کی گذرانین دو صاحب حاضر الوقت پشت سر جناب
مقابل جناب ملکہ کھڑے ہوئے جنرل صاحب آداب سلام بجا لائے نواب آداب بجالائے نذر دی
دست پر اپنے بوسہ دیا چاہتے تھے کہ جناب ملکہ نے کمال عطوفت سے مصافحہ فرمایا یہی صورت
مرزا ولیعہد کیواسطے ہوئی سفیر شاہی ہم پہلوے شاہزادون کے بیٹھے شروع کلام دریا کے
شور سے ہوا فرمایا تم کبھی جہاز پر سوار ہوئے ہو عرض کی ہمارے شہر مین ایک بہت چھوٹا دریا
گومتی ہے کبھی اوسمین اتفاق سواری کا نہین ہوا جب بیان صدمات جہاز او تکلیفات
کا ہوا بہت ترحم اور تاسف کیا پھر ذکر مکانات ولایت ہوا کہ اگر نہ دیکھے ہون مین حکم دکھانے
کا دون اوسکے بعد فرمایا میرے دس اولاد ہین بعض اونمین سے گھر سے نہین نکلے لیکن
پرنس آف ویلس یعنی ولیعہد ابھی لڑکا ۱۳ برس کا ہے اگر اجازت ہو تمہارے سامنے آوے عرض
کی بسم اللہ مین بھی مشتاق ہون کئی میم جاکر لے آئین جناب عالیہ نے اپنی گود مین اٹھا لیا
بہت پیار فرمایا اور فرط محبت سے اپنے گلے کا ہار اونہین پہنایا اتفاقاً وسط ہار مین ایک
عطردان مرصع بھی تھا جناب ملکہ نے پوچھا عرض کی اسمین عطر رکھتے ہین اور بروقت رخصت دوست
حسب معمول عطر اسمین سے دیتے ہین پس اسوقت جناب ملکہ کے خیال مین گذرا شاید یہ لوگ
بسبب خستگی راہ کے رخصت ہوا چاہتے ہین فرمایا تمہین بہت تکلیف ہوئی تھوڑی دیر استراحت
کرکے جانا یہ ملاقات اجمالی ہوئی بعد ہفتہ عشرے کے تفصیل حال ملاقات ہوگی بس تا مساعدت
ایام تا فرجام بھی کہ صورت ملاقات بہ فردائے قیامت ٹھہری بعد استراحت کے وہی میم نے

مشایعت گاڑی تک کی۔

آٹھوین دن کے بعد یہ حضرات منتظر وعدۂ سلطانیہ۔ چون روزہ دار گوش ہوش پر ہی کہ دفعتہً اخبار فساد ہندوستان کوچہ بکوچہ کالشمس شائع ہوئی اور اہل شہر مین ایک تلاطم عظیم برپا ہوگیا اور خاص و عام کو اس قلق سے ایک چشمک اور شماتت ہوگئی یعنی یہ فساد سب انھین کی بدولت ہوا ہے اور ان حضرات کو بھی عجب طرح کا ہراس اور یاس کلی پیدا ہوئی کہ ولایت غیر مین اسحالت بیکسی بے اختیاری مین دیکھیے ہم غریب الوطنون پر کیا گذرتی ہے اور انجام کار کیا ہوتا ہے۔ من در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال۔

انتقال جنابعالیہ و جنرل صاحب شہر پارس مین وغیرہ سوانحات

خلاصہ جنابعالیہ بہت متفکر و متردد ہوئین کہ اب بظاہر چارہ کار و علاج معلوم کم حصول سلطنت دنیا کا یہ حال دیکھا معلوم ہوا مشیت خدا نہین اور بالفرض اگر اسکا حصول بھی ہوا تو جو اسکے مستحق ہین وہ کفیل ہوتا لہذا مناسب ہے کہ اب چلکر دولت ایمانی حاصل کیجیے یعنی ملک فرانس ہوکر ازراہ مصر مشرف بحج خانہ کعبہ ہوجیے بظاہر اس خدشہ فتور سے بھی نجات متصور ہے معہ دو خاص تشریف فرما ہوئین جب پارس مین پہونچین آلام روحانی سے علالت مزاج ہوئی آخر ۲۴ تاریخ شہر جمادی الثانی سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق سنہ ۱۸۵۸ء انتقال فرمایا اور بذریعہ تار برقی سے خبر وفات لندن پہونچی جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر مع ملازمین مرکب وہ بھی تشریف لائے یہان کے حکام نے حکام لندن کو کہلا بھیجا کہ یہ غریب الوطن خاندان شاہی نے ہماری سلطنت مین انتقال کیا ہمین ہر حال مین رعایت و پاسداری اپنے نام کی مناسب ہے یہان سے کچھ جواب شافی نہ گیا مگر وہان کے وزرائے سلطنت اور شاہنشاہ نے نام و نمود و بلند نامی سمجھکر موافق دستور کے بڑے تکلف اور دھوم سے اوٹھایا کہ تابوت کے ہمراہ ہے وزرائے سلطنت ارکان دولت انگریزین شہر ہزارہا بلباس سیاہ ساتھ ہو چند قدم جنرل صاحب پیادہ چلے تھے جب شدت ہم و غم سے طاقت نہ رہی وزیر اعظم نے اپنی گاڑی پر بٹھا لیا پھر اور سب بھی گاڑیون پر سوار ہوئے ہزارہا آدمی شہر پیادہ ساتھ تھے ہزار دو ہزار تو بیم و تشویش کے

کالے رومال غم کے موافق اپنے دستور کے ملاقی تھین رسفیر سلطان روم کے صحن مسجد مین
مع تابوت دفن کیا یعنی سپرد خاک تا مدت معینہ کی مگر کسینے اسکی فکر نہ کی کہ وہان سے کسی اماکن
متبرکہ مین لیجا کر دفن کرتے اور یہ جگہ بھی کچھ قدرت خدا سے ملی ورنہ معلوم نہین کیا صورت
ہوتی سارے شہر پارس کے خاص و عام یہ سانحہ دیکھکر تاسف و افسوس کرتے تھے اور
جنرل صاحب پر جو صدمہ تھا اوسکا کیا بیان ہو۔

جنرل صاحب کو اس صدمہ روحانی سے شدت عارضہ مرض زیادہ ہوئی مختصر یہ کہ ۱۱
تاریخ شہر رجب سنہ الیہ کو انتقال فرمایا اسیطرح انکے بھی جنازے کو باہتمام شاہانہ اوٹھایا بلکہ
حسرت و تاسف سبکو اس مرگ ناگہانی کا زیادہ ہوا اونکو بھی آغوش مادر گرامی مین دفن
کیا شہنشاہ نے چاہا کہ انکی عورات کو تقریب ماتم پرسی مین بلوائین تا ضمناً مرزا ولیعہد سے بھی
ملاقات ہو بلکہ بدل منظور رکھا کہ جناب ملکہ سے انکے باب مین بخوبی سفارش کرین اور
بطریق دوستانہ ازراہ بلند نامی سمجھائین لیکن انکے مشیران خاص نے اسے مناسب وقت
نسمجھا تا اس احتمال سے کہ ہم متوسل سلطنت انگلشیہ کے ہین مبادا اونکو ہمار ریلٹر فی مطلب
خلاف پیدا ہوا لہذا ہمکو بہرحال اونکی اطاعت چاہیئے عذر ظاہری کہلا بھیجا کہ موافق دستور
ہند چالیس دن تک صاحبان ماتم کہین نہین جاتے انشاء اللہ بعد مرور ایام حاضر ہونگے
اسعرصہ مین ایک صاحبزادی خورد سالہ ۴ برس کی جنرل صاحب کی اونسے بھی وہین وفات پائی
وہ بھی وہین مدفون ہوئی۔

جب خبر وحشت اثر حوادث ناگہانی کلکتہ مین گوش ہوش حضرت سلطان عالم پہونچی وہ کیفیت بیان سے
باہر ہے کیا بیان کیا جائے ایسی صدمات عظیم کو قلب بشری مشکل سے متحمل ہو سکتا ہے مگر بجز صبر و شکر کیا چارہ ہے
مرزا ولیعہد بہادر نے تصرف مال غم نامدار چاہا مولوی مسیح الدین خان نے عرض کیا حضور
مالک تمہارے ہین اگر پہلے حضرت کو عرض کیا جاوے تو بہتر ہے یہ فہمایش ناگوار خاطر ہوئی حواشی
نے اسپر اور حاشیہ لگایا اگر لوسیت باطلاع عدالت ہوتی مولوی صاحب نے تحریر بادشاہ اپنی مختاری
کی پیش کی اور مرزا ولیعہد نے المال عدالت مین تیج کر دیا بادشاہ کو عرضداشت کی
دستخطی خاص مزین ہوئی کہ ہمنے سفارت مین تمہین اختیار نا بدولت دیا ہے مرزا ولیعہد سے

ناگوار خاطر سمجھکر پھر پارس مین تشریف لائے شاہنشاہ نے پھر اونسے ملاقات چاہی اونھون نے اپنے مشیرون سے مشورہ چاہا بالاتفاق تجویز یہ ہوئی کہ اپنے ایجنٹ سرکار سے بذریعہ تاربرقی اس صلاح کو پوچھیے تو بہتر ہے اونسے جواب بھیجا کہ ہم اس امر خاص مین کچھ نہین کہہ سکتے اگر تمھاری ملاقات ہوجاتی تو باعث بھلائی کا تھا کچھ قباحت یہ سنکر مولویصاحب نے عرضحال مرزا ولیعہد بہادر شخص واسطے سے کہدیا کہ ہم حسن سلطنت کے متوسل قدیم ہین فیمابین انکے اور تمھارے صفائی قلبی نہین لہذا ملاقات نکرینگے جب مرزا ولیعہد نے یہ پیام کہلا بھیجا بہت سے کلمات عتاب خان موصوف کو فرمائے اور اپنے پاس آنے سے منع کردیا اور شہنشاہ کو بھی اسکا بہت ملال ہوا چنانچہ بیشتر اسکے ہر روز مرزا ولیعہد ہوا کھانے کو جاتے تھے شاہنشاہ سے صاحب سلامت ہوتی تھی بہت اشتیاق دلی پایا جاتا تھا اسدن جب اونکی گاڑی کو دیکھتے تھے دوسری طرف تشریف لیجاتے تھے اور اپنا منہ پھیر لیتے تھے بعد اسکے مرزا ولیعہد بہادر عازم ہندوستان ہوکے داخل مصر ہوکر ولایت فـ سے بتوسط جنرل صاحب روانہ کلکتہ کیا اور ایک تاج مرصع تلوار ولایتی اور موتیونکا لباس اپنے واسطے رکھ لیا جب مصر سے ارادہ کلکتہ کیا ایک خیرخواہ نے مفصل لکھ بھیجا کہ ابھی آپ مصر مین توقف فرمائین تو بہتر ہے مبادا ایسا نہو خدانخواستہ مثل بادشاہ سیلان مین ہونگے بحکم حفاظت صاحبان عالیشان مین ہوجائین اس جہت سے وہان چندے توقف کیا۔

رونق افروزی بادشاہ قلعے سے کوٹھی موچی کھولے مین

کئی مہینے سے خبر برآمد حضرت قلعہ سے مشہور ہورہی تھی جب خطوط کلکتہ آتے تھے پہلے اون اخبار کو غلط العوام جانتے تھے کسواسطے کہ ظاہرًا ہر وقت پہرہ دستور تھا یہ سمجھتے تھے کہ یہ امر محض ازراہ مصلحت کیا ہے اور خود بادشاہ کے صبر بیکسی بے اختیاری کا حال تو ظاہر ہے کبھی اختیار و حکومت مین کیطرح کا خیال یا منظنہ بدگمانی خاطر اقدس مین نہین گذرا اس مین بھی کچھہ مصلحت جناب باری تھی اور فوج باغی نے کچھہ درپے تھا کہ مثل دلی یا لکھنو انکے واسطے بھی کچھہ کرتی اگرچہ اسباب ایسے ہوسکتے تھے مگر تقدیر نے بچایا [illegible]

پہونچی اور متواتر ولایت سے حکم رہائی آیا آخر ۹- جولائی روز شنبہ ۱۸۵۹ع مطابق ۸ ذیحجہ ۱۲۷۵ھ
بعد چار بجے حضرت سلطان عالم مع ملازمین خاص شاگرد پیشہ وحضور عالم قلعے سے سوار
ہوکر کوٹھی مذکور مین رونق افروز ہوے اوسدن بھی عجیب دوگانہ عید ہوا سب نے سجدات شکر
ادا کیے پہلے ساہ جی کے گماشتے نے حاضر ہوکر ایکسو ایک روپیہ تصدق اور ۱۲ اشرفی
نذر گزرانی اور ۱۱- اشرفی حضور عالم کو دین اوسی تار برقیہ سے خبر رونق افروزی ساہ جی
کو پہونچی اتوار کے دن سید نقی صاحب چھوٹے بیٹے سید العلما نے تار برقیہ سے
صدق وکذب خبر کو دریافت کیا منگل کے دن خود روانہ کلکتہ ہوے مورد عنایات
خسروانی ہوے پھر لکھنو اپنے عیال کو لینے آئے ۱۷- ربیع الاول کو مع عیال روانہ
ہوے ۶ ہزار روپیہ عنایت ہوے کچھ وظیفہ بھی مقرر ہوا کئی مہینے تک ناموافقت
آب وہوا سے اور بعض امور کی ناگواری سے پھر چلے آئے۔

مفسدین کلکتہ نے باتفاق اپنے ابناے جنس بواسطۂ نواب معشوق محل خاص
مطلب برآری پر ۳ لاکھ روپیہ کا نوٹ اوسکی ضمانت مین لیا تھا جب یہ خبر مفصل جناب
مین پہونچی لاٹ صاحب نے محبت نامہ بھیجا کہ جسنے یہ جعل کیا ہو اسے سرکار سے سزا
ملنی چاہیے اوسکا جواب کیا آیا کہ یہ مقدمہ معرفت عورات ناقص العقل سرزد ہوا ہے انکی
تقصیر وار وہ ہین اس کلمۂ انصاف سے نواب محتشم الیہ بہت خوش ہوے اور وہ نوٹ پھر گیا۔

بادشاہ نے قلعہ مین بسبب تکلیف خرچ معرفت میجر سر بر صاحب ۶ لاکھ روپیہ قرض
لیا تھا جب لاکھ روپیہ کا پنشن جاری ہوا سرکار سے تقاضا ہوا اور پنشن کو اپنے نزدیک
روز رہائی قلعہ ٹھہرایا اور بحساب شاہی ابتداے عملداری سرکار چاہا تھا غرض بادشاہ نے
یہ جبر عطیۂ سرکار بھی قبول کیا اور اس لاکھ روپے کا بھی خرچ حسابی ٹھہرا تھا اس خیال
سے کہ مصارف زائد وفضول ہونے پاوے کسواسطے کہ باعث تکلیف بادشاہ ہوگا میجر صاحب
اسکے مصر رہیں مگر بادشاہ نے اسباب مین محبت نامہ بہت شد ومد سے بھیجا آخر مجمل مرضی
ہوا کیے پر رہا اسکا انجام کار بھی منشی صفدر کے اہتمام کھلا گورنمنٹ نے فی الحقیقت اسمین انصاف قرار
واقعی کیا اور آیندہ کو اسکا سدباب کر دیا آخر سرکار سے وزیر السلطان منشی میر علیخان مقرر ہوے بہت

غنیمت ہوا ورنہ سارے کلکتہ کے قرضدار ہوگئے حاکم کو چاہیے کہ اپنے داخل و خارج پر خود متوجہ رہے دوسرے کے بھروسے پر نہ رکھے۔

یہ ایک جملہ معترضہ بر سبیل مذکور زبانی مفتاح الدولہ۔ جب یہ کلکتہ مین حاضر حضور تھے کہ ایکدن میجر صاحب تشریف لائے بر سبیل مذکور بیان کیا کہ آج کے چوتھے دن مرزا ولی عہد بہادر داخل کلکتہ ہونگے اور نواب گورنر جنرل بہادر بمعرفت جنگ بہادر مرزا صاحب جسقدر کہ اوکا مال دیتے ہین ۵ لاکھ سالانہ اونکا اور ۵ لاکھ سالانہ خیال لیا اور ۴ لاکھ ناظر کا مقرر کرتے ہین چاہیے کہ اسپر راضی ہون اور یہ ہنگامہ فساد موقوف کرین اسکا جواب کچھ آپ دیسکے نہ آیا دیکھیے کیا منظور ہے نواب خاص محل نے پس چلمن سے دیا جو شخص آپ کے گھر آتے قید ہو لوٹا جاتا اور سب طرح سے برباد ہوا اسکا لاکھ روپیہ اور جو مقابلہ و سرکشی کرے اوسکے واسطے اسقدر انصاف شرطی جواب دیا وہ صاحب شمشیر ہے اب سنتے ہین کہ مرزا پر جسقدر اپنے حال پر روتے ہین اور مشتی لکھنو مین اب کون سنتا ہے یہ زبانی اون لوگون کے ہے جو اونکے پاس سے آتے ہین امرا ہند کا ہمیشہ سے یہی حال رہا ہے نواب شجاع الدولہ سے تصور کرنا چاہیے کہ صوبہ عظیم آباد بمنت دیتے ہین مصالحہ کیجیے اسیطرح جنرل اوٹرم صاحب معرفت مرزا علی رضا جو کچھ کہلا بھیجا کب کسینے سنا۔

سرکار شاہی سے محبت نامہ گیا کہ جنرل اوٹرم صاحب نے ۵ لاکھ روپیہ مقرر کیے تھے اوسمین قید حین حیات نہ تھی بعد ان سب خرابی و بربادی کے بیان آپکے پاس آنے سے یہ دوسری صورت تخفیف نکلی موافق قانون عدالت مثلاً قید نسل چاہیے غرض بہت تصریح سے لکھا گیا اور وہ راضی نامہ جسے پہلے طلب کرتے تھے رہ گیا اب اخبار سے معلوم ہوا کہ صاحبان پارلیمنٹ نے لسے جبری سمجھکر قبول نہ کیا اب پھر جو پارلیمنٹ کھلے دیکھا چاہیے کیا انصاف ہوتا ہے۔ مولوی مسیح الدین خان کو عہدہ سفارت سے محض بخوشی خاطر نواب گورنر جنرل موقوف کیا اور بتجویز مرزا ولی عہد بہادر علی اکبر خان شیرازی ٹھہرے اور بند رہ کرور کی نالش پارلیمنٹ مین چاہتے ہین جسکا سود ۴ لاکھ روپیہ ماہواری ہوتا ہے اسمین سے دس کرور ریاست قرضہ زمان شاہ عالم کا جسکی تفصیل مفصل معلوم نہین اگر دعوی پیش ہو دیکھا چاہیے اسکا انصاف کیا ہوتا ہے اور

مشہور ہوا تھا کہ مرزا ولی عہد بہادر اسی امید موہوم پر پھر روانہ ہونگے تا اینکہ اونکا
انتقال ہوگیا اور یہ کہانی رہ گئی۔

داخلہ مرزا ولی عہد بہادر کلکتے مین

۲۷ ماہ صفر روز دوشنبہ ۱۲۷۶ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۸۵۹ء ۱۱ بجے گارڈن ریچ مین
جہاز دودی نے لنگر کیا جب یہ مژدہ جاوید سمع مبارک پہونچا فرط محبت و مسرت سے
بیقرار ہوکر سبکو حکم استقبال ہوا پہلے مصلح السلطان وکنز الدولہ نے جاکر نذر دی پیا
سفر ہمنوائی مبارک الدولہ سید سجاد علیخان مرزا محمد عسکری خان بیٹے مرزا رفیع الشان
کے بھی بالغرض کلکتہ گئے تھے اور ملازم بھی حاضر ہوئے مرزا محمد عسکری خان کو غیر سمجھکر
مصلح السلطان نے سبب درد باطنی بیان کیا کنار دریا سب ہجوم تھا پہلے جہاز سے
جتنے مسافر تھے سب اترگئے جہاز دودی سلطانی کو حکم ہوا جب دو بجے جہاز سے مرزا
محمد عسکری خان کی کشتی کرایہ پر لی مرزا ولیعہد بہادر باہم ہوکر گھاٹ سے اترے بڑے
جنرل کے صاحبزادونے نذر دی گلے لگایا دوسرے جنرل مرزا فریدون بخت نے نذر دی کمال
محبت سے اونکے گلے ہاتھ ڈالدیا پھر مع ان تینون شاہزادے کے گاڑی پر سوار ہوئے اور
سلطانی جلوہ سواری مین تھے بڑی دھوم دھام سے قریب ۴ بجے داخل کوٹھی ہوئے
بادشاہ اوسوقت نواب خاص محل کے پاس تھے شرف ملازمت والدین حاصل ہوئی دن
تمام اپنے خاص محل مین داخل ہوکے صحیح گئے سلامت آئے مشیت ایزدی مین کسیکو دخل نہین
لندن مین غریب الوطن جانکر اکثر ملازمین نے خیرہ سری کی از راہ نمکحرامی بہت سا
نقصان دیا قلیل من عبادی الشکور رہ گئے مثل نواب مہدی علی خان اور اشخاص جنید
بہار النسا ملازمین جنابعالیہ مع اپنے متعلقین راہی حج خانہ کعبہ ہوئین بعض ملازمین نے
اپنی نمکحلالی سے آپکا دامن دولت نچھوڑا متروکہ شرعیہ جنابعالیہ مرحومہ کو حاضر حضور بادشاہ
کیا اکثر صاحبان ولایت مشتاق ملاقات مرزا ولیعہد بہادر ہوتے ہین مگر بسبب خوف بادشاہ از راہ
اطاعت تامل کرتے ہین گفتگو زبان انگریزی سے بسبب شہرت صاحبان والا اعتبار ہوگئی ہے صحبتہا

انکے لب ولہجہ سے بہت خوش ہوے بلکہ متعجب ایک دن ملاقات کو تشریف لے گئے تھے فی البدیہہ کچھ خلاف دستور پیش آئے تھے معقول گیا اور تا مدت قیام ولایت کبھی وہانکا ذبیحہ نوش نہ فرمایا صاحب مقدور تھے محتاج مجبور نہ تھے اور اگر کہین اتفاق ضیافت ہو فواکہات پر اکتفا فرماتی دوسرے یہ بھی بہت تعجب ہے کہ اس عالم شباب مین جانب خلاف متوجہ نہو حالانکہ اکثر غربا وہان کے خالی نہین پھرے ہین مثل میر حسن علی لندنی یا مولوی محمد اسمعیل سفیر شاہی بعض آپکے ملازمین نے وہین سکونت اختیار کی صاحب عیال بھی ہوگئے ہین لکھنؤ سے پہلے پہل جو لندن گئے میر حسین تھے وہ صاحب علم تھے اوسکے بعد میر عبد العلی جالیسی خلیل مرزا محمد علی قطرت میر حسن علی بعد زمان سابق کا حال ہے کہ ۶ جہاز سمندر مین دیکھکر داخل لندن ہوتے تھے اب ایک مہینے سے کم مین مسافت راہ ریل و جہاز دخانی سے رکھی ہے اور غالب ہے چند روز مین اسکے بھی کم مسافت رہجائے مگر ان سب جانیوالون کے راجہ رام موہن رائے بہادر بہت فضیلت علمی رکھتے تھے آج تک بنگالہ مین ایسا کوئی نہین اس کمال کے ساتھ ۱۳ زبان کے علم مین بحث و مناظرہ علمی کرسکے تھے ستی ہونا انھین کی بدولت موقوف ہوا بموجب شاستر ایمانی کے محمد اکبر شاہ بادشاہ دلی کے وکیل ہوکر گئے تھے اور اگر جیتے رہتے البتہ بہت سی صورت فلاح بادشاہ کے واسطے نکالتے مگر پارلیمنٹ کے بند ہونے سے جب ملک فرنس مین گئے مر گئے اور یہ امر خود اپنی نمود و نام کی راہ سے لیا تھا نہ کچھ طمع دنیا سے کسواسطے کہ محتاج نہ تھے۔

خلاصہ احوال سلطنت ہندوستان

دار الخلافت شاہجہان آباد تواریخ انگریزی سی ٹربب صاحب کی کتاب سے

مشہور ہے کہ امیر تیمور قزاقی کرتے تھے اور مطیع بادشاہ بلخ و بخارا تھے اتفاقاً ۲۳ شخص نا طرکہ قید ترکمان سے نجات دی بادشاہ نے عتاب کیا انسے مقابلہ ہوا یہ غالب آئے تا اینکہ نوبت سلطنت پہونچی خواب مین جناب رسولخدا نے ۲۳ ضرب انھین عنایت فرمائی دی ۲۳ سلطنت تھی جیسا خواب ہوا طیب تھی وہ شاد ابتدا سے انتہا تک ہستی مین ورقہ پہلے شاداب پھر خشک

سوائے تحریر تاریخ انگریزی سے اسیطرح جواب صوبہ اودھ بھی کہتے ہین ۔
ہندوستان کے ۲۲ صوبے دار السلطنت صوبہ شاہجہان آباد دہلی ۲۴۰ میل کا طول
اور تقریباً ۲۰۰ میل کا عرض جانب شمال لاہور ملک پنجاب جنوب اکبرآباد اجمیر شرق ۔
مملکت اودھ اور بہت بلند پہاڑ حایل ہندوستان شمالی ہین جانب غرب لاہور و اجمیر
اور بموافق تحقیق ابوالفضل یہ صوبہ داخل اقلیم سوم ہے اور خاص دریا گنگا و جمن
انکے سرچشمے اسی صوبے مین ہین اس صوبے کی آب و ہوا معتدل ہے اور برسات مین
اکثر زمین سیلاب ہوجاتی ہے اور بعض مقام مین ۳ فصلین پیدایش غلے کی ہوتی ہین
۸ سرکارین ہین ۔ دلی بداون کمون سنبھل ۔ سہارنپور ریواڑی حصار فیروزآباد
سرہند ان سرکارون مین ۲۳۲ پرگنے ہین اور زمین زیر مساحت جغرافیہ ۱۴ - ۸ - ۹۴
۲۸ بیگہہ ہے مجموع آمدنی ۵۵۵ - ۸۰ - ۶۱ - ۰۱ - ۶ دام ۔
سنہ ۱۸۰۳ع مطابق سنہ ۱۲۱۸ھ تمام ملک شرقی جمن اور مقامات جو گرد شہر اور بہت سے
مقام شمال شرقی تحت حکومت سرکار دولتمدار انگریزی آئے اور مقامات جنوبی متعلق دریا کے
متوسلین سرکار موصوف مین شامل ہاتھرسی ۔ راجہ الور ۔ راجہ بھرتپور اور اور حکام کی
ریاستین جو بالفعل خودمختار رنگ باطاعت و حکومت سرکار ہین اور ملک شمالی و غربی دریاے
جمن و جنوب دریاے ستلج متعلق سرداران سکھہ وغیرہ بیشتر تھا اور انکی جانب غرب گویا مانع
اور عایق مداخلت سرکار ہین اسکے سوا فوج لشکر لدھیانہ فیروزپور مین رہتی ہے اور اس
صوبے مین ضلع بریلی قدیم ملک روہیلکھنڈ شامل ہے اور خاص شہر بھی شامل بریلی سرہند
سہارنپور انوپ شہر میرٹھ حصار سرہند پٹیالہ بداون اور ضلع حال کمون جو قریب ۹
میل طول اسیطرح عرض مین ہے بالفعل متعلق سرکار ہوا ہے اس صوبے کے آدمی بعضو
اروما اور ہنود یا اہل اسلام اور سکھہ وغیرہ ملے ہوئے ہین اور قدیم شہر دلی تقریباً
۲۰ میل کے دور مین ہے جسکے بالفعل خرابہ سے ظاہر ہوتا ہے اور دلی جدید شاہجہان آباد
ہے جسے شاہجہان بادشاہ نے سنہ ۱۰۴۸ھ مطابق سنہ ۱۶۳۸ع کنارہ جانب غرب دریاے
جمن واقع ہے ۷ میل کے دور مین بنوایا ہے اسکے محیط شہر پناہ ہے اسکے دروازے عالیشان

سنگی ہین مابین شہر و بازار جسے چاندنی چوک کہتے ہین امرا و سلاطین کے خانہ عالیشان بنے ہین مسجد جامع اور مسجد نواب روشن الدولہ ہے اور اس زمانے مین از ہنگامۂ فساد عمارات عالیہ بہت خوب بنتی تھی ہر چند سارے شہر کے بازار سواد و بازار کے بہت تنگ ہین دار الامارت بھی جانب کنار غربی ہے تین طرف سے دیوارین سنگ سرخ کی ہین جسکا دور ایک میل ہی جہانگیر بادشاہ کی سلطنت مین نواب علی مردان خان دریا جمن سے کرنال سو میل کے فاصلے سے نہر آب شیرین شہر مین لائے و دوران مداخلت افغان اور ایرانیون تلک جاری رہی بعد اسکے بالکل خشک ہوکر بند ہوگئی تھی سنہ ۱۸۱۰ء مطابق سنہ ۱۲۲۵ھ سرکار نے پھر اوسے صاف و درست کر دیا جسکا آجتک چشمۂ فیض جاری ہے سارا شہر اور اطراف سرسبز و شاداب رہتا ہے اسکے آب شیرین سے سب سیراب ہوتے ہین ۔ غرض بلد شمالی ۲۸ درجہ ۴۰ دقیقہ ۔ طول بلد شرقی ۷۷ درجہ ۵ دقیقہ ہے فاصلہ کلکتہ سے ۹۷۶ میل ہے ۔

دلی کے راجہ اور مورخین اہل اسلام نے بنیاد اسکی ابتدا سنہ ۱۰۰۱ء مطابق سنہ ۳۹۲ھ ضبط تحریر کی ہے یعنی سلطان محمود غزنوی نے اسے لیکر غارت کیا لیکن بعد عہد و پیمان پھر راجہ کو واگذاشت کر دیا تھا اور سلسلۂ ریاست پہلے قوم افغان سے شروع ہوا اور انکی سلطنت لشکر کشی شاہ بابر جنے تیمور لنگ تک برقرار رہی اور یہ بادشاہ بادشاہ شمالی و غربی ہندوستانکو برباد کی سلطنت چنگیز خان ہلاکو تک تعلیمدی ہی ... رہے

نمبر		سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۱	تاج الدین یلدوز	۶۰۷		۱۲۱۰
۲	آرام شاہ			۱۲۱۰
۳	شمس الدین التمش			۱۲۱۰
۴	فیروز شاہ	۶۳۳		۱۲۳۹
۵	ملکۂ دوران سلطان رضیہ			۱۲۳۵
۶	بہرام شاہ	۶۳۷		[illegible]
۷	علاء الدین مسعود شاہ	۶۴۰		[illegible]

نمبر		سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۸	ناصر الدین	۶۶۴		۱۲۴۴
۹	غیاث الدین بلبن	۶۶۴		۱۲۶۵
۱۰	کیقباد	۶۸۰		۱۲۸۶
۱۱	فیروز شاہ خلجی	۶۸۸		۱۲۸۹
۱۲	سکندر ثانی	۶۹۰		۱۲۹۵
۱۳	شہاب الدین عمر	۷۱۶		۱۳۱۶
۱۴	مبارک شاہ	۷۱۷		۱۳۱۷
۱۵	تغلق شاہ	۷۲۱		۱۳۳۱
۱۶	سلطان محمود	۷۲۵		۱۳۳۵
۱۷	فیروز شاہ ثانی	۷۵۲		۱۳۵۱
۱۸	ابو بکر شاہ	۷۹۲		۱۳۹۸
۱۹	ناصر الدین محمود شاہ	۷۹۶		۱۳۹۳

اسی سلطنت میں تیمور لنگ نے سنہ ۱۳۹۸ء مطابق سنہ ۸۰۱ھ عبور دریا اٹک کیا دلی کو غارت کیا اور سلطنت قوم افغان سنہ ۱۴۱۲ء مطابق سنہ ۸۱۶ھ تک تمام ہوئی اور سنہ ۱۴۰۵ء مطابق سنہ ۸۰۸ھ میں تیمور لنگ نے ۷۱ برس کے سن میں انتقال کیا۔

۱	دولت خان لودی	۸۱۶		۱۴۱۳
۲	خضر خان	۸۱۷		۱۴۱۴
۳	مبارک شاہ	۸۲۴		۱۴۲۱
۴	محمود شاہ ثانی	۸۳۶		۱۴۲۲
۵	علاء الدین ثانی	۸۵۰		۱۴۳۶
۶	بہلول لودی	۸۵۴		۱۴۵۰

ان دونوں سلطنت میں ریاستیں ہندوستان کی منقسم ہوئیں کسو سطے کہ حکام دکن

گجرات مالوہ جونپور بنگالے نے اپنے تئین بنام نامی بادشاہ کیا اور صوبجات بھی مختلف الامر
اور حکام کے ہاتھ پڑے جو بظاہر وقت سے از راہ سرکشی اطاعت بادشاہ دہلی کرنے لگے
فی الحقیقت بہ سبب ضعف سلطنت کے ہر صوبہ دار اپنی سرکشی سے خود مختار ہوگیا
سلطنت سے اسکا انتظام نہو سکا الا صوبہ دار صوبہ اودھ نے اسپر تئین کرد سے زیادہ
روپیہ خرچ کر کے اپنا اختیار رکھا ہے حالانکہ کئی مرتبہ یہ صوبہ بھی صوبہ دار کے ہاتھ سے جا چکا تھا
بیع گرو یا زمینداری خریدی اسکا احوال کتب تواریخ میں مندرج ہے اور ارباب ثقات جانتے ہیں۔

۷ سکندر بن لودی ۸۹۴ ۱۴۸۸

اسی بادشاہ نے ۹۲۲ ۱۵۱۶

سنہ ۱۵۲۵ء مطابق سنہ ۹۳۲ھ سلطان بابر سے شکست کھائی اوسی سال بابر نے
دلی کو لے لیا میں ابتداے سلطنت مغلیہ چغتائیہ شروع ہوئی۔

۱ ظہیر الدین محمد بابر ۹ جون سلطنت پر پہنچا مدت سلطنت ۲۷ سال ۹۳۶ - ۱۵۲۵

۲ نصیر الدین محمد ہمایون ۲۸ جنوری ۲۵ سال ۱۵۳۰

شیر شاہ سے شکست کھائی ۹۳۸ ۱۵۳۱

۳ ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر ۱۷ فروری ۴۹ ۹۶۴ ۱۵۵۶

امرکوٹ میں پیدا سنہ مذکور میں شہنشاہ ۹۴۹ ۱۵۴۲

اکبرآباد میں انتقال ۱۰۱۴ ۱۶۰۵

بادشاہان مغلیہ و افغان میں یہ بادشاہ سب سے بڑا گذرا اوسکا وزیر ابوالفضل
تھا جو ۵۴ برس کے سن میں راہزن کے ہاتھ سے مارا گیا۔

۴ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر ۱۷ اکتوبر ۲۳ ۱۰۱۴ ۱۶۰۵

۵ شہاب الدین محمد شاہجہان غازی ۳۱ ۱۰۳۷ ۱۶۲۷

۶ ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر

۲۴ فروری ۵۵ ۱۰۶۸ ۱۶۵۸

انتقال ۲۱ فروری ۱۱۱۹ ۱۷۰۷

شاہ عالم اسکا بڑا بیٹا زہر سے ہلاک ہوا۔

۷ اعظم شاہ شہید۔ چند ماہ

۸ ابوالمظفر قطب الدین بہادر شاہ ۲۳۔ فروری ۱۱۱۹ ۱۷۰۷

۹ معزالدین جہاندار شاہ ۱۱۔ جنوری سلطنت سے خارج ہوکر مارا گیا چند ماہ

۱۱۲۴ ۱۷۱۳

۱۰ محمد فرخ سیر شہید ۱۱۔ جنوری مارا گیا ۶ سال ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۱ رفیع الدرجات شمس الدین ابوالبرکات ۸۔ جنوری۔ طفل ۳ ماہ

۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۲ رفیع الدولہ شاہجہان ثانی ۲۶۔ اپریل طفل ۳ ماہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۳ ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ ۱۲۔ اکتوبر ۳۰ سال ۱۱۳۲ ۱۷۲۰

۱۷۳۵ء ۱۱۴۸ھ مرہٹوں نے ایسی یورش اور ترقی کی کہ شہر پناہ دلی کو جلا دیا

نادر شاہ ۹۔ مارچ ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۲ھ داخل شہر دلی ہوا۔ ۳۔ اپریل بعد

قتل و غارت اموال ولایت کو پھر گیا۔

۱۴۔ ابوالنصر احمد شاہ ۲۰۔ اپریل ۶ سال۔ ۱۱۶۱ ۱۷۴۹

خارج سلطنت اور اندھے ہو گئے ۱۱۶۴ ۱۷۵۳

۱۵۔ عزیز الدین عالمگیر ثانی ۲۹۔ نومبر ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

مارے گئے اور اسی سال احمد شاہ ابدالی داخل دلی ہوا ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

۱۶ کئی مہینے تک شاہجہان سلطنت سے خارج ہوا ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

۱۷۔ جلال الدین مرزا عبداللہ علی گوہر شاہ عالم ثانی ۴۸ ۱۱۸۵ ۱۷۷۱

الٰہ آباد سے بحفاظت سرکار کمپنی داخل دلی ہوئے کور ہو ۱۲۰۳ ۱۷۸۸

غلام قادر روہیلے کے ہاتھ سے جتنے مدت سے اشخاص خاندان تیموریہ کو قتل و غارت

کیا بعد کئی مہینے کے مہاجی سیندھیہ کی اعانت سے بدترین عذاب سے بعد تشہیر کے مارا گیا۔

۱۲۰۳ء ۱۱۔ ۱۸۰۰ء تک شہرت و اختیار مرہٹوں کا سلطنت دلی میں رہا۔ جب جنرل لیک صاحب

۱۱- ستمبر ۶ میل کے فاصلے شہر سے فوج مرہٹہ کو شکست دی ۱۲- ماہ مذکور کو داخل شہر ہوئے جب سے آج تک صوبہ مذکور اختیار و حکومت سرکار دولتمدار میں ہے اگرچہ پیشتر ہنگامہ فساد و تبدیلی جو فوج بدمعاش سرکار نے کیا فقط بنام سلطنت مغلیہ رہی تھی

انتقال علی گوہر	۱۲۲۱	۱۸۰۶
۱۸ ابوالناصر معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی ۳- دسمبر ۳۴	۱۲۲۱	۱۸۰۶
۱۹ ابوالمظفر بہادر شاہ ثانی تخت سلطنت پر جلوس	۱۲۵۶	۱۸۴۰
مرزا دارا بخت ولی عہد بہادر بادشاہ ۱۵ صفر عارضہ ورم جگر سے انتقال کیا درگاہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی میں دفن ہوئے	۱۲۶۵	۱۸۴۹
انتقال بہادر شاہ رنگون قید سرکار	۱۲۷۹	۱۸۶۲

ایضاً جدول بادشاہان شاہجہان آباد بہ تفصیل تمام

نام بادشاہ ولدیت - امیر تیمور امیر طراغائی از اولاد چنگیز خان ہلاکو
تاریخ ولادت - ۲۵ شعبان سہ شنبہ سنہ ۷۳۶ ھ سنہ ۱۳۳۵ ع -
محل ولادت مقام جلوس - شہر سبز از خطہ کش شہر بلخ
تعداد عمر روز جلوس - ۳۵ سال ۲۷ یوم
تاریخ جلوس - ۲۲ شوال سنہ ۷۷۱ ھ چہارشنبہ سنہ ۱۳۶۹ ع
مرض الموت تاریخ وفات - تپ محرقہ ۷ یوم ۱۷ شعبان سنہ ۸۰۷ ھ چہارشنبہ سنہ ۱۴۰۴ ع
محل دفن مدت عمر مدت سلطنت - سمرقند - ۷۱ سال ۱۱ شہر - ۲۰ یوم ۳۵ سال
۱۰ شہر - ۲۵ یوم -

۲- نام ولدیت - جلال الدین میران شاہ ابن تیمور
تاریخ ولادت محل ولادت - پنجشنبہ ۱۴- ربیع الثانی ۷۶۵ - ۱۳۵۴ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر روز جلوس - میان سمرقند و آذربایجان ۳۸ ۴ ۳
مدت جلوس مرض الموت وفات - ۱۷ شعبان ۸۰۷ ۱۳۷۵ در جنگ مرزا

محل دفن مدت عمر و سلطنت تبریز ۳۱ ۱۰۰۷ ۱۴ - ذیقعدہ ۸۱۰ ۱۴۰۷
۴۳ ۳۳

۳ - سلطان محمد مرزا ابن میران شاہ -
۳ - ذیحجہ سنہ ۷۹۹ ۱۳۹۷ نامعلوم
مقام جلوس سمرقند تعداد عمر جلوس - ۹ سال - ۲ شہر ۲۴ یوم
تاریخ جلوس - ۲۴ - ذیقعدہ سنہ ۸۱۰ھ سنہ ۱۴۰۷ء مرض الموت عارضہ جسمانی
تاریخ وفات محل دفن - ۳۰ ذیحجہ سنہ ۸۵۵ھ سنہ ۱۴۵۱ء خطہ کش مدت عمر ۵۵ سال
مدت سلطنت - ۴۵ ۵۱

۴ - سلطان ابوسعید مرزا ابن سلطان محمد مرزا
۱۳ - رجب ۸۳۰ ۱۴۱۷ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر جلوس ۲۵ سال ۳۰ - ذیحجہ ۸۵۵ - ۱۴۵۱ -
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - در جنگ حسین بیگ گرفتار شدہ
شہید شد ۱۲ - رجب سہ شنبہ ۸۷۳ ۱۴۶۷ نواح سمرقند
مدت عمر مدت سلطنت - ۴۳ سال ۱۷ ۳ ۱۴

۵ - عمر شیخ مرزا خلف چہارم سلطان ابوسعید ۳۰ - ذیحجہ ۸۶۰ ۱۴۵۵ سمرقند -
مقام جلوس تعداد عمر جلوس - ولایت اندجان فرغانہ ۱۲ ۶ ۳
تاریخ جلوس مرض الموت تاریخ وفات - دوشنبہ ۱۲ - رجب سنہ ۸۷۳ھ سنہ ۱۴۶۷ء
از بام کبوترخانہ افتادہ مرد ۱۴ - رمضان دوشنبہ سنہ ۸۹۹ھ سنہ ۱۴۹۳ء
محل دفن مدت عمر مدت سلطنت - سمرقند ۳۸ ۴۸ ۲۶ ۱ ۲۲

۶ - ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ ابن سلطان عمر شیخ مرزا جنت مکانی ۶ - محرم سنہ ۸۸۸ھ
سنہ ۱۴۸۳ء ولایت فرغانہ خطہ کش -
تعداد عمر در جلوس تاریخ جلوس - ۱۱ ۸ ۱۹ سہ شنبہ ۲۵ رمضان سنہ ۸۹۹ھ
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - تپ ۶ - جمادی الاول ۹۳۷ - ۱۵۳۰ کابل

۱۴۸۵- مدت عمر مدت سلطنت- ۹ ۴ ۳۷ ۷ ۱۱ -

۷- بادشاہ نصیر الدین محمد ہمایوں ابن بابر شاہ جنت آشیانی-

ولادت محل ولادت مقام جلوس ۴ ذیقعدہ ۹۰۳ ارک شہر کابل آگرہ

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس- ۲۳-۴-۶-جمادی الثانی ۹۳۷ ۱۵۳۰

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن- از بام افتاد ۱۳ ربیع الاول ۹۶۳ ۱۵۵۵

محل دفن مدت عمر مدت سلطنت- مقبرہ ہمایوں دلی ۴۹ ۹ ۴ ۲۵ ۱۰ ۵ -

۸- محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آشیانی یکشنبہ ۸- رجب ۹۴۹- ۱۵۴۲- امرکوٹ سندھ

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس مقام جلوس- ۱۳ ۸ ۲۸ جمعہ ۳- ربیع الثانی

۹۶۳- ۱۵۵۵- کلانور-

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن- عارضۂ جسمانی ۱۲- جمادی الثانی مقبرہ

سکندریہ ۱۰۱۴- ۱۶۰۵ قریب آگرہ

مدت عمر مدت سلطنت- ۶۴ ۱۱ ۷ ۵۱ ۲ ۹

۹- نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ جنت مکانی-

۷- ربیع الاول ۹۷۷ھ ۱۵۶۹ فتحپور سیکری- اکبرآباد-

مدت عمر روز جلوس تاریخ جلوس- ۳۷ ۲ ۲۷ یکشنبہ ۱۴ جمادی الثانی

۱۰۱۴- ۱۶۰۵-

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن- ضیق النفس یکشنبہ ۲۸ صفر ۱۰۳۷

۱۶۲۷ باغ نورجہاں واقع لاہور

مدت عمر مدت سلطنت- ۵۹ ۱۱ ۱۱ ۲۲ ۸ ۱۴

۱۰- محمد شہاب الدین شاہجہان بادشاہ فردوس آشیانی

ولادت لاہور لاہور- پنجشنبہ سلخ ربیع الاول-

مدت عمر روز جلوس ۳۷ ۲ ۲۲

تاریخ جلوس دوشنبہ ۲۲- جمادی الاول ۱۶۲۷- ۱۰۳۷-

مرض الموت — وفات — محل دفن — مدت عمر — مدت سلطنت

درد گردہ تپ محرقہ ۔ ۲۶ ۔ رجب دوشنبہ ۱۱۶۷ ۔ ۱۷۵۳ ۔ اکبرآباد ۔ روضہ تاج گنج

۶۷ ۶۴ ۲۰ ۴۲

۱۱ ۔ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ خلد مکانی ۔

۲۵ ۔ ذیقعدہ یکشنبہ ۱۰۲۸ ۱۶۱۸ ۔ صوبۂ گجرات نواح اکبرآباد ۔

۳۹ ۶ ۵ غرۂ جمادی الثانی ۱۰۶۸ ۱۶۵۷

عارضۂ جسمانی ۔ جمعہ ۲۸ ۔ ذیقعدہ ۱۱۱۹ ۱۷۰۶ دکھن اورنگ آباد مقبرہ زین العابدین شاہ

۹۰ + ۳ ۵۰ ۵ ۲۸ ۔

۱۲ ۔ اعظم شاہ بن عالمگیر شاہ ۱۲ ۔ شعبان ۱۰۶۳ ۱۶۵۲ دکن متصل اورنگ آباد

۵۵ ۳ ۲۶ ۔ ۴ ۔ ذیحجہ ۱۱۱۸ ۔ ۱۷۰۶ در جنگ بہادر شاہ کشتہ شد ۸ ۔ ربیع الاوّل

۱۱۱۹ ۱۷۰۷ ۔ مقبرۂ ہمایون بادشاہ دہلی ۔

۵۵ ۶۷ + ۳ ۔ شہر ۱۰

۱۳ ۔ بہادر شاہ شاہ عالم خلد منزل سلخ رجب ۴۳ ۱۰۴۳ ۱۶۳۳ دکن کابل

۷۵ ۶ ۲ ۱۰ ۔ محرم ۱۱۱۹ ۱۷۰۷ عارضۂ جسمانی ۱۸ محرم ۱۱۳۴ ۱۷۲۱

بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۸۰ ۲ ۱۸ ۵ + ۸

۱۴ ۔ معزالدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بادشاہ

غرۂ شوال چہارشنبہ ۱۰۷۲ ۱۶۶۱ دکن لاہور

۵۲ ۳ ۱۸ ۱۸ محرم روز جمعہ ۱۱۲۴ ۱۷۱۲ فرخ سیر در قید کشت ۔

۲۹ ۔ محرم ۱۱۲۵ ۱۷۱۳ مقبرۂ ہمایون بادشاہ

۵۳ ۳ ۲۵ + ۱۱ ۵

۱۵ ۔ فرخ سیر بادشاہ پسر عظیم الشان بہادر شاہ شہید مرحوم

غرۂ محرم پنجشنبہ ۱۰۹۸ ۱۶۸۶ دکھن نواح اکبرآباد

۲۶ ۱۱ ۲۳ ۳ ۲۳ ذیحجہ جمعہ ۱۱۲۴ ۱۷۱۳ سید حسین علیخان اسیر کردہ کشت ۔

۹ - رجب ۱۱۳۱ - ۱۷۱۵ - مقبرۂ ہمایون بادشاہ ۳۲ ۴۲ ۳ ۹۳ -

۱۶ - ابوالبرکات شمس الدین پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ رفیع الدرجات -

۱۷ - رمضان ۱۰۸۳ ۱۶۷۲ دہلی اکبر آباد -

۴۷ ۶ ۲۳ ۹ - ربیع الثانی ۱۱۳۱ ۲۶ ۱۷ - تپ محرق ۱۹ - رجب ۱۱۳۱ ۱۷۱۸

مقبرۂ ہمایون ۴۷ ۳۱۰ + ۹۳

۱۷ - رفیع الدولہ پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ

۲۰ - رمضان ۱۰۸۳ ۱۶۷۲ نواح اکبر آباد - اکبر آباد -

۴۷ ۲۳ + ۶ - رجب ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ علیہٴ کوکنار ۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ مقبرہ ہمایون

۳۸ ۱ ۲۸ ۲۸ ۳ ۲۸۲ -

۱۸ - روشن اختر محمد شاہ بادشاہ بن جہاندار ابن بہادر شاہ فردوس آرامگاہ

۲۴ - ربیع الاول ۱۱۱۴ ۱۷۰۲ غزنین - کھرادلی موضع اکبرآباد ۸ کروہ ۱۷ ۴۴

۱۷ - ذیقعدہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ -

عارضہ جسمانی ۲۷ - ربیع الثانی ۱۱۶۱ ۱۷۴۸ بدرگاہ نظام الدین

۴۷ ۱ ۳ ۹ ۲ ۱ ۱۰ -

۱۹ - ابوالنصر مجاہد الدین احمد شاہ بن محمد شاہ بادشاہ

۱۷ - ذیحجہ ۱۱۳۸ ۱۷۲۵ شاہجہان آباد پانی پت -

۲۲ ۴ ۱۳ غرۂ جمادی الاول ۱۱۰۶ ۱۶۹۴

بسبب کشیدن میل در چشم ۱۰ - شعبان سہ‌شنبہ ۱۱۶۷ ۱۷۵۴

مقبرۂ ہمایون ۲۸ + ۲۳ ۳۰ ۳ ۱۰ -

۲۰ - محمد عزیز الدین عالمگیر ثانی بن معزالدین جہاندار شاہ عرف ... -

غرہ محرم ۱۰۹۹ ۱۶۸۷ - صوبۂ ملتان دہلی -

۶۸ ۱۰ ۱۰ - شعبان ۱۱۶۷ - ۱۷۵۳

از قلعۂ فیروز آباد افتادہ مرد ۸ - ربیع الثانی ۱۱۷۳ - ۱۷۵۹ -

مقبرہ ہمایون ۴۷ ۲۷ ۱۷ ۸۰۵

۲۱ - علی گوہر شاہ عالم بادشاہ عالمگیر ثانی فردوس منزل

۲ - جمادی الاول ۱۱۳۱ ۱۸ ۱۷ دلی

کھتولی متصل عظیم آباد ۲۲ ۳۰ ۴ - جمادی الاول ۱۱۷۳ ۱۷۵۹ -

عارضۂ جسمانی ۷ - رمضان بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۹۰ ۷۲ ۴۸ ۴ ۳ -

۲۲ - ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آرامگاہ بن شاہ عالم

۲۸ - رجب ۱۱۷۳ ۱۷۵۹ - ریمان مکمن پور - دارالخلافت شاہجہان آباد -

۴۸ ۹۱ ۷ - رمضان ۱۲۲۱ ۱۸۰۸

اسہال و ورم ۷ - جمادی الثانی ۱۲۵۳ - ۱۸۳۷ -

بدرگاہ خواجہ قطب الدین برابر والد خود ۸۰ ۳۱ ۱ ۲۰

۲۳ - ابوالمظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ثانی ۱۳ ۱۲ ۳۷ ۱۸ -

شاہجہان آباد ایضاً ۷۳ سال - ۱۲۵۳ ۱۲۷۹ ۱۸۶۲

رنگون ۹۹ سال ۲۶ سال -

یہ ۲۳ سلطنت موافق خواب امیر تیمور لنگ درست ہے ؛ واللہ اعلم

من ابتدائے ۸۷۱ھ ۱۴۶۹ء تا نہایت ۱۲۷۹ھ و ۱۸۶۲ء

مجموع پنجصد و ہشت سال ہوتے ہیں -

پانچوان باب

فساد عظیم بلوائے عام شاہجہان آباد تا خاتمہ اور مرزا ابوالمظفر سراج الدین بہادر شاہ کا رنگون جانا انتقال تا بانی رئیسان شہر آسنجا

ہر صاحب ضلع نے احوال فساد بلوہ کے جو جہان ہوا لکھوا نی چنانچہ مرزا نوشہ صاحب اسد اللہ خان غالب مرحوم نے کچھ منظوم کیا اس حبت سے اس مؤلف کتاب نے بھی بشمول فساد لکھنو رسوا شہر

سے دریافت کرکے لکھا سہ ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است +

تمام ہندوستان مین دو صوبے عظیم مملوۂ فساد ناگہانی کے ہوے ایک دلی اور لکھنؤ کس واسطے کہ یہ دونون پایہ تخت سلطنت تھے باقی فساد بے بنیاد ہوا ایسا تباہ کہین اور نہین ہوا ہرچند دلی مین کئی مرتبہ اسطرح کا فساد و قتل غارت ہوا مثل نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی وغیرہ مین انقلاب ہوا مگر یہ رنگ انقلاب اور تھا اور نہ یہ صورت خاص گذری اور لکھنؤ ہمیشہ امن و امان مین رہا۔

خلاصہ سال بھر پہلے اس ہنگامہ عام کے گورنمنٹ سے کارتوس جنگی آئے کہ فوج مین تقسیم ہون ہندو مسلمان سپاہ نے اوسکے استعمال مین تامل کیا اس جہت سے کہ ان کارتوس مین چربی سوئر اور گاے کی لگی تھی چنانچہ اصل یہ مادہ فساد چھاؤنی بارکپور کلکتے سے پیدا ہوا جسطرح اکثر وبا عالمگیر پہلے کلکتے سے شروع ہوتی ہے وہ یہ ذکر ایک دن چھاؤنی کے دو تلنگے دریا پر نہا رہے تھے اتفاقاً ایک شخص بھی اونکے برابر نہا کر اپنی دھوتی کو جھٹکنے لگا جسطرح ہندو دھوتے ہین اوسکی چھینٹین اون تلنگون پر پڑین بہت خفا ہوکر کچھ سخت سست کہے اوسنے کہا سبحان اللہ ان لونڈون سے اتنی احتیاط کرتے ہو کل جنگی کارتوس جو ولایت سے آتے ہین کیونکر کاٹو گے جنپر چربی گاے اور سور کی لگی ہے اس عرصے مین دو اور سپاہی چھاؤنی کے آ گئے رفع شر ہو گیا اور وہ بھی چار چھاؤنی کا تھا راہ مین سپاہیونکو چربی کے نام سے کھٹکا ہوا پہلے اوسکی تحقیق صدق و کذب کو دریافت کیا کہ بنا خلاف ہو تو خجالت ہوگی پس جب خوب ثابت ہوگیا کہ فی الحقیقت دونون چربی بھینٹ ہین اسے مسّر خلاف مذہب و ملت سمجھ کر باخفا ہر چھاؤنی ہندوستان مین افسرونکو لکھ بھیجا بااتفاق سب نے منکر انکار کیا اور مستعد فساد ہوے چنانچہ برگیڈیر چھاؤنی مین پریڈ کرکے حکم تعمیل جدید کارتوس سنایا بااتفاق ہندو مسلمان نے عذر کیا کہ ہمنے برسون سرکار کا نمک کھایا مگر دین کے واسطے نہ ایمان دینے کو افسرون نے کچھ اعتنا نہ کیا جواب دیا کہ ہم البتہ حکم گورنمنٹ بجا لاینگے اتفاقاً کماندر انچیف بھی وہان تھے کچھ انتظام نہ کرسکے۔

نوک کی پلٹن کی ۵ کمپنی جٹ گاؤن اور ہ۔ اس چھاؤنی مین تھی اوسنے اسی اسلحہ جبر سرکار کا

دیا اور اپنی تنخواہ لیکر گھر کی راہ لی حکام نے کچھ اسپر بھی اعتنا نہ کی بلکہ اونکا عفو جرائم کیا
اسکے بعد ۳ پلٹنین بدلے کو اضلاع غربی کو بھیجی اونکے پیچھے پلٹن گورے کو حکم ہوا کہ راہ مین
فرصت وقت پانا انکو سزا دینا تا اور ونکو عبرت ہو جاوے اور افسر ہندوستانی جو وہان سے
چلے وہ اپنی ہوشمندی سے غافل نہ رہی بھی اگر کوئی ہمارا ہمرشتہ متخوف بات مجھسے
تو نہایت باتفاق کر دیجیے لیکن سب جواب صاف پایا جب یہ خدشہ فساد سرکار کو ہوا قلعہ
کلکتہ مین تلنگون سے اسلحہ حرب لے لیے فقط بندوق رہگئے گر پھر سے گورے دیے اور بادشاہ
کو بھی انھین توہمات سے قلعہ مین رکھا نواب دلی کے نقل کرتے تھے کہ مین جنرل صاحب
کی ملاقات کو گیا کہنے لگے ہم آپ سے اکثر ایک بندوق کی تعریف کیا کرتے تھے
اوس قسم کی بندوق ولایت سے آتی ہے جو اسقدر دور اوسکی گولی جاتی ہے غالب ہے کہ ا
ہماری پلٹن مین احتیاج توپ کی نہو لیکن افسوس یہ ہے کہ ہماری فوج اوسکے استعمال مین
کارتوس پر راضی نہین ہوتی اوسپر گمان ہے دندہ گاے اور سور کی چربی کا لگا ہے نواب
نے جواب دیا کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پہلے گورے استعمال کرین جب انکا رفع خدشہ
جاتا رہیگا سپاہی بھی خواہ مخواہ استعمال کرینگے جنرل صاحب نے کہا ہمنے سب طرح سے اسکی
تصریح سرکار مین کی اور بھی منظور نہین خیر ہم جانتے ہین کہ ہماری اجل اس فوج کے ہاتھ
مقدر ہوتی ہے مجبور ہین جب فوج ولایت سے آئیگی انکا استیصال کریگی —

خلاصہ جب چھاونی میرٹھ مین کمان افسر نے تیسرے رسالہ ترک سوار کو حکم کارتوس کے
کاٹنے کا دیا باتفاق ہندو مسلمان نے انکار کیا اور عذر کیا نہ سنا ایکدن چاہا کہ سبکو توپ سے
اڑا دین اتفاقاً جب رسالہ توپخانہ سے گذرا ایک خلاصی نے سمجھا دیا کہ پریڈ پر نہ ٹھہرنا سیدھے
چلے جانا نہین حکم قتل کی پریڈ ہوچکا ہے یہ سنکر رسالہ ساکت و خاموش اپنی لین کو چلا گیا ایک صوبہ
دار الطفہ حرام سے کہ بسبب کینہ رکھتا تھا فرصت وقت پاکر اپنا رسوخ دکھانے کو اپنے افسر سے
کئی سپاہیون کی چغلی کھائی کہ یہ مفسد و مغوی سب کے ہین انھین پہلے قید کر لیجیے پھر سب
درست ہوجائینگے دوسرے دن صوبہ دار نے پریڈ پر اپنے دانت سے کارتوس کاٹکر سبکو
دکھایا تاکہ سب پر حجت تمام ہو سبھون نے جواب دیا کہ یہ ہمارے دین سے نکل گیا ہے اور سو قسمت

کمان افسر نے شتر سوارون کو جیلخانے مین بھیجدیا اور حکم دیا کہ انکے پانوون مین بیڑی فی الفور
صاحب جیلخانے نے کہا کہ از راہ خدا ترسی کہ سردست اتنی بیڑی تیار نہین - اور کہنے لگا
معلوم ہوا افسرون کی قضا دامنگیر ہوئی ہے دوبارہ حکم بھیجا کہ بیڑیان لوہے کی سلاخ
کی کاٹ کر پنہا دو - بعد اسکے تین دن تک ان اسیرون کے آب و طعام کی کچھ
فکر نہ ہوئی

۹ - مئی روز شنبہ ۱۴ - ماہ رمضان ۱۲۷۳ھ حسب الحکم کمان افسر اسیرونکو حکم دیا کہ
پابجولان سر بدر لاؤ بذلت تا اور ونکو عبرت ہوا اور پھر کوئی سرتابی حکم نہ کرے جب اسیرن اس
صورت سے گذرے چھاؤنی کی بازاری رنڈیون نے باقی رسالے کے سپاہیونکو گالیان
دیکر غیرت دلائی اور خوب لون مرچین لگا کر مردنیا بالکل اونکے منہ پر تھوک دیا کہ تمسے ہم رنڈیان
بہتر ہین کیون تلوار باندھکر اپنی تئین مرد بنایا ہے وہ اپنے یہ سنکر سبکو ایک جوش حمیت و غیرت از حد ہوا

دوسرے دن یکشنبہ ۱۵ - ماہ مبارک بعد دوپہر کے جب نماز ظہر پڑھ چکے اس رسالے
کے تیسرے ترپ نے جو لین مین تھے کمر باندھ مسلح ہوکر باہر نکلے اور چھاؤنی قتل و غارت
اور بنگلون کو آگ لگانا شروع کیا اور ساری فوج نے اسپر اتفاق کیا اور صاحب جیلخانے
کو اوسی وقت باعزت بسلامت چھاؤنی سے نکالدیا اور اوسکے احسان مند ہوئے پلٹن
رلفل گورہ ۵ رسالہ لانسر توپخانہ گورہ دمدمے مین مع صاحبان چلے گئے اور بہت
متحیر اور متعجب ہوئے کہ اس انتظام و اہتمام پر یہ صورت ہوئی جسکا کبھی خیال بھی نہ تھا خلاصہ
یہ شام تک ہنگامۂ قتل و غارت رہا اور نامردان ناعاقبت اندیش نے جو کسیطرح نہ کرنا
تھا وہ کیا یعنی اطفال بے گناہ خردسال - عورات بے گناہ یا جتنے عیسائی جانا
قتل کیا پھر دونون پلٹن پہلی بیسوین اون سٹ - گیارھوین سوارون کے شریک
ہوکے تین شہر مین جاکر روزے سے اور اپنی جاہ بدنفسی کی دوڑ دھوپ سے تھک گئے تھے
بازار مین ماکولات پر جھکے رعایاے شہر نے بھی ما حضر موجود کو مجاہدین راہ خدا کے
موافق اپنے عقیدے کے حاضر کیا اور خوف جان و مال سے اپنے گھر کے دروازہ
کو بند کر لیا آدھی رات تک جب کھانے سے فراغت ہوئی دلی کو چلے اونکے .

پیچھے کئی کمپنی سائپرس منیرس گئی تھوڑی دور جاکر پھر آئی صاحب کمشنر میرٹ نے چھٹی اس سانحہ کی سائمن فریزر صاحب کمشنر دلی کو لکھکر بھیجی - اتفاقاً وقت شب صاحب ممدوح بھی چھٹی کو اپنی پاکٹ مین رکھہ لیا یہ بڑی غفلت بداقبالی سے ہوئی وگرنہ پل پر اسکا انتظام کرتے سوار کیونکر دفعتہً چلے آتے -

۱۶ - تاریخ ماہ مبارک ۱۱ - مئی اول دم صبح ایک سوار دلی مین سمن برج کے جھروکے کے نیچے سے جہان بادشاہ بیٹھتے تھے پوچھا میر فتح علی خان داروغہ تخت شاہی کہان ہے یہ اوسوقت چبوترہ لب دریا خضری دروازے کے آگے ہی نماز پڑھ رہے تھے جواب دیا کیا کام اونسے ہے کہا مین حکم فوج لایا ہون جلد بادشاہ سے عرض کرو کہ ہمنے سب صاحبان فوج و میرٹ کو قتل و غارت کیا ہی اب یہان کے صاحبون کے استیصال کو آئے ہین اگر بادشاہ ہمارے شریک دین ہوگا تخت پر بٹھا ئینگے وگرنہ ابھی ہم تماشا دکھلا دینگے کہا بہت خوب مین ابھی بادشاہ سے جاکر عرض کیے دیتا ہون اوسکے بعد وہی سوار وہان سے شہر مین پھر آیا -

ایک سوار اور لاہوری دروازہ سے قلعہ مین آیا اور دلی دروازے سے باہر جاکر دو کمپنی جو قلعہ مبارک مین متعین تھین اور کمپنی جو میگزین اور خزانے پر کشمیری دروازے مین تھی ان چارون کو ورغلا نکر اپنے ساتھ چھاؤنی وزیرآباد اور راجپور مین لیگیا اور تینون پلٹن ماٹرن سٹ و انجینیر دا ہنے اور توپخانہ اسپی کو اپنے ساتھ لایا اس عرصہ مین ۹ بجے بادشاہ نے قلعہ معلی مین بدستور دربار عام کیا ابھی تک اہل شہر اور حکام کو اس سانحہ سے خبر نہ تھی جب وہ سوار چلا گیا میر فتح علی نے تسبیح خانے مین جاکر معین الدولہ عمدۃ الامرا صفدر جنگ سید ذوالفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذوالفقار جنگ عرف حسین مرزا اور میر اشرف علی فوجدار خان سے کہا جواب دیا کہ ایسے امور کو زبان پر لانا نہ چاہیے کہ باعث سراسر ذلت و خرابی کے ہین اوس سوار نے نشے مین ایسی بات کہی ہوگی -

اس عرصہ مین دو سو چالیس ترک سوار میرٹ آن پہونچے اور دریا کے پل کے دونون بنگلے کو آگ لگادی داروغہ پل نے صاحب مجسٹر سے خبر کی تھوڑے سوار پل پر رہے باقی سمن برج کے نیچے دریا کے کنارے سب کے سب غل مچاکر دہائی اول کہنے لگے بادشاہ نے اسوقت کپتان

ڈگلس قلعدار کو بلوا کر فرمایا یہ کیسا شور و غل تم اپنی فوج کا سنتے ہو کیا کہہ رہے ہین کپتان اور احترام الدولہ حکیم احسن اللہ خان اور سیف الدولہ مرزا غلام عباس تھانات وکیل شاہ یہ تینون تسبیح خانے مین آئے سوارونکو جواب دیا کہ کیون گھبراتے ہو جو کہتے ہو وہ ظاہر ہو جائیگا سوارون نے کہا اگر دروازہ کھول کر آجاؤ ہم تمھین ابھی قتل کرتے ہین ہم تمھاری قوم کے قتل کو آئے ہین کپتان نے ازراہ جرات چاہا دروازہ کھول اونھین جواب دے مگر ان دونون نے سمجھا کر منع کیا اور اپنے مکان کو چلے آئے

رعایای شہر نے یہ حال دیکھکر اپنے گھر کے دروازے بند کر لیے یمین الدولہ سائمن فریزر صاحب ایجنٹ اور کمشنر شہر مع رلیصاحب ڈاکٹر صاحب اپنی کوٹھی سے مع رسالہ اردلی قلعہ مین آکر قلعدار کے مکان مین ٹھہرے اثنای راہ مین اوس رات کی چٹھی کو پڑھا سیف الدولہ سے فرمایا بادشاہ کی توپ اور گولہ انداز میگزین کو جلد لاؤ انھون نے دیوان خاص مین ہر چند تلاش کی نہ پایا ناکام پھر کر عرض کیا کہ بوقت سواری بادشاہ کارتوس سرکار سے گنکر ملتے تھے اسوقت کہان ۔

اس عرصے مین سوار جابجا متفرق ہوکر قلعہ کے دروازے کے کھولنے کے تجسس مین پھرتے تھی کہ ناگاہ ایک شخص گمنام نے راج گھاٹ کے دروازے کو جسمین قفل تھا اور نہ کوئی پاسبان تھا کھولدیا بس فوج سوار داخل قلعہ ہوے دریا گنج کے چھاؤنی کے بنگلونکو آگ لگانی شروع کی اور وہین سے قتل کرنا شروع کیا ٹلنگے جو قلعہ کے دروازون پر تھی اونھون نے ان چارون صاحبون کو مع تین میم کے مار ڈالا فریزر صاحب نے چاہا کہ وہان سے نیچے اوترین ایک سوار نے بندوق ماری گر پڑے عبد القادر خان ولایتی مرد سوداگر ملازم محبوب علیخان وہان رہتا تھا سوار کی تلوار لیکر صاحب کے پیٹ مین ماری اس عرصے مین قلعہ کے سب دروازے بہت مستحکم بند کر دیے گئے میگزین مین صاحب مع میم اطفال تقریباً ڈیڑھ سو تھی مشہور حویلی دارا شکوہ مین جمع ہو رہے تھے سوارون نے دریا گنج سے دونون توپین سلامی بادشاہ لیکر سڑک کے سنگر نرے پھیر کر میگزین پر ماری صاحب جو مکان میگزین مین تھے خلاصی سے پیپہ باروت کا لیکر لال چادر کے نیچے بچھوا دیا ہندوستانی کو وہان سے باہر نکالدیا آگ دیکر سکواڑا دیا اونھین ایک مرد پیر تھا

کہنے لگا کہ خود ہلاک کرنا بہتر ہے اوس سے کہ ہم ان سب کے ہاتھ سے بذلت مارے جائیں لیکن فصیل شہر پر فیلا مین میگزین اور دریاگنج پانسو تماشین اور بہتر تماشے کو کھڑے ہوے تھے وہ سب ہوا سے آسمان مین تنکے ہو کر اڑے اور یہ سب چار سو سے زیادہ نہ تھے تلنگے میگزین مین جا کر اسلحہ حرب لوٹنے لگے قریب گرجہ پہونچے دو افسر آگے سے چلے آتے تھے اسطرف سے دو سوار جاتے تھے صاحب نے حکم فیر دیا سپاہیون نے ہوا آسمانی چھوڑی دونون سوارون نے تیغ دھر لیا اس عرصے مین لباس صاحب سول جج شہر بگھی پر سوار کرنال کو چلے گئے جہان شکیت صاحب ایجنٹ مجسٹریٹ شہر کے بھاگ کے پہونچے نواب معین الدین حسین خان تھانہ دار نے گھوڑا اپنے کپڑے دیکر روانہ کیا افسران توپخانہ اور بائیس کی پلٹن کے بیشتر بعض سمت کرنال پانی پت آگرہ چلے گئے اس عرصے مین دونون پلٹن میرٹھ کی بھی پہونچین اب سپاہی ملکر ہر طرف صاحبون کی تلاش مین دوڑنے لگے مرد عورت بچے کو جہان پایا مار ڈالا گھر کو لوٹ کر آگ لگا دی بنک مین ۱۲ لاکھ روپیہ تھا لے لیا کوتوالی کا بھی یہی حال کیا شرف الحق کوتوال شہر بھاگ کے گھر مین چھپ رہا شہر کے تھانون کو لوٹا آگ لگا دی فانوس جو سڑک پر بازارون مین نصب تھین توڑ ڈالین غرض دوپہر تک طرفہ ہنگامہ قیامت برپا تھا۔

اس عرصے مین مرزا ظہیر الدین بہادر عرف مرزا مغل بادشاہ کے بیٹے جو نواب شرف النسا محل صاحبہ سیدہ سے تھے مسجد شہری جو قریب چبوترہ کوتوالی ہے جب نماز ظہر پڑھ چکے حسب الحکم بادشاہ شہر مین منادی امن و امان دی اور معین الدین حسن خان کو کوتوال شہر کر کے داخل قلعہ ہوے اور پانچ لاکھ روپے جو خزانہ مین تھے وہ بھی لوٹ لیے پھر سب فوج جمع ہو کر دیوان خاص و عام مین آئی قریب شام بادشاہ تخت پر سوار محل سے برآمد ہوے فوج سے فرمایا مین مرد فقیر ہون تم فوج میرے پاس پھر کیون میرے پاس آئے ہو گوالیار۔ جیپور۔ حیدرآباد۔ کشمیر۔ جاؤ وہان یہ قیمتی چیزین ہین انھین پانچ پلٹنون سے مقابلہ انگریز کیا چاہتے ہو کچھ سمجھ مین نہین آتا معلوم نہین کیا سمجھے ہو فوج نے عرض کیا کہ سب فوج ہندوستان کی حرارت دین سے انگریزون سے پھر گئی ہے اب ہم سب جان نثار ہین مصلحت یہ ہوئی کہ حضور کی اطاعت کر کے استیصال نصاری کرین بادشاہ نے فرمایا تمھین اختیار ہے خیر مین بھی شریک حال ہون

بعد اسکے بادشاہ داخل محلسرا ہوے آدھی رات کو توپخانہ چھاونی سے قلعہ مین آیا ۲۱ توپ سلامی کی چلی۔

بموجب درخواست سپاہ بادشاہ نے شاہزادونکو افسر سوار و پیدل و توپخانہ کیا بجاے کمانڈر انچیف مرزا مغل کرنل پلٹن والنٹیر مایپٹ مرزا خضر سلطان کرنل پلٹن پہلی مرزا عبد اللہ کرنل پلٹن الگزنڈر مرزا سہراب ہندی عرف مرزا مینڈو کرنل پلٹن رن سٹ مرزا بختاور شاہ کرنل رسالہ مرزا نصرت الملک عرف مرزا ابوبکر بیٹے مرزا فتح الملک ولیعہد متوفی مادہ تاریخ زوال اس سانحہ کا تخیز پہونچا مرزا اسد اللہ خان غالب نے کہا۔

سہ شنبہ ۱۷ ماہ مبارک ۱۲ مئی بادشاہ نے شقہ خاص خواجہ بخش شتر سوار کے ہاتھ کالون صاحب لفٹنٹ گورنر آگرہ کو بھیجا کہ تمہاری فوج باغی نے بجبر مجھے گرفتار بلا مانند کیا ہے آمادہ جدال و قتال ہے اور بادولت سے اسکا دفع کرنا غیر ممکن جو مناسب جانو اسکا علاج کرو مین مجبور ہون۔ گورنر نے شقہ لیکر اسے ٹھہرایا اور نقل شقہ سب راجپوتانے مین بھیجدی۔

بادشاہ ہر روز موافق معمول دربار کرنے لگے تلنگے اکثر صاحبونکو جو چھپ کر جابجا رہ گئے تھے پکڑ لاکر حکم قتل چاہتے تھے بادشاہ رحمدلی سے حکم قید دیتے تھے تیسرے پہر کو سوار ہو چاندنی چوک مین جو روبرو باغ بیگم کے ہے تھوڑا ٹھہرے افسرونکو حکم لکھا کہ شہر کے تینون دروازون پر دو دو کمپنی متعین ہون اور سلامی بادشاہ بدستور ہوا کرے۔

۱۸ ماہ مبارک تک ۵۲ صاحب و میم و اطفال قید ہو چکے تھے جب سپاہ نے حکیم احسن اللہ خان محبوب علی خان پر یورش کی کہ تم اب تک خیر خواہی نصاری سے ہاتھ نہین اوٹھاتے ان قیدیون کو اب تک زندہ رکھا ہے ہمین دیدو ورنہ تمھین اور بیگم صاحبہ کو مار ڈالینگے مرزا مغل نے دبایا دستور ہماری سرکار کا یہ ہے کہ محبوس کو جان سے امان دیتے ہین سپاہ نے کچھ جواب دیا اور دونون پر اتہام سازش سے تشدد آخر جب معین الدولہ نے سمجھایا سپاہ نے کہا کہ اگر یہ دونون قرآن اوٹھائین تو ہم دست بردار ہو جائین غرض اونکے اطمینان کیواسطے بمجبوری قرآن اوٹھا کر اپنی جان بچائی تب سپاہ نے کہا کہ اگر تم ہم سے صاف ہوگئے ہو ان قیدیونکو ہمین دیدو حکیم صاحب یہ سنکر گھبراتے بادشاہ سے عرض کیا ہر چند شاہزادون نے بہت سمجہایا اون ظالمون نے

تھا تا آخر اون اسیرونکو چوک مین جہان فرخ سیر بادشاہ کو مارا تھا دونون تریولیون لاہوری دروازہ قلعہ اور نقارخانہ دیوان خاص کے بیچ مین بٹھاکر گولیون سے گرادیا اس مجمع مین ایک شخص اہل شہر سے بھی مارا گیا پھر نعش مقتولین چھکڑون پر لدوا کر دریا مین بہادی اور دو صاحب جو تہ خانہ کوٹھی راجہ کشن گڈھ مین محصور تھے لڑ رہے تھے اونھین پکڑ کر توپ سے اوڑادیا اور شاہزادہ جنھین اپنا افسر کیا تھا انھون نے ہر ایک کو خلعت منصوبی لوایا اور مرزا جوان بخت بیٹا بادشاہ کا جو نواب زینت محل ملکہ دوران سے تھا اوسے خلعت وزارت نیابت بادشاہ دلوایا۔

۱۹- تاریخ کو سپاہ باغی و خونخوار نے طمع خام سے چاہا کہ شہر کے روپیہ والون نے باتہام سازش انگریز ذلیل کرین روپیہ بھی لین پہلے اعتماد الدولہ سید حامد علیخان کا گھر تاکا کچھ اسباب کوٹھی کا لیکر سر صاحب کو قید کرکے نقد و جنس کی پرسش کر رہے تھے جب یہ خبر مرزا نصرت جنگ وزیر شاہ کو پہونچی بہت جلد آئے سپاہ کو کوڑے مار کر گھر سے نکالدیا سید کی جان بخشی کی۔ وقت عصر حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو اپنے خرچ یومیہ کے واسطے گھیر لیا بعد قیل و قال فی سوار ایک روپیہ چار آنہ پیدل مقرر کروائے اسیطرح ہر افسر کا یومیہ مقرر ہوا پھر حکم بادشاہ ہوا کہ موافق دستور قدیم ہے جتنے امرا اور رئیس شہر ہین ہر صبحکو دربار شاہی مین حاضر ہوا کرین

اس عرصے مین ۸- کمپنی سا پیرس منیرس سب طرف سے جمع ہوکر آئی اگ جو میگزین مین لگی تھی رفتہ رفتہ قریب لوٹہ بان پہونچی ۵- لاکھ بان وہان رکھا تھا حکم ہوا پہلے اگ بجھاؤ پھر سب بان کوٹھیل مجنون سے نکالکر کوٹھہ چورا بھورا مین رکھدو۔

فورٹ صاحب کلکٹر گڑگانوان خزانہ تحصیل کو ہر سرو گڑھ مین رکھواکر چلے گئے تھے جب سپاہ نے ستاہ کمپنی تلنگا اور سوار میر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل کمپنی اور گلاب خان صوبہ دار ۳- رسالے جاکر لے آئے خزانہ بادشاہی مین داخل کیا ۳ لاکھ ۳۵ ہزار تھا۔

اب رعایا شہر پر سپاہ بازار مین خرید کرنے کم قیمت دینے پر ایک ہنگامہ برپا ہوا اسلوبت بکشت و خون پہونچی اسمین ایک ترپ ملازم مہاراجہ جیاجی راو سندھیہ آکر ملازم ہوا وسی حساب سے اسکا بھی یومیہ مقرر ہوا اور دارہ دلی مین فرخ شاہ احمد قلیخان بہادر خسر بادشاہ کے رہنے کو حکم ہوا اب افسرون نے تجویز کیا کہ شاہزادون کی افسری موقوف کرکے امرا کو نامور

کیجے میر نواب نواب محمد خان نائب مرزا خضر سلطان ماپٹ کی پلٹن کے افسر تھے دہلی کے خزانہ لینے کو گئے چار لاکھ کئی ہزار لے آئے

۲۹- کو مرزا خضر سلطان نے دو سو مذہب عیسائی جو کوتوالی میں قید تھے اونپر رحم کھایا اور بعد تلقین کلمہ اسلام ظاہری چھوڑ دیا ایک اور امر تازہ یہ ہوا کہ تلنگوں نے مسجد جامع کے جوتے والوں سے ایک ہنگامہ برپا کیا نوبت کشت و خون پہونچی تھی مرزا مغل شاہزادے گئے بعد مار پیٹ کے تلنگو نکو کوتوالی میں قید کیا اسکے فی الجملہ تخفیف عذاب ظلم رعایا کی ہوئی اور موجب عبرت فوج اوسی شام کو ہلال ماہ شوال نظر آیا۔

خلاصہ صاحبان فوج و تلنگات اور سپاہ ایسے وقت و فتور ناگہانی میں لاچار پریشان بیہوش و بیحواس سراسیمہ و مضطر کچھ سوار باقی پیادہ لباس دلیدہ پا برہنہ افتان و خیزان راہی چھاؤنی کرنال اگرہ ہوئے اور جسکے پانون میں زنجیر اجل پڑ گئی تھی چھاؤنی میں شہر کی گلیوں میں جابجا اکثر محلوں میں چھپ رہے تھے شہر سے نہ جا سکے اونھین ظالموں نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مارا اکثی میم نو رسیدہ بہت قابل ہو کر ولایت سے تازہ وارد تھین وہ ناکام دنیا سے گئین ایسے احوال کی توضیح و تفصیل میں قلم اور ہاتھ دونوں کانپتے ہیں کیونکر اوس طرح سے بیان کیجیے سراسر حسرت و تنبیہ الغافلین ہے اگر چشم بصیرت ہو تو یہ مقدمہ بھی مثل حال فوج بنی امیہ نظر آتا ہے کہ جب فوج سلطنت سے منحرف ہوئی اپنی سرکشی سے بہت سا فساد برپا کیا اور ہر قبیلہ و طائفہ کو محرک تخت نشینی کیا لیکن ہر شخص مثل صولت دیرینہ قصاری سلطنت بنی امیہ دور رہا تھا آخر بعد تجسس کے ہاشم پوتے حضرت عباس عم رسول خدا صلعم کو منتخب کیا اور اونھین سب طرح سمجھا کر تخت نشین خلافت کیا مگر سلطنت بنی عباس قدرت خدا سے ایسی چمکی کہ لوگ اوس سلطنت کو بھول گئے اسکے بعد چنگیز خان ہلاکو نے انکا بھی استیصال کلی کیا غرض دنیا میں کچھ نئی بات نہیں ہوئی بن پڑنا شرط ہے۔

عید کو بادشاہ سوار ہو کر عیدگاہ نہ گئے قلعہ میں مسجد چوبی میں نماز پڑھی لیکن مرزا مغل مرزا خضر سلطان اور بیٹے بادشاہ کے مع فوج نواب حسن خان اور ردسا شہر بڑی دھوم دھام سے گئے ابھی ان سب نے نماز نہ پڑھی تھی کہ بادشاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اطراف ندر

لینے لگا تھے میں ایک غبار گرد سمت میرٹھ سے اوٹھا لوگون نے کہا دیکھو پار دریا فوج انگریزی آپہونچی بس ہل چل پڑگئی شاہزادے داخل قلعہ ہوے آخر معلوم ہوا بنجارہ رسد غلہ لاتا ہے پھر قریب شام ایک گوئندہ نے خبر دی کہ فوج میرٹھ سے آتی ہے۔

دوسری تاریخ شوال مشہور ہوا کہ جان لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور اور رامٹ صاحب تفحص احوال کو شہر میں باغ مقبرہ روشن آرا بیگم کے اترے ہین مرزا خضر سلطان فوج لیکر گئے سوے منبر اور اسباب چند پانی کے کچھ نہ دیکھا اور ایکطرف چوبی زینہ دیوار سے لگا رہگیا تھا ہرچند تلاش کی نہ پایا۔

ایک دن بادشاہ دربار عام میں ستھے ایک فقیر لنگوٹ باندھے کمار وسے کا کرتہ پہنے سر پر کچھ کپڑا بندھا ہوا لوٹ کا لپیٹ خار ہاتھ مین تسبیح خانہ کے دروازے پر قریب لال پردہ ہو بیٹھکر کہنے لگا مجھے خلوت میں کچھ بادشاہ سے کہنا ہے دربان بادشاہ سے خبر کی حکیم احسن اللہ خان کو حکم ہوا تم جاکر اسکا مطلب دریافت کرو تھوڑی کہا میں راجہ کپارتھلہ کاہون میں نے سیاحت اختیار کی ہی راجہ نے یہ منگانا ہے کہ عرض خاص کیواسطے مجھے بھیجا ہو امیدوار ہون حاضر ہو کیا حکیم نے کہا تم شام کو میرے گھر آنا جب فقیر لال پردے سے چلا تلنگہ باغی جو پہرے پر تھا اوسنے پہچانکر کہا یہ سپاہی لارنس صاحب کا ہے جو معرکہ کابل میں تھا اکبر خان کا سائیس ہوکر نوکر رہا تھا بادشاہ نے لوگون سے کہا بلکہ تیرا گمان غلط ہو گیا اوسکی پیٹھ پر ایک زخم تیر اور دو زخم گولی کے ہین اگرچہ ہون تو مین سچا ہون اسکا بدن رنگ خلاف رنگ اور ہماجیون کے ہے سپاہی کہ جا تو سے صاحب کی بدن کو چھیلا جلد سفید نکلی اوپر روشن ملا تھا جب کرتہ بزور اتروایا تینون نشان ٹھیک پائے فقیر نے کہا میں انگریز نہین ہون لیکن ہین ان دونون صاحبہ کا پتا بتاتا ہون سپاہیون مجھکو لیگیا تو سیاباغ مین لائے جہان قریب گوالیار کا پڑا ہوا تھا وہان آکے فقیر نے چاہا کمین اور بھیجا دے سپاہ تھا آخر لاہوری دروازے پر لاکر قتل کیا۔

تیسری تاریخ مفصل خبر پہونچی کہ فوج انگریزی میرٹھ سے غازی الدین نگر کو کوچ ہین پہنچی ہی اس عرصے میں کوئل سے بھی دہلی پہنچی بعد قتل و غارت آپہونچی بادشاہ نے اوسوقت شاہزادے حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو جمع کیا اور قرآن شریف درمیان رکھکر قسم

ی کہ کوئی شخص فوج باغی کا تھا انگریزی رجمنٹ کو تباہ کیا مرزا نصرت الملک عرف مرزا ابوبکر نے اس
اجماع سے خارج ہو کر عرض کیا کہ ہم سب سر فوج باغی ہو چکے ہیں کیونکہ یہ عہد شیاق بحال رہیگا اس
عرصے میں فوج مستعد تھا یا انگریزوں کے ہوتی کہا کہ ایک شہزادی کو ہمارے ساتھ کردو مرزا مغل جو
کمانڈر انچیف ہوئے تھے انکار کیا کہ اس خفیف مقابلے پر جانا خلاف دستور ہے لیکن مرزا خضر سلطان
نے نواب محمد حسن خان اپنے نائب کو مرزا ابوبکر کے ساتھ ہمراہ سپاہ کر دیا شام تک اسی لڑائی
کی تدبیروں میں رہی چوتھے دن صبح کو مرزا الٰہی بخش خسر مرزا فتح الملک ولیعہد متوفی نے ہیونجا
حکم دیا کہ شہر میں جہاں مل پاوے آوے بعد اسکے تین بڑی توپیں ۶ - کسی نصف فوج کو رد
کیا پھر وہ رہی ندی کے لب پار لڑائی شروع ہوئی میرٹھ کی پلٹن کے گورے شدت
گرمی سے پانی میں گر پڑتے تھے اور پھر نکل کر بندوق مارتے تھے شام کو مرزا ابوبکر پھر آئے
ایک ایسی توپ کو انگریزی فوج نے چھین لیا اور سب فوج مع توپ حواس باختہ پھر آئی لیکن
پلٹن سائپرس منیرس اپنے مورچے پر قائم رہی اور ایک توپ کا گولہ انگریزی میگزین پر ایسا
مارا کہ بیٹی بارود راہی کرہ نار ہو گئی اور صبح تک کم لڑائی قائم رہی صبح کو اور فوج کمک کو گئی
فوج انگریزی نے دفعۃً دھاوا کیا تینوں توپوں میں کیلیں ٹھوک کر نکمہ کر دیا پھر لڑائی شروع
ہوئی - شام کو فوج انگریزی مع ان تینوں توپ کے سمت غازی الدین نگر گئی اور
فوج باغی شہر کو پھر آئی - اس لڑائی میں تھوڑے سے زخمی ہوئے باقی جان سے
گئے اور فوج انگریزی سے تین سے سو بیچے باقی ہلاک ہوئے -

کمانڈر انچیف انسن صاحب بہادر شملہ سے داخل چھاؤنی کرنال ہوئے اور حکم فوج کے لام
باندھنے کا دیا اور خود بسبب الزام ممبران کونسل کے زہر کھا کر مر گئے اب بیان داخلہ فوج باغی
ہر طرف سے شروع ہو گیا اور پلٹن لوکیر لشکر مست دو توپ جو سکندر صاحب کے رسالہ سے مع
خزانہ چار لاکھ روپیہ پانسی گئے اور باندشہر سے خزانہ تحصیل کئی لاکھ کا لیکر پہونچی اور یہ سب
خزانہ [illegible] لاکھ ہوا [illegible] پور سے کئی کمپنی پلٹن لاٹ مائرا سے اسلحہ ہرچہ اکر شہر کے باغیوں کے
ہوئی میگزین کی لوٹ سے ہتھیار مل گئے حکیم احسن اللہ خان نے بندوبست و انتظام شہر
کیا چاہا تھا لے اور [illegible] کو [illegible] کیا -

۸ تاریخ جب یہ خبر آئی کہ فوج انگریزی کرنال سے آپہونچی یہانبھی فوج گئی پہلے استحکام
فصیل شہر کیواسطے توپین مارین اس عرصے مین رسالہ بھی مین پوری سے آپہونچا
جسنے راہ مین کپتان ہینیز صاحب وغیرہ کو مارا تھا ۱۲ تاریخ افسران فوج اور شاہزادے شہر
کے باہر گئے تجویز مورچال پہلے قریب باغ شالامار دیا باغ جنرل اختر لونی صاحب مورچے
قائم کیے دوسری پہاڑی پر جہان فریزر صاحب کی کوٹھی تھی اور مہاراجہ بابا ہندراؤ
رہتے تھے تیسرے سیاہ برج جو فصیل شہر ہے اور یہان تینون جگہ فوج بھی مقرر کی۔
۱۴ تاریخ شام کیوقت عرضی مرسلہ رسالہ چہارم جسے صاحبان عالیشان نے حکمت
عملی سے بھیجا تھا بادشاہ کو گذری کہ کل صبحکو معرکہ جنگ درپیش ہے تمنے فی سبیل اللہ
اگر جہاد پر باندھی ہے فوج شاہی کی جانب راست سے ہم آئینگے چاہیے کہ مجاہدین ہمپر گولا
نہ ماریں یہ مضمون کسیکی سمجھ مین نہین آیا بلکہ کسینے تدکارے بھی آگاہ نہ کیا قضا نے سب
کی آنکھون مین پردہ ڈالدیا تھا خلاصہ اول صبح تھی کہ فوج انگریزی علی پور سے سرائے باولی پر
پہونچی لڑائی شروع ہوتی داہنی طرف سے رسالہ گورونکا لباس کابلی سفید پوش عمامے سر پر
موجود تھے اور مجاہدین للکارے کہ اے بھائی ایمانی مقتضائے حمیت اسلام ہم بھی آپہونچے جنھون
نے جوابدیا کہ بسم اللہ جب گولی کی زد پر پہونچے دفعتہً برابر گولے مارے دھاوا کیا صدہا مجاہدین
گر پڑے باقی موافق قاعدہ پسپا ہو کر شہر مین آئے فوج انگریزی نے پہاڑی پر آکر اپنا مورچہ
قائم کیا اور ۱۷ توپ لڑائی سے لے گئے اور دونون طرف سے ہزارہا مارے گئے اوسوقت
افسران فوج انگریزی نے مشورہ کیا کہ اسی دار و گیر سے شہر پر یورش کرنا چاہیے لیکن
جنرل فوج نے مناسب نجانا اور فوج باغی نے سیاہ برج سے قریب الموری دروازے کے توپ
مارنا شروع کیا ہر روز تلنگے شہر سے باہر جاکر پہاڑی پر دھاوا کرتے تھے دن بھر لڑکر شام پھر آتے
تھے مورچون سے متواتر توپ چلتی تھی رات کو ہر ایک راستہ گھاٹی کی بند کر دیتے تھے صبحکو وہی فوج انگریزی [illegible]
اس عرصے مین کمپ نصیر آباد پلٹن دو میگزین ایک توپخانہ اسپی تین سو ترکسوار جوت پور [illegible] سے
پہونچا پہلے دن آرام کیا دوسرے دن خزانہ جو اپنے ساتھ لائے تھے جامع مسجد پر آکر اوس مین
سے نصف فقرا و مساکین شہر کو بانٹا اور مقابلہ کو گئے سرائے بادلی تک ۶ کوس لڑ بھڑ آکر

پہونچے اور انگریزی اونٹ پکڑ کر اپنے محاذ کیا پھر رات تک لڑتے رہے فوج انگریزی مٹھائی کے پل پر پہونچی رسد بند کی اوسوقت مینھ شدت سے برسنے لگا میگزین اور اذوقہ جو تھا ہو چکا بعد اسکے طرفین سے لڑائی موقوف ہوگئی دوسرے دن پھر کنپ لڑا اور شہر کو پھر آیا۔ اسی لڑائی مین کرنل اور میجر صاحب زخمی ہوے۔

اسکے بعد کنپ جلندر ۳ پلٹن سے داخل شہر ہوا اور بخت خان صوبہ دار توپخانہ بریلی ۴ پلٹن ۶ رسالہ ہندوستانی ایک توپخانہ اپنے بریلی بعد قتل و غارت اور رسد فتنی خان بہادر خان پہونچا اور راہ مین بابوگڑھ سے پانسو بچھیرے لیے تھے بادشاہ سے ملازمت کی اور بموافق اپنی درخواست کے خطاب لارڈ ملکی سے سرفراز ہوا۔

مولوی سرفراز علی ساکن جونپور پیر بخت خان اس فتنہ و فساد کا بانی مبانی تھا اونکا خطاب امام المجاہدین ہوا اجل گرفتہ اہل اسلام جو گرد و پیش سے آکر جمع ہوے تھے تقریباً ۶ ہزار ہوے تھے دو آنہ یومیہ خوراک مولوی کے ہاتھ سے پاتے تھے لیکن جب مولوی نے تصرف و غبن شروع کیا کم ہونے لگی بخت خان دو ہفتہ تک لڑا اس جہت سے کہ خود افسر کل کہلاتا تھا اور تلنگے کہتے تھے کہ تو ہم مین سے ہے یہ افسری کل شاہزادون کے نیچے زیب نہین دیتی چاہیے کہ پہلے تو ہمین اپنا تماشا دکھلا پھر ہمین افسر ہی اس ولولے مین فوج انگریزی و دمدمہ فریزر صاحب کی کوٹھی کے نیچے باندھا تھا توپین لگا تھین جب بخت خان مستعد ہو کر چلا مٹھائی کے پل اور تیلی واڑے سے بڑھا دو دن تک خوب لڑا اوسکے بعد پھر آیا اپنی افسری پر قائم رہا۔

جھانسی سے ۳ توپین ۴ رجمنٹ ہندوستانی رسالہ ۳ کمپنی شیخ فیض علی رسالدار کے ساتھ جو کپتان کہلاتا تھا آیا اسکے بعد یہ رسالہ پیادہ ہو کر صنوبر خان رسالدار کیساتھ ہندو راو کے باڑے پر جنرل کی کوٹھی مین پہونچا اونکی ہیم کو مارا صدہا بار لو کر پھر آیا کہتے ہین اسی طعن و تشنیع کی غیرت سے جنرل زہر کھا کر مر گیا گھسیٹ فوج ۶ ہزار سوار و پیدل ۱۲ توپ اپنی ۶ کمپنی کے اور ۲ الور کے ساتھ لی تھین ہمراہ جیاجی مہاراج قوم راٹھور سرداران الور سے مع افسران شیخ محمد خان ہمراہ سنگھ رسالہ سنگھ ہی اور نواب بہادر بیٹے نواب مظفر علیخان جنکے بزرگ رئیس کا مونہ قوم راجپوت تھی ہمراہ چار

سپاہی لیکر آپ نے شرفیاب ملازمت شاہی ہوئے غرض اسیطرح ہر روز داخلہ فوج باغی شہر مین ہوا کرتا تھا کہ یہ سب ۲۲ پلٹن ۸ ہزار سوار خنگی ۵ - توپخانے جمع ہو گئے اور توپخانہ بیگا جن شہر جسمین ۳ سو ضرب توپ تھی وہ حساب سے باہر ہے پس اگر یہ سب باتفاق حرارت دین اور باطاعت ایک کے لڑتے ظلم نہ کرتے تو البتہ کیا عجب ہے کچھ ہوتا -

بازار خانم کے کاریگرون نے بندوق کی ٹوپیان بنائین اونپر نام دلی کھودا اور بادشاہ کو گذرانین اس عرصے مین بادشاہ نافرمانی و خودسری سپاہ سے بہت تنگ ہوئے آخر لباس گیروا فقرا پہنا اور ہر شخص تا لکار اس فرقہ کا سوچنے لگا جنکو ساز و موافقت انگریزون سے ہو گیا تھا اونھون نے کمر مستحکم باندھی جانفشانی سرکار مین سرگرم ہوئے اور افسران فوج نے یہ تجویز کیا کہ علی پور کی چھاؤنی کے پیچھے سے اور ہر طرف سے جو کچھ ہو مردانہ وار دھاوا کر کے ہٹا دیوے لین اس جہت سے کنپ گنج اور بخت خان نجف گڑھ ہاگیا اور نزدیک پہونچا مگر وہان سے قدم آگے نہ بڑھ سکا دوسرا کنپ پل جھیل کے اوس طرف جا کر ٹھہرا رات کو نکلسن صاحب ۳ پلٹن گورہ ۳ ہزار سوار ۱۸ توپین بلغار سے لیکر پہونچے فوج سے مقابلہ کیا اوسوقت بخت خان مع اپنے کمپ کے مثل اپنے بخت کے بھاگا اور کنپ گنج کی توپین جھیل کی دلدل مین پھنسکر بیکار ہو گئین فوج انگریزی نے دھاوا کیا قریب تین ہزار کے اس سپاہ مجروح و مقبول ہوئے اور جو زندہ رہے دو دن کے بعد بہزار خرابی افتان و خیزان شہر مین پہونچے اور ہر روز مثل ٹوپی کے بارود بھی بنتی تھی چنانچہ مورخان فصیل ۲ - یا ۳ - من کا تھا اور ہر روز کے دھاوے مین ۷۰ من یا ۸۰ من صرف ہوتی تھی شام کو بارود طیار کر کے داخل قلعہ کرتے تھے

ایکدن جہان بارود بنتی تھی سہ پہر تک نوبت اوٹھانے کی نہ آئی تھی کہ آفت سماوی اور ادبار سپاہ سے آگ لگ گئی ساڑھے چار سو آدمی جل بھنکر رہ گئے سپاہ کو منظنہ سازش حکیم احسن اللہ خان کا صاحبان عالیشان سے تھا اس آتش افروزی سے یقین ہو گیا کہ اسکا بانی مبانی وہی ہے اس اتہام سے اونکا گھر لوٹکر آگ لگا دی عورات کو بہزار ذلت گھر سے باہر نکالدیا اتفاقاً اوسوقت حکیم صاحب حاضر حضور بادشاہ تھے یہ حال عرض کیا ارشاد کیا مین بھی چلتا ہون نقارخانہ تک سواری پہونچی تھی کہ عبدالصمد خان رسالدار ملازم شاہی نے عرض کیا کہ اگر حضور آگے تشریف لیجائینگے تو ہم جانتے

سرکے سب مار جاوینگے اسکو تمہین مصلحت بہتری بادشاہ نے یہان پہر آکر دروازہ دیوان خاص و دیوان عام کے
بند کر دیئے ہو بادشاہ اور حکیم صاحب درگاہ پنجہ صاحب مین جو داخل محل ہے بیٹھے شاہزادون اور افسرونکو طلب
جمع ہوکر درشاہی پر پہونچی کہا حکیم صاحب کو ابھی ہمین دیدو ورنہ ہم سبکو مار ڈالینگے پھر بعد از خرابی
بصرہ اور ذلت تجویز یہ ہوئی کہ حکیم صاحب کو اپنے پہرے مین مثل مجرمون کے رکھو اور ایک
شاہزادہ بھی ہر وقت حکیم صاحب کے پاس رہا کرے۔ تین دن تک یہی حال رہا بعد اسکے کچھ
تخفیف عذاب ہوئی کہ ایک گارد حکیم صاحب کے اردلی مین رہا کرے اور سوائے پیشہ طبابت کسی اور
امر مین دخل ندیا کرین بعد اسکے حکیم صاحب کو شاہزادے کے ساتھ اور افسران فوج جلوس
سپاہ سے ہاتھی پر سوار کر قلعے مین لیگئی اور تحصیل اسباب لوٹ کا کرکے قبنا مل سکا دہ دیا
اس عرصے مین عرایض رئیسان قرب و جوار مثل مقام جھجر وغیرہ با وصف سازش صاحبان عالیشان
فوج باغی کے ڈر سے بادشاہ کو گذرین چنانچہ نذر نواب یوسف علی خان رئیس رامپور ایک سو
ایک اشرفی معرفت بخت خان باجازت و صلاح صاحبان عالیشان اور نذر خان بہادر خان
رئیس قدیم بریلی و حاکم مستعار بمدت محمد اکبر خان بیٹے نواب یعقوب علیخان رئیس دلی ایک ایک
اشرفی گھوڑا مع ساز نقرہ و ہاتھی مع عرضداشت متضمن استدعائے خلعت و خطاب صوبہ داری ملک
گذری چنانچہ خلعت و خطاب مرحمت ہوا اور تلنگون نے سمجھا دیا کہ باعث توحش سپاہ ہوگا

سفیر مرزا برجیس قدر کا آنا اور لکھنو پھر جانا

سید عباس مرزا حاجی و زائر بیٹے میر احمد کے داماد و ملازمین امانت جناب عالیہ دیکھ بہین سنہ ۱۲۷۴ ہجری
سامان سفارت ضروری سے خیرآباد سے شاہجہان پور۔ بریلی۔ مرادآباد وغیرہ شہر اور
خرابی طے مسافت راہ کرکے ۱۹ محرم سنہ ۱۲۷۴ھ شاہدرہ قریب دلی پہونچے راہ مین ہر منزل مین فتنہ و فساد
دیکھا مسافر لوٹے جاتے تھے کہین مقام امن و امان نہ تھا دو تین جگہ نوبت کشت و خون پہونچی
تھی لیکن اسکے ساتھ بھی بہت سے مسافر ملکر ایک قافلہ ہوگیا تھا زمیندار ہر گانون کا خود غلط ہوگیا تھا
اور شہر لہ بادشاہ ہوگیا تھا حال عشرۂ محرم مثل زمانہ قدیم دیکھا اور انتظامی احکام جدید کی

زیادہ ہو گئی تھی مرادآباد مین ولایت حسین خان ڈپٹی معزول سے ملاقات ہوئی انھون نے خوف راہ سے ڈرایا اور ساز و موافقت ولیمن صاحب پر برانگیختہ کیا اور از راہ مال اندیشی موکل کو بانجام طفلان سمجھایا سفیر نے بمقتضاے اپنی شرافت کہا کہ مین اپنی سرکار کا امین ہون امانت سے بعید ہے مگر لکھنؤ پہونچکر سب نشیب و فراز سمجھا سکتا ہون دوسرے جب جل پہونچے اکثر ہمراہی امیدوار خدمت ملازمی سرکار قدیم جو ساتھ تھے بہت سے اونمین سے چلے گئے کہ مبادا ہم دونون طرف سے جاتے ہین۔

خلاصہ سفیر نے ایک خط نواب ناصر سعید الدولہ بہادر معرفت حسین مرزا نواب مظفر الدولہ بہادر مقتول کلکتہ قضا کو لکھا حکم شاہی ہوا سے جلوس سوار و پیادہ صفدر علیخان نواب سخت خان کے نواسے کے ساتھ آیا بڑی دھوم دھام سے داخل شہر ہو مظفر الدولہ کے گھر مین اترے حکم شاہی دلکشا مین اترنے کا ہوا تھا مگر کثرت سپاہ کی جہت سے وہان نہ اترے شام کو چوبدار سلطانی شقہ خاص لایا کہ معرفت میر احمد علی خان سفیر لکھنؤ اپنی معروضات کرین کہ وہ حال لکھنؤ سے خوب واقف ہین سفیر دہ روپیہ چوبدار کو دیکر بہ عزت رخصت کیا صبح کو تحویلدار شاہی خوان خاصہ اولش لایا او بہ عزت و سماجت پچاس دیگر گلو خلاصی پائی روز جمعہ سب اہل دربار منتظر آمد سفیر دوپہر تک حاضر دربار رہے لیکن سفیر نے ملازمت میر حامد علیخان قبول نہ کی عذر خستگی کا کہلا بھیجا اہل دربار نے جلد دربار مین مشہور کر دیا کہ عدم حضوری سفیر باعث ملال شاہی ہوا دو دن کے بعد نواب احمد قلیخان فرح جاہ وزیر اعظم اور نواب نیت محل صاحبہ کے واسطے سے روز یکشنبہ ملازمت ٹھہری نواب مظفر الدولہ کو حکم ہوا کہ تم سفیر کو اپنے ساتھ لاؤ اور اہل دربار بھی سب حاضر تھے جب حاضر تھے جب سفیر دیوان خاص مین پہونچا بادشاہ نے محل معلی مین بلایا وہان اشخاص مختصر حاضر تھے بادشاہ چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے دوپٹے کا کرتہ گلے مین قبا سفید بدن آداب سلام بجا لاکے عرضداشت گذرانی فرمایا کہ مین بر جسقدر کا نام شاہی آئین رضا علی نام لکھا عرض کی خلاف داب شاہی تھا فرمایا وہ فرزند دلبند میرا ہے اور کمال شفقت سے سفیر کے شانہ پہ ہاتھ رکھکر خطاب سفیر الدولہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین تاج بخشی کی یہ آداب بجا لاؤ ایکسو اشرفی نذر تاج مرصع دہ ہزار کی قیمت کا ہاتھی جو ضمہ نقرہ جھول کارچوبی دو گھوڑے ساز نقرہ او

نذر جناب عالیہ دست بند مرصع نگینہ الماس نواب زینت محل جیسا کو دیکر رخصت ہوئے اور اپنی یاوری قسمت سے رسید بھی اس سب نذر کے ساتھ اوسیوقت ملگئی روز دوشنبہ نحوست ایام کی تدبیر میں گذری صبح سہ شنبہ کو سفیر مع اپنے رفقاے سفر بیٹھے تھے کہ دفعۃً توپ چلی لوگ متحیر ہوئے بعض نے کہا فوج جنگی نے شاید فریزر صاحب کی کوٹھی لیلی یہ کہہ رہے تھے کہ غلغلہ ہنگامہ قیامت کبریٰ شہر میں برپا ہوا کہ انگریز گورے کشمیری دروازے سے سیاہ برج سے داخل شہر و کوتوالی و مکان بیک اور گرجے ہوئے اور ہر شخص کو نشانہ گولی کا کر رہے ہیں اور فوج جنگی و مجاہدین و رعایا شہر و قلعہ کو کسیطرف سے نکلنے نہیں دیتے سفیر نے مضطر ہو کر حال بادشاہ پوچھا کہا وہ ابھی تک قلعہ میں ہیں بعد کئی ساعت کے شہرت ہوئی کہ انگریزوں کو مار کر شہر سے نکالدیا سفیر نے چاہا قلعہ میں جا کر شاہزادے کو بھی نذر دیں لیکن اس سانحے سے پریشان ہو کر کچھ نہ بن پڑا کنپ نج و بریلی صوبہ دار افسر بخش احمد خان کے ساتھ تین منزل تک چلے آئے اوسکے بعد بہزار خرابی لکھنؤ پہونچے اپنی ساری کہانی بیان کی رسید اسباب سے بچے دگر دہ اہلکاران نو دولت سے جان نہ بچتی اسیر بھی ۱۶ مہینے تک روبکاری میں رہے کسی میم کی حفاظت رکھنے سے بچ گئے دگر دہ نواب منظفر الدولہ فقط مہمانی سفیر سے کالا جل کھائیں اور یہ سفیر ہو کر بچ جائیں

اختتام معرکہ دلی اور فتح فیروزی اولیاے دولت اور سیاست اور انتقام اہل شہر وغیرہ

الغرض اس مدت میں خزانہ جو فوج ہر جگہ سے لوٹ کر لائی تھی اور جتنا شہر کے مہاجنوں وغیرہ سے لیا تھا عید الضحی تک سب تمام ہوا تلنگے چھ چھ یومیہ مایوس ہو کر بر شکستہ خاطر ہوئے اور لکھنؤ کی خبر تسلط لشکر مستعد روانگی ہوئے سواروں نے یہ تجویز کیا کہ اب انگریز سے مقابلہ مشکل ہے مناسب یہ ہے کہ ہم ہر جا طرف جا پیشہ قزاقی اور راہزنی اختیار کریں جسطرح آگے پنڈاری وغیرہ کرتے تھے اس جہت سے لڑائی میں تندہی کرنی چھوڑ دی تھی عدالت بار دو حیلہ سازی اہتمام سازش صاحبان بنسبت ہر ایک کے کرتے تھے رات کو کمینے جامع مسجد کے دروازے پر ایک اشتہار لگا دیا کہ صاحبان عالیشان کو سیکے بد مذہب وہابیت سے کچھ غرض نہ تھی یہ کارتوس جنگی فقط ترقی بندوق کو بنتے تھے کہ پھر احتیاج توپ

کی پلٹن مین سے جاشنا او سپر سور اور گائے کی چربی نہین لگائی جس مفسدون نے یہ فساد اور آگ لگائی ہے اہل اسلام کو اسمین کیا دغدغہ ہے یہ نافہم نہ سمجھے اور حقوق سرکار اور اپنی قدامت کو ضائع کیا نمک حرامی پر کمر باندھی مستعد لڑائی اور جہاد کے ہوے اور انکے خلاف قوم سکھہ سوا تلنگون کے باوصف اپنے خلاف مذہب ہونے کے ہمسے برخلاف اور مقابلہ نہ کیا بلکہ سرکار کا ممد و معاون رہی یہ اشارہ راجپوتانہ کی نسبت ہے اور قوم سکھہ کیطرف اس صورت مین مواخذہ اہل اسلام سے ہے لہذا حکم قطعی دیا جاتا ہے کہ بروقت فتح شہر کے سب اہل اسلام کو قتل کرینگے اور شہر کو مثل خرابہ کر دینگے جسکا نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔

فی الحقیقت اس اشتہار سے اہل اسلام مستعد مرگ ہوے ورنہ پیشتر اسکے کسیکا ایسا ارادہ اہل شہر سے نہ تھا کہ سرکار ہماری لہو کی پیاسی ہوگئی ہے معلوم ہوا جان کسیصورت سے نہ بچیگی خصوصاً جہال اور عوام زیادہ تر مستعد لڑائی ہوے اور مولوی احمد سعید شاہ غلام علی کے نواسے مجتہد اہل سنت وہ جامع مسجد مین علم جہاد کے اوٹھانے کے باعث ہوے اور اہل اثنا عشری شریک اس جہاد کے نہوے کسواسطے کہ انکے مذہب مین غیبت امام مین جہاد حرام ہے اس سبب سے اہل سنت جلکر کہتے تھے کہ پہلے جہاد شیعون پر کرنا چاہیے اسی سبب سے عشرہ محرم مین مجالس تعزیا سرکی موقوف کر دی تھی بلکہ بادشاہ سے کہا کہ پہلے اس بدعت کو موقوف کروا دیجیے بادشاہ نے جواب دیا کہ مثل تراویح ماہ مبارک رمضان یہ امر بھی داخل بدعت حسنہ ہے اور اسکے باعث ہمارا اسلاف کرام ہوے ہین ہم کبھی ایسا حکم خلاف نہ دینگے چنانچہ مولوی محمد اس سال مین مجلس عشرہ بدستور کیے گئے۔

مختصر حال اختتام معرکہ یہ ہے کہ ابتدا سے انتہا تک ۱۲۱ لڑائیان طرفین سے ہوئین اور سوا چودھویں ۱۵ شوال سے ۲۴ محرم ۱۲۷۴ھ تک دونو طرف سے توپ بندوق کے چھرے برستے رہے اسمین ایکساعت بھی توقف نہ کیا تھا اور اس کثرت بارش مین اہل شہر ۵ سے زیادہ مجروح و مقتول نہین ہوے اور فوج انگریزی کی تفصیل داخل اخبار تھی اور مورچال پر ۶۰ توپ برابر دونو طرف سے چلتی رہین کہ زمین لرز جاتی تھی اور ہزارہا گھر مکان کشمیری اور کابلی دروازہ چھلنی ہوگئے تھے اس مدت جہاد مین ستعاریئن باغواے افسران فوج باغی ہر طرف شقہ شاہی اعانت و کمک

کے واسطے روانہ کیے تھے تو تم ہمارے شریک حال ہو چنانچہ راجہ تبیا نے صاحبان عالیشان کے سمجھانے سے
دریافت کیطرف بادشاہ کو عرضداشت کی بخت خان نے گذرانی دستخط خاص سے ہو کہ ہمیں انصار کے
کا استیصال کلی منظور ہے سپہ چنانچہ احسن اللہ خان اس سند دستخطی کے مانع ہوئے کہ کیفیت سپہ شہوں کے
مگر بخت خان کب مانتا تھا اوسنے جھڑک دیا کہ تم سازشی انصار میں جانا اور سپاہ اوسکے سر سے
پر تیر کے روانہ کروا دی وہی سرکار کو حجت والزام ظاہری ہوگئے اگر انصاف کیجیے بادشاہ
بہر صورت مجبور و بے اختیار تھا یہ امر جنکے سامنے ہوا مندرج کتاب کیا

خلاصہ روئداد دو شنبہ ۲۴ محرم وقت صبح تیلی واڑے سے فوج راجہ کشن سنگھ نے دھاوا کیا اور لینا تھا
پسپا ہوا اوتھائی کے پل سے فوج انگریزی نے کیپ نصیر آباد پر یورش کی توپیں رکھیں لیکن
بیسکے فوج باغی کی مطلع صاف ہوگیا کشمیری دروازے اور سیاہ برج سے فوج انگریزی داخل شہر
ہوئی تین ترپ کیے ایک پھاٹک حبش خان لال کنوئیں پر گیا دوسرا قریب لاہوری دروازہ پہونچا
سب سے پہلے مرزا نادر شاہ شاہزادے نے تلوار کھینچی نواب امراؤ بہادر بھی سامنے ہوے
گولی بہادری سے زخمی ہو کر گھر آئے بعد تین دن کے مر گئے خضر سلطان نے دلی دروازے
کے باہر باغیچہ خواجہ میر درد میں گڑوا دیا —

دوسرا ترپ ترپولیہ سے شہر کے کوتوالی چبوترے میں پہونچا قلعے سے فوج باغی
نے ایک توپ سے مقابلہ کیا لاہوری دروازے سے بھی توپ چلنے لگی —

تیسرا ترپ دریبے سے سمت مسجد جامع گیا صحن مسجد میں پہونچکر قتل اہل اسلام شروع کیا
دشمن سے خوب گھمسان ہوا اسی عرصے میں گورے جا بجا شہر کی گلیوں کوچے میں پھیل گئے
دروازہ توڑ کر ہر گھر میں گئی عورات غریب نے چھپا کیا اسمیں سیکڑوں عورات نے جہاں تک
ہو سکا کنوئیں میں گر کر مر گئیں پھر گھر کا مال اسباب اونکا آگ لگا دی اور جوان بوڑھی مرد کو مار ڈالا
لڑکے بالا جب یہ حال اہل شہر نے دیکھا کہ اب جان و عزت دونوں بچنی مشکل ہیں خوب دل کھول کے
لڑے ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک یہی حال رہا کہ ہر طرف لاشوں سے گلیاں بھر گئیں اور ہو مثل پانی برسات
کے بہنے لگا بعد اسکے فوج انگریزی تھوڑی تھوڑی فصیل پر تھوڑی گلی کوچے میں اور کچھ گھروں مکانوں میں جو
درمیان کشمیری اور کابلی دروازے کے ہیں گولوں سے خالی پڑے تھے وہاں جا کر ٹھہری اور شہر قبضے میں کیا

اجمیری دروازے سے جتنے بھاگ گئے تھے عیال و اطفال کے ہاتھ مگر بیابان مرگ ہوئے اور جو
گھر میں جتنا اسباب تھا چھوڑ دیا فوج انگریزی نے سیاہ برج سے شہر پر گولہ برسانا شروع کیا
اور فوج باغی کا بھی اسباب لٹنے لگا اس میں جو فوج انگریزی کے ہاتھ لگ جاتا تھا مارا جاتا
تھا اور جو باغیوں کا آجاتا تھا اوسکی بھی وہی صورت ہوتی تھی بادشاہ قلعے کے دروازے بند کر کے
بیٹھ رہے فوج باغی عازم لکھنؤ ہوئی اہل اسلام غربائے شہر حالت یاس کلی میں کلمہ شہادت
پڑھ رہے تھے فقط ہنود شہر بیچ جاتے تھے چندا شخاص رحم رکھتے تھے فوج نے چاہا کہ بادشاہ
کو بھی اپنے ساتھ لیکر بھاگے مگر بادشاہ نادان اپنی بجز بے مقدوری بے بسی پر ساکت و خاموش
بیٹھے رہے کسواسطے کہ اہالیان سرکار دولتمدار کو عادل اور منصف سمجھتے تھے فوج کیساتھ جانے
سے انکار کیا ورنہ کیا عجب تھا یہ بھی کسی امن کوہستانی میں جا کے بچ جاتے دوسرے دن حکیم
احسن اللہ خان وغیرہ جو خیر خواہ گورنمنٹ ہو گئے تھے اونکو معتمد و نمک حلال سمجھکر اونکے دام فریب
مین آ گئے تھے آگے تقدیر مین جو تھا وہ ہوا۔

منگل کو یہ صلاح ٹھہری کہ آج بادشاہ پہاڑی پر چلتے ہیں یا راہ مین مارے جاتے ہین
اور صاحبان عالیشان سے اپنا عرض حال کرتے ہین غرض کچھ لوگون سے تھوڑی سی سپاہ سے
بادشاہ سوار ہو کر لال ڈگی پر پہونچے وہان سے چاہتے تھے پہاڑی پر جاوین بعض اہل دربار
جو ساتھ تھے اپنے زعم ناقص مین حکام کو ساقط الاعتبار سمجھکر مانع ہوئے بچانے دیا شام
تک وہین ٹھہر کر پھر قلعہ مین داخل ہوئے

بدھ کی صبحکو بادشاہ مع لواحقین متعلقہ ملازمین اور رعایائے شہر مقبرہ ہمایون مین ۳ کوس
پر قریب درگاہ شاہ نظام الدین چلے گئے دو دن تک امید و بیم مین رہے اتوار کو ہلال
ماہ صفر ہوا فوج باغی سے جتنا اسباب اٹھ سکا لے لیا باقی کو جلا دیا مجروحین کو بھی ان
سکرات مین چھوڑ کر شہر سے نکلکر بادشاہ سے عرض کیا حضرت بھی ہمارے ساتھ چلیں حکیم
احسن اللہ خان نے کہا بادشاہ نہین بھاگتا۔ فی الحقیقت بادشاہ کو یقین واثق تھا
کہ انکے واسطے سے صفائی حکام سے حاصل ہو جائیگی اور معیت فوج مین مراسر ذلت و خرابی ہے یہان
کے ٹھہرنے مین بظاہر امید تان خشک متصور ہے لیکن سفر نگون سے خبر نہ تھی۔

اس عرصے مین فوج باغی سیدھی راہی لکھنؤ ہوئی بادشاہ نے فقط جنرل ہاڈسن صاحب کمانیدار
فوج کو لکھا کہ تم بندوبست سے مطمین ہو کر بادولت کو اطلاع کرو دو شنبہ کو جنرل بہادر نے
سو سوار مولوی رجب علی خان کے ساتھ بادشاہ کے لینے کو بھیجے مولوی صاحب نے دو
روپے نذر دیے بادشاہ ہوادار پر سوار ہو چکے تھے پھر پالکی انگریزی پر سوار ہو کے مرزا جوان بخت
شاہزادہ نواب زینت محل نواب تاج محل حکیم احسن اللہ خان مرزا قیصر شکوہ میر فتح علی توحید خان
اور اشخاص نامی وغیر نامی یہ سب ۹۶ شمار مین تھے حلقہ سوارون مین چلے قریب دلی دروازے کے
جنرل نے بادشاہ کو آکر سلام کیا داخل شہر ہوئے اور سب نواب زینت محل کے مکان مین رہے بادشاہ
کی پالکی نقارخانے سے قریب دیوان عام رکھی گئی افسران انگریزی نے زبان طعن و تشنیع نفحش کھولی
گویا سارے بخارات بادشاہ پر نکالے ایک ساعت تک یہ مینہ برستا رہا جتنے بخارات نکالے
مثل مشہور مردہ بدست زندہ بعد اسکے ایک صاحب نے اپنا ہاتھ بادشاہ کی ران پر مارا غلام حبشی نے
اوسے اوٹھا کر زمین پر دے مارا دو تین صاحبون نے ملکر اوس باوفا کو مار ڈالا وہ اپنے حق نمک سے
ادا ہوا شام کو بادشاہ کو نواب زینت محل کے مکان مین لے گئے جو قریب لال کنوان کے ہے اصطبل
مین قید کیا ۵ آدمی خدمت کو مقرر کیے باقی اسیرون کو حکیم احسن اللہ خان کے مکان مین
بھیجدیا اور بیگم صاحبہ کی خدمت کو ۵ عورتین مقرر کین اور ایک پلٹن گورہ گھر کو گھیرے رہی
دوسرے دن وقت سہ پہر مرزا الٰہی بخش سو سوار لیکر مقبرۂ ہمایون مین گئے مرزا مغل مرزا خضر سلطان
مرزا ابوبکر شاہزادون سے کہا بادشاہ تمہارا خیریت سے ہے تمھین بلایا ہے اور کچھ نہ کہا کسو نے
گھر کے بھیدی اور ابتدائے معرکہ سے خیرخواہی سرکار پر کمر باندھی تھی غرض یہ شاہزادے
اجل گرفتہ رتھ پر سوار حلقہ سوارون مین چلے جب قریب جیلخانہ پہونچے جنرل ہاڈسن بہادر
وہان کھڑے تھے سامنے بلوا کر کپڑے اوتروا کر پھر اوسی رتھ پر سوار کیا اور اپنے ہاتھ
سے تین تین گولیان مقام قلب پر مارین اور شہرگ کو سنگین سے چیر دیا اور اوسیطرح چبوترہ
کوتوالی مین جاکر نعشون کو زمین پر ڈالدیا بعد تین دن کے درگاہ خواجہ باقی باللہ مین گڑوا دیا خدا محفوظ رکھے پھر لشکر نے
رعایا شہر کو کشمیری دروازہ سے مرد اور بچون کو باہر نکالدیا لاہوری دروازے سے شہر پناہ تک نکالا
زیر تیغ لیا رعایا شہر جو حوالی شہر مین پڑی ہوتی تھی لوٹ لیا کچھ چھوڑا اسمین ہزارون نا

اور شدت جاڑے سے مرکر رہ گئے اسکے بعد منادی ہوئی کہ کوئی داخل شہر نہو بعد چند روز کے
ہنود کو بعد غارتگری مال و اسباب اجازت شہر مین رہنے کی ملی اور جوانان شہر اہل اسلام جو باہر
رہ گئے تھے سب کو گرفتار کرکے تحقیق اظہار حال دفعۃً پھانسی دیدی اسیطرح جو شہر سے دو تین
منزل کے فاصلے پر تھے گرفتار کرکے پھانسی دی جب قلعہ معلی مین داخل ہوے اکثر شاہزادے
جو مقتضاے جسارت و غیرت اپنے ناموس سے رہ گئے تھے خوب دل کھولکر لڑ بھڑ کر مارے گئے
اونکی شاہزادیان دریاے جمن مین گر پڑین غریق رحمت ہوئین ۔

خلاصہ ۲۷ ہزار اہل اسلام نے پھانسی پائی سات دن تک برابر قتل عام رہا اوسکا حساب
نہین اپنے نزدیک گویا نسل تیمور کو نذر مٹا دیا بچون تک کو مار ڈالا عورات سے جو سلوک
کیا بیان باہر ہے جسکے تصور سے دل دہل جاتا ہے غرض سانحہ رستخیز عالم ظاہر تھا اور فوج
باغی سے آٹھ ہزار مارے گئے فوج انگریزی سے مشہور ہے ۱۸ اسو صاحبان فوج و
نظامت اور ۵ ہزار گورے ۵ ہزار ہندوستانی یہ سب مارے گئے ۔

خرچ یومیہ بادشاہ پانچ روپیہ یومیہ مقرر ہو پھر بادشاہ کو اوس مکان سے قلعے کے
مکان نظامت مین رکھا آخر ماہ ربیع ۲۸ چہارشنبہ ۱۲۷۵ھ مطابق نومبر ۱۸۵۸ع بحراست
فوج انگریزی چھ سوار گورے ایک توپخانہ بادشاہ کو مع ۱۶ آدمی زن و مرد روانہ رنگون کیا
اس تفصیل سے نواب زینت محل صاحبہ نواب تاج محل صاحبہ خیر آبادی ظہورا بادی مرزا جوان بخت
شاہزادہ مرزا شاہ عباس بیٹے بادشاہ کے مرزا قیصر موسوم بغلام قیصر پرستار شاہ مرزا سلیمان شکوہ کے
بیٹے چھوٹے مرزا الہی بخش سے بڑی منت سماجت سے بنام پرستاری شاہ لکھوا دیا تھی حقیقت یہ ہم
ہر ایک سے نہین ہوسکتا کہ ایسے بُرے وقت مین کسیکا ساتھ دے دنیا بھلی اور بُرے سے خالی نہین ہوتی
نواب شاہ بادی بی بی مرزا جوان بخت کی اور انکی ساس اور بیٹے مرزا عبد اللہ بادشاہ کے بیٹے کی
بی بی جو خیر آبادی سے ہین احمد بیگ امداد باسط علی وغیرہ چنانچہ ایک دوست نے کانپور مین
اسطور سے دیکھا ایک پنس مین بادشاہ گیروے لباس ۲۵ گورے گرد دو اور پنس دو تین کرانچیان
زنانی مردانی آٹھ روپیہ یومیہ مقرر تھے اب سنتے ہین چھ سو روپیہ ماہواری بادشاہ ۲ روپیہ یومیہ
اور تیس سو کا ایک شخص مہتمم سرکاری آٹھ کہار ایک گاڑی پانچ سو روپیہ ماہواری سرکار سے مقرر ہو کچھ جوڑے

کبوتروں کے بادشاہ کو بھیجے تھے حکام رنگون بہت محبت سے پیش آتے ہین شاہزادے اکثر ہوا کھانے گاڑی پر جاتے ہین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خلاصہ بعد ان سب آلام روحانی کے ۹۹ برس کے سن مین بعد سلطنت ۲۶ برس ۱۲۷۹ھ مطابق ۱۸۶۲ء روز یکشنبہ انتقال کیا مدفون خاک رنگون ہوے۔

قطعۂ تاریخ

چو در دہلی بہ حسب مہر یزدان	بسان اہرمن شد فوج گمراہ
سراج الدین بہادر شاہ کان بود	ز اخلاف تمرخان شاہ ذیجاہ
یکی پیری نزاری فقر کیشی	بنام اندر جہان آباد بدشاہ
مراورا باغیان خواندند سلطان	نجبوس کرد الا یا صد اکراہ
وی آن بی سران خشک مغزان	ز قہر کورہ با چہ حکم اللہ
پریدند از سران دست یکسر	زخشم بادصرصر چون پر کاہ
ردان آنہمہ از تن روان شد	بدان شان کز نغز نوشیر ردیاہ
ازین پس شاہ بد تقدیر و عمدہ	بدید آن انچہ یوسف دید در چاہ
ببردندش ز دہلی سوی رنگون	وز آنجا برد اجل او را چو ناگاہ

بہادر داد ہاتف بہر سالش
بہادر شاہ از دنیا برفت آہ

احوال جاگیرداران متعلقہ دہلی

نواب عبد الرحمن خان رئیس جھجر مالک جاگیر دس لاکھ روپیہ نے دو سو سوار اپنے نوکر کنپ انگریزی کے ساتھ کر دیئے تھے اور چالیس ہزار اشرفی بمدفیع صاحبان عالیشان سپاہی پر بھیجے تھے اور بدل خیرخواہ سرکار دولتمدار تھے انہ فوج باغی نے تین مرتبہ بواسطہ شقہ بادشاہ پانچ لاکھ روپیہ طلب کیا ایک کوڑی ندی۔

جرنل عبدالصمد خان ملازم نواب موصوف دوسو سوار سے فوج باغی سے ملگیا تھا باقی فوج بھی بدل تمر اکت فوج باغی چاہتی تھی اس جہت سے نواب مجبور تھے چنانچہ روز عید جہان نسکیف صاحب اجنیٹ مجسٹریٹ دلی بھاگ کر جھجر گئے اور نواب خوف سپاہ سے کہ مبادا امر خلاف پیش آوے اور باعث روسیاہی ہو جاے بظاہر چندان بالتفات پیش نہ آئے یا بوسواری اوس روپیہ دیکر روانہ کرنال کیا بعد فتح فیروزی شہر صاحب موصوف لشکر سپاہ لیکر ریواڑی گئے تلارام جسنے وہان فساد برپا کیا تھا خبر آمد صاحب سنکر بھاگ کر کوہسار میوات مین روپوش ہوگیا بعد اسکے صاحب داخل جھجر ہوے نواب کو بلا بھیجا یہ تنہا دوسوار اردلی سے گئے صاحب نے ملتے کنجی قلعہ کی نواب سے لے لی اور کہا عبدالصمد خان کو مع اسلحہ سپاہ ہمارے پاس لاؤ ورنہ تمھین پھانسی دینگے نواب نے اسی مضمون کا رقعہ لکھہ بھیجا لیکن خان مذکور پانسو سوار لیکے بھاگ کر چلا گیا صاحب چھاؤنی مین آپ چلے گئے اور سپاہ سے اسلحہ حرب لے لیا اور سپاہی جو بستر بیماری پر تھے مار ڈالا اور شہر کو حکم لوٹ دیا اور کروڑ روپیہ کی دولت نواب کے گھر سے لی اور چند روز نواب کو قلعہ دلی مین قید رکھکر پھانسی دی اوسدن انتظام شہر بہت کیا تھا مقام تاسف یہ ہیکہ اوس وقت مان نواب کی نہین معلوم کسطریق سے روتی پیٹتی گرتی پڑتی اپنے بیٹے کے مقتل پر پہونچی دیکھا کہ پھانسی مین لٹکتا عالم سکرات مین تڑپ رہا ہے اسوقت عجب نالہ و فریاد سے چلا کے بیٹے کی نعش سے لپٹ گئی اور اپنی آغوش مادری مین لیکر یہان تک چلا روئی آخر بیدم ہو کر زمین پر گری یہ حال دیکھکر جتنے صاحب وہان جمع تھے بے اختیار رونے لگے اور بجبر اوسے بیٹے کی نعش سے چھڑوایا

نواب بہادر جنگ خان رئیس بہادر گڈھ جو اس ہنگامہ فساد مین چپکے بیٹھے رہے اونھین گرفتار کیا ہزار روپیہ ماہوار مقرر کر کے روانہ لاہور کیا اور دو تین لاکھہ روپیہ اونکے گھر سے لیا۔

راجہ ناہر سنگہ راجہ بلب گڈھہ چو روز فساد شہر مین تھے جب یہ ہنگامہ دیکھا بگبھی پر سوار ہو بلب گڈھ آئے مسٹر وصاحب کرانی مختار کار راجہ اوسوقت راجہ کے ساتھہ آیا تھا تین مہینے تک اوسے پوشیدہ جب فوج نے خبر پائی اکر پکڑ لے گئی مار ڈالا اس اتہام سے راجہ کو پھانسی دی کہ تمنے کیون اوسے نہ بچایا قریب ۲۰ لاکھہ کا نقد و جنس راجہ کے گھر سے نکلا۔

نواب احمد علیخان رئیس فرخ نگر کو بے تکلف پھانسی ملی گھر لوٹ لیا سبب ظاہری یہ تھا کہ اونکے

چچا غلام محمد خان نے فرخ نگر کے واسطے دعویٰ کیا تھا اور نواب نے بعد ثبوت حقیت اپنے تھوڑا روپیہ سپاہ باغی کو دیکر نجات پائی۔

نواب اکبر علی خان رئیس پٹودی جنکے پاس روز فساد فورٹ صاحب کلکٹر گوڑگانوہ مع عیال بھاگ کر گئے تھے بی بی کو نواب کے پاس چھوڑ کر آپ کرنال چلے گئے تھے جب انگریزی پہاڑی پر پہونچے اور سرکشی زمینداروں سے امینت راہ ہوئی نواب نے انکی بی بی اور لڑکوں کو لباس ہندوستانی پہنا رتھ میں سوار کر بسلامت گڑگانوہ پہونچا کر پھر آگئے تھے غلام فخرالدین خان بدمعاش شہر جو کمشنر صاحب کی سفارش سے تحصیلدار علاقہ گوڑگانوہ ہوا تھا بعد ارسال زر تحصیل خزانہ شاہی میں جمعیت پچاس سوار اپنے علاقے سے پھرتا تھا جبدن پٹودی میں پہونچنے لگا محمد تقی خان بڑے بیٹے نواب کو راہ میں گرفتار کرکے پانچ لاکھ روپے مانگنے لگا جب نواب کو خبر پہونچی حکم کیا کہ انہیں مار دو پر بیٹے کو لے آؤ چنانچہ یہی ہوا کہ اون پچاس میں سے ایک کو جیتا نہ چھوڑا۔ محمد تقی خان کو بسلامت لے آئے فخرالدین خان بھاگ کر ریواڑی پہونچا اور تلا رام وہانکے رئیس کو اپنے ساتھ لے نواب کا گھر لوٹا آگ لگا دی نواب مع عیال جھجر چلے گئے اور بعد پھرنے مفسدین کے پھر اپنے مقام پر چلے آئے سرکار سے اونسے کسیطرح کی بازخواست نہوئی۔

نواب امین الدین خان ضیاء الدین خان بیٹے نواب احمد بخش خان کے جاگیردار لوہارو واس ہنگامہ میں اپنے گھر چپکے بیٹھے رہتے تھے مگر حسب الطلب بادشاہ کبھی کبھی دربار جاتے تھے بعد فتح سرکار بھاگ کر دوجانہ میں گئے بروقت امان پھر داخل شہر ہوکے چندے مقید رہے آخر لیاقت جان لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر رہائی پائی جاگیر بھی ملی لیکن چھ لاکھ روپیہ فوج سرکار نے انکے گھر سے لیے۔

نواب حسین علیخان بہادر رئیس دوجانہ اپنے مقام میں رہتے تھے اتنک بدستور بحال ہیں اور جتنا اس ہوسکے میں ممکن تھا نیکی سے ہاتھ نہ اوٹھایا۔

امرای قدیم وجدید شاہی

محبوب علیخان مختار سرکار بمنزلہ وزیر بدت سے مرض فرن میں گرفتار تھے اس معرکے میں مر گئے

اونکی جگہ صمصام الدولہ فرخ جاہ پوتے شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی درانی نواب احمد قلیخان
بہادر بیٹے نواب عباس قلیخان مرحوم جو کلکتے سے آکر لکھنو مین مر گئے تھے باپ نواب زینت محل
صاحبہ کے مقرر ہوے بنام کاروبار وزارت کرتے رہے اس زمان فساد مین ازراہ تامل اندیشی بھاگ کر
چھپ گئے وہان رئیس نے گرفتار کرکے سرکار انگریزی مین بھیجا اور بعلت عدم ارتکاب سل و رسائل سرکار
مقید ہوے بمقتضاے غیرت زہر کھا کر مر گئے اور بعض یہ کہتے ہین کہ ہیضہ وبائی ہوا قدم رسول مین
دفن ہوے لاکھہ روپیہ کا گھر ضبط سرکار ہوا —

حکیم احسن اللہ خان مقرب خاص بادشاہ کو فراج بادشاہ مین مداخلت کلی تھی مخبر و معتمد کار
صاحبان عالیشان تھے انھون نے سرکار سے تین عہد کیے تھے ایک یہ کہ بادشاہ کو فوج باغی کیساتھ جانے
نہ دونگا دوسرے شاہزادونکو گرفتار کرادونگا تیسرے دفتر سرکار شاہی کو سرکار مین پہونچا دونگا چنانچہ انھون نے
ان تینون کی تعمیل کی اسکے صلہ مین اداے حقوق وفا کے دوسو روپیہ ماہوار کا پنشن مقرر ہوا

معین الدولہ عمدۃ الامرا صفدر الملک سید ذو الفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذوالفقار
جنگ عرف حسین مرزا نیشاپوری اولاد مرزا یوسف بھانجے نواب سعادت خان برہان الملک بسبب علو
خاندان عہدۂ نظارت پر مامور تھے بادشاہ کی خواصی مین بیٹھتے تھے انکے بڑے بھائی نواب
مظفر الدولہ ناظر الملک مرزا سیف الدین حیدر خان سیف جنگ کسیطرح کا سررشتہ سرکار شاہی مین نرکھتے تھے لیکن
بسبب سلسلہ قدامت اکثر حاضر حضور دربار شاہی ہوتے تھے اس ہنگامہ فساد مین دونون بھائیون
کو کسیطرح کی مداخلت نہوئی بلکہ عرض کلمہ حق فوج باغی سے خوف جان و آبرو رکھتے تھے اور اپنے
مذہب تشیعہ سے بھی سبکی نظر مین خار تھے لیکن سفیر مرزا جسقدر لکھنؤ کے تعارف سے انکے گھر مین
اوترا تھا جسوقت کہ سرکار مین قصور سفارت سفیر ثابت ہوا انکی میزبانی کا کیا قصور گر یہ حکم حاکم
خلاصہ بعد خرابی شہر حسین مرزا راہی بانی مت ہوے جب سب طرح سے لٹ گئے کئی مہینے تک حیران
و پریشان رہے آخر کرتے پڑتے زمان فتح لکھنو پہونچے جب اشتہار امان جناب ملکہ دوران عادل
زمان شہرۂ آفاق ہوا ولیم صاحب قاسم وثیقہ و پنشن سے اظہار حال کیا دعوی وثیقہ کیا جب
رپورٹ سرکار مین کیا انکی بے قصوری ثابت ہوئی لیکن بسبب اسکے عہدہ جلیلہ اور تقرب بادشاہ
کے اجراے وثیقہ مین تامل ہوا جب نواب گورنر جنرل بہادر نے اکثر رئیسونکی املاک شہر اودھ حکم قیام شہر دیا

یہ بھی مع عیال راہی وطن مانوف ہوئے
لیکن سید مظلوم مظفرالدولہ کا احوال جگرخراش ہے کہ قلم اپنی تحریر سے عاجز اور ہاتھ بھی قاصر ہے خلاصہ جب یہ دلی سے بھاگے اپنی قرابت مادری کی جہت سے الور گئے ۲۰۔ شاہزادے اولاد تیموریہ اور ۲۰۰ تلنگے ملازم اوسی ریاست کے اور اکثر رئیس شہر بھی وہاں تھے مخبر سرکار نے اطلاع دی مخبرین وہاں پہونچے ان تماچین نان سینہ سے طمع زر کیا کچھ ملا یا امید موہوم کل پر کب مانتے تھے اسی اتہام جرم سے یہ سب اسیر روانہ دلی ہوئے راہ میں فورث صاحب کلکٹر گوڑگانوان نے بے ثبوت تحقیقات و اظہار رجال نہ حکم صاحب کمشنر بہادر احمد مرزا اکبر خان بنگش میر خان مع نفضل خان جاگیردار ضلع ملول کا بیٹا امیر خان کا ان سب کو نشانہ تفنگ اجل کیا اور مظفرالدولہ کو اتہام ظاہری سفیر لکھنو سے کہ تم نے بحکم بادشاہ کیوں اپنے گھر میں اوتارا تھا مار ڈالا۔
ذوالفقارالدولہ محمد نجف خان عرف آغا سلطان نواسہ نواب نجف خان مرحوم جو قدیم سے سررشتہ بخشیگری پر مامور تھے اور اس فساد میں کسیطرح شریک باغیان نہ ہوئے تھے وہ بیک مفقودالخبر ہیں واللہ عالم کہاں گیے کیا ہوا۔
کپتان دلدار خان اولاد مجدالدولہ بہادر کپتان قدیم شاہی اونکی بھی کچھ خبر معلوم نہیں
نائب کپتان میر نواب اگرچہ شریک معرکہ تھا لیکن کرنال کے رہنے سے جو بعد فتح گیا گرفتار ہوا پھانسی دیا گیا۔
سیف اللہ عرف مرزا غلام عباس وکیل بادشاہ اولاد سید صلابت خان کہ بعد اس ہنگامہ کے پھر بھی وکالت بادشاہ کورٹ میں کی کوئی امر معقول قرار نہ پایا اور بادشاہ کیواسطے جو ہوتا تھا ہوا وہ اب تک شہر میں موجود ہیں اونکے باپ عطاء اللہ خان جاگیر و تنخواہ پر قابض ہیں
والے مانند لال بہشن کا تقسیم تنخواہ شاہی بسبب سازش حمایت سرکار موجود۔
محمد قدرت اللہ خان منیڈو خان رسالدار سرکار شاہ اودھ کا بیٹا داروغہ خانسامانی پیشتر اس ہنگامہ فساد کے رخصت لکھنو آ گئی تھی میان شورش فساد دلی گیے بعد فتح پھر لکھنو چلے آئے وہاں سے بھاگ کر قطب نگر وغیرہ میں سرگردان پھرے بسوری میں حاضر حضور کمشنر نگ فوج ہوئے امان پائی بعد چندے روز سرگردانی کے لکھنو میں مر گئے
میر نجات قلعدار اگرچہ شریک فساد نہ تھا لیکن بخوف آبرو مفقودالخبر ہو گیا۔

میر اشرف علیخان فیلبان شاہی خطاب فوجدار خان بادشاہ کے ساتھ داخل شہر ہوئے مہمان حکیم احسن اللہ خان ہوکر سرکار سے اخراج ابد کا حکم ہوا پانی پت پہونچے وہان تین برس کی قید کا حکم ہوا۔

میر یوسف علی خان مفتی قلعہ اس ہنگامہ کے بعد پانی پت گئے۔

مکند لال عرف جامہ پوس میر منشی بادشاہ اجرای اشتہار امان جناب ملکہ دوران تک شہر مین چھپے رہے بروقت اظہار مقید ہوئے مگر امر خلاف تحریر اشتہار واقع ہوا۔

میر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل جو خزانہ انگریزی فوج کے ساتھ آئے تھے اور مرزا ابوبکر کے کارندہ تھے جے پور سے پکڑ آئے اپنی سزا کو پہونچے۔

عبد الصمد خان رسالدار قدیم شاہی جو اوس معرکے مین معطل اپنے گھر بیٹھے رہے وقت شب داخلہ شہر جوان زبردست خوش ظاہر دیکھکر مار ڈالا۔

مرزا محمد حسن خان بیٹے نواب ارتضی خان اس ہنگامہ مین مرزا خضر سلطان کے نائب تھے اور سرکار انگریزی سے دو سو روپیہ کا پنشن قدیم سے پاتے تھے پھانسی دیے گئے کہتے ہین فی الحقیقت اونسے اکثر امور نامی و نا عاقبت اندیشی سرزد ہو جسکی سزا کو پہونچے

حکیم عبد الحق ملازم قدیم سرکار شاہی سرکار راجہ بلب گڑھ مین بسبب مختار کار ہونے کے خلعت دولت دیا گیا تھا اور زمانہ معرکہ مین نگاہداشت رسالہ در ایک پلٹن نجیب کی بادشاہ سے اجازت لی تھی شریک لڑائی بھی رہے تھے بھاگ کر فرخ نگر گئے وہان گرفتار ہوآئے سزا کو پہونچے

	رؤسای شہر دہلی	

میان نظام الدین نبیرہ مولوی فخر الدین صاحب کالے صاحب کے بیٹے پیر مرشد بادشاہ ہرچند کہ شریک معرکہ تھے لیکن جب فوج داخل ہوئی بخوف آبرو حیدرآباد دکن چلے گئے

محمد حسن صاحب نبیرہ میان نظام الدین عرف گورا شاہ صوبہ دار دہلی کے بھرت پور تک پہونچنے کی خبر ہے۔ نواب حسن علی خان بیٹے نواب نجابت خان رئیس جھجر کا باوصف عدم شرکت کے بسبب حاضر نہونے دربار شاہی کی مظنون خلائق ہوکر بھاگ کر اور صرف گماشتہ لکھی جنسے شہر بھیا باقی تھا

کے پاس گوالیار گئے وہان بھی صورت امان نپاکر دھولپور مین روپوش ہوئے بعد اجراے اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ گرفتار ہوا اکبراباد گئے کپتان جاردن صاحب کمشنر اگرہ اور کپتان ایبٹ کمڑہ کپتان قدیم دہلی جو اونکے دوست تھے ساعی رہائی ہوے اور حکام دہلی معترض ہوے کہ بروقت اشتہار اظہار حال کیون نہ کیا اس جہت سے دہلی طلب ہوے۔

نواب محمد علیخان نبیرہ اسمعیل خان والی بہادرگڈھ باوصف عدم شراکت ہنگامہ فساد لیکن انکے قریب مکان مولوی امام بخش صہبائی مدرس مدرسہ دہلی رہتے تھے اور اہل محلہ بسبب جرمی کے اپنے اپنے گھرونسے باہر نہین گئے تھے ایک سپاہی نے نوکر مولوی لسبب سازو موافقت اپنی قوم کے ٹکٹ امان لایا تھا ایک دن یہ مردک قرابتی قوم مین لڑا لوگ اسکے مدعی کی فریاد ستمکرہ دکو پہونچے اسنے گھبراکر بندوق داغی گورون نے اور سنتے ہی توپ لاکر محاصرہ محلہ کرلیا سبکو خاک برابر کردیا۔

ناصرالدولہ نواب ناصرالدین حسن خان مجسٹریٹ صاحب کوہ منصوری پر تھے اسی وجہ سے ٹکٹ امان لایا تھا اور شہر سے باہر نہ ہوے تھے دوسرے دن وقت داخلہ فوج اوسی ٹکٹ اور کاغذ جاگیر کو لیکر حاضر حضور کمشنر دہلی ہوے اور اظہار اپنی خیرخواہی کا کیا جواب پایا کہ کنارہ دریا جاکر کھڑے ہو اپنی جاگیر پاؤ گے ایک بندوق ماری گر پڑے فی الحقیقت مقتضاے انصاف اور نمک حلالی آقاے ولی نعمی قدیم یہی تھا۔

مولوی صدرالصدور دہلی صدرالدین خیرخواہ اور متوسل سرکار ہمیشہ خبر خیرخواہی کے ہاتھ سے اٹھایا باغیون نے بجبر و تعدی کاغذ جہاد پر اونسے مہر کروائی تھی اس مطلب مین گرفتار ہوے گھر کا اسباب ضبط ہوا لیکن بعد خرابی کے نجات پائی۔

نواب مصطفےٰ خان بہادر رئیس جہانگیرآباد باوصف ہمراہ ہونے اور حمایت سرکار کے بلندشہر سے گرفتار ہو میرٹھ پہونچے ایک برس قید رہکر چھوٹے۔

میان امیر خوشنویس کامل اوستاد بادشاہ راجہ الور مرد پیر نوے برس کے ۹۰ سے گورون نے روپیہ مانگا دو مرتبہ موافق مقدور کے دیا تیسری دفعہ ندیا باہر نکلے مارے گئے۔

قاضی محمد فیض اللہ خان زمان بلوے مین بعد نواب معین الدین خان کے چندروز کیواسطے

کوتوال شہر ہوتے تھے بھاگے بلب گڑھ سے پکڑے آئے پھانسی پائی۔

حافظ داؤد بیٹے معلم بادشاہ کے اس ہنگامہ مین گھر سے باہر نکلے مارے گئے۔

نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص اولاد ہشنگ دانیا اوستاد بادشاہ فن شعر مین اس معرکہ مین بسلامت رہے لیکن اجل بھی درپے تھی ایک رسالہ بھی اپنے طرز کلام پر اس معرکہ خاص کا چھپوایا حکام بالطائف الحیل اونکا پنشن سرکاری موقوف کردیا بعد اسکے نواب یوسف علیخان رئیس رامپور خدمت کرتے رہے تا اینکہ دلی مین انتقال کیا

حکیم محمود خان غلام مرتضی خان غلام اللہ خان عبد الحکیم خان اولاد حکیم شریف خان بسبب توسل راجہ نریندر سنگھ بہادر پٹیالہ سب آفات شہر سے محفوظ رہکر پٹیالے گئے

نواب غلام حسین خان کے بیٹے بروقت داخلہ فوج شہر سے چلے گئے تھے جیتے بچے۔

نواب یعقوب علیخان جسدن داخلہ فوج سرکار ہوا شہر سے درگاہ قطب صاحب کو بھاگے جاتے تھے راہ مین گوجر راہزنون نے نالہ مہاپور مین مع اونکے بڑے بیٹے قطب علیخان کے مار ڈالا موسی خان شہر سے بھاگ کر الور گئے وہان سے قید ہو دلی آئے چھوٹ گئے

امین الرحمان گرفتار ہو کر دلی پہونچے پھر احوال معلوم نہوا۔

مولوی جعفر علی مدرس اول مذہب شیعہ کو مولوی نظیر حسین نے بہ علت کرنے غارت اسباب مدرسہ کے گرفتار کروادیا بعد تحقیقات و معتبر ثبوت جرم نجات پائی۔

مولوی محمد باقر نے ٹیلر صاحب مہتمم مدرسہ دہلی کو اپنے گھر مین چھپایا جب شورش ہنگامہ ہوا اپنے گھر سے نکالدیا لوگون نے بتا بتلایا محلے کا چمار دوڑا مار ڈالا اور کاغذ نوٹ ایک لاکھ ۱۹ ہزار روپیہ کا اوسکی پاکٹ سے نکال لیا جب فوج سرکار آئی ہڈسن صاحب کے آگے وہ چمار لباس خاکی پہنے گیا کہا مین مولوی رجب علیخان کا آدمی ہون فرمایا تونے وردی بغیر حکم سرکار کیون پہنی مگر کچھ غرض رکھتا ہے اوسوقت اوسنے عرض حال کیا جب تلاشی لی وہ کاغذ نوٹ لیلیا اور گولی ماردی۔

اولاد حکیم زکی اللہ خان شہر سے بھاگی حویلی بالم مین گئی سعید اللہ خان حکیم سعید الدین خان اونکے نواسے اکیلے بھاگ کر سنپت پہونچے وہان سے گرفتار ہو دلی آئے مع حسام الدین خان بہرہ

بیٹے کے مارا گیا۔

حکیم امام الدین خان بسبب علاج بادشاہ زمان اسیری مین سب آفات سے محفوظ رہے درگاہ خواجہ صاحب مین مقیم ہوے۔

میر جلال الدین خوشنویس خط نسخ اوستاد بادشاہ مع اپنے بیٹون کے پہلے پانی پت گئے بعد اسکے رام پور پہونچے۔

بدر الدین علیخان مہرکند خاص جناب ملکہ معظمہ عادل دوران دلی مین رہے۔

مولوی   مدرس اول مدرسہ دہلی کرانہ بھاگ کر گئے وہان سے گرفتار ہوآئے۔

شاہ احمد سعید نواسے غلام علی شاہ مجتہد اہل سنت موجد و بانی مبانی جہاد قبل از داخلہ فوج سرکار بقیرہ نواب صفدر جنگ مین جا کر رہے الکامرید جالفشان خان رسالدار ساکن سہ ونبھہ ٹکٹ اور پروانہ راہداری سرکار سے لیکر جیا مولوی حیدر علی کے ساتھ کابل گئے۔

شاہزادہ محمد عظیم بیٹا جہان اختر شاہزادہ کا بیٹا شاہزادہ سنجر بن احمد شاہ درانی سپر ضلع رہتک مین تھا اور پلٹن باغی کو کبر کے ساتھ شہر مین پہونچکر مشغول جہاد رہا تھا جب حکام نے اوسکے عیال کو قید کر ہانسی بھیجا بادشاہ سے کچھ فوج لیکر رہتک کو لیلیا تھا جب بادشاہ کا شقہ پہونچا پھر آیا اوسیدن حضور شاہی مقبرہ ہمایون مین گیا جسدن فوج باغی دلی سے روانہ متھرا ہوتی وہ بریلی سے بوندی گیا قافلہ جنابعالیہ کے ساتھ رہا

نواب حامد علیخان نے پہلے جنرل چھاؤنی کی بیٹی اور ایک صاحب کی بی بی کو اپنے گھر مین چھپا یا تھا فوج باغی یہ خبر سنکر دوڑ لائی گھر لوٹ لیا اوبھین بھی چاہتی تھی جان سے مارین مرزا ابوبکر شاہزادے جلد جا پہونچے جان بچی اوسوقت اوس بی بی کو کہین بھیجدیا تھا اور قیام ہر روز دربار شاہی فرزند علی اپنے بھتیجے کے ہاتھ مولوی رجب علیخان مہتمم اخبار سرکار کے پاس حسب صاحب جنرل فوج کے ملاحظہ کو بھیجا کرتے تھے اور دیہات الی پور اور نواب گنج بہت متعلق زمینداری نجو وطن قدیم عقب پہاڑی سی نظر رسد وغیرہ ضروریات محاصرین سرکار کو بھیجا کرتے

جب فوج سرکار داخل شہر ہوئی یہ ایک دن پیشتر شہر سے نکلکر برف خانہ مین جاکر ٹھہرے تھے
بعد امان سرکار حسب الطلب ہڈسن صاحب کے پاس حاضر ہوے لاکھہ روپیہ کا نوٹ دیا
جب اجازت صاحب نے دی مع اپنے عیال واقربا روانہ برست ہوے اور جو شخص روساے
شہر سے شریک باغیون کے نہ تھا انکی اجازت سے داخل انکے قافلے کے ہوا اور جو محتاج
سواری وخرچ کا تھا اوس سے کچھ دریغ نہ کیا اور باطمینان کلی اپنی حمایت اور سفارش سے نکالدیا
اور یہ سب زن ومرد قریب دس ہزار کے جمع ہو گئے تھے اور خود شہر مین جاکر رہے لیکن
انکی عیال عالیہ بیگم صاحبہ اور امراؤ بیگم صاحبہ سالی مع اپنے ہمراہیون کے برست مین رہے
باقی جتنا قافلہ جمع ہوگیا تھا ہر طرف کو چلا بعد دو تین دن کے میر حامد علیخان بسفارت
آنے مولوی کرنال چلے گئے ۔

۱۹ صفر ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۷ء قبل از نماز صبح رچرڈ و صاحب کلکٹر کرنال دو سو
سوار سے آئے میر حامد علیخان کا گھر گھیر لیا اور جتنا مال اسباب دولت تھی تقریبا ۹ لاکھ روپیہ
کی سب لوٹ لیے یہان تک کہ عورات کے سر سے چادر بھی نچھوڑی چنانچہ ایک شخص باغی
جو شریک اس لوٹ کے تھا پانی پت مین وقت تلاشی خانہ ایک مالہ مروارید اور ایک کنٹھا نکلا
جسکی قیمت ارض بازار اسی ہزار روپیہ تجویز ہوئی تھی فی الحقیقت واقفکار اصل بنیاد اس
دولت واسباب کی خوب جانتے ہین کہ یہ سب مال سرکار شاہ اودھ تھا کسواسطے کہ اصل حقیقت
اعتماد الدولہ میر فضل علیخان اور میر حامد علیخان کی معلوم ہے اور یہ مجموع ثروت مال دنیا فقط
۹ مہینے کی وزارت سے حاصل ہوئی تھی خلاصہ بعد اسکے میر حامد علیخان میر نواب عباس مرزا یوسف
مرزا محمد وزیر مرزا اور ۲۲ ملازمین کو قید کرکے پیادہ کرنال لیگئے وہان سے شکرم پر سوار کرکے دلی
بھیجا اور باقی عورات کو زندان وطن مین رہنے دیا کہتے ہین کہ یہ سب مصائب الآلام روحانی اور
اور گرفتاری بلاہاے آسمانی فقط سازش و حمایت ہڈسن صاحب کمندر فوج کی جہت سے ہوئی کہ سندرسن
صاحب کمشنر دلی سے اور صاحب سے کچھ بغض باطنی ہوگیا تھا اور بعد فتح دلی جب ہڈسن صاحب شریک معرکہ
عالم باغ لکھنؤ ہوے جسدن دلکشا سے دھاوا کرکے حضرت گنج کو جاتی تھی کنارہ نہر مارے گئے انکی قبر
عالم باغ مین ہے اس جہت سے یہ وسیلہ ظاہری سید موصوف منقطع ہوچکا تھا غرض بہت دنون تک قید

رہے دو آنہ یومیہ خوراکی سکو ملتی رہی عورات بنی فاطمہ محتاج نان شبینہ ہوتین موسم سرما مین کہین سے ایک قنات کہنہ بہم ہوگئی تھی اوسکے ٹکڑے کرکے سب کو بجاے لحاف و رضائی ہوئی تھی بعد مرور سکتو ایام سب قید سے چھوٹے اوسکے بعد سید موصوف نے انتقال کیا خانہ فقیر سے خانہ ویرہ آباد ہوکر پھر خانہ فقیر ہوگیا وگرنہ مدت عمر تک انکی بابارت بسر ہوتی فاعتبروا۔

اطراف و نواح دہلی مین قوم بھوات اور گوجر نے اس بلوہ مین فرصت وقت پاکر موافق دستور زمان قدیم راہزنی اختیار کی تھی تلارام جاٹ انکا سر گروہ تھا خلاصہ ہر ایک باغی اپنی سزاے کردار کو پہونچا۔

احوال فیروز شاہ شاہزادہ

یہ بیٹے مرزا ناظم بخت کے پوتے فرخ سیر بادشاہ دہلی کے ہین انکا احوال یہ ہے کہ قبل از معرکہ ہندوستان روانہ حج بیت اللہ ہوئے تھے وقت مراجعت جب اودہ پہونچے خبر ہنگامہ فساد سنکر وہین ٹھہرے جب حکم سرکار انکی گرفتاری و قتل کا پہونچا بھاگ کر گوالیار آگئے راہ مین کنپ مرار ملا طالب انکی ہمراہی کے ہوئے اونھون نے جواب صاف دیا بعد اسکے علاداری دھولپور مین پہونچ وہان کے تحصیلدار سے لاکھ روپیہ لیا جب خبر شکست دہلی سنی عازم اکبر آباد ہوا اور اپنی جمعیت قلیل سے کئی سو مرد ولایتی کو بھی جنھون نے رجواڑے کی نوکری چھوڑ بہ نیت جہاد ایمانی اور طمع محاصل دنیا رفاقت انکی اختیار کی تھی محاصرہ آگرہ کیا ایکدن جنگ و جدال مین کٹا آخر نوبت بشمشیر پہنچی بھم کچھ بن نہ پڑا ساری فوج مجاہدین بھاگی ہرچند صاحبان عالیشان پہلے سے قلعہ مین جاکر رہتے تھے تھوڑی سی فوج سے انکا سامنا کیا تھا مگر آتش افروزی اور بربادی غرباے شہر کو بہت تھی خلاصہ وہان سے اوسی جمعیت قلیل سے میوات پہونچے وہان شیخ فضل علی رسالدار رجمنٹ کی معیت اور جرنل عبدالصمد خان کے ساتھ ہوکر فرخ آباد شاہجہانپور ہوتے ہوے داخل لکہنؤ ہوے میان انکا بہت احترام کیا گیا پہلے سلطان بہو صاحبہ کے مکان مین بسبب قرب اسکے آتر ہے پھر دوسرے مکان مین گئے جب فوج باغی لکہنؤ سے بھاگی شاہزادہ سراسیمہ ہو جمعیت قلیل اور ایک توپ سے بریلی پہونچے خان بہادر رئیس بریلی نے اجازت شہزادی مراد آباد گئے وہان

کا ناظم چچا خان بہادر خان کا تھا اوسنے کہلا بھیجا بہتر ہے کہ یہان چلے جاو شاہزادے نے غدر جنگی
راہ کیا اور کہا ہم افطار روزہ مبارک کرکے کل نجیب آباد چلے جائینگے آج میان رہنے دو
قبول نکیا ایک پلٹن رسالہ مع توپون کے بھیجی مقابل انکے خیمے کے توپین لگا دین مولوی
احمد اللہ خان ساکن بنگالہ رفیق خاص کیا گر دلانداز دن کو سب طرح سے سمجھا کر ترغیب جہاد اپنے
دی جب شاہزادے ملنے لڑنکو دیکھا اپنے ساتھ کی توپ کو آگ دی مولوی صاحب اوس وقت بھاگ
گئے یہ کہتے ہوے کہ تمہارا بچنا مشکل ہے فوج آپہونچی تمسے بھی جہان تک بھاگا جائے چلے جاو گولہ
انداز مولوی صاحب کے اس افسون سے بے سر ہوگئے توپون کو چھوڑکر بھاگ گئے رسالدار و
پلٹن بھی اونکے ساتھ چلی گئی شاہزادے کے ہمراہیون نے جا کر تین ہاتھی ایک چاندی کے حوضے
۱۶ میگزین دو ہزار روپیہ نقد لے آئے اور باقی لشکر کا اسباب انکے ساتھیون نے لیا شہر مین
اپنی منادی کی اور انتظام ریاست فوج شروع کی قصاب جولاہے اسیطرح فرقہ خاص کے قریب
دو ہزار کے جمع ہوگئے - دو دن تک یہ حکومت ناپائدار رہی چوتھے دن ہزار فوج رامپور
کاظم علیخان بھائی نواب یوسف علیخان بہادر کے لیکر آئے کچھ لڑائی ہوئی فتحیاب ہوے پانچوین
دن کچھ فوج سنبھل سے ملازم رامپور آئی تھی مجاہدین کی فہمایش سے توپین چھوڑکر بھاگ گئی چھٹے
دن فوج انگریزی نجیب آباد و رامپور سے پہونچی تینون نے شہر کے کوٹھون پر چڑھکر ڈھیلے پتھر
مارنا شروع کیا تمام دن اسی حال مین گذرا شام کو قصاب جولاہے بھاگ گئے شاہزادہ
اپنی جمعیت قلیل سے بریلی آیا اوسوقت خان بہادر خان نے بڑا احترام کیا اور استقبال
کرکے آپ خواصی مین بیٹھے شہر مین لے آئے اس عرصے مین فوج انگریزی تین طرف سے پہونچی
خان موصوف نے تکلیف انتظام لڑائی کی دی شاہزادے نے قبول نکیا جب یہ خبر پہونچی کہ کل
معرکہ لڑائی درپیش ہوگا راناراو پیشوا نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد رات کو روانہ
خیرآباد متعلقہ نظامت اودھ ہوگئے خان بہادر خان کی مجموع فوج نامرافقین دونون سردارون
کے ساتھ روانہ ہوئی اور راہ چوڑی کی لی صبح کو شاہزادے کا مقابلہ فوج انگریزی سے ہوا نکٹیہ کے
پل پر اسطرف کے کہتے ہین جب نوبت تلوار پہونچی طرفین سے بندوق بند ہوگئی جب تلوار
و سنگین چلنے لگی جب شام ہوگئی اور خبر پہونچی کہ خان بہادر خان مع اپنے عیال سید سے

پہلی بیعت کو گئے پھر انکے قدم نہ ٹھہر سکے گھبرا کر شاہجہانپور آکر شریک ہو کر احمد اللہ شاہ کے فوج
صاحبان عالیشان داخل شہر ہوئی قتل و غارت شروع ہوا عالیگنج سب طرف بھاگی جو جہان
ملا مارا گیا حکیم محمد حسن خان اجل گرفتہ پوتے نواب محبت خان کے اس ہنگامہ میں مارے گئے انکا افسوس
سب کو ہوا جب شکست شاہجہانپور کی ہوئی شاہزادہ داخل محمدی ہوا میان شاہ صاحب
کی کم سپاہ نے مدعی سلطنت ہفت کشور ہو کر اپنا سکہ جاری کیا تھا سکہ

سکہ زد بر ہفت کشور خادم محراب شاہ		حامی دین محمد احمد اللہ بادشاہ

اور نشہ غرور و نخوت جو دماغ میں سما گیا تھا شاہزادے سے بھی طالب بیعت و فرمانبرداری مثل اوروں
اور خادمون کے ہوا شاہزادہ اونکی اس حرکت ناپسندیدہ سے خفا ہو کر سندیلے میں آیا تھانہ سرکاری
کو لوٹ کر اپنا تسلط کیا اور اکثر اضلاع تھانجات بانگرمئو صفی پور وغیرہ کو لوٹا غارت کیا برسات
پھر اسی دوا دوش میں گذرا جب سندیلے سے شکست کھائی خیرآباد آگئے وہان کے ناظم سرشتہ
کو مولوی محمد ناظم بسوا باڑی کو واسطے مدد راجہ گلاب سنگہ راجہ پروا بھیجا اور خود خان علیخان
ناظم کل خیرآباد کے پاس چلا گیا غرض اسیطرح ہر ضلع و مقام میں آگ لگاتے گذرے اور
فوج سرکار سے بھی مقابلہ کیا مگر کہیں پائے ثبات نرہا محمود آباد میں آیا وہان رنگ فوج باغی نامردی
کا دیکھکر متغیر ہوا سب افسرون کو جمع کیا کہا میں نے تن بمرگ دیا ہے جسے مرنا ہو میرا ساتھ دے ورنہ
اختیار رکھتا ہے چلا جائے کہتے ہیں کہ اوسدن شاہزادے پر فاقہ گذرا تھا آخر ۴ سو سوار رجمنٹ ۱۲
مع لطیف خان رسالدار اور ڈاکٹر وزیر خان باقی سوار جنگی متفرق قریب تیرا آدمی کے توپ
جمع ہو کر روانہ باڑی ہوا باقی فوج از راہ نامردی رفاقت خان علیخان میں رہ گئی ۔

جنرل اسمعیل خان قاضی عنایت علیخان پرگنہ ہر چند سوار باغی سے اطاعت سرکار دولتمدار
انگریزی اختیار کئے اور بموجب اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ خاص حضور کمشنر فتح پور کے ہوا اور بعد پانے
امان کے اپنے اسلحہ حرب سپرد سرکار کر کے اپنے وطن چلے گئے ۔

شاہزادہ باڑی سے سیدھا سیدان ہو کر بسلامت کنارہ دریائے گنگ پہونچا اور فوج سرکاری
بھی تعاقب نہ کیا ورنہ کیا عجب ہے گھاٹ تک پہونچنا مشکل پڑتا اتفاقاً کشتیان غلہ کی فتح آباد
سے آکر گھاٹ پہ تھیں اونکا غلہ خالی کروا کے مع اپنے ہمراہی بلہور کے گھاٹ سے بسلامت پار اتر گیا

ملاحون کو دو سو روپے انعام دیے پھر فوج مکن پور درگاہ مدار و حوالی آٹاوا وغیرہ لوٹتی ہوئی شیر پور کے گھاٹ دریاے جمن سے اوتر گیا راہ مین اکثر مقام پر لڑائی بھی ہوئی خوب بہادری سے لڑا اور بسلامت نکلا چلا گیا کہی برس تک حوالی جنگل جے پور بیکانیر یا دامن کوہسار دکن مین سرگردان رہا وہان قوم بھیل بھی شریک ہو گئی آخرکار اٹک دریا اوتر کر کابل سے ہو کر داخل ملک ایران ہوا وہان سے رہبری پاکر داخل ملک روس ہوا۔ کہتے ہین کہ وہان اپنی جماعت قلیل سے بخوبی بسر کرتے ہین وہان سلطنت سے بحیثیت ناموری کچھ کفالت ہوتی تھی باقی ابرادے خواب خیال ہو گئی ہین انکی اولوالعزمی و شجاعت سرکار شاہت کیا عجب تھا اگر باشتی اونکے واسطے کچھ کفالت ہو جاتی تھی جسطرح زمان ماضیہ مین لارڈ ولزلی صاحب نے صاحبان اولی العزم کو کچھ ملک حکومت بسر اوقات کیواسطے دیکر سرکار کو نیکنام کیا مثل نواب امیر خان ہولکر وغیرہ مگر یہ کہیے کہ وہ زمانہ اور تھا حکام کی نیت بخیر تھی اب اور صورت ہے۔ آئندہ دیکھا چاہیے۔

واللہ علی کل شی قدیر

ا۔ جملہ متعرضہ ریاست و حکومت نواب برہان الملک مین جسقدر خزانے مین روپیہ جمع تھا وہ نادرشاہ کو دو کرور دیا گیا جس سے قیام و استقلال صوبہ داری ہوا۔
۲۔ زمان نواب صفدر جنگ مین اگر نواب بیگم صاحبہ کچھ اعانت نہ کرتین صوبہ اودھ ہین کیونکر آتا تھا۔
۳۔ زمان نواب شجاع الدولہ محفوظ رہتا اگر نواب بہو بیگم صاحبہ اعانت نہ کرتین چالیس لاکھ گورنمنٹ کو کہان سے دیے جاتے۔
۴۔ زمان نواب آصف الدولہ نائب عملہ سرکار رکھتا تھا مگر یہ نمک حلالی سرکار کو نہ بگاڑتا تھا۔
۵۔ زمان مستعار نواب وزیر علیخان کچھ گھر سے اوٹھا۔
۶۔ زمان نواب سعادت علیخان تا مدت مسند نشینی سے ۴ کرور اس نصف ملک کی تقسیم سے جمع ہوئے اگر دوسرا نصف بھی رہتا غالب کہ اس سے زیادہ جمع ہوتے سوا محاصلات عملہ سرکار کے۔

۷ ـ زمان حضرت خلد مکان مین وہی خزانہ صرف ہونے لگا مگر دس کرور باقی رہ گئے تھے

۸ ـ زمان حضرت خلد منزل مین صفائی خزانہ سابق و محاصل حال ملک بالکل ہوگئی نائبان وعملہ سرکار نے کھایا مگر بسبب نمک حرامی سے گھر کو بگاڑا۔

۹ ـ منا جان و وساعت نجومی بیٹھے۔

۱۰ ـ حضرت فردوس منزل نے ایک انتظام و ضبط سلطنت کیا مگر بحال خبر رسی۔

۱۱ ـ عہد حضرت جنت مکان مین وہی اندوختہ سلطنت تھا جو بسبب خبر رسی سے صرف کیا گیا اور کچھ رہ گیا۔

۱۲ ـ حضرت سلطان عالم کی سلطنت مین بالکل صفائی بلکہ خزانہ خالی ہوگیا فقط

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ جلد دوم کتاب نادر العصر موسوم بہ سوانح سلاطین اودھ جسمین مسلسل حالات جز و کل حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ خلد آرامگاہ بادشاہ اودھ مع حالات غدر و دیگر سوانح زمانہ مسطور ہین اور ہر ایک امیر شاہی کی تصویر اسکے احوال کے ساتھ نصب ہے ایسی نادر تاریخ آج تک نہین ہوئی جو سالہا سال کی مشقت سے منبع کمالات صوری و معنوی سید کمال الدین حیدر صاحب الحسنی الحسینی المشہدی [illegible] و سید محمد میرزا صاحب نے حسب ایمای صاحب والاشان ہنری ایلیٹ صاحب بہادر سکرٹری اعظم گورنر جنرل کشور ہند کے بڑی تحقیقات سے تالیف و تدوین فرمائی چنانچہ سابق ازین یہ کتاب موصوف بہ تصحیح حضرت مصنف حسب ارشاد فیض بنیاد گردون قباب جناب ہنر اکسانی مہاراجہ دگبجے سنگھ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی ریاست بلرامپور و تلسی پور وغیرہ دوبار مطبع منشی نولکشور صاحب موسوم بہ اودھ اخبار واقع بلدہ لکھنؤ مین حلیہ طبع سے محلّے ہوئی اور اب باصرار شائقین مطبع منشی نولکشور واقع کانپور بسرپرستی معلی القاب عالیجناب منشی پراگ نرائن صاحب بہادر مالک مطابع دام اقبالہ بار سوم کہ حقیقت مین بار اول ہے ماہ نومبر ۱۹۱۶ع بصد حسن و خوبی زیور طبع سے آراستہ ہوئی

تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ہیچمدان مطبع ہذا	
تاریخ سلاطین اودھ طبع چو گردید	درخواست خریداری او گشت ز ہر جا
عاقل بنوشتم زپی سال مسیحی	تاریخ سلاطین اودھ ہست چہ اولی
	۱۹۱۶ع

تاریخ طبع از ابو ناظم مولنا محمد حامد علی خان صاحب حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا	
اودھ مین جو گذرے ہین نواب نامی	انھین سب کی کیفیت اس مین ہے لکھی
مؤلف نے تقسیم دو جلد مین کی	کہ اک دوسری جلد ہے ایک پہلی
چھپی ہی یہ اس مطبع نامور مین	ہر اقلیم مین دھوم ہے جسکی کیا ہی
ہوا طبع کے سال کا مجھسے فرمان	دم فکر حامد بفضل الٰہی
لکھا مین نے یون مصرعہ سال ہجری	اودھ کی یہ تاریخ چھاپی ہے اچھی
	۱۳۲۵ھ

التماس — اس کتاب کے دونون جلد مین ٹائٹل پیج رنگین ۱۸۹۶ء مین مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین زیادہ طبع ہوگئی تھی اور اسمرتبہ ہر دو جلد مطبع ہذا مین چھپین لہذا ٹائٹل پیج وہی مطبوعہ سابق لگا دیے گئے ۱۲